وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا۔

(ترجمہ)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل (پابندی ارکان اسلام) کئے خدا کا اُن سے وعدہ ہے کہ انھیں اسی طرح دنیا کی سلطنت بخشے گا جس طرح سے پہلی قوموں کو بخش چکا ہے اور اُن کے دین کو جو خدا نے اُن کے لئے پسند کیا ہے پائندہ و استوار بنائیگا اور اُن کے خوف کو امن سے بدل دیگا۔

حقیقتِ حج

جس میں

ارکانِ اسلام کی علّتِ غائی۔ فلسفۂ حج سفرِ حج کے حالات و متعلّقہ معلومات و ہدایات

درج ہیں

مرتّبہ و مؤلفہ

منظور علی بن ثاقب

شملہ

سنہ ۱۳۵۳ ہجری

مطبوعہ آرمی پریس شملہ

قیمت ایک روپیہ   محصولڈاک [illegible]   اعلیٰ کاغذ ۱؎

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم

المعروض

الحمد للہ والمنۃ کہ محض قادر مطلق کے فضل و کرم سے اس خاکسار کو سنہ ۱۹۳۶ء میں فریضۂ حج بیت اللہ و زیارت مدینۃ الرسول کی سعادت عظمیٰ حاصل ہوئی۔ خانۂ خدا کے طواف کا والہانہ نظارہ، میدان عرفات میں اجتماع حجاج کا مثیل قیامت منظر، شہنشاہ دو عالم رحمۃ للعالمین کے دربار گہربار کی زیارت، مسجد نبوی کا دلکش و دلآویز منظر، صحابۂ کرام و فدایانِ اسلام کی یادگاروں کی جھلک نے خاکسار کی افسردہ طبیعت میں زندگی کی ایک نئی رو دوڑا دی۔ الغرض اس مقدس سفر میں ہر ہر قدم پر عجیب شان اللہ تبارک و تعالیٰ نظر آئی۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین والحمد للہ رب العالمین۔

فریضۂ حج اسلام کا رکن رکین ہے۔ اس فرض کی بجا آوری کے لئے سعادت مندان ازلی اطراف عالم کے مختلف گوشوں سے جوق در جوق یکساں شوق و ذوق سرزمین حجاز مقدس میں داخل ہوتے ہیں اور مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی زیارت سے جو دراصل مسلمانوں کے مذہبی، روحانی اور سیاسی مراکز ہیں۔ شرفیاب ہوتے ہیں۔

اگرچہ ہر سال ہزارہا مسلمان تودہ ہائے سیم و زر نام خدا و رسول پر نثار کر کے سرزمین حجاز میں پہنچتے ہیں لیکن مقام حیرت ہے کہ ان زائرین میں عشر عشیر ہی ایسے ہونگے جو حج کی حقیقی غرض و غایت کو مد نظر رکھتے ہوئے اس فریضہ کو ادا کرتے ہونگے۔ بلکہ حقیقت نفس الامر یہ ہے کہ عموماً حجاج نوے فیصدی اس فریضہ کو محض رسماً ادا کیا کرتے ہیں۔ افسوس ہے کہ مستند علمائے کرام نے عوام الناس کو حج کے اغراض و مقاصد سے آگاہ کرنے کی کبھی تکلیف گوارا کی اور نہ خود انہوں نے اسکے غایت الغایات کے سمجھنے کی سعی کی۔ اس سفر میں مجھکو دیگر ممالک کے مسلمانوں سے ملنے اور تبادلۂ خیالات کرنے کا موقع ملا چنانچہ جس چیز کا میں طالب اور جس حقیقت کا میں جویا تھا اُن سے فائز المرام ہوا۔ اور جن باتوں کا میں شاکی تھا اُن کو بھی پایا۔ گو اس سفر میں دنیا کی معزز و محترم ہستیاں خصوصاً ہندوستان کے وہ مقتدر علما و زعمائے قوم بھی شامل تھے جنکو سلطان نجد و حجاز نے بحیثیت نمائندگان اسلام موتمر اسلامی میں شرکت کی دعوت دی تھی۔ اور مسلمانان عالم کی امیدیں بالعموم اور میری توقعات بالخصوص اس موتمر کی اصلاحات سے وابستہ تھیں۔ لیکن افسوس کہ ع "نشستند و گفتند و برخاستند" پر تمام امیدیں اور توقعات منتج ہو گئیں۔

حج سے واپسی پر خیال تھا کہ اگر خداوند عز و جل نے توفیق رفیق ارزانی فرمائی تو اپنے تجربات سفر کو کتاب کی صورت میں پیش کرنے کی سعی کروں گا۔ جو ارکان اسلام کے مختصر تذکرہ۔ حج کے مذہبی، روحانی اور سیاسی مباحث اور حجاج کے صعوبات سفر اور ان کے لئے مفید مشوروں اور ہدایات پر مشتمل ہوگی۔

خداوند کریم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میں اپنے ارادہ میں بطفیل سید المرسلین صلعم چند سال کی مسلسل مساعی کے بعد کامیاب ہوا چنانچہ آج اس کتاب کو "حقیقت حج" اور "رہنمائے حجاج" کے نام سے موسوم کر کے ناظرین کرام کی خدمت میں پیش کرنے کی جرأت و جسارت کر رہا ہوں۔ کتاب زیر بحث کے

آغاز میں ارکان اسلام پر تبصرہ ہے جس میں توحید۔ نماز۔ زکوٰۃ۔ روزہ اور حج کے گوناگوں حِکَم پر بحث کی گئی ہے۔ اور مسلمانوں کو ان کا بھولا بسرا سبق یاد دلایا گیا ہے۔

زکوٰۃ کے زیرِ عنوان مضمون تجارت۔ اجتماعِ حج کا مقصد۔ فلسفہ قربانی۔ ہماری مصنوعات خشکی کا راستہ پر سیر حاصل مباحث ہیں۔ جو مسلمانوں کی خاص توجہ کے مستحق ہیں۔

"حقیقتِ حج" خاکسار کی اولین تالیف ہے۔ اس لئے اغلاط کا امکان باقی ہے۔ اس صورت میں یقین ہے کہ میری لغزشوں کو نظر انداز فرما کر کتاب کے نفسِ مضامین پر توجہ فرمائیں گے۔ کہ "انظر الی ما قیل ولا تنظر الی من قال" کی حکمت بالغہ میری دستگیری کر رہی ہے۔ ناظرین کرام سے بصد ادب درخواست ہے کہ اگر انہیں کسی بحث سے اختلاف ہو۔ یا کوئی مفید معلومات وہ کتاب کو مفید تر بنانے کیلئے ارزانی فرما سکتے ہوں۔ تو ان سے خاکسار مؤلف کو از راہِ کرم مطلع فرمائیں۔ انشاء اللہ ایسے تمام معلومات و انکشافات طبع ثانی میں بصد شکریہ درج کتاب کئے جائیں گے۔

ہندوستان میں اب تک صدہا کتب مناسکِ حج و احوالِ حجاز و دیارِ حبیب پر نکل چکی ہیں۔ اور عازمین حج بیت اللہ کے حق میں نعمائے غیر مترقبہ ثابت ہو چکی ہیں۔ لیکن کتاب ہذا میں یہ التزام کیا گیا ہے کہ مسئلہ حج اور اس کے متعلقہ مناسک و حِکَم کا کوئی گوشہ بلا تشریح چھوٹنے نہ پائے۔ حجازی مقاماتِ متبرکہ کی تاریخی اہمیت۔ مناسک و مسائلِ ضروریہ کی غرض و غایت۔ تمام مقاماتِ مقدسہ کی مقبول دعائیں۔ راستہ کی صعوبات کا تذکرہ اور ان کے ازالہ کی تجاویز۔ بحری و بری راستوں کے متعلق جدید و مفید معلومات۔ ہر راستہ سے سفر کا تخمینہ۔ اسلامی ممالک کی سیاحت کے لئے مشہور مقامات کے اذکار بھی درج کتاب کر دیئے گئے ہیں۔ الحاصل سفرِ حجاز اور اس کے ان مضافات کے متعلق جو واپسی پر خشکی یا تری سے عازمِ حج کی سیر و تفریح کی آماجگاہ بن سکتے ہیں۔ کتاب ہذا میں مفید معلومات دستیاب ہو سکتے ہیں۔

یہ کتاب تجارتی اغراض کو نصب العین رکھ کر شائع نہیں کی گئی۔ ہمارے بیان کی اس امر سے بھی کافی تصدیق ہو سکتی ہے۔ کہ اس کتاب کی قیمت جو پانسو صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ محض عہ رکھی گئی ہے۔ بس ظاہر ہے کہ اس کتاب سے محض اشاعت مناسک و مقاصدِ حج اور اذاعت ارکانِ اسلام مقصود و منظور ہے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

مجھ کو یقین واثق ہے کہ آپ اسے بغور مطالعہ فرمائیں گے۔ اور اپنی اصائب رائے اور مفید مشوروں سے خاکسار کو مطلع فرما کر داخل حسنات ہونگے +

نیاز مند
منظور علی بن تائب
عفی عنہ

بے ویلا شملہ
۱۰۔ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ
مطابق ۲۷۔ مارچ ۱۹۳۴ء

بہ تسنجیت

تعارف

آفتابِ اسلام کے طلوع ہونے کے وقت سے (اب تک) وادیٔ غیرِ ذی زرع کی کشش جاذبہ خدا جانے کس قدر حلقہ بگوشانِ اسلام کو اطراف و اکنافِ عالم کے گوشہ گوشہ سے اپنی طرف کھینچ چکی ہے اور تا قیامِ قیامت کھینچتی رہیگی۔ خدائے قدوس کی مشیت اور اس حکیمِ مطلق کی حکمت بالغہ ملاحظہ ہو کہ سرزمینِ حجاز کے بے آب و گیاہ خطہ کو جو کبھی ۳۶۰ معبودانِ باطل کی پرستش گاہ تھا۔ جو تمدن و تہذیب علوم و فنون سے ناآشنائے محض تھا جسکی آب و ہوا روح فرسا جس کی زمین سنگلاخ جسکے چپہ چپہ پر پہاڑ و بیابان جسکے قدم قدم پر سراب و خارِ مغیلاں۔ جس وقت نوازا جاتا ہے۔ تو تمام کائنات سے اس کا پلہ گراں کر دیا جاتا ہے۔ اب یہ وہی سرزمین ہے۔ جو کبھی ڈھوروں کا گلہ بانی کی بجز غیر متمدن اقوام کا مولد و مسکن متصور ہوتی تھی جسکی کوئی قدر بھی نہ تھی۔ قلبِ انسانی رشد تھی۔ کائنات خلقت کے تاجدارِ اکبار، رحمۃ اللعالمین کے مراحم کے بار سے شاہ و گدا کا قبلۂ مقصود بنی ہے کہ دنیا سے بڑی ہستیاں لبیک اللہم لبیک کہتی ہوئی سر کے بل چل کر اس خاک پاک کی حاضری کو ہی انتہائی سعادت مندی تصور کرنے لگتی ہیں۔ یا تو ایک طرف، وہ شانِ تجبر تھا۔ وہ کبر و غرور تھا کہ اقالیمِ عالم میں اس خطہ متبرکہ کا جسکو مشیت ایزدی بروزِ اول سرفراز کر چکی تھی کوئی شمار و قطار بھی نہ تھا۔ اور یا دوسری جانب خلاقِ عالم کی کرشمہ سازیوں سے عجز و انکساری یہ جلالت شان کی متضاد صفات رونما ہیں۔ جو زبانِ حال سے عراقی کے ہمنوا ہو کر کہہ رہی ہیں کہ ؎

بطوافِ کعبہ رفتم بہ حرم رہم ندادند — کہ برون در چہ کردی کہ درونِ خانہ آئی

یہ سب کچھ ہوتا ہے۔ اور کس حالت میں ہوتا ہے۔ جبکہ اعالی و ادانی کی کوئی مابہ الامتیاز خصوصیت باقی نہیں رہتی۔ تمام وہ بنی نوعِ انسان جن کی سعادت مندی خلقِ عظیم کی چوکھٹ پہ سرِ تسلیم خم کر دیتی ہے۔ ایک رنگ۔ ایک گفتار۔ ایک کردار۔ ایک رفتار کے نشہ سے سرشار ہو کر طوافِ کعبہ میں سرگردان۔ اور مساواتِ بنی نوعِ انسان کے ولولہ سے مسحور ہو جاتے ہیں۔

بہرحال اب وہ سرزمینِ حرمِ محترم جس کے ایک معمارِ مکرم ہونے کا شرف سیدنا ابراہیمؑ کو حاصل ہوا۔ اور جس کی حقیقی تکمیل و آبادانی کا زرتار سہرا زبدۃ الرسل فخرِ انبیاء۔ رحمۃ اللعالمین خاتم النبیین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کے سر ہے مرجعِ خلائق بنی ہے۔ اسلام کے سیزدہ صد سالہ طویل زمانہ میں پیروانِ اسلام کا سوادِ اعظم سرزمینِ مقدس (حجاز) کے طواف سے سرفراز ہوا۔ ان حجاج و زائرین میں جو حج بیت اللہ و زیارت گنبدِ خضری سے شرف اندوز ہوئے۔ ایسے اصحاب کی تعداد بھی حصر و شمار سے خارج ہے جنہوں نے مختلف زبانوں میں اس سرزمین پاک کے تفصیلی حالات و کوائف قلمبند کر کے زمانہ کو یہاں کے احوال سے روشناس کیا اور صفحۂ قرطاس پر اپنے نقوشِ ارادتمندانہ کھینچ کر ثابت کیا کہ ؎

چپہ چپہ پہ ہیں یاں گوہرِ یکتا تہِ خاک — دفن ہوگا کہیں اتنا نہ خزانہ ہرگز

پس ہم یقین کی بنا پر کہہ سکتے ہیں کہ دنیا کی السنۂ مختلفہ میں سرزمینِ حجاز کا جو مولد فراہم ہو چکا ہے وہ جغرافیائی حیثیت سے امتیازاتِ خصوصی یثرب کی طرح کوائفِ ممالکِ عالم پر امتیازی خصوصیت رکھتا ہے۔ جہاں چار دانگ عالم سے کروڑہا مخصوص بندگان خدا وادیٔ غیرِ ذی زرع میں پہنچ کر اسلام کے رکن چہارمین سے

فیضیاب ہوتے رہے ۔ وہاں ہندوستان کے مردم خیز خطہ سے بھی اسی وقت سے جبکہ دینِ بیضا کا ہلال اول بار اُبھرا
ہر طبقہ و مرتبہ کے لوگوں میں ایسی گرانمایہ ہستیوں کی کمی نہ رہی جنہوں نے اپنے عیش و طرب ۔ اہل و عیال ۔ گھر بار کو
جاہ و حیثیت سب خیر باد کہہ کر حرمین الشریفین کی برکات کو اپنے دامنوں میں سمیٹ لیا ۔ ان میں
کوئی صوری محاسن حج سے شرف اندوز ہوا ۔ تو کسی نے معنوی حیثیت سے روحانی فیضان کو "فیض الحرمین"
کی شکل میں بہ شیپلے باندھا ۔ الغرض بہ اندازہ ہمت ہر شخص رب العالمین و رحمۃ اللعالمین ﷺ کے دربار سے
شاد کام و بامراد واپس ہوا ۔ اس حقیقت کا صحیح اندازہ کچھ وہی لوگ کر سکتے ہیں ۔ جن کو
مبداء فیاض سے ذوقِ سلیم کی خلعت ارزانی ہوتی ہو ؎

ترا کہ گرد تو ہم شوکتِ دریا چہ می دانی ؟ اسیرِ عقد لنگی ۔ وسعتِ صحرا چہ می دانی ؟

ہمارے محترم دوست حافظ صاحب حاجی محمد منظور علی بن تائب مالک آرمی پریس بھی اسی جلیل القدر قافلہ
گرد راہ ہیں ۔ موصوف نے اگرچہ سرکاری مدارس میں تعلیم پائی تھی ۔ لیکن انہیں اپنے والد شیخ محمد عبد القادر صاحب
تائب مرحوم کے اسلامی جذبہ کے طفیل وہ ماحول نصیب ہوا جو خوش نصیب اصحاب کو ہی میسر آسکتا ہے ۔ آپ
۱۹۲۳ء میں اسی جذبہ سے مغلوب ہو کر جو عازمین حج اور زائرین روضۂ اقدس کو اکثر بے چین رکھتا ہے ۔ عالم جوانی میں ہی
سفر حجاز کے لئے اپنی رفیقہ حیات کی معیت میں چل کھڑے ہوئے ۔ حج بیت اللہ سے فارغ ہو کر جو صحیح
معنوں میں "فرام شملہ ٹو قبلہ" (حضرت خواجہ حسن نظامی کو جائے رشک ہے ۔ ہو کہ "فرام شملہ ٹو قبلہ"
الٰہی کا ایک شاہکار ہے) کا مصداق تھا ۔ مراجعت فرمائے وطن ہوئے ۔ شملہ کی تاریخ میں موصوف کا استقبال ایک
امتیازی خصوصیت رکھتا ہے ۔ اور ہم تو چار و ناچار اس استقبال پر یہی کہیں گے کہ ؎

فیضی احسنت ازاں عشق کہ دوراں امروز ۔ گرم دارد ز تو ہنگامۂ رسوائی را

بہرحال ہم اکثر سنا کرتے تھے ۔ کہ منشی محمد منظور علی صاحب بن تائب اپنے تاثرات و مشاہدات حج کو صفحہ
قرطاس پر یکجا کرنے میں مشغول ہیں ۔ الحمد للہ کہ آج وہ مشاہدات اور تاثرات "حقیقتِ حج" اور "منہاج الحاج" کی شکل میں
ناظرین کے پیش نظر ہیں ۔ موصوف نے ان مجاہدانہ مساعی کی مشق اول (حج) کے قلم بند کرنے کے علاوہ جو
سفر حجاز میں حجاج کو سپاہیانہ سر انجام دینا پڑتی ہیں ۔ کتاب کے آغاز میں اسرار ارکان اسلام پر
بھی خامہ فرسائی کی ہے ۔ مزید براں مختلف مسائل اہم اسلام پر جا بجا سیر حاصل بحث ہے جن سے
کتاب کی خوبیوں میں کئی گونہ اضافہ ہو گیا ہے ۔ جہاں تک ہماری نظر اس قلیل وقت میں جبکہ ہمیں
"حقیقتِ حج" کے دیکھنے کا موقع ملا ۔ کام کر سکی ہے ۔ ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ موصوف نے معاملات
سفر حجاز کا کوئی جزوی سے جزوی مسئلہ قطع نظر ازیں کہ وہ بحری سفر سے وابستہ ہو یا بری سے تشنۂ
تحقیق و تشریح نہیں چھوڑا ۔ شائقین سفر حجاز اس رہنمائے حجاز کی کاپی اپنے ساتھ رکھ کر حرمین الشریفین
کے زیارت و زیارت سے بآسانی مستفید ہو سکتے اور ہمارے بیان کی تصدیق کر سکتے ہیں ۔

محمد عمر نعمانی

شملہ ۲۱ ۔ محرم الحرام ۱۳۵۳ھ
مطابق ۶ ۔ مئی ۱۹۳۴ء

فہرست مضامین

اعلان

یہ کتاب محض قارئین کرام اور صحافت ملیہ اسلامیہ کے تبصرہ و تنقید کی غرض سے شائع کی جارہی ہے۔ کتاب ہذا کے دوسرے ایڈیشن کے طباعت کی مساعی جاری ہیں۔ طبع ثانی میں کتاب ہذا کا سائز کتب درسیہ مدارس ($\frac{20 \times 30}{16}$) کے مطابق ہوگا۔ اور مضامین کی تقسیم میں بھی خاص ندرت ملحوظ رکھی جائے گی۔ انشاء اللہ العزیز

اس اجمال کی تشریح یہ ہے کہ :-

حصہ اوّل میں ارکان اسلام پر مفصل و مدلل بحث ہوگی۔

حصہ دوم میں فلسفہ حج اور قربانی وغیرہ پر تبصرہ ہوگا۔

حصہ سوم میں حج کے مناسک وادعیہ وغیرہ درج ہوں گے۔

حصہ چہارم میں سفر حج و مضافات کے متعلق ہدایات ہونگی۔

طبع ثانی چکنے کاغذ پر اعلیٰ درجہ کی لکھائی چھپائی سے مزین ہوگی۔ اور تمام مقامات کے فوٹو بلاک موقع بموقع شامل کتاب ہوں گے۔

مزید براں معتدد اصحاب کی آرا مع اضافہ مضامین (اگر کوئی ہو) درج کتاب کیے جائینگے۔ اِن تمام خوبیوں کے باوجود بغرض فائدہ عوام قیمت کتاب میں کوئی معتدبہ اضافہ نہ کیا جائے گا +

منظور علی بن تائبؒ
آرمی پریس (سمے ویلا) شملہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حمد و صلوٰۃ کے بعد واضح ہو کہ خدا کے نزدیک برگزیدہ اور مقدس مذہب اسلام ہے۔ جیسا کہ خود خداوند کریم فرماتا ہے۔ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَام (آل عمران) یعنی دین خدا کے نزدیک قابل قبول ہے تو وہ اسلام ہی ہے۔ اس لئے قبل اس کے کہ میں حج بیت اللہ اور سفر حجاز کے متعلق تفصیلی حالات عرض کروں، ارکان اسلام کی فلاسفی اور غرض و غایت پر مجملاً اپنے خیالات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ اہل اسلام کو ارکان خمسہ سے جن پر مذہب اسلام کی بنیاد قائم ہے۔ واقفیت ہو اور ندا کرے کہ اس سے فائدہ پہنچ سکے۔

ارکانِ اسلام

توحید باریتعالےٰ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ اَلشَّہَادَۃُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَاِقَامُ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَآءُ الزَّکٰوۃِ وَصَوْمُ رَمَضَانَ وَ حَجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا ۰ (ترجمہ) یعنی اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ کلمہ توحید پر کہ خدائے لایزال کے سوا دنیا میں کوئی معبود نہیں اور محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے برگزیدہ رسول ہیں"۔ اقامت نماز پر۔ ادائے زکوٰۃ پر۔ رمضان کے روزوں پر۔ اور حج بیت اللہ پر۔ جو صرف ان لوگوں پر فرض ہے۔ جو اس کی استطاعت رکھتے ہوں۔

اولاً میں ارکان اربعہ (کلمہ توحید۔ اقامت نماز۔ ادائے زکوٰۃ۔ صوم رمضان)

پر مجملاً بیان کرونگا، اس کے بعد پانچویں رکنِ اسلام یعنی حج بیت اللہ شریف پر مفصل بحث کرونگا۔ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ۝

۱- وحدانیت (توحید باری تعالیٰ)

خدائے قدوس نے ایمان کی حقیقت پر اپنی منشا کے مطابق پہلا حکم یہ صادر فرمایا کہ سوائے خدا تعالیٰ کے کسی کو قابلِ اعتماد نہ سمجھا جائے۔ اور اسی ذاتِ واحد پر اعتماد کیا جائے۔ پس جب انسان کا یہ عقیدہ ہوگا تو وہ نہ کسی کو اپنے سے اعلیٰ و برتر تصور کریگا اور نہ ہی ادنےٰ و ارذل۔ سب کی یکساں طور پر مساوی حیثیت ہوجائیگی۔ گویا ضعیف اور پست اقوام کی ترقی کا پہلا یہ قدم ہے کہ وہ سوائے خدا کے کسی پر اعتماد نہ کریں۔ جب سوائے خدا کے کسی پر اعتماد نہ کرے کا نام ایمان ہے تو غیر اللہ پر اعتماد کرنا شرک ٹھہرا۔ پھر ایمان لائے اُس ذاتِ مقدس پر جن کا نامِ نامی و اسمِ گرامی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہے جنہوں نے خدائے برتر کی وحدانیت کو اصلی اور حقیقی صورت میں دُنیا کے سامنے پیش کیا۔ اور نیز انہوں نے خود خدا کے مکمل قانون یعنی قرآن مجید پر عملدرآمد کر کے اپنا اعلیٰ نمونہ دکھا دیا۔ اُمت کے لئے ایسا ارفع و اعلیٰ نمونہ ہے کہ آجتک اُن کے مقابلہ میں دُنیا کوئی نظیر نہ پیش کرسکی۔ آپ نے دُنیا کو دکھا دیا کہ میں خدا کی طرف سے اُس کا فرستادہ ہوں مگر تمہارے جیسا ہی ایک انسان ہوں۔ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ۔ یعنی میں تمہارے جیسا ایک انسان اور خدا کا بندہ ہوں فرق صرف یہ ہے کہ مجھے خدا کی طرف سے وحی کی جاتی ہے اور خدا کے تمام احکام تم پر پہنچا دیتا ہوں۔

اس رحمۃ للعالمین (فداہ امی و ابی) نے کبھی بھی کسی بڑے مرتبہ کا دعوےٰ نہیں کیا۔ بلکہ آپ کا دعوےٰ یہی تھا کہ میں خدا کا فرستادہ ہوں۔ اور دیگر انبیاء کی طرح خدا کے احکامات پہنچانے والا ہوں۔ اِس ترقی یا مساوات کا پہلا قدم ایمان ہے

دوسرا قدم اسلام ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ اپنے اس عقیدہ کو صرف زبانی ہی نہیں بلکہ عمل سے ظاہر کر دو یعنی ایسے اعمال کرو جن کی ہر حرکت سے وحدت اور غیر اللہ پر عدم اعتماد کو ظاہر کرتی ہو۔

۲۔ نماز

اسلام کا دوسرا رکن نماز ہے۔ یہ نماز وہ نماز نہیں جو آج کل ہم لوگ ادا کرتے ہیں بلکہ یہ نماز وہ نماز ہے جس کی بابت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "الصلوٰۃ معراج المومنین" فرمایا ہے۔ یعنی مسلمانوں کی ترقی کا واحد ذریعہ نماز ہے۔ یہ نماز وہ نماز ہے جس کے متعلق قرآن کریم میں تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر ارشاد ہوا ہے۔ یہ نماز مسلمانوں کی ایک جمعیت ہے جس سے بہتر ان کے لئے کوئی سیاسی انجمن نہیں ہو سکتی۔ اس انجمن میں شریک ہونے والا کبھی ضعف، تنزل اور ادبار کا منہ نہیں دیکھ سکتا۔ اور نہ منکرات اور فواحش کی طرف جا سکتا ہے۔ نہ خدا کے سوا کسی پر اعتماد کر سکتا ہے۔ اس انجمن کے روزانہ پانچ اجلاس ہوتے ہیں جن کی **علت غائی حقیقت میں یہ ہے** ۔ کہ:-

محلے والے خوب دیکھ بھال کر ایک ایسے شخص کو اپنا نمائندہ تجویز کریں جو ان کو باہمی مساوات اور غیر اللہ پر عدم اعتماد کی تلقین قولاً و فعلاً کرتا ہے اور آپس کے مناقشات کا تصفیہ خدا اور رسول صلعم کے حکم کے مطابق کر سکے۔ اور مسلمان اس کی نگرانی میں **اپنے کاروبار و اصول تجارت کے متعلق تبادلہ خیالات** کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم لوگ جب ہی ایماندار سمجھے جاؤ گے جب کہ تم اپنے مناقشات کا فیصلہ حکم خدا اور رسولؐ کے موافق چاہو گے اور ایسے فیصلہ کے آگے بطیب خاطر سر تسلیم خم کر دو گے۔

پس ایسا نمائندہ جو مذکورہ بالا صفات و اعمال سے متصف ہو مقرر ہو جائے۔ تو روزانہ پانچ مرتبہ ایک جگہ جمع ہو جایا کریں اور اختلاف کے باعث اگر آپس میں

مناقشہ ہو جایا کرے، تو اس نمائندہ سے فیصلہ کرالیں۔ اور اس کے فیصلہ کو (جو خدا اور رسولؐ کے حکم کے موافق ہو) بطیب خاطر منظور کرلیں۔ اس کے بعد وہ نمائندہ یعنی **امام** سب کو صف بصف کھڑا کرکے اُن کی اور اپنی طرف سے خدائے برتر و قدوس کے سامنے سپاسنامہ پیش کرے۔ یعنی الحمد پڑھے اور بطریق معمول نماز ادا کرے۔ یہ نماز تم کو پانچ وقت صحت تندرستی بحال رکھنے اور صاف ستھرا رہنے کے اصول سکھلاتی ہے، اور پانچ وقت آپ کو بذریعہ وضو مُنہ ہاتھ اور سر کو صاف رکھنے اور اس احکم الحاکمین کے دربار میں حاضری سے اپنے افسر کی اطاعت و فرمانبرداری کے قواعد سکھلاتی ہے۔ تاکہ تم ہر وقت چاق و چوبند رہو۔ جہاد کے موقع پر تم باقاعدہ قواعد یافتہ سپاہی ثابت ہو۔ فقہا کے نزدیک بھی امام کا متفق ہونا شرط ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے۔ "جو امام بلا رضامندی قوم جبراً صدر سے نماز پڑھائے، اُس کی نماز اُس کی گردن سے آگے نہیں بڑھتی"۔ یعنی قبول نہیں ہوتی نتیجہ یہ ہوا کہ وہ تارک الصلوٰۃ کے مرتبہ میں آکر عقد کفر میں داخل ہوا۔ اور فی الواقع ایسے شخص کے کفر میں کوئی شک نہیں، کیونکہ وہ خود کو دوسروں سے افضل و اعلیٰ تصور کرکے منشا خداوندی کے خلاف کرتا ہے۔ علیٰ ہذا جب امام کی نماز نہ ہوئی تو مقتدیوں کی بھی نہ ہوئی۔ اس مقام اجتماع کو شرعی اصطلاح میں مسجد کہتے ہیں۔ مسجد کسی کی ملکیت نہیں ہوسکتی کیونکہ وہ وقف ہے اور بحکم "الوقف لا یملک" وقف کا مال کسی کی ملکیت نہیں ہوسکتا۔ بلکہ وہ ایک قومی انجمن کی جلسہ گاہ ہے۔ اور قومی کچہری اور مساواتِ اسلامی کا صحیح منظر۔

یہ انجمن تو محلہ وار تھی۔ اسی طرح ایک انجمن ہفتہ وار ہے جس کو جمعہ کہتے ہیں اس کا منشا یہ ہے کہ قصبہ یا شہر کے تمام محلوں کے آدمی ایک جا جمع ہو کر اپنے اپنے نمائندوں کی وساطت سے آئندہ ہفتہ بھر کے لئے تمام محلوں کے واسطے ایک دستور العمل تجویز کریں۔ اور ہفتہ بھر اُسی پر عمل کرکے دیکھیں۔ اور حسب ضرورت آئندہ اجلاس میں اُس میں ترمیم و تنسیخ کرلیں۔ اس انجمن کا صدر یعنی امام ایسا شخص ہونا چاہئے۔

جو محلہ دار نمائندوں کا متفق علیہ ہو۔ اور اُن سے بلحاظ علم وفضل اور قومی ضروریات میں زیادہ واقفیت رکھتا ہو۔ یعنی محلہ دار نمائندوں سے اُسکے اختیارات زیادہ ہوں۔ اُس کا کام یہ ہوگا کہ محلہ دار نمائندوں کے مشورہ سے جو قرار داد منظور ہو اسکو اپنے خطبہ (صدارت) میں قوم کے سامنے ظاہر کرے۔ اور اُس پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کرے۔ حسب قاعدہ نماز ادا کرے۔ اس نمائندہ کو خطیب کہتے ہیں۔

اس ہفتہ وار انجمن کے بعد ایک سالانہ انجمن ہے۔ جس کا پہلا اجلاس یعنی عید الفطر اسلئے منعقد کیا جاتا ہے کہ رمضان کے آخری ہفتہ میں جمعۃ الوداع کے بعد شہر کی ہر مسجد کے امام ایک جگہ جمع ہوکر آپس میں تبادلۂ خیالات کر کے ایک ایسا متفقہ اور جامع خطبہ تیار کریں۔ جو اس سالانہ کانفرنس یعنی عید پر سنایا جاسکے جسکے حصہ اوّل میں حمد و ثناء کے بعد اپنے ملحقہ مقامات کے اسلامی حالات پر تبصرہ ہو۔ اور حصہ دوم میں آئندہ کیلئے راہِ عمل ہو۔ اس خطبہ کے پڑھنے والا شہر کے نمائندگان (اماموں) کا متفق علیہ صدر (خطیب) ہو۔ یہ جلسہ یعنی عید شہر کے باہر ہوتی ہے۔ اسلئے اس میں آس پاس کے دیہات و قصبات کے لوگ سب شامل ہوتے ہیں۔ اس جلسہ میں ہی عالمگیر کانفرنس کے لئے نمائندے چنے جاویں۔ جو وہاں پر اپنے یہاں کی پاس شدہ تجاویز پیش کرسکیں۔ اسکے علاوہ اسلام میں رابطۂ اتحاد و اخوت پیدا کریں۔ مذہبی و سیاسی حقوق کے تحفظ کے علاوہ آپس میں اسلامی ممالک کی مصنوعات و تجارت کو بھی فروغ دے سکیں۔ جلسہ گاہ میں جمع ہونے کے بعد خدا کے سامنے دوگانہ شکرانہ ادا کرے۔ اس کے بعد اس دستور العمل کو قوم کے سامنے ادا کرے۔ یہ پروگرام ہماری بین الاقوامی کانفرنس کے مطابق ہو جسے حج کہتے ہیں جسمیں اطراف و اکناف عالم کے نمائندے جمع ہوکر عید الفطر کی تجویز کردہ کارروائیوں کو پیش کر کے کوئی ایسا دستور العمل تجویز کریں جو تمام دنیائے اسلام کے لئے کارآمد ہو سکے۔ چونکہ ادائیگی حج بیت اللہ بتاریخ ۹ ذوالحجہ مقرر ہے اسلئے اس بین الاقوامی کانفرنس کے پروگرام کو دنیا میں شائع کرنے کے لئے عید الضحیٰ بتاریخ ۱۰ ذوالحجہ قرار پائی۔ یعنی تمام دنیائے اسلام کے حجاج میں اس کی اشاعت کی جائے۔ تمام دنیا میں

اشاعت کا طریقہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مکہ معظمہ میں لاسلکی یعنی وائرلیس تو ترکوں کے زمانہ سے موجود ہے۔ اگر براڈ کاسٹنگ یعنی ریڈیو کا اسٹیشن بھی قائم ہو جائے تو تمام دنیا میں ایک وقت ہی یہ کارروائی سنی جا سکتی ہے +

۳ - زکوٰۃ

عقیدہ اسلامی کا تیسرا رکن زکوٰۃ ہے۔ زکوٰۃ ہر اس مسلم شخص پر جو کم سے کم ترپن روپے رکھتا ہو فرض ہے۔ اس سے کم رکھنے والے پر زکوٰۃ کا ادا کرنا واجب نہیں ہے۔ زکوٰۃ مال کے چالیسویں حصہ پر فرض ہے۔ زکوٰۃ صاحب مال نکال کر بیت المال میں جمع کراتے تھے۔ جہاں سے وہ ان محتاجوں۔ اپاہجوں۔ یتیموں اور بیواؤں میں تقسیم ہوتی تھی جو کسی قسم کی محنت کرنے کے قابل نہ ہوتے تھے بعض بیکار اور مفلس آدمیوں کو بیت المال کے ذریعے کچھ سامان مل جاتا تھا جس کے ذریعے سے وہ اپنی روزی کما سکیں اور آئندہ کو مفلسی سے نجات پا سکیں۔ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰکِیْنِ وَالْعٰمِلِیْنَ عَلَیْہَا وَالْمُؤَلَّفَۃِ قُلُوْبُہُمْ وَفِی الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِیْنَ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ط فَرِیْضَۃً مِّنَ اللّٰہِ ط وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ

(ترجمہ" زکوٰۃ کا روپیہ صرف محتاجوں اور مسکینوں کو دینا چاہئے اور ان کو جو اسکو جمع کریں اور ان کو جن کے دل اسلام کی طرف کھنچے (مراد ہے نو مسلم سے) ...... الخ

مذکورہ بالا آیت میں زکوٰۃ کے روپیہ کا مستحق ان لوگوں کو بھی بتلایا گیا ہے جو اسکو جمع کریں اور جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ زکوٰۃ کا روپیہ بیت المال میں جمع کر کے مسلمانوں کی ایک ایسی تنظیم کے ماتحت خرچ کیا جا سکتا ہے جو ان کی ترقی اور بہبودی کی ذمہ دار ہو۔ ہر مسلمان کو علیحدہ علیحدہ یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اپنی زکوٰۃ کا روپیہ اپنی حسب منشا جس طرح چاہے صرف کرے۔ اس طرح زکوٰۃ کا مدعا حاصل نہیں ہوتا اور زکوٰۃ دینے والا اپنے فرض سے سبکدوش نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ اس کا بیجا استعمال کرتا ہے ہر متنفس کے واسطے یہ معلوم کرنا قطعی ناممکن ہے کہ زکوٰۃ کے روپیہ کا کون مستحق ہے اور اسی لئے اسلام نے اسکا جمع اور خرچ

کرنا ایک تنظیم کے باعث رکھا ہے۔ مثلاً اکثر لوگ نااہل لوگوں کو زکوٰۃ کے روپیے سے حج
کرنے کے لئے بھیج دیتے ہیں یا لنگر خانے جاری کرتے ہیں جس سے زیادہ تر پیٹ بھرے ہی
فائدہ اٹھاتے ہیں اور مستحقین محروم رہ جاتے ہیں۔ یا مسجدیں بنواتے ہیں یا اور ایسے کام کرتے
ہیں جن میں ان کا نام ہو۔ اور اس طرح سے زکوٰۃ کا استعمال محض خلاف تعلیم اسلام ہی
نہیں ہے بلکہ سخت مضر ہے۔ زکوٰۃ کا مقصد افراد اور ملک کی ترقی ہے اور وہ بطور ایک محصول
کے مسلمانوں پر عائد کی گئی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ محصول ملکی اور قومی ترقیات کے واسطے ہوتا
ہے نہ کہ دینے والے کی حسب منشا صرف کرنے کے لئے۔ مسلمانوں کی سلطنت میں زکوٰۃ کا
روپیہ سرکاری خزانہ یا بیت المال میں داخل ہوتا تھا کیونکہ انکی حکومت خود انکی بہبودی
اور ترقی کی ذمہ دار تھی۔ لیکن جہاں مسلمانوں کی اپنی حکومت نہیں ہے وہاں ان کی ایک
نمائندہ جماعت جو ان کے حقوق کی حفاظت کر سکے جو ان کی بہبودی اور ترقی کی ذمہ دار ہو
زکوٰۃ کا روپیہ جمع و خرچ کرنا اسکا حق ہونا چاہئے تھا۔ مگر مسلمانوں نے اپنے مذہب کے
زرین اصولوں میں سے کسی ایک اصول کی بھی صحیح طور سے پابندی نہیں کی کیونکہ انہوں نے
مذہب کو چند بے معنی رسوم کا مجموعہ تصور کر لیا اور اسکے اصولوں کو مذہب سے خارج
کر دیا۔ اگر وہ کاش ایک اصول کی بھی صحیح طور سے پابندی کرتے تو ان کی حالت اتنی ناگفتہ بہ
نہ ہوتی جیسی آج ہے۔ آج مسلمانوں میں لاکھوں ہٹے کٹے فقیر اس زکوٰۃ کے بیجا مصرف
کی بدولت پیدا ہو گئے ہیں جن کی تعداد روز بروز بڑھتی جاتی ہے اور جو اپنی تمام عمر
سستی اور کاہلی میں بسر کرتے ہیں اور ان کو کبھی اپنی حالت کے سنبھالنے کا خیال تک
نہیں آیا۔ بیشک بہ ایک عرصے سے بسر اوقات کرنے کے باعث ان میں نہ تو غیرت باقی
رہی ہے اور نہ ذریعہ معاش کرنے کی ہمت و قابلیت۔ اس طرح مسلمانوں میں کاہلی و افلاس
روز بروز ترقی پذیر ہیں اور اسکا جو ضرر رساں اثر مسلمانوں کی قومی زندگی پر پڑا ہے
وہ ناقابل بیان ہے۔ زکوٰۃ کے روپے کے صرف کرنے کا تو مسلمانوں کو علیحدہ علیحدہ
حق ہی نہیں ہے بلکہ قوم کی امانت میں خیانت کرتا ہے۔ زکوٰۃ کا مدعا دولت کو
مساویانہ طور پر تقسیم کرنا، نسل انسانی کی مجموعی خوشحالی کو بڑھانا اور انسانی تکالیف کو کم کرنا ہے۔

نسلِ انسانی کی خوشحالی اس زمانے میں بھوکوں کا پیٹ بھرنے سے نہیں بڑھ سکتی بلکہ اُن کو خود اپنا پیٹ بھرنے کے قابل بنانے اور اُن میں اپنی حالت کو ترقی دینے کا خیال پیدا کرنے سے بڑھ سکتی ہے - زکوٰۃ یا خیرات اسوقت میں مفید اور بارآور ثابت ہوسکتی ہے اور اسکا مدعا بھی دنت حاصل ہوسکتا ہے جب اس سے مدرسے یتیم خانے اور ایسے صنعتی کارخانے اور تجارتی کاروبار جاری کئے جائیں جہاں غریب اور محتاج تعلیم پاکر یا کام سیکھ کر خود محنت کرکے اپنی روزی پیدا کرنے کے قابل ہوں اور انکی محنت بھی بارآور رہے - اسکے علاوہ اسلامی سونگ بینک اور بیمہ کمپنیاں وغیرہ مخصوص طور پر انہیں لوگوں کے واسطے قائم ہوں تاکہ ان میں عیاشی اور فضول خرچی سے باز رہنے، روپیہ پس انداز کرنے اور دُور اندیشی سے کام لینے کی عادتیں پیدا ہوں - اور یہ تمام کام ہر شخص علیحدہ علیحدہ نہیں کرسکتا - اسلئے لازمی طور پر زکوٰۃ یا خیرات کا روپیہ ایک تنظیم ہی کے ماتحت جمع اور خرچ کرنا زکوٰۃ یا خیرات کے مقصد کو پورا کرسکتا ہے - اور اسلام کے اس ایک ہی اصول کے صحیح استعمال سے مسلمانوں کی حالت سنبھل سکتی ہے - اور ان کا تنزل ترقی سے بدل سکتا ہے -

ہر مسلمان صاحب استطاعت کو زکوٰۃ دینے کی تاکید ہے - لینے کا کہیں ذکر نہیں کیا گیا - اس میں بھی یہی اشارہ ہے کہ مسلم کو صاحب مال ہونا ہی ضروری ہے مفلسی میں رہنے سے منع فرمایا ہے - کَادَ الْفَقْرُ اَنْ یَّکُوْنَ کُفْرًا یعنی قریب ہے مفلسی تم کو کفر تک پہنچا دے کہ وہ دنیا میں سوائے خدائے لایزال کے اور کسی کا دست نگر رہے - زکوٰۃ سے ہماری تنظیم اور سلطنت کا انتظام چلتا تھا - اسلئے خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو دنیا میں جائز طریق پر روزی کمانے کی تاکید فرمائی ہے - کیونکہ مسلمان جس قدر مال پیدا کریگا وہ اُس مال میں سے خدا کی راہ پر خرچ کریگا جس سے سلطنت اور غرباکی امداد ہوسکے مگر ہاہ! ایک وہ زمانہ تھا کہ مسلمانوں میں زکوٰۃ کا لینے والا کوئی نہ ملتا تھا - ہر شخص بجائے خود صاحب مال تھا اور دنیا پر اُسکی حکومت تھی اگر آج بھی مسلمان تجارت کے شیدائی بن جائیں جس کی بابت قرآن کریم و احادیث میں وضاحت کے ساتھ تاکید آئی ہے - اور زکوٰۃ باقاعدہ اور ضبط کے ساتھ ایک بیت المال میں جمع ہو تو آج بھی ہم بام ترقی پر پہنچ سکتے ہیں - اور آئے دن کی چندہ بازی سے نجات مل سکتی ہے

ہماری زکوٰۃ۔ صدقات اور اوقاف کی آمدنی ہی اس قدر ہو سکتی ہے کہ ہم ایک پوری سلطنت کا انتظام چلا سکیں۔ آج کل تمام دنیا میں مسلمانوں پر مفلسی کی سیاہ گھٹا چھائی ہوئی ہے۔ کیونکہ خدا اور رسول کے احکام کی خلاف ورزی کر رہے ہیں اور تجارت جیسی بہترین اور مفید چیز کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ اگر آج بھی مسلمان خدا و رسول کے حکم کے مطابق تجارت کو اپنا شعار بنا لیں، تو بہت کچھ تلافی مافات ہو سکتی ہے۔ ذیل میں تجارت کے کچھ فوائد سپرد قلم کئے جاتے ہیں اور تجارت کی غرض و غایت بیان کی جاتی ہے :-

تجارت

سرزمین عرب کی جغرافی حیثیت کچھ ایسی ہے کہ اس ملک کو نہ ہم زراعتی ملک کہہ سکتے ہیں، اور نہ صنعتی۔ بے برگ و گیاہ پہاڑوں۔ پتھیل اور ریتیلے میدانوں۔ وسیع اور ناپیداکنار بیابانوں اور پانی کے قحط کے باعث اس جگہ کھیتی باڑی کو کسی اعلیٰ پیمانہ پر پہنچانا بہت مشکل ہے۔ پھر کوئلے تیل اور مختلف دھاتوں کے معادن معلوم نہ ہونے کی وجہ سے صنعت و حرفت بھی اس سرزمین میں تقریباً مفقود ہے۔ بدیں وجہ قدیم الایام سے یہاں کے باشندے تجارت پیشہ چلے آئے ہیں۔ اور زیادہ تر تجارت ہی پر اُن کا انحصار زندگی رہا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں قبائل عرب تجارت کے علاوہ لوٹ مار۔ ڈکیتیوں۔ آوارہ گردیوں۔ بھیڑ بکریاں اور اونٹ پال کر گذر اوقات کیا کرتے تھے۔ مگر دولت اسلام سے مشرف ہونے کے بعد اُن کی توجہ تمام تر تجارت کی طرف منعطف ہو گئی۔ مسلمانوں کے واسطے اس وقت صرف دو کام تھے۔ **تجارت** اور **جہاد**۔ عرب جیسے ملک میں نبی عربی (فداہ امی وابی) کے بھیجنے سے قدرت کا منشا یہی تھا کہ مسلمان **سخت جان سپاہی** ہوں یا **محنت کش** تاجر اور وہ ان دو وسائل سے کافۃ للناس تک پیغام حق و صداقت پہنچا سکیں۔ جب تک مسلمان ان دونوں خوبیوں پر قائم رہے، اُن کی ترقی اور عروج۔ فتوحات اور تسلط کا سیلاب ہر چہار طرف اکناف عالم میں اُمنڈتا چلا گیا۔ اور اپنی تمام مخالف و مزاحم طاقتوں کو خس و خاشاک کی طرح

مسلمان ان دو بہترین گروہ یعنی تجار اور مجاہدین کے گروہوں سے نکل کر صرف فقراء کا گروہ ہی بن کر رہ گیا ہے۔ اور تجارت جیسے شریف فن سے غافل ہے۔

بحری تجارت

(۵) آج کل بحری طاقت پر دنیا کو بڑا ناز ہے۔ برق رفتار جہازوں نے وسیع و عریض زمین کی طنابیں کھینچ کر رکھ دی ہیں۔ دور دراز ممالک کی آپس میں سرحدیں ملا دی ہیں۔ تجارت کا دار و مدار یعنی کلی انحصار صرف ہی بحری جہازوں پر ہے۔ اس کی طرف بھی خالق بحر و بر مسلمانوں کو ان الفاظ میں توجہ دلاتا ہے:۔ رَبُّكُمُ الَّذِي يُزْجِي لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ إِنَّهُ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ۝ (بنی اسرائیل رکوع ۷) (ترجمہ) "لوگو تمہارا پروردگار قادر مطلق ہے جو تمہارے لئے سمندروں میں جہازوں کو چلاتا ہے تاکہ تم آسانی سے اس کا فضل یعنی بذریعہ تجارت اپنی معاش تلاش کرو۔ اس میں شک نہیں کہ خدا تعالیٰ تم پر بڑا مہربان ہے"۔

اس مضمون کی اور دیگر آیات بھی قرآن کریم میں موجود ہیں اور اسی بنا پر صحیح بخاری کے پارہ آٹھ میں بحری تجارت کے فوائد میں ایک مستقل باب باندھا ہے۔

نیک لوگوں کی تجارت

(۶)۔ سورۂ نور کے رکوع ۵ میں نیک لوگوں کی تجارت اور بیع و تبادل کا یوں ذکر خیر ہوتا ہے:۔

رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ لِيَجْزِيَهُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَيَزِيدَهُمْ مِنْ فَضْلِهِ وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

(ترجمہ) یہ ایسے لوگ ہیں کہ سوداگری اور خرید و فروخت تو کرتے ہیں۔ مگر یہ مشاغل ان کو اللہ کی یاد سے۔ نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے غافل نہیں کرتے۔ کیونکہ لوگ اس دن سے ڈرتے ہیں جب کہ خوف کے دل الٹ جائینگے اور آنکھیں پھری کی پھری رہ جائینگی اور اس خیال سے یہ لوگ باوجود سوداگری اور خرید و فروخت کے عبادات میں لگے رہتے ہیں، کہ اللہ تعالے ان کو ان کے نیک کاموں کا بہتر سے بہتر بدلہ دے

اور اُن کو اپنے فضل سے کچھ اور بھی دے۔ اور اللہ جسکو چاہتا ہے بے حساب دیتا ہے۔

جمعہ کے دن کی تجارت

(۷) سورہ جمعہ کے رکوع ۲ میں ارشاد باریتعالیٰ ہے۔ کہ اے مسلمانو! جب جمعہ کے دن نماز جمعہ کے واسطے اذان دی جائے تو یاد الٰہی یعنی نماز کی طرف لپکو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَیْعَ ؕ

مسلمانو کے اس مقیدہ پر بہ غلط تجارت کا امر بتا راہنما ہوتا ہے حکم ہوتا ہے کہ جب نماز جمعہ ادا ہو چکے تو خدا کی زمین پر پھیل جاؤ اور خدا کے فضل یعنی معاش بذریعہ تجارت کی تلاش میں لگ جاؤ۔ فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَ ابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ (سورہ جمعہ رکوع ۲) + یہ نکتہ بھی قابل لحاظ ہے کہ سب کاموں کو چھوڑ کر صرف بیع کا ذکر کیا ہے گویا مومن کا کام خریدنا نہیں بلکہ بیچنا ہے۔

آخرت کی تجارت

(۸) یہ قاعدہ ہے کہ جب کسی کو نیک کام کی ترغیب دی جائے تو اسکے سامنے اس نیک کام کو کسی ایسے فعل اور عمل کے ساتھ تشبیہ دی جاتی ہے، جو نہایت ہی اہم۔ پسندیدہ اور مرغوب طبع ہو۔ اسی اصول کے مطابق اللہ تعالیٰ جماعت مومنین کو ایمان باللہ و برسولہ اور جہاد فی سبیل اللہ کی ترغیب دیتے ہوئے ان دونوں کاموں کو تجارت سے تشبیہ دیتا ہے ارشاد ہوتا ہے:۔

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّکُمْ عَلٰی تِجَارَةٍ تُنْجِیْکُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِکُمْ وَ اَنْفُسِکُمْ ؕ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (سورہ صف رکوع ۲) (ترجمہ) اے مسلمانو! کہو تو میں تم کو ایسی سوداگری بتا دوں، جو تم کو آخرت کے عذاب دردناک سے بچا لے وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اور اسکے رسول پر ایمان لاؤ اور خدا کی راہ میں جانیں لڑا دو۔

یہ تمہارے حق میں بہتر ہے بشرطیکہ تم کو سمجھ ہو۔"

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (آل عمران پ ۴) ترجمہ "تم ہرگز بھلائی نہیں پاؤ گے جب تک اس چیز کو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو جو تم بہت عزیز رکھتے ہو"

تجارت میں ۹۰ فیصد کی برکت

یہ حدیث تو عوام الناس تک مشہور ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر طرح کے نفعوں، پیشوں، کسبوں اور آمدنیوں کی برکات کو اگر تمام ازل سے دس حصوں پر تقسیم کیا جائے تو ہے جن میں سے ۹ حصے تو صرف تجارت کو عطا ہوئے ہیں اور باقی صرف ایک حصہ ہر طرح کے ذرائع آمدنی کو۔ اب غور فرمایا جائے کہ تجارت کا رتبہ کتنا بلند ہے اور اس کی برکات دوسرے تمام اقسام کے کاروبار کی نسبت کتنی وسیع ہے

تاجروں کے اخروی مدارج

یہاں تک تو تجارت کے دنیوی فوائد کا ذکر تھا۔ اب ذرا اس کے اخروی مدارج و فوائد ملاحظہ کیجئے اور حیران ہو جائیے۔ حدیث شریف کی اکثر معتبر کتب مثلاً ترمذی، دارمی، دارقطنی اور ابن ماجہ میں حضرت ابی سعیدؓ سے یہ روایت منقول ہے کہ سرکار دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِیْنُ مَعَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَاءِ (بحوالہ مشکوٰۃ ... ص ۲۴۳) (ترجمہ) سچا اور امین تاجر قیامت کے دن انبیاء علیہم السلام، صدیقین کرام اور شہدائے عظام کے ساتھ مبعوث ہوگا۔ اس سے زیادہ اور تاجروں کو کیا چاہئے۔

پس معلوم ہوا کہ تجارت مسلمانوں کے لئے فراخ روزی اور خوشحالی ہی پیدا نہیں کرتی، بلکہ وہ ہر مقام، ہر ملک، ہر قریہ، ہر شہر و دیگر ممالک کے مسلمانوں کے درمیان اخوت، مساوات پیدا کرتی ہے اور عالمگیر اتحاد اسلامی کے لئے ایک زبردست طاقت ہے اور نجات اخروی کا وسیلہ ہے۔ کاش کہ اسلامی ممالک کے درمیان یہ تجارت فروغ پائے۔ اسلام سکھاتا ہے ہر جائز طریقہ پر زیادہ سے زیادہ کمانے کو اور منع کرتا ہے اللہ سے غافل ہونے اور اس کے بندوں کے حق غصب

رستے کو۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیروی کرو۔ یعنی کماؤ۔ جائز
طریقہ پر کماؤ۔ اور زیادہ سے زیادہ کمانے کی کوشش کرو۔ اور مالدار بنو۔ حضرت
عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح اور خرچ بھی کرو انہی کی طرح کہ [illegible] کو
بہتر سے بہتر کھلاتے تھے، اور خود معمولی غذا پر اکتفا کرتے تھے۔ اور باوجود مالدار
ہونے کے معمولی سے معمولی لباس پہنتے تھے، اور [illegible] کی طرح
مسجد نبوی کے سنگریزوں پر لیٹتے تھے جن کے نشانات جسم پر پڑ جاتے تھے۔
خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بسر اوقات عہد خلافت سے پہلے
تجارت پر موقوف تھی، اور اُن کی سادہ زندگی مشہور ہے۔ پھر تم بھی ان کے
ساتھ [illegible] شرکت و محبت یا فریضہ [illegible] گی تو لازم ہو کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کے اصحاب کو کوئی خواہش [illegible] کی خاکی
کے میسر نہ تھا۔

کماؤ اور زیادہ سے زیادہ کمانے کی کوشش کرو۔ اور زکوٰۃ جو فریضہ
الٰہی ہے اُسے ضرور ادا کرتے رہو۔ اور کماؤ قومی ضروریات کے لئے، صرف
اپنے لئے نہیں، کہ اپنے لئے تو بحد سادگی معاشرت کم کمائی کافی ہے۔ دینی
ضروریات کے لئے کماؤ۔ قومی مفاد اور ارتقاء کے لئے۔ حج بیت اللہ کے لئے
جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں، اِعْمَلْ لِدُنْيَاكَ كَأَنَّكَ لَا تَمُوتُ
أَبَدًا وَاعْمَلْ لِآخِرَتِكَ كَأَنَّكَ تَمُوتُ غَدًا۔ یعنی دنیا کے کاموں میں اس طرح
مصروف رہو کہ گویا کہ تم کبھی نہ مروگے اور آخرت کے کاموں میں ایسے مشغول رہو کہ گویا
تم کل ہی مر جاؤ گے۔ بعد اس کے تمہارے لئے خدائی نصرت و رحمت کا نزول لازمی
ہے۔ وَهٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّيْطٰنِ
(ترجمہ) یہ سیدھا راستہ ہے پس پیروی اسکی کرو تم۔ اور نہ قدم بقدم چلو شیطانوں کے۔
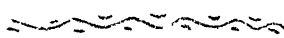
۴ - شہرِ رمضان
(سراپا برکت و رحمت کا ماہِ مبارک)

رمضان شریف اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے - رمضان یہ انسانی قرآن مع احکام کا لائحہ عمل ہے جس سے انسان کی تمام کمزوریاں دُور ہو سکتی ہیں اور اسکے اندر بہترین ملکی رُوحانی صفات پیدا ہو سکتی ہیں

اِسلام کی طرح دوسرے مذاہب نے بھی خدا کے پیدا کیے ہوئے دنوں کو مذہبی تقریبات سے وابستہ کیا ہے، لیکن اسلام کا انداز سب سے نرالا ہے - دوسرے مذاہب نے دینی اور معاشرتی تقریبوں کو عیش و نشاط اور رقص سرود سے خاص کیا ہے - لیکن اسلام کی عجیب شان ہے اور اُسی کی اس شان پر ہم قربان ہیں کہ اُس نے ہر رسم اور ہر تقریب کو خدا تعالیٰ کی عبادت - صوم و صلوٰۃ - بندوں کی خدمت محتاجوں کی تسکین اور کمزوروں کی دستگیری سے وابستہ کر دیا ہے - عید الفطر - عید الضحیٰ - شب برات - رمضان - محرم حج اور تمام تقریبات کی صورت میں آج کچھ بھی ہو، اور ان میں سے بعض تقریبات کے خوبصورت اور روشن چہرے کو ہم نے خواہ کتنا ہی داغدار کر دیا ہو، لیکن اس سے کس کو انکار ہے کہ عید و بقرعید نوافل و عبادت کے لئے - شب برات شب بیداری کے لئے اور نماز کے لئے رمضان صوم و تراویح کے لئے - محرم روزہ اور ذکرِ الٰہی کے لئے - اور حج طواف اور تسبیح و تہلیل کے لئے مخصوص ہیں - لیکن ہر اسلامی تقریب اخوت و مساوات کا عملی نمونہ پیش کرتی ہے - روزہ کا فلسفہ بھی مساوات و اخوت کا عجیب نمونہ ہے - تمام دنیا کے مسلمان اِس ماہ مبارک میں روزہ سے اپنے اوپر تمام نفسانی خواہشات کو حرام کر لیتے ہیں - غریب اور فاقہ کش لوگوں کی تکالیف کا اندازہ بھی امرا کو روزہ کی تکمیل سے ہو جاتا ہے - گویا ہر امیر و غریب بھوک کی تکالیف کا مزہ چکھ لیتا ہے - اور افطاری کے وقت ہر امیر و غریب ایک ساتھ بیٹھ کر روزہ

افطار کر کے مساوات کا بہترین نمونہ قائم کرتے ہیں۔

یوں تو ہر اسلامی تقریب کے پروگرام میں نوافل اور ذکر الٰہی کا عنصر خاص طور پر نمایاں ہے۔ لیکن رمضان شریف تو اس بارے میں بہت ہی ممتاز اور سربرآوردہ ہے۔ جس روز سے ہلال رمضان کا خنجر ابرو (چاند) دکھائی دیتا ہے۔ مسلمان خواہشات نفسانی کے حلق پر چھری پھیر کر اپنی گردنوں کو صلوٰۃ تراویح، تلاوت قرآن کریم اور ذکر الٰہی کے لئے خم کر دیتے ہیں۔ دن کو کسی انسانی طاقت کی خوشنودی کے لئے نہیں، کسی دنیوی منفعت کے حصول کے لئے نہیں بلکہ رضائے الٰہی کی خاطر کھانے پینے سے منہ موڑ لیا جاتا ہے۔ اور رات کا اکثر حصہ قیام کر کے گزارا جاتا ہے۔ یقیناً اس سے زیادہ پاکیزہ، اس سے زیادہ مقدس منظر اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ کہ خدا کے عابد یہاں جہاں اسلام کے حلقہ بگوش آباد ہیں شب و روز کی ساعتیں اللہ اللہ کی صداؤں سے معمور رہتی ہیں۔ اگر فرشتے اس تقریب منظر پر رشک کریں تو حیرت کیا ہے۔ اور اگر خدا کی رحمتوں کے دروازے کھل جاتے ہوں تو تعجب کیا ہے۔ روزے سے صبر و ضبط کی عادت۔ تقویٰ و طہارت کی مشق اور ذکر و تلاوت کی سعادت حاصل ہوتی ہے۔ روحانیت ترقی کرتی ہے، نفسانیت اور حیوانیت فنا ہوتی ہے۔ اور انسان رضائے الٰہی پر عمل کرتے کرتے خدا کا محبوب بن کر اس کی تمام نعمتوں کا مستحق ہو جاتا ہے۔

التماس

غرضیکہ ہماری تمام تقریبات - نماز پنج وقتہ - نماز جمعہ - نماز عیدین و حج بیت اللہ شریف تنظیم و مساوات کا بہترین لائحہ عمل پیش کرتی ہیں - مگر افسوس کہ ہم اصل طریق اور معنوی صورت سے ناآشنا ہو کر علیحدہ ہوتے جا رہے ہیں - اب ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام قوم میں پہلے تنظیم کا صحیح احساس پیدا کرنے کی سعی کی جائے کیونکہ احساس پیدا ہونے کے بعد ہی صحیح جذبۂ عمل پیدا ہوا کرتا ہے - جب قوم یہ محسوس کرنے لگے کہ صحیح بیت القوم بغیر تنظیم کے وہ کسی شاہراہ ترقی پر گامزن نہیں ہو سکتی، اور یہی وجہ کمال پذیر کی بالائی ممکن ہے، اور اس وقت کوئی مفید لائحہ عمل پیش کیا جائے تو قوم بہت جلد اس پر عمل پیرا ہونے کے لئے آمادہ ہوگی - یہ کام صرف اس امر کا ہے کہ وہ بتا سکے کہ مسجد میں فرد و بشر برابر ہیں ... مسلموں کے درمیان اتحاد و تنظیم کا حق ہوتا ہے ؛

اسلامی اخبارات

قوم میں عام بیداری اور صحیح احساس پیدا کرنے کے لئے اخبارات میں تنظیم پر ہر روز مضامین شائع ہوا کریں اور ایک آدھ کالم صرف تنظیم کے لئے مخصوص کر دیا جائے - مدیران جرائد اور دیگر درد مند اہل قلم حضرات اپنے خیالات کی اشاعت سے قوم کی توجہ اس نقطہ پر مرکوز کر سکیں - ہر مسجد میں ہر روز تنظیم پر دو چار مضامین پڑھ کر اسکی اہمیت کو خود بھی محسوس کرنے لگیں اور دوسروں کی توجہ بھی ضرور اس امر کی طرف منعطف کرانے کی کوشش کریں -

رہبران قوم میں سے چند ایسی مقتدر ہستیاں جو خود بھی باعمل ہوں میدان عمل میں نکل آئیں - جو تنظیم اور اتحاد بین المسلمین کو اپنا نصب العین بنا لیں - اس موضوع پر اپنے زرین خیالات قوم کے قلوب میں دل نشین کرنے کیلئے ملک کے طول و عرض میں تشریف لے جانے کی زحمت گوارا فرمایا کریں - اگر آپ قیمتی زندگی میں اس مرحلے کے سلجھانے، اور مسلم قوم کو ایک مرکز پر لانے میں کامیاب ہو جائیں جو عین منشائے ایزدی ہے، تو ہر شعبۂ زندگی میں مسلم قوم کا بول بالا ہو جائے اور ہر میدان میں نصرت و کامرانی اسکے قدم لینے کیلئے موجود ہو - آنیوالی نسلیں بھی نیک دل سے شکر گزار ہوں گی ؎

تمام مساجد کی فہرست اپنے پاس محفوظ رکھے، اور اس قسم کے رسالے اور ایک ہفتہ وار اخبار ہر مسجد میں بھیجے جائیں، اخبار اور رسالوں کی معمولی قیمت رکھی جائے۔ اخبار میں ہفتہ بھر کی صرف وہ خبریں درج ہوں جو مسلمانوں کی آگاہی کے لئے بدرجۂ نہایت اہم سمجھی جائیں۔ یہ اخبار ہر صورت میں جمعہ سے پہلے امام مسجد کے پاس پہنچ جائے۔ اور امام مسجد اسے خطبہ سے پہلے پڑھ کر سنا دیا کرے۔ ہندوستان بھر کی مساجد کے ائمہ روزانہ اخبارات اپنے پاس منگوائیں اور ان کا باقاعدہ مطالعہ کریں۔ ہفتہ بھر کی ضروری خبریں کا اقتباس مع اپنی رائے کے لائحۂ عمل خود تیار کریں۔ جمعہ کے خطبہ میں مسلمانوں کے گوش گذار کر کے اپنا فرض منصبی ادا کر دیں۔ عام ہمدردی پیدا کرنے کا یہی ایک واحد ذریعہ ہو سکتا ہے۔ تکفیر بازی کو ترک کر دیں، ہر کلمہ گو کو مسلمان اور اپنا بھائی سمجھیں۔ اُس کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھیں۔ فروعات میں اختلافات کو اہمیت نہ دیں۔ اعتقادات میں تفاوت کو وجہ عداوت نہ بنائیں۔ ہم اپنے اپنے اعتقادات پر قائم رہتے ہوئے بھی آپس میں اسلامی ہمدردی پر عمل پیرا ہو سکتے ہیں۔ لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ کا حکم موجود ہوتے ہوئے باہمی نفاق ایک لغو اور بے معنی شے ہے۔ اگر ہر ایک مسلم دوسرے کلمہ گو مسلمان کو اپنا بھائی سمجھ کر اپنے اندر اس کے لئے عملی ہمدردی کا جذبہ پیدا کر لے تو سمجھ لیجئے کہ تنظیم کا ایک اہم مسئلہ حل ہو گیا۔ خدائے عزوجل پر سب معاملہ چھوڑ دیں وہ قادر مطلق ہے جسے چاہے بخش دے۔ مسلمان اپنے سینوں میں کینہ و عداوت کو جگہ نہ دیں اپنی زندگی کو اجیرن نہ کر لیں، خدا کی رسی کو مضبوط پکڑ لیں۔ اسی میں برکت ہے اور اس دنیا میں یہی ایک بات ہے جو ترقی کی اعلیٰ سے اعلیٰ منازل پر پہنچانے کی کفیل و ذمہ دار ہے۔ ؎ فلنعم ما قیل۔

منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبی دین بھی ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی اللہ بھی قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں
یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

۵۔ حج اور اُس کی ضرورت

حج کی عبادت اُس رہبانیت کا معاوضہ ہے جو پہلی اُمتوں میں رائج تھی، جبکہ دنیا اِس خیال میں مبتلا تھی، کہ گھر بار، بیوی بچوں اور شہروں کی آبادی کو چھوڑ کر ایسا ٹھکانا تلاش کیا جائے، جہاں یکسوئی اور تنہائی حاصل ہونے کے علاوہ زندگی کی وہ آسائش اور سہولتیں بھی حاصل نہ ہوں، جو عام طور پر انسان کی گمراہی کا باعث تصور کی جاتی ہیں۔ یاد رکھو کہ اسلام رہبانیت کی تعلیم نہیں دیتا۔ ترکِ علائق دنیوی کو نیک عمل نہیں قرار دیتا اسلام تو اپنے پیروؤں کو اس دنیا میں بھی کامیاب و معزز دیکھنا چاہتا ہے۔ تمام دنیا کی سلطنت و طاقت کو تمہارا نصب العین قرار دیتا ہے۔ اسلام مذمت کرتا ہے دنیاوی فراخی و طاقت کے اُس غرور و طغیان کی جو ہمیشہ دنیا میں ظلم و فساد کا سب سے بڑا باعث رہا ہے۔ اسلام مخالفت کرتا ہے دنیاوی ساز و سامان کو مقصود بالذات بنانے کی۔ یعنی اُس دین کی توجہ دنیا پر طاری ہے۔ نہ کہ دنیا کو وصول الی المقصود (اخروی سرفرازی) کا ذریعہ آلہ تصور کرنے کی جو کہ عمل تھا خلفائے راشدینؓ اور صحابہؓ کا۔ اسلام تعلیم دیتا ہے دنیا کو فتح کرنے اور اللہ کے بندوں کو ہر قسم کی ناجائز قیود سے آزاد کرانے کی، نہ کہ غلام بنانے اور غلام بننے کی۔ چنانچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اُمتِ محمدیہ کی رہبانیت حق تعالےٰ نے حج کی عبادت میں قرار دی ہے۔

لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ

یعنی لوگوں پر خدائے قدوس کی طرف سے خانہ کعبہ کی زیارت فرض ہے۔

اقوامِ عالم کا دستور ہے کہ وہ سال میں ایک یا ایک سے زیادہ دفعہ اپنی زندگی کی خاص نمائش کرتی ہیں، اور کسی موزوں مقام پر ان کے مستطیع و متمول اصحاب جمع ہو کر اپنی تجارت اور تحفظ کے ذرائع پر تبادلہ خیالات کرتے ہیں۔ اُن کا یہ اجتماع اُن کی سیاسی، اقتصادی اور مذہبی ترقیات میں از حد مفید ہوتا ہے۔ اسلام جس کا مقصد صرف مختلف افرادِ قوم

کو ایک سلسلہ میں منسلک کرنا نہیں بلکہ مختلف اقوام میں بھی زبردست اتحاد قائم کرتا ہے اور جس کا پیغام تمام اقوامِ عالم کے لئے ہے، بچپن کی حالت سے نکلکر جوانی کے عالم میں پہنچا اور اُسکے پیرو کار دُنیا میں پیدا ہو گئے۔ اُن کی اقتصادی، سیاسی اور مذہبی ترقی کو دیکھکر قیصر و کسریٰ کی حکومتوں پر بھی لرزہ طاری ہوا، اور اُن کے رہبر اور باہمت جرنیل (فداہ ابی وامی) کی وہ تمام پیشگوئیاں جو اُس نے مظلومی کی حالت میں کی تھیں حرف بحرف صحیح ثابت ہوئیں۔ مکہ معظمہ جس سے آپ عارضی طور پر تشریف لے گئے تھے، اور جہاں آپ کے بعض پیرو نہایت بے بسی اور بیکسی کی حالت میں رہتے تھے، وہاں آپ فاتحانہ حیثیت میں داخل ہوئے اور خدائے قدوس کا وہ وعدہ جو سورۂ قصص کی آیت نمبر ۸۵ میں ہجرت کے مقام جحفہ میں کیا گیا تھا، وہ پورا ہوا جس خانۂ خدا میں ہجرت کے ساتویں برس مکہ معظمہ کے مخالف باشندوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تین دن سے زیادہ نہ رہنے دیا۔ وہاں آپ کی حکومت قائم ہوئی۔ تمام وہ راستے جن پر مسلمانوں کے لئے قدم قدم پر رُکاوٹیں تھیں پُرامن ہو گئے۔ حجاز کے طول و عرض میں جا بجا اسلام کے اعلان ہونے لگے تو خدائے قدوس نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ تم میں سے جو مستطیع اصحاب ہوں اُن پر لازم ہے کہ وہ بھی ایک مقام پر اللہ کے گھر میں اکٹھے ہوں، اور اپنے سیاسی۔ اقتصادی۔ مذہبی اور معاشرتی ترقی و ذرائع پر غور کریں اور اللہ کا دھیان کریں مختلف ممالک میں رہنے والے بھائیوں کے حالات سے پوری طرح آگاہ ہوں۔ مظلوم بھائیوں کی اعانت کے وسائل سوچیں۔ جہاں دنیوی حکام کے درباروں میں حاضری کو موجب فرحت اور ذریعہ برکت تصور کرتے ہیں، وہاں سال بھر میں ایک دفعہ حکومتِ الٰہی کا دربار بھی منعقد کریں اور جمع ہو کر اسی گرویدگی اور فدائیت کا نمونہ پیش کریں، کہ اصلی حکومت کی شوکت و سطوت ظلی نیابتوں اور عارضی حکومتوں پر نمایاں طور پر غالب نظر آ جائے۔ انہیں مقاصد عالیہ کی طرف سورۂ حج کی آیت ۲۸ نے مندرجہ ذیل الفاظ میں رہنمائی فرمائی ہے۔ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ یعنی (تاکہ اپنے فوائد کے مناظر وہ خود دیکھیں) اسی لحاظ سے باری تعالیٰ کی طرف سے مستطیع و متمول اصحاب پر حج بیت اللہ فرض قرار دیا گیا۔ اور شعائر اسلامی کا پانچواں رکن ٹھہرا۔

فرضیتِ حج

اسلام کا پانچواں رُکن حج ہے۔ اور یہ رُکن ملّتِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سب سے بڑی یادگار ہے۔ یہ عمر بھر میں ایک بار ایسے شخص پر فرض ہے جو استطاعت سفر رکھتا ہو۔

(۱) مُسلم ہو، آزاد ہو، عاقل ہو، بالغ ہو۔

(۲) نہ مقروض ہو اور نہ قرض لیکر جائے۔

(۳) زادِ راہ پاک اور حلال کمائی کا نتیجہ ہو۔

(۴) پسماندگان کی ضروریات کا جن کا نان ونفقہ اُسپر فرض ہے، اپنی واپسی تک تسلی بخش انتظام کر سکے۔

(۵) راستہ پُرامن ہو۔

(۶) سفر کی تکالیف برداشت کر سکتا ہو، اور صحت بھی درست ہو، تاکہ راستہ میں تکلیف نہ اُٹھانی پڑے اور نہ دوسروں کے لئے باعث زحمت ہو۔

(۷) - عورتوں کے ساتھ اُن کے خاوند ہوں، یا بحالت مجبوری اُنکے قریبی محرم ہو۔

(۸) اگر کوئی شخص جس میں مندرجہ بالا اوصاف ہوں، بلحاظ عمر یا صحت ایسی حالت کو پہنچ گیا ہے، کہ خود سفر پر قادر نہ ہو، تو اُس کی نیابت اُس کا کوئی قریبی رشتہ دار کرسکتا ہے۔

(۹) اگر کوئی شخص مرتے دم وصیت کر جائے تو اُس کی طرف سے حج کیا جاسکتا ہے۔

(۱۰) اگر کوئی وارث اپنے متوفی کی طرف سے حج بدل کرانا چاہے تو وہ بھی ہوسکتا ہے۔

اِن تمام شرائط فرضیت کی بُنیاد ایک چیز پر قائم ہے اور وہ یہ کہ حج فرض ہے، اور اگر کوئی خاص وجوہ کی بنا پر خود اس فرض کی انجام دہی پر قادر نہ ہو تو وہ نیابتاً اِس فرض کو انجام دے +

وجوہ فرضیتِ حج

(۱) اسلام کی تعلیم کا اقتضا یہ ہے کہ ہر مسلمان صاحبِ زر و مال ہو، اسلام کی تعلیم کا مقصد یہ ہے کہ ہر مسلمان اُن مفاسد اور معائب سے پاک و صاف ہو، جو زر و مال کا لازمہ ہیں۔ اِن ہر دو امور کا ثبوت اس طرح ملتا ہے، کہ اسلام نے ارکانِ خمسہ میں سے زکوٰۃ و حج کی بنیاد زر و مال پر ہی رکھی ہے۔ اور اگر اِن ارکان کو نظر انداز کر دیا جائے تو اسلام مکمل نہیں ہوتا۔ لہٰذا تکمیل مذہب کے لئے زر و مال کا جائز طریق پر حاصل کرنا جیسا کہ ہم زکوٰۃ کے تحت میں تجارت میں ظاہر کر چکے ہیں۔ ایک خاص انداز پر صرف کرنا بھی لازمی اور ضروری ہے۔

روپیہ کے مفاسد بھی بہت ہیں، اُن کی اصلاح کے لئے زکوٰۃ و صدقہ، خیرات وغیرہ کی بہت سی صُورتیں رکھ دی گئی ہیں، جن پر عمل کرنے سے انسان بُخل، غرور، اور غربار و مساکین کے ساتھ تفاوت و حقارت کے عیوب سے پاک رہ سکتا ہے۔ لیکن روپیہ کی بُرائیوں میں آرام طلبی۔ کاہلی، اور لاپرواہی بھی شامل ہیں، جن کا نتیجہ بزدلی، کم ہمتی اور خانہ نشینی ہے۔ اور انجام کار یہ سب افلاس، غربت اور درماندگی کی صورت اختیار کر لیتے ہیں، اِن تمام امراض کا علاج ایک ہی آسان نسخہ میں مضمر ہے، اور وہ حج بیت اللہ الحرام کا سفر مبارک ہے۔

تمام فوائد اجتماع کا جامع

دُنیا میں اجتماعات سے جو فوائد منصور یا مقصود ہوتے ہیں وہ سب حج بیت اللہ سے حاصل ہو سکتے ہیں۔ مثلاً:۔

بادشاہ کا جو مقصود شاندار درباروں کے انعقاد سے، یا ایک امیر العسکر کا جو مقصود عظیم فوجی نمائشی لڑائی سے۔ انجمنوں کا جو مطلب سالانہ جلسوں اور منڈیوں کے اجتماع سے۔ ایوانِ تجارت کا جو مقصد عالمگیر نمائشوں کے قیام سے ہوتا ہے، وہ سب حج کے اندر مقصود و ملحوظ ہیں۔ آثار قدیمہ کے جویاء۔ صنادید عالم کے متلاشی۔

علماء طبقات الارض۔ واقفانِ علم الالسنہ اور محققانِ تاریخ اقوام، اور ماہرانِ جغرافیہ عالم کو جن باتوں کی تلاش ہوتی ہے۔ وہ سب امور حج سے پورے ہو جاتے ہیں اور یہ تمام صورتیں فرضیتِ حج کے اسباب میں شامل ہیں۔

مساوات حج سے مساوات عالم کا مقصد بھی بخوبی حل ہو جاتا ہے سب لوگ شاہ وگدا۔ عالم و جاہل، چینی و ہندی۔ مغربی ومشرقی، عربی وافغانی، ترکی وتاتاری وغیرہ سب۔۔۔ لباس میں ایک ہی بگ خدائے قدوس ولایزال کے دربار میں حاضر ہوتے ہیں اسطرح سے سب امتیازی تفرقے مٹ جاتے ہیں۔ آقا وغلام میں امتیاز نہیں رہتا شاہ وگدا سب ایک ہی حیثیت اور ایک ہی صورت میں دربار احکم الحاکمین میں کھڑے نظر آتے ہیں ؎

بندہ صاحب ومحتاج وغنی ایک ہوئے ۔ تری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

شوکتِ اسلام اور تجربات سفر حج سے شان وشوکت اسلام کا بہترین اظہار ہوتا ہے اور مسلمانانِ عالم کو اپنے نمائندگان کی تعداد اور قوت کا منظر دکھانے کا بھی موقع ملتا ہے۔ بحری وبری سفر سے انسان کو فوائد حاصل ہو سکتے ہیں، یعنی سیر وسیاحت۔ تجربہ، مفید معلومات۔ تجارت، تبادلہ خیالات۔ مالی فوائد وغیرہ کا بھی زریں موقع ملتا ہے۔

رازِ فتح اگر اصول مذہب سے قطع نظر کر لی جائے تو بھی عقلائے دہر کے ہاں یہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ وحدت میں قوت اور انتشار میں ضعف لازمی ہے مثلاً کچے سوت کے تار الگ الگ ہوں تو دو برس کا بچہ ایک ایک کر کے ٹکڑے کر سکتا ہے۔ لیکن اگر انہیں کچے دھاگوں میں وحدت پیدا ہو جائے تو ایک طاقتور جوان بھی ایک گز کپڑے کو کھینچ کر دو ٹکڑے نہیں کر سکتا۔ یا مثلاً اینٹیں بکھری ہوئی ہوں تو ان میں کوئی طاقت نہیں ہوتی، لیکن انہی کو مجتمع کرنے سے مضبوط قلعہ بن جاتا ہے۔ بعینہٖ اسلام اپنے متبعین کو ایک ہی رشتہ وحدت میں پرو دیتا ہے اور وہ رشتہ کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ کا ہے

ساری دُنیا کے مُسلمان چینی ہوں یا رُوسی، ہندوستانی ہوں یا جاپانی، امریکی ہوں یا افریقی، ترکی ہوں یا عربی ان سب کا :۔

(۱) خدا ایک ہے رحمٰن (عز اسمہٗ وجل مجدہٗ)

(۲) رسول ایک ہے۔ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

(۳) مذہب ایک ہے، اسلام

(۴) دستور العمل ایک ہے۔ قرآن کریم۔

(۵) مرکز ایک ہے۔ بیت الحرام۔

حاصل یہ ہے کہ اسلام نے رنگ و روپ ۔نسل و قوم، وطن و ملت کے تمام امتیازات مٹا دیئے ہیں۔ کالے اور گورے، مشرقی اور مغربی، سب مومن آپس میں بھائی ہیں، اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ۔ خدائے برتر کے ہاں زیادہ معزز و ممتاز وہ شخص ہے جو تقویٰ میں سب سے بڑھ کر ہے۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ

نسل، رنگ اور دیگر دُنیاوی منسوبات کا پیدا کردہ امتیاز اس اعلان کے ذریعے ہمیشہ کے لئے موت کی نیند سلا دیا گیا۔ یقیناً خدا کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ شریف وہ ہے، جو اپنا فرض نہایت احتیاط سے ادا کرتا ہے۔ اِس اعلان نے امتیاز کی صُورت صرف ایک باقی رکھی اور وہ صورت عمل کی ہے اِس زریں اصول کی تشریح و وضاحت آخری حج کے موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے جس طرح فرمائی ہے، دُنیا آج تک نہیں کر سکی، اور نہ کر سکیگی

"یاد رکھو تم سب بھائی بھائی ہو۔ تمام انسان خدا کی نظر میں برابر و مساوی ہیں اور تمہاری عزتیں۔ تمہاری زندگیاں اور تمہاری جائدادیں سب پاک و متبرک ہیں اور کسی حالت میں بھی تمہیں ایک دوسرے کی زندگی یا جائداد پر حملہ نہیں کرنا چاہیئے۔ آج میں نسل۔ رنگ اور قوم کے امتیازات کو اپنے پاؤں کے نیچے کچلتا ہوں۔ تمام انسان آدمؑ کی اولاد ہیں۔ اور آدمؑ کی تخلیق مٹی سے کی گئی تھی"

(مکمل خطبہ "عرفات کے مضمون" میں دیکھو۔)

جس چیز کے قائم کرنے میں فرانس کی گلوٹین ناکام ثابت ہوئی اُسے چند الفاظ میں اس خوبصورتی سے ساتھ قائم کر دیا کہ متشددانہ ذرائع کے استعمال کی ضرورت ہی باقی نہ رہی۔ اور اب ہم دیکھتے ہیں کہ ایک کمزور سے کمزور اور غریب سے غریب شخص مالدار سے مالدار اور طاقتور سے طاقتور آدمی شانہ بشانہ بلا تکلف ایک صف میں ایستادہ ہے۔ اگر ایک نیم برہنہ اور دھوپ کا مارا حبشی مزدور کسی وجہ کی سب سے اگلی صف میں بیٹھ جاتا ہے، تو خلیفۂ وقت، امیر افغانستان اور نظام دکن اُسے اُٹھا نہیں سکتے، کیونکہ وہ اس وقت خداوند قدوس کے حضور میں ہے، جس کے نزدیک تمام انسان برابر ہیں۔ یہی وہ راز تھا، جس نے مٹھی بھر مسلمانوں کو دُنیا کا سرتاج بنا دیا۔ اعدائے اسلام کو گرویدۂ اسلام کر دکھایا۔ تعداد کی قلت و کثرت کبھی اسلام کے پیشِ نظر نہیں رہی، بلکہ اس کا مطمحِ نظر مساوات ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ مذہب اسلام انسان کو ایسا مدنی الطبع بنانا چاہتا ہے کہ وہ ہر حال اور ہر صورت میں قومی و ملّی اور دینی فوائد میں کوئی تفریق نہ کرے۔ ذرا غور تو کرو کہ مسلمان تنہا نماز کی نیت کرتا ہے، لیکن اس کی زبان سے "نعبدُ" "نستعین" اور اِھدِنَا کے تمام مجموعی صیغے ادا ہوتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص جو عبادت میں بظاہر تنہا مصروف ہے۔ سب کی طرف سے اظہار عبودیت کرکے قوم کی وکالت کر رہا ہے۔ اپنی طرف سے عبادت، استعانت اور ہدایت کا دم بھرتے ہوئے سب کی قائم مقامی بھی کرتا ہے تاکہ قوم کا ہر فرد اس نعمت سے مالا مال ہو جائے جو خود اسکا اپنا مقصود ہے۔

پنجگانہ نماز کے باجماعت ادا کرنے کی تاکید۔ مسجد محلہ میں اجتماع کا ثواب، ہفتہ وار جمعہ کا قیام، اور مسجد جامع میں متعدد لوگوں کا اجتماع، عیدین میں اہلِ شہر و دیہات اور گرد و نواح کی آبادی کا کھلے میدان میں ملنا، اور مل جُل کر عبادت کرنا۔ یہ تدریجی ارتقا اُسی آخری منزل کے ابتدائی مدارج ہیں جن کا مقصد یہ ہے کہ انہی ارکان کی طرح ایک اور ایسا ذریعہ بھی اختیار کیا جائے، جو مسلمانانِ عالم

کے اجتماع کا باعث ہو، اِس لئے کہ ایک مرکز کا وجود اقوام میں اتحاد پیدا کرنے کا موجب ہوتا ہے۔

توحیدِ مرکز کے فوائد کسی مرکزِ واحد پر اجتماع پیدا شدہ تفریق و اختلافات کو دُور کرنے اور مٹانے کا بہترین ذریعہ ہے۔ خلفائے راشدین ہر سال خود حج کرنے کے لئے آتے، اور اُس مقدس سرزمین میں اپنی رعایا کے مختلف طبقات سے بنفسِ نفیس ملاقات فرماتے، ہر مُلک اور اہلِ مُلک کی ضروریات کا علم حاصل کرتے اور اُس کی تدابیر فرماتے۔ اُمرائے ملک و حکامِ فوج کا تقرر ہوتا بعد از حج عمل میں آتا۔ عباسیہ کی حکومت اور عظمت اُسی وقت تک قائم رہی جب تک کہ وہ حج کا اہتمام کرتے رہے۔ ابتدائے اسلام میں اکثر خلفاء و نمائندگانِ مُلک فریضۂ حج ادا کرتے رہے، تاکہ رعایا کے حالات سے واقفیت حاصل کریں۔ اور اس طرح ملکی حیثیت سے ایک عظیم الشان داخلی و خارجی سیاست کا دروازہ کھول دیا گیا۔ اس فریضہ کے ادا کرنے میں اگر کسی خلیفہ کو ملکی مشغولیت باز رکھتی تھی تو وہ اعیانِ سلطنت یا اکابرِ قوم میں سے کسی کو اپنا قائم مقام بنا کر روانہ کرتا تھا۔ لیکن رفتہ رفتہ یہ لوگ اس فریضہ کے ادا کرنے میں تساہل سے کام لینے لگے، یہاں تک کہ کسی خلیفہ یا بادشاہ یا امیر یا وزیرِ اسلامی کا فریضۂ حج ادا کرنا ایک نادر واقعہ سمجھا جانے لگا۔ مامون الرشید کے بعد تو خلفائے عباسیہ نے حج کے لئے آنا قطعی طور پر ترک کر دیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دُور اُفتادہ اقوام کے دلوں میں شاہی خاندان کی عظمت و ہیبت کا رُعب کم ہونا شروع ہو گیا، حتیٰ کہ خلفائے بغداد ترک فوجوں کے لئے بازیچۂ اطفال بن گئے۔ اگر مسلمانوں کے موجودہ فرمانروا اس فریضہ کے زندہ کرنے میں سلف صالحین کا اتباع کرنے لگیں، تو اُن کی رُوح اور اُن کے مُلک کو ایک پاکیزہ اور مستقل زندگی حاصل ہو جائے۔ کیونکہ ہر شخص اگر وہ چند منٹ کیلئے ہر طبقہ کے آدمیوں کے برابر ہو جائیں، دُور و نزدیک کے عام مسلمانوں کے ساتھ میل جول پیدا کر لیں تھوڑا

کی آواز، اور اندھوں کی گریہ و بکا کے دل شگاف نعرے اُن کے کانوں تک پہنچ جائیں، اور غرباء کی ضروریات اور فاقہ کشی کی کیفیت بذاتِ خود ملاحظہ کرلیں تو اُن کو رعایا کے حقوق کا احساس ہو، ضعیفوں کی اعانت اور مظلوموں کی فریاد رسی کرنے لگیں۔ اور چونکہ فطرتاً چھوٹے لوگ بڑے لوگوں کی تقلید کرتے ہیں (اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ)، اِسلئے حکام سلطنت بھی اُن کی تقلید کرنے لگیں گے۔ اور اس طرح وہ، اور اُن کی قوم خوش دل اور فارغ البال ہو جائیگی، اور بادشاہ اور رعایا دونوں کی سعادت کا یہی راز ہے +

حج کے اثرات

بے شبہ امراء اور دولتمند لوگوں کا یہ فرض ہے کہ وہ حج کریں۔ تاکہ سفرِ حج میں وہ مصیبت زدہ اشخاص کی صف میں چند روز کے لئے کھڑے ہوں، تو اُن کے دل میں لطف و محبت پیدا ہو، اور ظلم و استبداد کی عادت سے الگ ہو کر لطف و محبت کے اثرات سے متاثر ہو جائیں۔ بلا شبہ جب سلاطین اسلام اور ہندوستان میں مسلم اعیان سلطنت کی ایک جماعت عام مسلمانوں کے ساتھ ایک ہی سطح پر کھڑی ہو جائیگی تو اُن میں ہر ایک، ایک عادل، قادر اور قاہر خدا کا محتاج ہوگا۔ اُن کا میلان عادلانہ اشتراکیت کی طرف ہوگا۔ اور مفلوک و مظلوم لوگوں کی طرف اُن کی توجہ ہوگی۔ اس لئے ایک کے ظلم کو کم کر دینگے اور ایک کی تکلیف کو دُور کر دینگے، اور ضعیف تک طاقتور پنجہ نہ پہنچنے دینگے۔ اس طرح رعایا کے تمام کام سنور جائینگے، اور وہی زندگی دوبارہ واپس آجائیگی جو خلفائے راشدین کے زمانہ میں تھی۔

قوت اجتماعیہ

تہذیب و تمدن ہمیشہ مذہبی پروپگنڈا کا نتیجہ ہوتا ہے اور کوئی شخص اس حقیقت سے انکار نہیں کرسکتا کہ اخوت و مساوات کے حق میں دُنیا کی تمام مشہور اقوام نے نہایت افسوسناک ثبوت پیش کیا ہے۔ ایتھنس فلسفہ کا گھر تھا، مگر غیر ایتھنسیوں کو وہ اپنے

برابر کا درجہ نہیں دے سکا۔ ایتھنس کا سب سے بڑا فلسفی ارسطو جس کا لوہا دنیا آج بھی مانتی ہے۔ اپنی انتہائی کوششوں کے باوجود غیر ایتھینیوں کو عام اخوت پیش کرنے میں ناکام رہا۔ اس نے تقسیم کی (۱) آزاد انسان۔ (۲) غلام انسان۔ موخر الذکر کو اول الذکر کی ملکیت قرار دیا گیا۔ یہ درجاتی تفوت لامحدود تھی۔ اسی طرح ہندوؤں میں برہمن۔ چھتری۔ شودر۔ ویش جو اپنے سے دوسرے کو کم درجہ اور حقیر سمجھتے ہیں۔ اور اپنے مذہبی نقطہ نگاہ سے ایک برہمن، شودر کے چھونے سے ناپاک ہو جاتا ہے۔ اور ایک اچھوت وہ حقوق کبھی حاصل نہیں کرسکتا جو ایک برہمن کو حاصل ہیں۔ حالانکہ دونوں خدا کی مخلوق ہیں اور دونوں مساوی ہیں۔ روم کا قانون جو تمام مغربی قوانین کی اصل سمجھا جاتا ہے، آزاد اور غلام میں تفریق پیدا کرنے اور اس امتیاز کو برقرار رکھنے میں خوشی محسوس کرتا ہے۔ یورپ کی موجودہ قومیت جو مشرق اور مغرب کے مابین ایک ناقابل عبور خلیج پیدا کررہی ہے۔ روم کے قانون ہی کا صریح نتیجہ ہے کہ مغرب کا ہر ایک ملک فی زمانہ اخوت کے لئے بے چین نظر آتا ہے۔ مگران تمام دعاوی کی تہہ میں دولت وقوت کی حرص کارگر ہے۔ جس کے ہمراہ لڑائیوں کا ایک غیر مختتم سلسلہ اور لامحدود ترجیحی خواہشات کا ایک ہجوم بھی ہے۔ اس مصنوعی فرق وامتیاز نے جو انسان کی خودپسندیوں کا نتیجہ ہے مختلف زمانوں میں انسانوں کی ہلاکت، تباہی اور پستی کا سامان مہیا کیا ہے۔ انقلاب فرانس۔ امریکہ کی جنگ آزادی اور روس زاریت کے خلاف مہم جس کا مرکز آج کل ماسکو ہے۔ یہ سب کیا ہیں؟ اس لامحدود زنجیر کی چند کڑیاں ہیں جسے درجاتی امتیاز کی مخالفت میں تیار کیا ہے۔ اور جو اپنے اندر اس قسم کے تعداد واقعات رکھتی ہے۔ مگر یہ عارضی اور چند روزہ تحریکات کبھی کامیاب نہیں ہوسکتیں، کیونکہ یہ تحریکیں خدائی نہیں ہیں۔ قانون الٰہی نے

فیصلہ کر دیا ہے۔ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ (ترجمہ) اے لوگو بلاشبہ ہم نے پیدا کیا تم کو مرد اور عورت سے اور بنایا ہم نے تم کو گروہ در گروہ، تاکہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو۔ خدا کے نزدیک بہتر وہ ہے جو خدا کے احکام کی پابندی کرے۔

فریضۂ حج میں جتنی قوتِ اجتماعیہ اور حیاتِ ملیہ مضمر ہے، اُسے صحیح طور پر سمجھا ہی نہیں گیا ہے، ورنہ وہ قوم کیونکر انحطاط و تنزل کا منہ دیکھ سکتی ہے جو ہر سال اپنے اجتماعِ ملی و قومی سے اپنی اصلاح پر قادر ہو، جو اپنی کوششوں کو ترقی، اپنے نقائص کو دور اور اپنی محبت کو دور دراز گوشوں تک پہنچا سکتی ہو، اور کل دنیا کو اپنی واحد قومیت کا یقین دلا سکتی ہو۔ اگر حج کرنے والے اگر اسے سفرِ تبلیغ سمجھ لیں اور آمد و رفت کی راہ الگ الگ مقرر کریں تو دنیا کے جزو نا آب کو توحید کا حلقہ بگوش بنا سکتے ہیں۔ نہ صرف یہ بلکہ مختلف اقوام و ممالک کے طرزِ بود و ماند علوم و فنون، مصنوعات و ایجادات سے واقفیت حاصل کر کے اپنے اپنے ممالک کو بیشمار فوائد پہنچا سکتے ہیں اور اس طرح ایک مذہبی فریضہ سے سبکدوش ہونے کے ساتھ ہی اسلامی ممالک اُن برکات اور حسنات کا منبع بھی بن جائینگے، جو کسی ترقی یافتہ ملک، اور قوم کے لئے ضروری ہے۔

فدایانِ اسلام کیلئے مواعید الٰہی

(۱) إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ (سورہ محمد پارہ ۲۶)

(ترجمہ) اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کریگا اور تمہارے قدم جما دیگا۔

(۲) وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (سورہ عنکبوت رکوع ۷ پارہ ۲۱)

(ترجمہ) جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہم اُن کو (قرب) رستے ضرور دکھا دینگے۔

(۳) وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا (سورہ نور رکوع ۷ پارہ ۱۸) (ترجمہ) یعنی اے مجموعہ اُمت تم میں سے جو لوگ ایمان لائیں اور نیک عمل کریں اُن سے اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ ان کو اس اتباع کی برکت سے زمین میں حکومت عطا فرمائیگا جیسے ان سے پہلے اہل ہدایت لوگوں کو حکومت دی تھی۔ اور جس دین کو اللہ تعالےٰ نے اُن کے لئے پسند کیا ہے یعنی اسلام اس کو اُن کے (نفع آخرت) کے لئے قوت دیگا اور ان کے اس خوف کے بعد اس کو مبدل بہ امن کردیگا بشرطیکہ میری عبادت کرتے رہیں اور میرے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کریں۔

(۴) وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (سورہ آل عمران رکوع ۱۴ پارہ ۴-۱۲۵)

(ترجمہ) اور آخر کو غالب تم ہی رہوگے، اگر تم پورے مومن رہے۔

(۵) ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ (سورہ محمد رکوع ۱ پارہ ۲۶) (ترجمہ) یہ اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کا کارساز ہے اور کافروں کا کوئی کارساز نہیں ہے۔

(۶) وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ۔ (سورہ مائدہ رکوع ۸ پارہ ۶) (ترجمہ) اور جو شخص اللہ سے دوستی رکھیگا اور اُسکے رسُول سے اور ایماندار لوگوں سے۔ سو اللہ کا گروہ بیشک غالب ہے۔

اگر آج بھی مسلمان اپنے بھولے ہوئے سبق وحدت کو پھر یاد کرلیں۔ حصول رضائے الٰہی بہ ہر طرح ہر قربانی کے لئے آمادہ ہو جائیں، تو مالک الملک ذوالجلال والاکرام کی پشت پناہی ہر میدان میں اُنہیں حاصل ہوسکتی ہے۔ اُن کی ذلت عزت سے اور پستی سرفرازی سے بدل سکتی ہے۔ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا۔ اگر تم شکر گزار

بن جاؤ اور اللہ کی باتوں کو مان جاؤ تو اُسے تمہیں عذاب دینے کی کیا ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ لائق شکر جاننے والا ہے۔ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی وَاجْعَلْ اٰخِرَتَنَا خَیْرًا مِّنَ الْاُوْلٰی اٰمِیْنَ یَا اِلٰہَ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

سیاست اور حج

یہ حقیقت تو محتاج تصریح نہیں کہ سردارِ دوعالم حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مقدس زندگی کا نمونہ ہمارے سامنے ہے۔ اسی کی ہی مقدس زمین پر آنحضرتؐ تشریف لائے، وہیں آپ نے پرورش پائی، وہیں جوان ہوئے، وہیں آپ پر خداوند بزرگ و برتر کا وہ آخری قانون نازل ہوا، جو انسانی زندگی کو ہر لحاظ سے جامع اور مکمل بنانے کا صحیح طور پر دعویدار ہے یہی وہ قانون ہے جس نے دنیا کو جور و ظلم سے نجات دلائی، اور کائنات کو راحت و آسائش ۔ عدل و مساوات، دیانت و امانت اور حق پرستی و حق کوشی سے معمور کر دیا، اور یہی ربع مسکون میں یہی وہ پاک اور مقدس زمین ہے، جہاں سے آپ نے وہ نعرۂ حق بلند کیا جس نے ساری دنیا کو بیدار کر دیا۔ اور جس کا پُرکیف نغمہ آج بھی اسلامی دنیا کی فضاؤں میں گونج رہا ہے اور قیامت تک گونجتا رہیگا۔

مذہب اسلام سیاست اور عبادت کا مرقع ہے، کوئی قانون اور کوئی ضابطہ ایسا نہیں، جو بنی نوع انسان کی زندگی کو بہتر و برتر بنانے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو، آخر حج کا مقصد کیا ہے یہی کہ مسلمانانِ عالم ایک مرکز پر جمع ہو کر اپنے قوانین و ضوابط مرتب کریں، جو اُن کی اجتماعی اور مکمل زندگی کے لئے مفید اور نافع ثابت ہوں، ان لوازمات و ضروریات کے پیش نظر ضروری ہے کہ اگر حج بیت اللہ الحرام میں وہ لوگ شریک ہوں، جو اپنے اپنے ممالک کی نمائندگی کر سکیں، تو عبادت کا یہ اجتماع ہماری دنیاوی زندگی کو بھی بام ترقی تک اُس کمال پر لیجانے کا ذمہ دار ثابت ہوگا، جو قرونِ اولیٰ کی ترقی کا ضامن

رہ چکا ہے۔ مروجہ طریقِ حج اصلاح طلب ہے اسلئے کہ زائرین حجاز شریف کی صحرا نوردی اور دماغ کو پگھلانے والی تمازت کے تجربے کے بعد واپس آکر ملک و قوم کے مفید ثابت نہیں ہوتے۔ نہ اُن کے پاس کوئی جدید لائحۂ عمل ہوتا ہے، نہ اُن کے پاس کوئی قابلِ قدر معلومات ہوتی ہیں، نہ اُن کی تجارت میں کوئی اضافہ ہوتا ہے، نہ اُن کے زاویۂ نگاہ میں کوئی وسعت ہوتی ہے۔ اگر یہ چیزیں حجاج میں پیدا نہ ہوں تو پھر اُن کے مقدس سفر کا ایک پہلو یقیناً ناقص رہ جاتا ہے۔ جائے نمازوں، تسبیحوں، کھجوروں اور زمزمیوں کے تجارتی تحائف تو ہماری دُنیوی اور سیاسی زندگی میں کوئی انقلاب پیدا نہیں کرسکتے۔ اِن اشیاء کے ساتھ ہمیں بھی عقیدت ہے، ارادت ہے۔ والہانہ وابستگی اور جنون ہے۔ لیکن اتنے بڑے اجتماع سے صرف انہی اشیاء کا انتخاب ہمارے نزدیک قابلِ اعتراض ہے اور حج کے اُس مقصد کو پورا نہیں کرسکتا جس کے لئے یہ پہلا گھر بنایا گیا تھا۔

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبَارَکًا (ترجمہ) پہلا منبر گھر جو آدمیوں کے لئے بنایا گیا تھا مکہ مبارک میں تھا۔

اِس گھر کی تعمیری اولیت اور تقدیس کا تقاضا یہی ہے کہ ہماری زندگیاں بھی سیاسی اور مذہبی ہر اعتبار سے اولیت اور تقدیس کا فخر حاصل کرلیں۔ اور ہمارے پاس زندگی کا وہ پروگرام موجود ہو جس کو اغیار دیکھ کر رشک کریں، اور وہ ہماری دُنیوی فلاح اور اُخروی نجات کا کفیل و ضامن ہو۔

عالمِ اسلام کی نشاتِ ثانیہ

دُنیا دیکھ چکی ہے کہ جنگِ عظیم میں جب قسطنطین والئے یونان ایشیائے کوچک کو حوالۂ خون کرتا ہوا شمشیر بکف بے سروسامان مسلمانوں کی آخری جائے پناہ انگورہ پر دستک دے رہا تھا۔ اور دُنیائے اسلام ان قیامت خیز حوادث پر خون کے آنسو رو رہی تھی۔ اُس وقت خدائے ذوالجلال کی تقدیر اناطولیہ کے

میدانوں میں اِس اسلامی اشک باری پر کشمیری ہنس رہی تھی - اور عزیز نیلوفری کی ایک ہی قلابازی نے اعدائے حق کا بنا بنایا کھیل طرفۃ العین میں نیست و نابود کردیا - اور وہ محیر العقول کارنامے ظہور پذیر ہوئے جنہوں نے ترکی کی کھوئی ہوئی عظمت اور گئے ہوئے وقار کو چشم زدن میں بحال کردیا - یہ اسرار و غوامض اور سر اثر و خفایا صرف اُسی صاحب بصیرت انسان کی سمجھ میں آسکتے ہیں جسکو کہ یہ یقین ہو کہ خدائے برتر و توانا کا وعدہ کبھی نہیں ٹلتا اور وہ پکار کر کہہ چکا ہے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا (ترجمہ) "تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں اور انھوں نے نیک عمل بھی کئے ہیں. خدا کا اُن سے وعدہ ہے کہ انھیں اسی طرح دُنیا کی سلطنت بخشے گا جس طرح اُن پہلی قوموں کو بخش چکا ہے اور اس دین کو جو اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے پائندہ و استوار بنائے گا اور اُن کے خوف کو امن سے بدل دیگا"

گزشتہ چند سالوں میں اللہ پاک کی رحمت کے دریائے زخار کی تہ سے جو آبدار موتی پیدا ہوئے ہیں، وہ اعدائے اسلام کی آنکھوں کو خیرہ کرنے کے لئے کافی ہیں - ایران جو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے وقت سے اسلامی تہذیب کا عجمی مرکز چلا آتا تھا - امام الشہداء حضرت حسین ابن علی رضی اللہ عنہما کی سنت کو تازہ کرنے کا تہیہ کر چکا ہے - عرب جو ساری دُنیا کو حیاتِ جاودان بخش کر آپ جاہلیت کی طرف پلٹ گیا تھا - نجد کی گھاٹیوں سے اٹھ کر سحاب رحمت بن کر فاران کی وادیوں کو سیراب کر رہا ہے - اور یثرب و بطحا میں سطوت کسریٰ کے احیاء کی مکمل طیاریاں ہو چکی ہیں - فلسطین، شام و عراق وغیرہ بھی اغیار کی چالاکیوں سے خبردار ہو کر خواب غفلت سے بیدار ہو چکے ہیں - اور اپنی آزادی اور مذہبی حفاظت کے لئے اپنا خون بہانے سے بھی دریغ نہیں کرتے ہیں - افغانستان جو سابقہ سنین عشرہ کے ارتقاء و عروج کے بعد سقوط کی گرفت اور ارذل و افقار

کے قبضہ میں آگیا تھا۔ آج ایک بیدار مغز اور صاحبِ تدبیر تاجدار کے زیرِ قیادت گذشتہ نقصانات کی تلافی میں مصروف ہے۔ مراکش میں بھی حیاتِ جدید کے آثار نمودار ہو چکے ہیں۔ مجاہدینِ ریف کی سرفروشیاں بھی جبرالٹر کے ساحل پر سپین کی ہوسِ استعمار کو تگنی کا ناچ نچا رہی ہیں۔ مصر بھی اپنے پرانے عروج پر آنے کی کوشش کر رہا ہے۔ غرض کابل سے لیکر طیجوان تک ایک فولادی زنجیر کھنچی ہوئی ہے جس کی کڑیاں ایک دوسرے کے ساتھ مضبوطی سے پیوست ہیں۔ چھوٹی بڑی سلطنتوں کا ایک سلسلہ ہے جو وسط ایشیا کے کہساروں سے چلکر بحرِ اوقیانوس کے کناروں تک پھیلتا چلا گیا ہے۔

اسلام کا مقصد

اسلام دنیا میں ایک مقصد لیکر آیا ہے اور وہ مقصد یہ ہے کہ بنی نوع بشر کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تفصیل بتائے۔ اور مغرب و مشرق کے سامنے ایک ایسا قانون پیش کرے جس کی پابندی سے اُن حقوق کا سمجھنا اور ان کی حدود کا قائم رکھنا اُسکے لئے آسان ہو جائے۔ جس جماعت کے سپرد یہ خدمت خاص طور پر کی گئی ہے وہ مسلمانوں کی جماعت ہے اور اس کے باب میں آیا ہے کَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّۃً وَّسَطًا لِّتَکُوْنُوْا شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَھِیْدًا (ترجمہ) اسی طرح بنایا ہم نے تم کو اُمتِ وسطیٰ تاکہ تم لوگوں پر گواہ رہو اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام تم پر گواہ رہے۔

یہ جماعت افراط و تفریط سے کنارہ کش ہو کر کسر و انکسار سے کام لیکر افہام و تفہیم کو اپنا دستور العمل بنا کر حق و صدق، عدل و مساوات، رواداری و سالمت کا علم بلند کرنے پر مامور ہے۔ ربع مسکون پر انسانیتِ کبریٰ کا تصور قائم کرنا اس کی مسئولیت کا طغرائے امتیاز ہے۔ اس کا مقصد دنیا میں کسی جابرانہ سلطنت کا قیام نہیں۔ اسکا نصب العین ملوکیت پرستی سے کوسوں دور ہے

اس کی غایت الغایات محض اعلائے کلمۃ اللہ ہے۔ حکومت اور سلطنت محض اس غایت کی تکمیل کا ایک ذیلی جزو ہے۔ اور سلطنت جسے عرفِ شرع میں خلافت کہتے ہیں حق و صدق کے پردے سے خود بخود اسی طرح نکلکر اس جماعت کے قدموں کو بوسہ دینے لگتی ہے۔ جس طرح آفتاب عالم تاب افق مشرق کی پہنائیوں کو ایک مقررہ ضابطہ اور ایک اٹل قانون کے مطابق چیرتا ہوا دشت و جبل، وادی و کوہسار میں تجلیات بکھیر دیتا ہے۔

فریضۂ حج یا بین الاسلامی اتحاد

حج یا بین الاسلامی اتحاد یا پان اسلامزم جس کا شیرازہ بند خلافت مقدسہ کا یثربی رشتہ ہے ایک ہیبتناک کابوس بنکر اعدائے اسلام کے سینوں پر مونگ دل رہا ہے، حالانکہ اس اتحاد کا سب سے پہلا اور بڑا مقصد اُن روایات کا تحفظ ہے جو فرزندان توحید کو حضور آقا کے دو جہان سے ملی ہیں۔ اور یہ تحفظ بھی محض بطریق دفاع ہے، نہ بر سبیلِ اقدام۔ اور دوسرا مقصد یہ ہے کہ خیر و شر کی ان متقابل قوتوں کے درمیان توازن قائم رکھنے میں امداد دے، جو آجکل مغربی سرمایہ دارانہ نظامِ تہذیب کے ہاتھوں دنیا پر مسلط ہو رہی ہیں۔ یہ اتحاد اسی صورت میں قائم ہو سکتا ہے کہ ہم نسل رنگ، زبان اور وجاہت دنیوی کے باطل امتیازات کا خاتمہ کرتے ہوئے قومیت کا وہ اسلامی تصور قائم کریں جس کی بنیاد صالح اعمال اور پاک افعال پر قائم ہو۔

ہماری نجات کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ یہ کہ ہماری نگاہیں موقع حج پر اس ازلی پیغام پر جمی رہیں جو وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا میں مضمر ہے۔ اسلئے حجاج کرام کا فرض ہے، جو تمام عالم اسلامی کی نمائندگی کے بجا طور پر دعویدار ہیں، کہ اپنے اپنے ممالک کے بچے بچے تک یہ پیغام پہنچائیں کہ اسلام وحدتِ ملّی کا نام ہے اور مراکش، مصر، عرب و

ٹرکی، ایران، روس اور ہندوستان و چین کو اس مقدس بستی کی معطر چند کلیاں بھیجیں، جس میں ہمارا آقا و مولا محو استراحت ہے۔

انتشار کے نتائج

اجتماع و اتفاق زندگی کے محکم اور مستقل ارکان ہیں، تفرق و تشتت قاطع حیات ہیں۔ ہماری جماعتی پراگندگی اور ملی انتشار کے جو خوفناک اور روح فرسا مناظر اس وقت ہمارے پیش نظر ہیں۔ اگر ان کے متعلق ہماری بے پروائی و بے اعتنائی کا سلسلہ بدستور جاری رہا تو ہمیں ان عبرت آموز امثال اور بصائر کے اعادہ کی توقع کرنی چاہئے۔ جن کی شہادت کلام ربانی میں عاد و ثمود کے قصص و حکایات میں موجود ہے۔

اجزائے ملت کی پریشانی کا یہ عالم ہے کہ قفقاز کے شمالی اقطاع کی اسلامی آبادی جمہوریہ شوراتیہ روس کے دہن حرص و آز کا لقمہ بن گئی اور بالشویکوں کے نمائشی اور مصنوعی دعاوی بھی اُن کے ظلم و ستم اور جبر و استبداد کے پردہ پوش نہ بن سکے۔ بلکہ اُنہوں نے سب سے پہلے علماء و مشائخ اور اکابر دین کو پکڑ کر موت کے گھاٹ اُتار دیا جس کا مقصد یہ تھا کہ علاقہ قفقاز اور بلخ و بخارا کی اسلامی آبادی پر علم و عرفان کے دروازے قطعاً و قاطبۃً مسدود کر دئے جائیں اور اس علاقہ کے مجاہدین کی آنے والی نسلیں مذہب اور اسلام کے نام سے اسی طرح بے بہرہ ہوں جس طرح آتش خیز پہاڑوں کے دہانے روئیدگی اور شادابی سے محروم ہوتے ہیں۔

تہذیب و تمدن کے اس دور میں ہندوستان میں بعض متمرد پاسنوں اور اہل سرحد پر جو مظالم برپا ہو چکے ہیں اور جو قیامتیں اُن پر توڑی گئی ہیں، الامان والحفیظ۔ فلسطین پر اہل یہود کی یورش اس اندوہناک سلسلہ کی دوسری کڑی ہے۔ اور انقلاب افغانستان بھی محض جرأت سفاہانہ کا نتیجہ نہ تھا۔ یہ تباہیاں اور خونریزیاں محض عدم اتحاد کا لازمی لابدی

انجام ہیں۔ مندرجہ بالا حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے مسلمانوں کو بچانے
کے لئے مالی وعسکری امداد کی بھی شاید بعض حالات میں اتنی ضرورت نہ ہو
لیکن عالم اسلام کے لئے ایک ایسے مرکزی ادارہ کی ضرورت ہے جس کے
ساتھ تمام مسلم ممالک ملزوم ومربوط رہیں اور حالات باہمی سے بے خبر نہ
رہ سکیں۔ اگر بین الاسلامی اتحاد کا یہ رشتہ قائم ہو جائے تو ہر قوم کو
بچانے کو دشمنوں/مخالفین کی مزاحمت ومقاومت کا سلیقہ آجائیگا اور اعدائے
اسلام کو کبھی غصب وسلب کی جرأت نہ ہوگی۔ اور یہ سب انتظامات حج
کے ذریعہ ہو سکتے ہیں۔ اگر حج کو اصل طریقہ سے ادا کیا جائے۔

عزم واستقلال کی احتیاج

اضطراری جوش، موقت، وہنگامی ہیجان ایسے غیر مستقل وناپائیدار عناصر جدید
کے بل پر اقوام وملل کی زندگی کا استحکام ناممکن ہے۔ قومی زندگی نظم وترتیب
انضباط اور استقلال کی محتاج ہے۔ اور جب تک یہ محاسن جماعتی زندگی
مجمع میں موجود نہ ہوں اس وقت تک اس مجمع کو انبوہ تو کہا جاتا ہے لیکن
ایسے مجمع پر قوم یا جماعت کا اطلاق محال ہے۔ بحالات موجودہ جو مصائب
ونوائب ہم پر نازل ہو رہے ہیں، ان کی حقیقی علت یہی ہے کہ ہم تفرق و
تشتت وانتشار وعدم نظم کے شکار ہیں۔ بلاشبہ حج ہمارا ایک عالمی اجتماع
ہے۔ لیکن اس کی حیثیت ریت کے ذروں کے اجتماع سے زیادہ نہیں، جو
انہیں موج ہوا کی پیہم دستبرد سے محفوظ نہیں رکھ سکتا۔ ضرورت
اس امر کی ہے کہ ہم اپنے اندر چٹان کے ذروں کے اجتماع کا سلیقہ
پیدا کریں اور "صفا کانہم بنیان مرصوص" کا نمونہ بن جائیں،
اگر گزشتہ مصائب کا صحیح احساس باقی ہے تو اب جدید لائحہ عمل کی
ترتیب میں توقف نہیں ہونا چاہئے اور ایک لحظہ کے انتظار کے بغیر
ہمیں شاہراہ عمل پر گامزن ہو جانا چاہئے۔

اسلام نے یاس و قنوط کو کفر و ضلالت کا مترادف قرار دیا ہے۔ اس لئے ہر مسلمان مجبور ہے کہ وہ انقلاباتِ عالم سے بجز حوصلہ آموزی کے کوئی اور درس حاصل نہ کرے، لیکن جب بعض سیاسیین مغرب کی زبان شعلہ نوا نے عالم اسلام کے متعلق یوں برق پاش ہوتی ہے کہ اسلامی سلطنتوں کی کیفیت اس مریض کی مانند ہے جو بستر مرگ پر دمِ واپسین کا منتظر ہو۔ اور نیز یہ کہ اسلام دنیا سے برت رہا ہے۔ اور معاملاتِ عالم میں آئندہ اس کا کوئی دخل نہ ہوگا، تو بتقاضائے بشریت جی بے اختیار بیٹھ جاتا ہے۔ اور دل پر ہراس و ناامیدی کی تو نہیں، لیکن انقباض کی کیفیت ضرور طاری ہو جاتی ہے۔ اور بحالت مجبوری یہ کہنا پڑتا ہے ؎

تری غیرت کی بجلی تلملاتی کیوں نہیں یارب
حریفوں کو جلال اپنا دکھاتی کیوں نہیں یارب

ان یاس خیز حالات کے بعد تاریخ ماضی قرونِ اولیٰ کی بے سر و سامانی، لیکن ان کی بے پناہ قوتِ تسخیر کے حیرت انگیز واقعات کو یاد دلاتی ہے، تو خیالات میں ایک تموّج پیدا ہوتا ہے، اور دُنیائے افکار میں امید کی ایک کرن نمودار ہو جاتی ہے۔ اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہماری نکبت و ذلت اور زوال و ادبار اپنی سرکشی اور اعمالِ سو کا نتیجہ ہے۔ ورنہ ؎

خدا ہرگز نہیں کرتا فراموش اپنے بندوں کو
اگر بندے ادا کرتے رہیں فرض اسکی اطاعت کا

نہیں آتش بجانوں کا حیاتِ دہر پر حق ہے
کہ رکھتے ہیں سرِ شوریدہ میں سودا شہادت کا

مسلماں جی نہیں سکتا ہے مر لیتا نہیں جب تک
یہ دریا چڑھ نہیں سکتا اُتر لیتا نہیں جب تک

مسلمانوں کی موجودہ حالت پر مجاہدِ کبیر امیر شکیب ارسلان کے خیالات

(۱) مسلمانوں کو سمجھ لینا چاہیے کہ فسادِ اخلاق، دینی آداب و رسوم سے بے پروائی کا لازمی نتیجہ ہے۔

(۲) ایک زمانہ ایسا آیا جب مسلمان امراء عیاشیوں میں مبتلا ہو گئے، اور بعض علماء انکی نقلوں کی مقدس شمع بن گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ عوام راہِ صحیح سے ہٹ گئے اور کلام مجید معانی کی بجائے الفاظ سے تعبیر کیا جانے لگا۔ اور افسوس! یہ ایک حقیقت ہے کہ مسلمانوں کی ایک زبردست اکثریت کلام اللہ کو تلاوت کرتی ہے لیکن اسکی اصلی حقیقتوں سے بے خبر ہے۔

(۳) مسلمان ہر شعبۂ زندگی میں ترقی کے لئے ایک ہنگامہ شور و غوغا بپا کر سکتے ہیں لیکن یہ ناممکن ہے کہ وہ اسلام کا ادعا کرتے رہیں۔ کتاب اللہ کے اوامر و نواہی کی پرواہ نہ کریں اس کے باوجود کسی قسم کی فوز و فلاح سے ہمکنار ہو جائیں۔

(۴) علوم حاضرہ اسلامی ترقی کی راہ میں اُسی صورت سے معاون ہو سکتے ہیں کہ انکے پہلو بہ پہلو علوم مذہبی اور تربیت دینی کو لازمی تصور کیا جائے۔

(۵) تاریخی تجربات شاہد ہیں کہ ایک قوم کے لئے محض علمی ترقی کافی نہیں بلکہ تاریخی، لسانی، اعتقادی اور تمدنی روایات کو امتیازی طور پر محفوظ رکھنے کی بھی ضرورت ہے۔

(۶) ہر مسلمان کا یہ اعتقاد ہونا چاہیے کہ مسلمانوں کی ترقی صرف اللہ تعالیٰ کی اعانت و رحمت ہی کے ذریعہ سے ممکن ہے اور کلام اللہ ہی سے روحِ حیات حاصل کی جا سکتی ہے۔

(۷) اسلامی دنیا کے ہر لحظہ کے لئے ایک اُولوا الامر کی ضرورت ہے تاکہ وہ ایک مرکزِ عمل پر گردش کرتے رہیں، اگر ایسا نہ ہو سکا تو یا تو مسلمانوں کی قوتیں پست ہو جائینگی اور یا وہ اسلام کی حقیقتوں سے روگردان ہو جائینگے۔

(۸) مالی قربانی اسلامی ترقی کے لئے اولین اساسی پتھر کا درجہ رکھتی ہے جو مسلمان امراء سونے کے ذخیروں کو زمین میں دفن کر کے رکھنا پسند کرتے ہیں وہ امت کے

حق میں ظالم ہیں۔ اگر مسلمان ترقی چاہتے ہیں تو ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی اس غیر اسلامی عادت کو ترک کرنا پڑیگا اور ان کو خدا کے دین کی راہ میں اپنی تجویزوں کو [illegible] دینی پڑینگی۔

(۹) جب تک مسلمانوں میں ایثار و قربانی اور باہمی تعاون کا جوہر نہ پیدا ہو جائیگا اس وقت تک ان کو کسی فلاح کی امید نہیں کرنی چاہیئے۔

(۱۰) مایوسی گناہ ہے اور عقل و خرد کی رو سے خودکشی۔ اور احکام الٰہی کی رو سے کفر حقیقی ہے۔ مسلمانوں کی تخلیق خوشگوار امیدوں کے لئے ہے اور ان کی زندگی کا مقصد ہے۔

(۱۱) یورپین غارتگروں نے کسی اسلامی ملک کو غلام نہیں بنایا اگر بنایا تو مسلمانوں کی بداعمالی نے اور یہ وہ مسلمان تھے جنہوں نے اپنی قوم کے حق میں خیانت کی اور دین و ملت کے ساتھ [illegible] ارتکاب گناہ کیا۔ ضرورت ہے کہ آئندہ اس کا اعادہ ناممکن بنا دیا جائے۔

(۱۲) مسلمانوں کے دشمن بلاشبہ مائل بہ عداوت ہیں لیکن خود مسلمانوں نے بھی اپنے حق میں اپنے دشمنوں سے زیادہ دشمنی کا ارتکاب کیا ہے۔ اس امر کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اسلامی دنیا کو خارجی دشمنوں سے زیادہ داخلی غداروں نے نقصان پہنچایا ہے۔

(۱۳) تاریخ کی تدوین عمل سے ہوتی ہے اور مسلمانوں کو اس کا خیال کرنا چاہیئے۔

(۱۴) اگر مسلمان دینی، دنیاوی اور معاشی امور میں یکساں مادہ کار اور سرگرم عمل رہیں تو ان کا کوئی دشمن ان کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

(۱۵) جو قوم زندہ رہنے کا عزم کر لیتی ہے خدا کی یہ عادت ہے کہ وہ اسکو تباہ نہیں کرتا۔ مسلمانوں کو بدرجۂ اولیٰ یہ ضروری ہے کہ وہ زندہ رہنے کا پختہ عزم کر لیں اور ایک زبردست روح حیات کے ساتھ میدان میں آجائیں۔

(۱۶) آرام طلبی اور عاقبت کوشی مسلمانوں کے فطری دشمن ہیں۔ حالانکہ کوئی قوم قوت قاہرہ کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی۔

(۱۷) اسلام فتح کیلئے ہے اور سچا مسلمان ہمیشہ فاتح ہوتا ہے۔

رواداری اسلام کا اعلیٰ جز ہے۔ اسلام ایک مسیحی کو مسیحی اور یہودی کو یہودی دیکھ سکتا ہے اور اُن کے تحفظ کی ضمانت کرتا ہے۔

توحید خطبات

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ قصرِ اسلام کی بنیاد اول توحید پر قائم ہے۔ خیالات و افکار اور تعلیم و تلقین کی یکسانی ہمارے طریقِ افکار اور طرزِ بود و باش کی وحدت پر دلالت کرتی ہے۔ اور اس کا ذریعہ صرف یہی ہے کہ جغرافیائی تقسیم، زبان کی تفریق اور رنگ و نسل اور دیگر اختلافات سے ہمارے خیالات و دماغ متاثر نہ ہوں، اور ہمیں معلوم ہو جائے کہ باعتبار خیالات عرب و عجم، ہند و ایران اور ترکستان و افغانستان سب ایک ہی عالمگیر برادری کے منتظم جز ہیں اور ہفتہ میں ایک دفعہ ہر مسلمان آبادی کی مسجدیں ایک ہی آواز سے گونج جاتی ہیں۔ گویا ہفتہ میں اسلام کی تمام مساجد کی فضا ایک ہی نوعیت کے پیغام سے معمور ہو جاتی ہے اور تمام خطبائے اسلامیہ ایک ہی وقت میں اپنے مقتدیوں کے روبرو ایک ہی لائحہ عمل پیش کرتے ہیں۔

خطبۂ حج کی اہمیت

مسلمانانِ عالم ایک نہایت ہی سادہ لباس میں جو کہ سِلا ہوا نہ ہو، جو کفن کے مشابہ ہو، جس سے صد درجہ انکسار ٹپکتی ہو، یعنی خدا کے دربار میں حاضری دینے کی پوشاک ہو، جس کو احرام کہتے ہیں اور ننگے سر ہو کر عرفات کے میدان میں حاضر ہونا اور خطبہ سننا رکنِ حج ہے۔ میدانِ عرفات میں حاضر ہوئے بغیر حج نہیں ہوتا۔ میدانِ عرفات میں خطبہ کا سننا ضروری ہے۔ اسی لیے ایک وقت ظہر و عصر کی نمازوں کو خطبہ کی اہمیت ظاہر کرنے کے لیے اکٹھا پڑھا جاتا ہے۔

دراصل میدانِ عرفات کا خطبہ ہی ایک ایسی چیز ہے جس کے ذریعہ سے پہلے مسلمان دنیا پر حاوی ہو گئے تھے اور انہوں نے دنیا کو اپنا لوہا منوا دیا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے حجۃ الوداع کے خطبہ پر نظر ڈالتے ہوئے بہتر ہے کہ اس خطبہ کی ترتیب اس طرح ہو، کہ ہر حاجی اپنے ملک کے علاوہ باقی اسلامی ممالک کے حالات سے بھی آگاہی حاصل کر سکے۔ خطبہ کی بہتر ترتیب یہ ہے کہ اول حصہ بعد حمد وثنا عالم اسلامی کی مفصل روئداد پر مبنی ہو، اور دوسرے حصے میں آئندہ سال کا لائحہ عمل یعنی پروگرام درج ہو اور پھر دعا۔ تغیر- خلافت ترکیہ کے زمانہ میں خطبہ شروع ہونے کے وقت جب خطیب ناقہ پر بیٹھ کر خطبہ شروع کرتا تھا، توپ چھوڑی جاتی تھی جس سے اس کثیر التعداد ہجوم کو پتہ لگ جاتا تھا کہ خطبہ شروع ہو گیا۔ اور لوگ خاموش ہو جاتے تھے۔ اسی طرح اختتام خطبہ پر توپ چھوڑی جاتی تھی۔ یہی طریقہ اب کرنا چاہیئے۔

مقام حیرت ہے کہ دنیائے اسلام کا اس قدر عظیم الشان اجتماع ہو۔ او وہ بھی دنیا کے اُس پاک اور مقدس تاریخی میدان میں جہاں شاہ دو عالم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے تمدن۔ سیاست۔ مذہب اور تبلیغ پر ایک جامع و مانع آخری خطبہ (وعظ) کہا تھا۔ وہاں کے حاضرین اپنی جماعتی زندگی کے متعلق کوئی سبق حاصل کئے بغیر اپنے اپنے ممالک کو لوٹ جائیں۔ اب اسی ایک سنت کے احیا کی اشد ضرورت ہے۔ کیا اب اُس درس سیاست و تمدن کی اب ضرورت نہیں، جو آج سے ساڑھے تیرہ سو سال قبل میدان عرفات میں دیا گیا تھا۔ کیا اب عالم اسلام سیاسی۔ تمدنی۔ تبلیغی اور مذہبی لحاظ سے اُس درس کے اعادہ کا محتاج نہیں رہا۔ کیا میدان عرفات کے سالانہ حاضرین اپنے اپنے ممالک کو کوئی پیغام عمل لیکر جاتے ہیں۔ یا کیا اُنہیں عالم اسلام کی کیفیت کے متعلق کچھ بھی علم ہوتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ حج ایک عبادت ہے۔ لیکن وہ عبادت محض ارکان و مناسک حج کی ترتیب ترکیب پر عمل پیرا ہونے سے حاصل نہیں ہو سکتی۔

(۱) دین کی روشن حقیقت صرف وہی ہے جو خدائی احکام کا

منشا و مقصد ہے۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔
(۲) اسلام دارین کی کامیاب زندگی پر حاوی ہے۔ جس طرح ہر مسلمان کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ آخرت کی فکر کرے۔ اسی طرح مسلمانوں کے لئے دنیا کی اُن ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونا بھی لازمی ہے۔ جو ہر ایک اشرف اور ہدایت یافتہ مخلوق ہونے کی حیثیت سے اُن پر عائد ہیں۔ اگر ایک مسلمان دنیاوی ذمہ داریوں میں کوتاہی کرتا ہے۔ اس کے اسلام میں اسی طرح نقص ہے جس طرح دینوی فرائض میں کوتاہی کرنے سے ہونا ضروری ہے۔
(۳) اسلام اور ایمان کے لئے مادی قوت لازمی نہیں۔ مگر مسلمانوں۔ اسلام اور ایمان کے لئے ایک عسکری نظام، باقاعدہ تیاری اور عملی استعداد کا ہونا ناگزیر ہے۔
(۴) ظلم و جہول ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں۔ پھر یہ کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔ کہ مسلمان ظلم کو بُرا سمجھیں لیکن جہل ایک پسندیدہ شئے کے طور پر اپنے لئے خاص کر لیں۔
(۵) ہر مسلمان کو یہ امر ذہن نشین کر لینا چاہیئے۔ کہ اسلام کے عہد ماضی کے متدین اور شجاع فرزندوں نے جب کبھی کوئی فاتحانہ اقدام کیا جب کبھی کسی وادی کو طے کیا۔ اور جب کبھی وہ دریاؤں کے سینوں کو چیرتے ہوئے دوسرے ممالک میں پہنچے۔ ہمیشہ اور ہر حالت میں اُن کا اساسی مقصد قرآن کریم کے احکام کی تعمیل ہوتا تھا۔ یہ وہ سعید انسان تھے۔ جو کلام اللہ کو تعویذ بنا کر اپنے گھروں میں نہیں رکھتے تھے۔ بلکہ اُس کی حقیقتوں سے کما حقہ آگاہ تھے۔ اور کلام الٰہی کے معانی و مطالب سے اُن کے سینے

متوازی و روشن ہوتے۔

حج کی غرض و غایت کا ایک جزو یہ بھی ہے کہ حاجی لوگ حجاز اور تمام ممالک اسلام کے حالات سے کما حقہ واقفیت حاصل کریں اور رابطہ اتحاد بڑھائیں اور یہ مقصد اس طرح پورا ہو سکتا ہے کہ خطبۂ حج کو مختلف زبانوں میں شائع کرا کر حجاج میں تقسیم کرنے کے علاوہ عالم اسلام کے مختلف اخبارات میں بھی شائع کر دیا جائے اور مرتبہ پروگرام پر عمل پیرا ہونے کے لئے ہر حاجی کا میدان عرفات میں حلف ہوتا ہے تاکہ انہیں اعتراض کی جرأت نہ ہو۔ مقصد یہ ہے کہ عالم اسلام کی زندگی کے مختلف شعبے خطبے کے مرتبہ پروگرام میں ڈھل جائیں۔ اور اگر ہر سال ضروریات زندگی عالم اسلام کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایسے خطبات مرتب کئے جائیں جو ہماری سیاسی۔ تمدنی اور مذہبی زندگی کے لئے مفید ہوں اور ہر ہفتہ ہر اسلامی آبادی کی عبادتگاہیں اس پروگرام کی آواز سے گونج جائیں اور دنیائے اسلام کی تمام مساجد کی فضا ایک ہی نوع کے پیغام سے معمور ہو جائے اور ائمہ ممالک اسلامیہ سب کے سب ایک وقت میں اپنے مقتدیوں کے روبرو ایک ہی لائحہ عمل پیش کریں۔ یہ ہو سکتا ہے کہ خطبہ کی طباعت و اشاعت کے لئے معلم حاجی سے بطور ہدیہ کے کچھ لے لیں۔

اگر ارض مقدس میں تمام دنیا کے چیدہ چیدہ صاحب فہم و ادراک علمائے کرام کی ایک جماعت اس نوع کے خطبات کی ترتیب و تسوید پر آمادہ ہو جائے تو یہ عقدہ بآسانی حل ہو سکتا ہے۔ اور چند ایسے خطبات مرتب کر لئے جائیں جو جمعہ اور عیدین کے مواقع پر ہر جگہ بلا استثنیٰ پڑھے جائیں اور اس امر کا لحاظ رکھا جائے کہ ہر ملک کی جمعیۃ العلماء ان خطبات کو اپنی اپنی زبان کے سانچوں میں ڈھال لے۔ تاکہ سامعین ائمہ مساجد کے پیش کردہ صراط عمل پر غور و فکر کرنے کے قابل ہو جائیں، اور انہیں صحیح طور پر تفکر و تدبر کا موقع ملے۔ رائج الوقت طریقہ محتاج تغیر و تبدل ہے۔ اس لئے کہ جمعہ،

کے اجتماعات میں تعداد قریب قریب مساوی ہے۔ جو عربی خطبات کے مطالب و معانی کے افہام و تفہیم پر قادر ہوں۔ اگر مشورۂ بالا کی تکمیل ہوگئی، تو ایک سال کی کارروائی سے اندازہ ہوسکیگا کہ بمقابلہ سابق اُمت وعلماء میں نے کس قدر حیرت انگیز ترقی کی ہے۔

اِس سلسلہ میں مروجہ قرو عات، بدعات اور غیر مذہبی رسومات کے استیصال کی بھی اشد ضرورت ہے۔ اور میں توقع کرتا ہوں کہ علماء کے اُمت ترتیب خطبات کے وقت حیاتِ اسلامی کے اِس اہم پہلو کو بھی نظر انداز نہ فرمائینگے۔

توحید قیادت کی ضرورت

مسلمانوں کا جزوِ غالب آج غیر مسلم حکومتوں کا محکوم ہے، لیکن غلامی اعتبار اور جماعتی تنوع کے باوجود اُن کا یہ عقیدہ زائل نہیں ہوسکا کہ اُن کی وحدتِ نوعی "ناممکن التغیر" اور اُن کی مشترکہ نوعیت "ناممکن الانقسام" ہے، اُن کی ملت، ملتِ بیضا ہے اُن کی شریعت، شریعت غرا ہے۔ اُن کا خدا ربّ المشرقین و ربّ المغربین ہے۔ اُن کا رسول رحمت عالمیان و سرورِ کونین ہے۔ اُن کا گھر عرب و عجم ہے اور اِس گھر کے ناموس کا پاسبان وہ شخص ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا سب سے بڑا غلام ہو۔ یہ شاندار عقاید جن پر اسلام کی اجتماعی زندگی کا دار و مدار ہے۔ اگر نابود ہو جائیں تو سمجھ لینا چاہیے کہ مسلمان ہی مٹ گئے، عام مسلمانوں کی حیات عمومی و وجود اجتماعی کے برقرار رکھنے کے لئے نہایت ہی ضروری ہے کہ اُن کو ایک ایسا صاحب النفس و حرکت اور مالک فکر و تدبیر رہنما یعنی خلیفۂ وقت کی ضرورت ہے جس کے جامع الحیثیت ہونے میں کوئی شبہ نہ ہو۔ لیکن لازم ہے کہ ایسا رہنما خلافتِ راشدہ کے اسوۂ حسنہ کا پابند ہو۔ سنتِ نبوی کا والہ و شیدا ہونے کے اعتبار سے اُسے حرم پاک کے ناموس کے تحفظ کی پاسبانی کا حق حاصل ہو، ملت کے مفاد پر اپنی ذاتی اغراض قربان کرنے والا ہو، اور اپنے

ہر فیصلہ میں نمائندگانِ ملت کے مشورہ کا محتاج ہو۔ جس کا وجود اپنی جامعیت کے اعتبار سے عالمِ اسلام کی رہنمائی کے لیے ناگزیر ہو۔ اور جو اُن فوق الفطرت خصائل و شمائل کا مالک ہو جس کے ذریعہ سے وہ اسلام کے چراغِ ایزد فروز کی روشنی میں ہمیں اس منزلِ مقصود کی طرف لے جائے، جس کا شعور کانا ہمیں پہلے سے معلوم ہے۔

یہی جامع الصفات شخصیت جس کا سیاسی اقتدار بظاہر محدود و معین ہوگا، لیکن اس کی روحانیت کی بے پایاں اور لامحدود رہنمائی عالمِ اسلام کے دُور دراز گوشوں تک پھیلی ہوئی ہوگی۔ خلیفۃ المسلمین اور امیرالمومنین کہلانے کا حقدار ہوگا۔ یہی مقتدر ہستی میدانِ عرفات میں حج کے مبارک دن پر مسلمانوں کے اس عالمگیر اجتماع میں بذریعہ خطبۂ حج مسلمانانِ عالم کے سامنے سال ماضی کے لیے لائحہ عمل پیش کیا کرے۔ پھر دنیائے اسلام اپنے درخشندہ شاندار ماضی کی روشنی میں ایک ایسے تجربہ میں قدم زن ہو، جس کی آزمائش آج سے تیرہ سو سال قبل ہو چکی ہے اور عرب و عجم کی روایات اُس تجربہ کی کامیابی پر آج تک رطب اللسان ہیں۔ دراصل یہی ایک منصب ہے جس کا قیام و وجود ہماری اجتماعی زندگی کا کفیل و ضامن ہو سکتا ہے۔ اس منصب کے فرائض و لوازمات یہ ہوں :-

(۱) تاجدارانِ ملتِ بیضا کی ایک مجلس شاہی مقرر کیا جائے، جس میں اصحابِ لوا و سریر کے علاوہ غیر اسلامی حکومت کے اُس محکوم مسلم عنصر کو بھی نمائندگی حاصل ہو، جس کی آبادی ایک کروڑ سے متجاوز ہو۔

(۲) ممالک اسلامیہ کا باہمی اتحاد مدافعانہ عمل پر مبنی ہو۔ اور اگر کسی ملک کی غیر اسلامی سلطنت کی محکوم مسلم آبادی پر مظالم ہوں تو اُس صورت میں بھی مجلسِ مذکور کا فرض ہوگا کہ وہ اس کی امداد و اعانت کے لئے مناسب کارروائی عمل میں لائے۔

(۳) جب کبھی کوئی غیر اسلامی سلطنت کسی اسلامی ملک پر حملہ آور ہو تو اس صورت میں جملہ ممالک اسلامیہ اور دیگر جملہ مسلمانانِ عالم کا یہ فرض ہوگا کہ مظلوم اسلامی سلطنت کی امداد کریں۔

(۴) عیدین و دیگر مذہبی تقریبات پر ممالک اسلامیہ و دیگر ممالک کے مسلمانوں میں تحائف و تہنیت کی باہمی اخذ و عطا سے یہ ثابت کیا جائے کہ مسلمانوں میں مساوات و اخوت کا رشتہ نہایت مضبوطی و پختگی سے قائم ہو چکا ہے۔

(۵) قیامِ مرکزیت اور ایک خلافتی ادارہ کے نفاذ کے لئے جملہ ممالک اسلامیہ حصہ رسدی کفالتِ اخراجات کے ذمہ دار ہوں۔ اسکے علاوہ زکوٰۃ کی تنظیم سے سب ممالک میں بیت المال قائم کئے جائیں۔ تاکہ زکوٰۃ کا صحیح مصرف ہو سکے۔

(۶) آئندہ کے لئے راہِ عمل خطبہ کے ذریعہ ہر سال حج کے دن سنایا جائے۔ اور تمام زبانوں میں شائع کیا جائے۔ تاکہ زائرین حرم پاک سعی صفا و مروہ، رمی جمار اور دعائے عرفات کے علاوہ اپنے ممالک کو ایسا پیغام لیکر آئیں جو سال بھر کے لئے اسلامیانِ عالم کا لائحہ حیات ہو۔

(۷) مذہبی کتب و رسائل کی اشاعت کے لئے ایک مرکزی دار الاشاعت کا افتتاح کیا جائے، جو اس بات کا خیال رکھے کہ اعتقادات و عقائد مذہبی کی بنا پر مناقشات کو تقویت نہ پہنچے۔ اور فرقوں کی ذیلی تقسیم ہماری جماعتی زندگی پر اثر انداز نہ ہو۔

(۸) بعض غیر اسلامی مطابع قرآن کریم اور دیگر مذہبی لٹریچر کی اشاعت سے بیشمار فوائد حاصل کر چکے ہیں۔ اور مسلمانوں نے مالی نقصان کے علاوہ مصحفِ مقدس کی عبارتی اور لفظی اغلاط کی تصحیح پر بھی توجہ نہیں کی۔ لہذا ان حقائق کے پیشِ نظر مرکز میں ایک دار المطابع قائم کیا جائے۔

(۹) دنیائے اسلام میں رائیٹر و غیر مسلم خبر رساں ایجنسیاں عالم اسلامی کی خبریں غلط پیرایہ میں مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنے کیلئے شائع کرتی رہتی ہیں۔ انکی روک تھام کیلئے ایک عالمگیر مسلم خبر رساں ایجنسی قائم کی جاوے۔ تاکہ وہ عالم اسلامی کی صحیح صحیح خبریں مہیا کر سکے۔

(۱۰) حجاز ریلوے۔ جو کہ مدینہ منورہ سے بیت المقدس تک بند پڑی ہے جو فرانس، انگلستان۔ اور سلطنت حجاز کے درمیان باعث نزاع بنی ہوئی ہے۔ اسکے اجراء کے لئے سرتوڑ کوشش کی جائے۔ اور جدہ سے مکہ تک کی وہ ریل بھی تیار ہو جائے۔ جسکے بنانے کا حکومت حجاز ہندوستانی تجارت سے فیصلہ کر چکی ہے۔

(۱۱) دنیائے اسلام کے ہر گوشہ میں زائرین کے جانے کیلئے خشکی کے راستے کھولے جائیں۔ تاکہ زائرین بذریعہ موٹر عالم اسلام اور مقامات مقدسہ کی سیر کرتے ہوئے ارض حجاز پہنچ سکیں۔ اس موقعہ پر سلطنت افغانستان۔ ایران۔ عراق۔ فلسطین اور [illegible] ان راستوں کے لئے اپنی کوششیں وقف کردیں۔ ان راستوں کے کھلنے سے اسلامی مصنوعات کی ایک ملک سے دوسرے ملک میں ترویج ہو سکتی ہے جس کے ذریعے اخوت اسلامی کا مظاہرہ بھی ہو سکتا ہے۔

غیر اسلامی مصنوعات کا مقاطع

افراد کی مانند اقوام کی ترقی بھی ملکی ماحول، روایات۔ زبان، تعلیم اور اسی نوع کے دیگر اور نات پر منحصر ہے۔ لیکن انفرادی و اجتماعی زندگی میں ایک ایسا اہم عنصر بھی موجود ہے جو ان تمام اسباب و علل پر حاوی ہے اور وہ کسی قوم کی اقتصادی ترقی پر موقوف ہے۔

اقتصادی ترقی کے لئے یہ لازمی ہے کہ ملک کی پیداوار اور خام اشیاء کو برآمد کی لعنت سے بچا کر اس طریق پر استعمال کیا جائے کہ وہ مقامی و ملکی ضروریات کی کفیل ہونے کے علاوہ دیگر ممالک کی ضروریات زندگی کو بھی پورا کر سکیں۔ صنعت و حرفت کے نفوذ، کارخانوں کی کثرت، اشیائے خام کی بہتات اور عمال کی افراط ممالک کو مال و منال کا سرچشمہ اور سونے چاندی کا خزینہ بنا سکتی ہے۔ اگر مقامی خارجی اشیاء کو برآمد کی بجائے خود استعمال کیا جائے، تو آغاز سے لیکر انجام تک منافع کی ایک ایک پائی ملک میں رہ کر افراد میں تقسیم ہونے کے بعد ملکی محاصل کا جزو متصور ہو گی۔ اور اگر خام اشیاء کی برآمد اور خارجی مصنوعات کی درآمد پر

قسم پابندیاں عاید نہ کی جائیں، تو باشندگانِ ملک کے اعضا و جوارح قوتِ عمل و قوتِ ایجاد سے قطعی طور پر محروم ہو جائینگے؛ اور مرورِ ایام کے دوش بدوش اُن میں تساہل، تغافل اور تکاسل کی وجہ سے محتاجی بڑھ جائیگی اور یہی احتیاجی ملک و قوم کی سیاسی و تمدنی موت کا پیش خیمہ ہیں۔

حجازِ مقدس کی سرزمین میں اپنی آنکھوں دیکھا ہوں کہ مانچسٹر کے بنے ہوئے اور فرانس کی نساجی جن پر تلاوتی اور فرانسیسی کارخانوں کی مہریں ثبت تھیں بکثرت فروخت کئے جاتے تھے اور حجاج کے طرزِ عقیدت کی یہ انتہا تھی کہ وہ اپنی لاعلمی و بے خبری کے باعث انہیں ازتبرک اپنی آنکھوں پر لیتے اور انہیں بوسے دیتے تھے۔ اگر حجازی مصنوعات کو ترقی دی جائے تو یہاں حجاز کی اقتصادی ترقی کے علاوہ اِس قابلِ اعتراض ارادت و عقیدت کا دروازہ بند نہیں ہو سکتا۔ اگر اہلِ حجاز اپنے اونٹوں اور بھیڑ بکریوں کی اون سے کمبل بافی شروع کر دیں تو بڑی حد تک اُن کا روایتی افلاس دور ہو سکتا ہے اور ملک کی حالت بدرجہ غایت ترقی کر سکتی ہے۔ کیا اُس حدیثِ پاک کے خلاف ہے جو ارضِ پاک کے یہود و نصاریٰ کے اخراج پر مبنی ہے خارجی مصنوعات مستثنےٰ ہیں؟

حج کی تقریب سعید پر لاکھوں جانور قربان کر کے دبا دیئے جاتے ہیں۔ اسلئے مستحقین کی امداد کیلئے قربانیوں کے گوشت کو کیمیاوی طریقوں سے خشک کر کے گوشت کی تجارت کا کام شروع ہو سکتا ہے۔ کھالوں سے جائے نماز، پوستین اور چمڑے کے سوٹ کیس اور چرمی موزے (میاں)۔ بالوں سے دوبال اور قالین و نمدے وغیرہ تیار کئے جاسکتے ہیں۔ اگر فنِ دباغت کے کارخانے کھول دیئے جائیں۔ تو قوم کی کسبِ حلال کے علاوہ عالمِ اسلام کے جزو غالب کو مصروفِ عمل رکھ سکتی ہے۔ خون اور ہڈیوں سے اعلیٰ درجہ کی کھاد تیار کی جاسکتی ہے۔ جو ریگستانی ممالک میں کاشت کرنے کے لئے نہایت مفید ہے۔ الغرض ایک مذہبی فریضہ کی ادائیگی کے ساتھ ہماری معاشرتی زندگی کی فلاح و بہبود کا بھی لازوال

سامان مہیا ہو سکتا ہے۔ اور فلسفۂ یورپ کو یہ نکتہ حل کرنے میں زحمت گوارا نہ کرنی پڑیگی، کہ اسلام ایک ایسا قانون ہے جو انسانی زندگی کے ہر شعبہ میں رہنمائی کا حق ادا کرنے پر قادر ہے۔ اسکے علاوہ مکہ معظمہ کی فضائے مقدس عفونت اور مضر صحت اثرات سے مامون ہو جائیگی۔ اور دنیائے اسلام کی اقتصادی مشکلات کا بھی ازالہ ہو جائیگا۔

ملکی مصنوعات کی ترقی کے وسائل وذرائع پر غور کر کے یہ کوشش کیجائے کہ تمام اسلامی ممالک میں تجارتی تعلقات قائم ہو جائیں، تاکہ ایک ملک کی پیداوار دوسرے ممالک کے لئے مفید، نفع آور ثابت ہو سکے، ملی و اقتصادی آزادی ہی سیاسی حریت کا ذریعہ بن سکتی ہے اور اس اہم پہلو سے عدم توجہی، غلامی و عبدیت کا ابتدائی باب ہے۔

حج کی فرضیت میں کلام نہیں لیکن سوال یہ ہے کہ آیا ہر مسلمان پر بلحاظ مالی استطاعت اس مقدس فرض کی ادائیگی لازم ہے۔ انسان کے مذہبی حسیات کو دنیا کی کوئی طاقت دبا نہیں سکتی۔ مذہبی جنون ناممکنات کو ممکن کر دکھاتا ہے۔ اور محالات کو ممکن العمل سے تبدیل کر دیتا ہے۔ مذہب کا جوش انسان کو ساز و سامان کی فراہمی اور ضروری وسائل کی احتیاط سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ لیکن اس کا مقصد یہ نہیں کہ ہر کمزور، نحیف، اور مفلس نادار فرزند توحید توکل یا امداد غیبی پر بھروسہ کرتے ہوئے عازم حجاز ہو جائے، اور ان فارغ البال حجاج اور زائرین کے لیے، مصیبت کا سرچشمہ بن جائے، جو محض اپنے زاد راہ لیکر روانہ ہوئے تھے، جہاں بے سروسامانی کا یہ سفر بلحاظ عقیدت قابل داد ہے وہاں یہ امر بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ ضعیف و ناتوان اور مفلس و قلاش انسانوں کو جو اس سفر کی زحمت برداشت کرنے کے قابل نہ ہوں انہیں شریعت نے حکماً منع کر دیا ہے۔ آخر "زاد راہ" اور "استطاعت" کے شرعی اور قرآنی احکام کا مقصد کیا ہے؟ یہ اور صرف یہ کہ کوئی مسلمان جو مالی و جسمانی لحاظ سے سفر حج کی طاقت سے

محروم ہو، وہ اپنے اخراجات کیلئے کوئی اور ذریعہ اختیار کرے، اور عرب کے ریگستانوں میں بالکل خود محتاج بن کر رہنے کی ذلت کو شش سے محترز رہے۔

حج کی فرضیت کے متعلق قرآن پاک میں ارشاد ہے:۔

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا (ترجمہ) خانہ کعبہ کا حج ان لوگوں پر فرض ہے جو حج کا سفر اختیار کرنے کی استطاعت رکھتے ہوں۔

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:۔

وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ وَاتَّقُونِ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ (ترجمہ) اور زاد راہ لیا کرو، اسلئے کہ خرچ سے نجات حاصل ہوتی ہے (سوال سے) اور اے صاحبانِ عقل و فکر مجھ سے ڈرو"۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ جو ایک مشہور راوی ہیں روایت ہے کہ "زادِ راہ" سے مراد وہ انتظام ہے۔ جو مکہ معظمہ کے لئے کیا جائے۔

بدقسمتی سے قرآن پاک کی ان آیتوں اور حدیث شریف کے صحیح مفہوم کے متعلق علمائے دین میں کسی قدر اختلاف ہو گیا ہے۔ بعض علماء ان آیات کے یہ معنی لیتے ہیں، کہ جو لوگ جسمانی اور مالی نقطۂ نظر سے فریضۂ حج ادا کرنے سے قاصر ہیں انہیں حج سے روکنا یا باز رہنے کی ترغیب دینا درست ہے۔ بعض علماء کی یہ رائے ہے کہ اس طریق پر لوگوں کو حج سے منع کرنا منشائے شریعت کے خلاف ہے مگر یہ امر بالکل ظاہر ہے، کہ دوسرے اسلامی ممالک مثلاً مصر، ایران اور عراق ہمیشہ ایسی خاص تجاویز اختیار کرتے ہیں کہ نادار و مفلس لوگ حجاز روانہ نہ ہونے پائیں۔ چنانچہ حفظانِ صحت کے بین الاقوامی معاہدہ سنہ ۱۹۲۶ء کی دفعہ ۹۳ میں جملہ اقوام اپنی رائے ظاہر کر چکی ہیں۔ اس دفعہ میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ زائرین کے لئے لازم ہوگا کہ ان کے پاس واپسی ٹکٹ ہو یا انہوں نے اس قدر رقم جمع کرا دی ہو، جو واپسی سفر کے اخراجات کے لئے کافی ہو، اور اگر حالات متقاضی ہوئے تو ان سے دریافت کیا جائیگا کہ حج کے ارکان پورا کرنے کے لئے ان کے

پاس ضروری وسائل اور کافی خرچ اخراجات کا ہونا ضروری ہے۔
کیا یہ امر قابلِ لحاظ نہیں، کہ جہاں کم از کم پانچ لاکھ انسانوں کا ہجوم مجتمع موجود ہو، وہاں بیمار و کمزور زائرین اور ان لوگوں کے باعث ناکافی خوراک کھانے والے عقیدتمندوں کا کیا حشر ہوگا۔ یہ لوگ اچھی صحت والے لوگوں کے مقابلہ میں متعدی امراض کا جلد شکار ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ یہ امر واقعہ ہے کہ گذشتہ موقعوں پر حج کے وقت مکہ مکرمہ میں مفلس اور نادار حاجیوں کی ایک بہت بڑی تعداد جمع ہوتی رہی جس سے مغربی دُنیا کے ماہرین حفظانِ صحت کے دلوں میں یہ شبہ قوی ہو گیا کہ حاجی لوگ ہی متعدی امراض کا باعث ہیں، اور اسی بنا پر اُنہوں نے حفظانِ صحت کے بین الاقوامی معاہدہ میں ایک ایسی دفعہ کا اضافہ کر دیا، جس کے ذریعہ سے ایسے لوگ حج سے باز رہ سکیں، جن پر شرعی نقطۂ نظر سے حج فرض نہیں۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ حج کے لئے وہ لوگ حجاز کا سفر اختیار کرتے ہیں جن کے پاس کافی سامان نہیں ہوتا۔ وہ ایسے شدید عذاب میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ مضبوط سے مضبوط آدمی کا دل بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ایسے لوگوں میں وطن سے روانگی کی گھڑی سے لیکر واپسی کے دن تک ساعت بساعت طاقت کم ہوتی رہتی ہے چنانچہ ہندوستان سے حجاز جاتے ہوئے حاجی اس قدر بیمار نہیں ہوتے، اور واپسی پر مریضوں اور اموات کی اوسط تعداد بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ بدقسمتی سے جو زائرین بہ تعداد کثیر ہندوستان سے حجاز روانہ ہوتے ہیں، وہ عموماً عمر رسیدہ اور کمزور ہوتے ہیں۔ اور اُن کی ایک خاص تعداد اس آرزو کو اپنے دل میں جگہ دیکر سفر اختیار کرتی ہے، کہ اُس مقدس سرزمین میں اپنی جان جانِ آفرین کو حوالہ کر دیں یا اس آخری عمر میں گناہ معاف کرالیں۔ بیماری کا آنا اگر صرف انہی لوگوں کے وجود تک محدود رہتا، تو معاملہ اس قدر تشویش انگیز نہ ہوتا۔ مگر بدقسمتی یہ ہے کہ اکثر بالغ نظر حجاج نے نہایت پُرزور الفاظ میں یہ بیان کیا ہے کہ معمر اور کمزور حاجی دوسرے زائرین کے لئے بہت بڑی تکلیف کا باعث ہو جاتے ہیں

کیونکہ وہ خوراک اور روپیہ کے نامناسب مطالبہ سے آسودہ حال حاجیوں کی جسمانی اور مالی حالت و طاقت کو بھی ضعف پہنچاتے ہیں۔ حالانکہ ایسے مطالبات کے بغیر وہ اپنی جسمانی ضروریات کو خطرہ کے وقت تک برقرار رکھ سکتے ہیں۔ اس لئے جس مسلمان کو سفرِ حج کی مقدرت نہ ہو اُسے حج کے لئے نہ جانا چاہئے اور جو صاحب مقدرت ہو، اور حج کرنے سے غفلت کرے تو دنیا میں اس سے زیادہ بدبخت بھی کوئی نہیں۔

بے محل خیرات

یہ بھی اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ اکثر لوگ اس خیال میں مبتلا ہو کر کہ وہ ایک کارِ خیر میں کسی مفلس کی امداد فرما رہے ہیں اس امر کا اطمینان کئے بغیر کہ آیا ان لوگوں کے پاس سفر کا ضروری سامان بھی ہے یا نہیں، جہاز کا کرایہ ادا کر دیتے ہیں، اور یہی لوگ سرزمین حجاز میں قدم رکھتے ہی گداگری شروع کر دیتے ہیں۔ بمبئی کے بعض خیراتی ٹرسٹ اس مصیبت کا باعث ہو رہے ہیں، خدا جانے اس خیرات کا کیا فائدہ ہے۔ کسی حاجی کے پاس سفرِ حجاز کے ضروری اخراجات پورا کرنے کے لئے کافی وسائل ہوں یا نہ ہوں، لیکن خیراتی ٹکٹ کی ترغیب مصائب کے ایک بے پناہ ذخیرہ کا باعث بن جاتی ہے، لہٰذا ضروری ہے کہ ہر فردِ واحد یا ٹرسٹی کو جس نے اس وقت تک اس احتیاط کے متعلق غفلت شعاری سے کام لیا ہے، یہ حقیقت پیش نظر رکھنی چاہئے، کہ جو لوگ سفرِ حج کے لئے کافی وسائل نہیں رکھتے اور جن کی جسمانی طاقت کو سخت نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے، انہیں صرف حجاز کے ٹکٹ بہم پہنچا دینا خواہ یہ ٹکٹ واپسی کا بھی ہو۔ نہ صرف خیرات کے حقیقی مفہوم کے خلاف بلکہ بجائے خود ایک ایسا فعل ہے جس سے بحیثیت مجموعی سفرِ حج اور بالخصوص ہندوستانی زائرین کے مفاد کو صریحاً نقصان پہنچتا ہے۔ جو شخص حج بدل کرنے کا آرزومند ہے، وہ ایسی امداد سے ثواب حاصل کرنے کی توقع نہیں رکھ سکتا۔ تاوقتیکہ وہ خود اس امر سے مطمئن نہ ہو جائے، کہ جس شخص سے وہ حج بدل کرا رہا

ہے، اُسکے پاس اسقدر کافی سرمایہ بھی ہے جس کی بدولت وہ اپنے سفر کو واپس ہونے تک اپنے آپ کو اچھی حالت میں رکھ سکے۔ میں نے بذاتِ خود ایسے قانون شکنوں کو حرم شریف میں چوری کرتے دیکھا ہے۔

خیرات کا اصل مقصد، بیوگان و یتامیٰ۔ اپاہجوں اور طالبعلموں کی امداد کرنا ہے یا اگر حج بیت اللہ کے لئے ہی بھیجنا ہو، تو ایسے لوگوں کو امداد دینی چاہئے جو عالم ہوں، مگر اس قابل ہوں کہ قومی نمائندگی کر سکیں اور اُن کے پاس سرمایہ نہ ہو اور لوگوں میں احکام الٰہی کی اشاعت کر سکیں اور دوسرے حاجیوں کی امداد کر سکیں۔ یعنی دوسرے لفظوں میں ایسے اسلامی والنٹیر (رضا کار) ہوں۔ عام مفلس آدمیوں کو بھیجنا حجاج کی تکلیف کا باعث ہے۔

حاجیوں کا افلاس اور خرابی صحت

میرے سفر حجاز میں میرے دل پر جس چیز نے سب سے پہلے اثر کیا وہ حاجیوں کا افلاس اور زبوں حالی تھی۔ ایک بہت بڑی تعداد ایسے لوگوں کی حج کے لئے چلی جاتی ہے جن پر احکامِ دین کی رُو سے حج بالکل فرض نہیں ہوتا۔ اور جن کا بزور اور بضد اپنے اوپر حج فرض کر لینا بالکل خلاف منشا اسلام معلوم ہوتا ہے۔ میرے مشاہدہ کا نتیجہ یہ تھا کہ نہ صرف یہ کہ تقریباً ساٹھ فیصدی لوگوں کی مالی حالت خراب تھی اور اُن میں سے کئی ایک علانیہ بھیک مانگتے تھے۔ بلکہ تقریباً ستّر فیصدی آدمیوں کی جسمانی حالت بھی بہت ناقص تھی۔ یہ لوگ بوڑھے۔ بیمار اور نحیف و ناتوان تھے۔ اور کئی تو ایسے تھے کہ اُن کی نسبت بمبئی سے روانگی کے وقت ہی ہم کو خدشہ تھا کہ وہ زندہ مکہ معظمہ اور واپس وطن تک نہ پہنچ سکینگے۔ چنانچہ کئی ایسے اشخاص اثنائے سفر میں فوت ہو گئے۔ اُن لوگوں کی موت بہت دلگداز اور پُرحسرت تھی۔ کیونکہ اُن کی تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ میں بہت بے پروائی سے کام لیا گیا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اُن بیکسوں کی نعشیں نیلے پانیوں کی گہرائی میں پھینک دینی پڑیں۔

نہ تو دیارِ نبی کی پُر انوار سرزمین میں اُن کو جگہ پانے کی عزت ملی، اور نہ اپنے وطن و عزیزوں کا قرب حاصل ہوا، اور نہ ہی حج بیت اللہ شریف سے بہرہ اندوز ہو سکے۔ افسوس صد افسوس۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

حج کمیٹیوں کا فرض

مگر سوال یہ ہے کہ جب حج کا فرض استطاعت و اہلیت سے مشروط ہے، اور اسی شرط پر بدنی صحت اسی حد تک شامل ہے جتنی کہ مالی حالت، تو پھر کیوں ایسا نہیں ہوتا کہ صرف انہی لوگوں کو یہ سفر اختیار کرنے دیا جائے جو ان دو شرطوں کے اعتبار سے صحیح اہلیت رکھتے ہوں۔ کیوں یہ تعین نہیں کیا جاتا۔ حج کمیٹیاں ہر مقام پر جہاں ایسے مسافر جمع ہوتے ہیں، ایک ایک لائق اور قابل مسلمان ڈاکٹر مقرر کریں، جو روانگی سے قبل طبی معائنہ کر لیا کریں اور جو مسافروں میں بوجہ کسی بیماری کے یا محض ضعفِ پیری کے تکالیف سفر کی تاب برداشت نہ پائیں ان کو صحت کا سرٹیفکیٹ نہ دیں۔ اور اگر یہ لوگ اصرار کریں تو دین کے عالم موجود ہوں جو ان پر خدا کا حکم واضح کر کے محبت و نرمی کے ساتھ انہیں یہ بات سمجھائیں کہ ادائے حج صرف اسی صورت میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کا باعث ہو سکتا ہے جب اس کی مقرر فرمودہ شرائط کے ماتحت عمل کیا جائے۔

مخصوص پروپیگنڈے کی ضرورت

اس وجہ سے عام طور پر ان ایام میں بہت وسیع اور مخصوص پروپیگنڈا ہونا چاہئے، تاکہ ضعیف اور نیم جان لوگ خصوصاً ایسی عورتیں گھروں سے روانہ ہی نہ ہوں، اُن کی جگہ صحت مند اور صحیح الجثہ جوان لوگ اور دولت والے یہ فرض زیادہ تعداد میں ادا کیا کریں۔ مساجد میں یہ باتیں مسلسل اور پیہم موضوعِ وعظ ہوں اور اسلامی اخبارات میں متواتر یہ انتباہ اور تحریص جلی عنوانات کے ماتحت جاری رہے۔

غیر مسلم راویوں کے بیانات

میں نے لندن کے بعض رسائل میں حالات حج اور حجاج پر جو مضمون دیکھے تھے، اُن میں حاجیوں کی بدحالی کا بڑا حقارت انگیز نقشہ کھینچا گیا تھا - اور میں نے اُسکو غیر مسلم راویوں کے بغض وتعصب پر محمول کیا تھا - لیکن ذاتی مشاہدہ کے بعد میری رائے ہے کہ وہ روایتیں جھوٹی نہ تھیں، صرف مبالغہ آمیز ضرور تھیں، اور یہ بات ناقابل انکار ہے کہ حجاج کی ایک قابل لحاظ تعداد کی حالت ایسی ہوتی ہے جو میری ناچیز رائے میں اہل اسلام کے لئے موجب عار اور باعث بدنامی ہوتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ واپسی ٹکٹ لینے یا واپسی ٹکٹ کی قیمت بطور امانت جمع کرنے کا قانون ۱۹۲۵ء میں اُن غیر مستطیع لوگوں کو حجاز جانے سے روکنے کے لئے بنایا گیا تھا، جو ایک طرف کا کرایہ میسر آجانے پر ہی حج بیت اللہ شریف کے لئے چل کھڑے ہوتے تھے جس کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ اُن کو واپسی کے وقت یا تو حجاز میں دریوزہ گری کرنی پڑتی تھی، یا بحال تباہ وہیں زندگی کے دن گذارنے پڑتے تھے - شریعت اسلام کی طرف سے مفلوک الحال اشخاص کے لئے حج فرض نہیں ہے - اور یہی وجہ ہے کہ ایران - مصر - عراق اور دیگر اسلامی ممالک میں مفلس افراد کو حجاز جانے سے روک دیا جاتا ہے۔ لیکن ہندوستان میں اور ہی دستور ہے - یہاں بالکل تہیدست لوگ ایک طرف کے کرایہ کے لئے چندہ جمع کرکے جہاز پر سوار ہوجاتے ہیں - اور نتیجہ کی کچھ پرواہ نہیں کرتے - سنہ ۱۹۳۰ء اور سنہ ۱۹۳۱ء میں گورنمنٹ ہند کو ایسے .. ، حاجیوں کو ہندوستان واپس لانے میں پچیس ۲۵ تیس ۳۰ ہزار روپیہ کی رقم صرف کرنی پڑی، اور خود حاجیوں کو بھی تکالیف سے دوچار ہونا پڑا۔ انہی وجوہ سے واپسی ٹکٹ کی شرط لازمی قرار دی گئی ہے - یہ خیال غلط ہے کہ اگر کوئی حاجی دوسرے راستہ سے واپس آنا چاہے یا مر جائے تو اُس کا روپیہ مارا جاتا ہے - اول الذکر صورت میں واپسی ٹکٹ کا روپیہ واپس مل جاتا ہے، اور

آخرالذکر صورت میں روپیہ جائز ودتا کو دیدیا جاتا ہے۔ ایسی حالت میں شرعیہ پر اعتراض کرنا بالکل فضول ہے۔

میں نے یہ عبرت انگیز واقعہ بھی سنا کہ مکہ معظمہ میں حرم شریف کے اندر جبکہ حاجی لوگ گرمی کی شدت کے باعث رات کو کنکریوں کے فرش پر لیٹ جاتے تھے۔ مفلس حاجیوں نے دیگر متمول حاجیوں کی جیب کاٹنا شروع کیں مفلسی کی وجہ سے حج جیسی مقدس اور مفید چیز میں ایسی حرکات ناشائستہ کے مرتکب ہوکر خسرالدنیا والآخرۃ کے مصداق بنتے ہیں۔

فریضۂ حج میں حفظانِ صحت کے بہانے سے یورپین سلطنتوں نے بعض ایسی قیود عائد کر رکھی ہیں جن کی مشکلات کے باعث بہت سے صاحب استطاعت مسلمان حج جیسے عظیم الشان فریضہ سے محروم رہتے ہیں۔

مسلمانوں کو یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اسلام اور مسلمانوں کے متعلق مغربی اقوام کی یہ ایک طے شدہ پالیسی ہے کہ مسلمانوں کے دینی شغف کو کسی نہ کسی طرح سے رفتہ رفتہ فنا کر دیا جائے۔ اور حیاتِ اسلامی اور مرکزیتِ اسلام کے اسباب و ذرائع کو کمزور و ناپید کیا جائے۔ اسی وجہ سے وہ لوگ اسلام کی سیاسی طاقتوں سے علی الاعلان لڑتے رہتے ہیں۔ لیکن دینی معاملات میں خفیہ اور تدریجی اصول سے کام کرتے ہیں، اور ہمیشہ خیرخواہی کے پردے میں اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ انتہائی بدخواہی کی جاتی ہے۔ معاہدات اور قوانین سازی کی تمہیدیں جو کچھ کہا جاتا ہے، حقیقتاً وہ مقصود نہیں ہوتا۔ بلکہ اصول کچا جہا نید کہا مے زنند کے ماتحت کچھ اور ہی ہوتا ہے۔ یورپین اقوام کوشش کرتی ہیں کہ اسلام کے امور سیاسیہ میں کھلی ہوئی مخالفت ہو تو کوئی مضائقہ نہیں، لیکن دینی اور مذہبی معاملات میں مقاومت و مداخلت خفیہ طریق سے ہو۔ اور سطح پر علانیہ نہ ہو کہ اس سے مسلمانوں میں اضطراب اور بے چینی پیدا ہو۔ اور استعماری حکومت کا ستون لرزنے لگ جائے

عقلاء متعمرین کی تو یہی سیاست ہے لیکن انہوں نے متعمرین کی سیاست تو ہر شخص کو معلوم ہے، کہ وہ کسی مسلمان کو کوئی حق اور آزادی دینا چاہتے ہی نہیں خواہ دینی یا دنیوی، اسلئے ان کی سیاست پر بحث فضول ہے۔ آپ کی مزید توجہ کے لئے حج بیت اللہ شریف کے متعلق مغربی نظریات وپالیسی کا اسوقت ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ تحقیقاتی حج کمیٹی کی رپورٹ کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انیسویں صدی کے آخر سے سفر حج کے متعلق یہ قوانین سازی کا جال حکومت ہند۔ حکومت ہالینڈ و دیگر مغربی حکومتوں نے پھیلایا ہے۔

حفظانِ صحت کے بہانے سے حج میں رکاوٹیں

گذشتہ جنگ عظیم کے بعد جب خلافت اسلامیہ کا تقریباً خاتمہ ہوچکا تھا، جس زمانے میں مسٹر لوتروپ ستوارڈ امریکن نے نہضۃ اسلامیہ پر ایک کتاب لکھی ہے، جو حاضر العالم الاسلامی کے نام سے مشہور ہے، اور جس کا ترجمہ اکثر یوروپین زبانوں میں شائع ہوا ہے۔ علامہ عجاج مصری نے اس کا ترجمہ عربی میں کیا ہے۔ اس کتاب کا حسب ذیل اقتباس مسلمانوں کے لئے بہت کچھ سبق آموز وعبرت انگیز ہے۔ مسٹر ستوارڈ لکھتا ہے:۔

"وحدت اسلامیہ۔ اتحادِ عالم اسلامی صرف دو ارکان پر قائم ہے، اور یہی دونوں اسکے بنیادی پتھر ہیں، اور کوئی تیسری چیز نہیں ہے۔ ایک مکہ مکرمہ میں بیت اللہ کا حج۔ دوسرا خلافت"۔

اس کے بعد یہ شخص تمام مغربی حکومتوں کو اتحادِ عالم اسلامی کے انہدام کی طرف متوجہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

"اتحادِ عالمِ اسلامی کے اساس کے سمجھنے میں بہت سے یورپین افراد نے غلطی کی ہے۔ وہ اس وہم میں مبتلا ہیں کہ صرف خلافتِ اسلامیہ، اتحاد عالم اسلامی کی اساس و بنیاد ہے، اور حج جیسے عظیم امر کو اتحاد عالم اسلامی کی

سا س و بنیاد نہیں سمجھتے، جو اس بارے میں سب سے بڑا کار فرما ہے اور وہ نہایت مضبوط چیز ہے جس کی وجہ سے تمام دنیا کے مسلمان آپس میں ملتے جلتے ہیں، اور ان کے امیال و عواطف میں اشتراک پیدا ہوتا ہے، جس سے وحدت اسلامیہ قوی ہوتی ہے۔ اور اس کی طاقت میں وسعت و شہرت ہوتی ہے۔" حالانکہ ان کا خیال محض وہم ہی وہم ہے۔ ورنہ امر حق اس کے برعکس ہے، یعنی اتحاد عالم اسلامی کا سب سے بڑا رکن حج بیت اللہ الحرام ہے"۔ اس کے بعد حج بیت اللہ کی اہمیت اور اس کے اجتماعی احوال و کیفیات کو یہ شخص بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ: "حج بیت اللہ کے ذریعے (جس کا راستہ کھلا ہوا ہے) مسلمان جن اغراض و مقاصد سیاسیہ کو حاصل کرتے ہیں، وہ سب کو معلوم ہیں، کچھ زیادہ وضاحت کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ اس قدر کہنا کافی ہے کہ حج دنیائے اسلام کی سالانہ عام مؤتمر اسلامی ہے، جس میں دنیائے اسلام کے تمام وفود اور نمائندے یک جا جمع ہو کر اسلامی مفاد و مصالح پر بحث کرتے ہیں۔ اور اس مؤتمر میں وہ لوگ ان اصول اور طریق کار کو وضع کرتے ہیں: جن کے ذریعہ اسلام کی مرکزیت اور جامعیت سے دفاع اغیار رہے اور رسالت محمدیہ کے راستہ کی دعوت پھیلانا ممکن ہو۔"

اس امریکن فاضل نے حج کے متعلق اس بیسویں صدی کے ابتدا میں جن خیالات کا اظہار کیا ہے، وہ ایسے نہیں ہیں، جنہیں یورپین افراد پہلے نہ جانتے ہوں۔ بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ حج بیت اللہ کی مرکزیت کو فنا کرنے کے لئے اس تیزی سے قدم نہیں اٹھایا جاتا جس تیزی سے خلافت اسلامیہ کو برباد کرنے کے لئے مسلسل اور پیہم کارروائیاں کی گئیں۔ کیونکہ مسٹر سٹوارد اچھی طرح واقف ہے کہ اواخر انیسویں صدی میں مغربی حکومتوں نے حج کے متعلق کیا کیا سازشیں کی ہیں۔ اور اس کی راہ میں

کیا کیا رکاوٹیں پیدا کر رہی ہیں۔ مگر وہ ابھی پایۂ تکمیل کو نہیں پہونچیں۔ کیا یہ امریکن فاضل اس امر سے بے خبر ہے کہ عیسائی مشنریوں اور بعض سیاسی مدبروں کی تحریک کی بنا پر ہی پابندیاں عائد کرنے کے لئے حفظانِ صحت کے بہانہ سے بین الاقوامی معاہدے ۱۸۹۳ء سے شروع ہوئے ہیں جن کا سلسلہ آجتک جاری ہے اور اُن ہی کی تحریک پر سفرِ حج کے متعلق خاص قواعد و ضوابط استعماری حکومتیں بنائے جاتی ہیں۔ اور کیا یہ شخص ان مضرات ارجعہ سے ناواقف ہے، جو ۱۹۱۱ء میں مسٹر سنوک ہورنے ہالینڈ کی سیاست کے متعلق لکھے ہیں اور جو فرانس کے مشہور مجلہ "العالم الاسلامی" میں شائع ہوئے ہیں، جن میں یہ شخص حکومت ہالینڈ کو منع کرتا ہے کہ مسلمانانِ جاوا و سماٹرا کے مذہبی امور میں دخلت نہ کرنا کہ بغاوت نہ ہو۔ مسٹر سنوک ہورحکومت ہالینڈ کے مشیر نظارۃ الستعمرا ہیں اور اُن عقلائے یورپ سے ہیں جو مسلمانوں کے دینی معاملات میں مداخلت کو محض بغاوت کے خوف سے پسند نہیں کرتے۔ اس لئے یہ شخص ہالینڈ کی پارلیمنٹ کے اُن ممبروں پر بار بار ملامت کرتا ہے، جو حکومت ہالینڈ کو اس امر پر آمادہ کرتے ہیں کہ جاوا اور سماٹرا کے مسلمانوں کو حج سے روکا جائے اور اسکی راہ میں مشکلات پیدا کی جائیں۔ چنانچہ علامہ شکیب ارسلان اس باب میں مسٹر سنوک ہور کی رائے کے متعلق لکھتے ہیں کہ:-

"مسٹر سنوک ہور کی رائے ہے کہ حکومت ہالینڈ حج کے راستہ میں مشکلات پیدا کرکے سخت غلطی کا ارتکاب کریگی خاصکر اس وجہ سے کہ جاوا اور سماٹرا کے مسلمان ارکانِ دینِ اسلام میں سے اس رُکن (حج) کی محافظت میں ہر جگہ کے مسلمانوں سے شدید ترین ہیں، اور اُن پر سفرِ حج کے معاملہ میں سختی کرنا بغیر پریشانی۔ پراگندگی و مصیبت حکومت ہالینڈ کے لئے ممکن نہیں ہے، اور یہ شخص حکومت ہالینڈ کے اُن نمائندوں کی مخالفت کرتا ہے۔ جو حج کے

معاملات میں (مشکلات پیدا کرنے کے لئے) خیال آرائیاں کرتے ہیں، اور حکومت کو حج کے بند کرنے یا اُس کے راستے میں مشکلات پیدا کرنے پر آمادہ اور طیار کرکے یہ گمان کرتے ہیں کہ انھوں نے کوئی اچھا کام کیا ہے۔

اس ایک عبارت سے ہر مسلمان سمجھ سکتا ہے کہ مغربی سیاسی گرگوں کے حج بیت اللہ کے بارے میں کیا کیا خیالات ہیں۔ اور کس طرح چیں ہیں کہ حج بیت اللہ کے ذریعہ جو رابطۂ اسلامی قائم ہے، جلد از جلد فنا ہو جائے۔ اور اس خواہش میں تمام مغربی اقوام متحد الخیال ہیں۔

مسٹر سنوک ہور نے حج کو بند کرنے یا اُس کے راستے میں مشکلات پیدا کرنے کی جو مخالفت کی ہے، تو وہ کسی نیک نیتی پر مبنی نہیں ہے، بلکہ محض اس خوف پر کہ اس کارروائی سے دفعۃً بغاوت و فتنہ کی آگ نہ بھڑک جائے خصوصاً اس وجہ سے کہ جاوا و سماٹرا کے مسلمانوں کی حالت بہتر ہے اور حکومت کے اکثر اداروں میں بکثرت شریک ہیں۔ وہ چاہتا ہے کہ پہلے مسلمانوں کے مقامی اقتدار کو ختم کیا جائے، اور حکمت و تدبیر کے ساتھ اسلامی روح کو فنا کر دیا جائے۔ مگر اس نے کو جس خوبصورتی کے ساتھ یہ مخلص ادا کیا ہے، قابلِ تعریف اور مسلمانانِ ہند کے لئے سبق آموز ہے۔ اس لئے اُس کے چند اقوال جو اُس نے محاضراتِ اربعہ سے منقول ہیں درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

"حکومت ہالینڈ پر واجب ہے کہ جو لوگ دینِ اسلام سے وابستہ ہیں اُن میں کے اکثر لوگوں کو حکومت کے اداروں میں مقرر کرنے سے اجتناب و پرہیز کرے۔ نہ صرف اُن شہروں میں مسلمانوں کو مقرر نہ کرے جن کے باشندے بت پرست ہیں، تاکہ حکومت بغیر قصد اشاعتِ اسلام کی معین و مددگار نہ ہو جاوے"۔

مسٹر سنوک ہور حکومت ہالینڈ کو نہایت زور سے بغیر کسی اندیشہ کے متنبہ کرتا ہے کہ مسلمانانِ جاوا اور اسلامی حکومتوں کے مابین تمام تعلقات

منقطع کر دیے جائیں" اور ابن مر پر افسوس کرتا ہے کہ جاوا اور سماٹرا کے مسلمان اپنے دینی معاملات - عادات و آداب میں مصر، حضرموت اور جزیرۃ العرب کے مسلمانوں کی اتباع کرتے ہیں، اور اُن کی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں جو بلادِ اسلامیہ سے شائع ہوتی ہیں"۔

مسٹر سنوک ہور ڈچ حکومت کو برانگیختہ کرتا ہے، کہ وہ عثمانی سلطان کے ذکر کو جمعہ کے خطبہ میں منع کر دے، اور یہ کہ مسلمانوں کی مذہبی تعلیم پر نگرانی قائم کیجائے تاکہ اتحادِ اسلام کی دعوت دینے والی کوئی چیز باقی نہ رہے - گویا مذہبی تعلیم صرف وعظ، احکامِ نماز، اور نواقضِ وضو کے ذکر میں محدود و منحصر ہو جائے اور وہ مطالبہ کرتا ہے کہ شریعتِ اسلامیہ کی تعلیم سے بابِ جہاد حذف کر دیا جائے

احکامِ فرضیتِ حج

حالانکہ حج ہر مستطیع مسلمان پر عمر بھر میں صرف ایک بار فرض ہے - اور اس سے زیادہ کی توفیق ہو جائے تو وہ نورٌ علیٰ نور کا مصداق ہے -

فرضیتِ حج قرآن کریم اور احادیث صحیح سے ثابت ہے +

(۱) وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَ (آل عمران) یعنی اللہ تعالیٰ کا حق بندوں پر یہ بھی ہے، کہ خانہ کعبہ کا حج کریں بشرطیکہ وہاں تک پہنچنے کی استطاعت ہو - اور جو نہ مانے (تو اسی کا نقصان ہے) کیونکہ خدا تو تمام عالم سے بے نیاز ہے +

(۲) وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّأْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ (ترجمہ) لوگوں میں حج کا اعلان کر دو، تمہارے پاس وہ ہر طرف سے پیادہ پا اور دُبلی اونٹنیوں پر آویں گے +

(۳) لِيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْ أَيَّامٍ مَّعْلُوْمَاتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْأَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيْرَ ؗ

(ترجمہ) تاکہ حاضر ہوں اور دیکھیں جو فوائد اُن کے لئے اس اجتماع میں منحصر ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر ان خاص دنوں میں کریں کہ خدا تعالیٰ نے اُن کو یہ نعمت عطا فرمایا اور غریب مسکینوں کو بھی اس میں دیویں۔

(۳) اَلْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهٗ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّةَ وَمَنْ حَجَّ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ - (ترجمہ) حج مبرور کی جزا بہشت ہے جس نے حج کیا اور بدکلامی اور بدعملی نہ کی وہ گویا گناہوں سے ایسا پاک ہوا جیسا کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔

(۴) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ قَدْ فُرِضَ عَلَيْكُمُ الْحَجُّ فَحُجُّوْا فَقَالَ رَجُلٌ اَكُلَّ عَامٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَسَكَتَ حَتّٰى قَالَهَا ثَلَاثًا فَقَالَ لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ (مسلم) ذَرُوْنِیْ مَا تَرَكْتُكُمْ وَلَوْ وَجَبَتْ لَمْ تَقُوْمُوْا بِهَا وَلَمْ تَسْتَطِيْعُوْا اَلْحَجُّ مَرَّةً فَمَنْ زَادَ فَتَطَوُّعٌ (احمد و نسائی) - (ترجمہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے مجمع میں خطبہ پڑھا، اور کہا کہ لوگو تم پر حج فرض ہوا ہے۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہر سال آپ خاموش رہے اس نے تین بار یہی سوال کیا۔ آپ نے فرمایا اگر میں ہاں کہدیتا تو ہر سال کرنا پڑتا اور تم اسے نہ ہو سکتا۔ حج ایک بار فرض ہے، اس سے زیادہ جو کرے وہ نفل ہے۔

بشارات حج آخرت کا بہترین سامان ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:- مَنْ حَجَّ حَجَّةً فَقَدْ اَدّٰى فَرِيْضَتَهٗ وَمَنْ حَجَّ حَجَّتَيْنِ فَقَدْ دَايَنَ رَبَّهٗ وَمَنْ حَجَّ ثَلَاثًا حَرَّمَ اللّٰهُ شَعْرَهٗ وَبَشَرَهٗ عَلَى النَّارِ اَوْ كَمَا قَالَ۔ یعنی جس شخص نے ایک حج کیا تو اس نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ اور جس نے دو حج کئے تو اس نے خدا سے قرض کا معاملہ کیا اور جس نے تین حج کئے تو اللہ تعالیٰ اس کے بال اور اسکے جسم کو آگ پر حرام کردیگا۔

فَفِی الصَّحِیْحَیْنِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَتٰی هٰذَا الْبَیْتَ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ کَیَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ۔

(ترجمہ) بخاری شریف ومسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بیت اللہ شریف میں حاضر ہو۔ اور کسی قسم کے گناہ وفسق وفجور میں مبتلا نہ ہو۔ تو وہ گناہوں سے ایسا ہی پاک و صاف ہوجاتا ہے۔ گویا آج ہی بے گناہ شکم مادر سے پیدا ہوا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعُمْرَةَ کَفَّارَةٌ لِمَا بَیْنَهُمَا وَالْحَجُّ مَبْرُوْرٌ لَیْسَ لَهٗ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّةُ۔ (ترجمہ) عمرہ کفارہ ہوتا ہے۔ کل صغیرہ گناہوں کا دوسرے عمرے تک۔ اور حج مقبول کا معاوضہ جنت ہی ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ قَالَ اِیْمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ قِیْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ الْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ قِیْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ (متفق علیہ)۔ (ترجمہ) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ بہترین عمل کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لانا۔ اس نے عرض کیا کہ اسکے بعد۔ آپ نے فرمایا جہاد۔ عرض کیا گیا کہ پھر اسکے بعد فرمایا حج مقبول۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ کَیَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ۔ (متفق علیہ) (ترجمہ) رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو اللہ کے لئے حج کرے اور اس میں جماع نہ کرے اور فسق وفجور سے

محفوظ رہے۔ تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ طفل نوزائیدہ
عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
هَلْ عَلَى النِّسَاءِ مِنْ جِهَادٍ قَالَ نَعَمْ عَلَيْهِنَّ جِهَادٌ لَا قِتَالَ فِيْهِ
اَلْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ (ترجمہ) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے
عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا عورتوں پر بھی جہاد فرض ہے؟
آپ نے فرمایا ہاں اُن پر بھی جہاد فرض ہے، مگر اس میں قتل و خونریزی نہیں ہے
وہ حج اور عمرہ ہے۔

حج نہ کرنیوالے پر تنبیہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متمول و صاحب ثروت اشخاص کو یوں متنبہ کیا ہے:۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ نَبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَجَّلُوْا
اِلَى الْحَجِّ فَاِنَّ اَحَدَكُمْ لَا يَدْرِيْ مَا يَعْرِضُ لَهٗ۔ صحیح حدیث میں حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عجلت
(جلدی) کرو حج کرنے میں کیونکہ کسی کو معلوم نہیں کہ آئندہ اسکو کیا کیا رکاوٹیں
حائل ہو جائینگی۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَرَادَ الْحَجَّ فَلْيَتَعَجَّلْ
فَاِنَّهٗ قَدْ يَمْرَضُ الْمَرِيْضُ وَتَضِلُّ الرَّاحِلَةُ وَتَعْرِضُ الْحَاجَةُ۔
(ترجمہ)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص ارادہ کرے حج کا تو اس کو
جلدی کرنی چاہیئے (کیونکہ حوادثات زمانہ کی اُسکو خبر نہیں) ممکن ہے کہ وہ
بیمار ہو جائے۔ یا اُسکی سواری گم ہو جائے یا کوئی دوسری ضرورت اسکو پیش آجائے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے (اِنَّ عَبْدًا اَصْحَحْتُ لَهٗ جِسْمَهٗ وَ
وَسَّعْتُ عَلَيْهِ فِي الْمَعِيْشَةِ تَمْضِيْ عَلَيْهِ اَعْوَامٌ لَا يَفِدُ اِلَيَّ لَمَحْرُوْمٌ۔
(ترجمہ) وہ بندہ جس کو میں نے تندرستی اور وسعت رزق بخشی ہو اور اس پر

بغیر حج پانچ سال گذر جائیں بیشک وہ بدنصیب ہے۔

خدا تعالیٰ کی رحمت پر نظر کیجائے کہ حج کے بدلے جنت کا وعدہ کرتا ہے اسکے بعد بھی جو باوجود استطاعت کے حج کے لئے تیار نہ ہو اُسکو بدقسمت کے علاوہ اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

عَنِ الْحَسَنِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔ لَقَدْ ھَمَمْتُ اَنْ اَبْعَثَ رِجَالًا اِلٰی ھٰذِہِ الْاَمْصَارِ فَیَنْظُرُوْا کُلَّ مَنْ کَانَ لَہٗ جِدَۃٌ وَلَمْ یَحُجَّ فَیَضْرِبُوْا عَلَیْھِمُ الْجِزْیَۃَ مَا ھُمْ بِمُسْلِمِیْنَ مَا ھُمْ بِمُسْلِمِیْنَ (ترجمہ) حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں ارادہ کرتا ہوں کہ چند آدمیوں کو اُن علاقوں میں مسلمانوں کی تحقیق و تفتیش کے لئے بھیجوں جو مسلمان استطاعت رکھتا ہو، اور حج نہ کیا ہو۔ اُس پر جزیہ قائم کر دیا جائے کہ وہ ہرگز مسلمان نہیں۔ رَوَاہُ سَعِیْدٌ فِیْ مُسْنَدِہٖ۔ اسکو سعیدؒ نے اپنے سنن میں لکھا ہے۔

مسلمانو! تم نے سُنا کہ مسلمانوں کے خلیفہ اعظم کیا فرما رہے ہیں دیکھو جو لوگ حج کی استطاعت رکھتے ہوئے حج کو نہیں آئے، اُن پر جزیہ مقرر کر دینا چاہیئے۔ اور کس سختی کے ساتھ بتکرار ارشاد ہوتا ہے کہ وہ مسلمان نہیں، وہ مسلمان نہیں ہیں۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ مَنْ لَّمْ یَمْنَعْہُ مِنَ الْحَجِّ حَاجَۃٌ ظَاھِرَۃٌ اَوْ سُلْطَانٌ جَائِرٌ اَوْ مَرَضٌ حَابِسٌ فَمَاتَ وَلَمْ یَحُجَّ فَلْیَمُتْ اِنْ شَاءَ یَھُوْدِیًّا وَّاِنْ شَاءَ نَصْرَانِیًّا۔ رَوَاہُ الدَّارِمِیُّ بِسَنَدٍ ضَعِیْفٍ وَلٰکِنْ لَّہٗ اٰثَارٌ صَحِیْحَۃٌ مَّوْقُوْفَۃٌ تُؤَیِّدُھَا۔ (ترجمہ) ابو امامہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص کو کسی واقعی احتیاج نے، کسی ظالم نے یا کسی سخت مرض نے نہیں روکا، اور وہ بے حج کئے مر گیا، تو اُسکو اختیار ہے خواہ یہودی ہو کر مرے خواہ نصرانی ہو کر یعنی جب اسلام کا ایک رکن عظیم جو شعار اکبر ہے کہ ادا کرنے سے جی چُراتا ہے تو مسلمان ہی نے کیا ضرور ہے

لَا یَجُوْزُ الصَّلٰوۃُ عَلَی الْمَیِّتِ الْمُسْتَطِیْعِ الَّذِیْ لَمْ یَحُجَّ۔ (ترجمہ) ایسی میت پر کہ استطاعت رکھتا تھا۔ اور حج بیت اللہ شریف نہیں کیا، نماز جائز نہیں۔

عَنْ سَعِیْدِ ابْنِ جُبَیْرٍ وَ اِبْرَاھِیْمَ النَّخْعِیِّ وَ مُجَاھِدٍ وَ طَاؤُسٍ۔ لَوْ عَلِمْتُ رَجُلًا غَنِیًّا وَجَبَ عَلَیْہِ الْحَجُّ ثُمَّ مَاتَ قَبْلَ اَنْ یَحُجَّ مَا صَلَّیْتُ عَلَیْہِ۔

(ترجمہ) حضرت ابن جبیر و ابراہیم و مجاہد و طاؤس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول ہے کہ اگر کسی مالدار کے بارے میں معلوم ہو کہ بغیر فریضہ حج ادا کئے مرگیا تو اسکے جنازہ کی نماز نہیں پڑھتے۔ صحابیوں میں بعض کے متعلق منقول ہے کہ ان کا ہمسایہ مالدار بغیر حج کئے مرجاتا تو اسکی جنازہ کی نماز نہیں پڑھتے تھے۔

افسوس صد افسوس کہ اس زمانہ میں مسلمان نہایت غلط راستے پر چل رہے ہیں۔ جن پر حج فرض ہے وہ عیش و تنعم میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ سیر و تفریح کے لئے ولایت جاتے ہیں۔ مگر خانہ کعبہ کی طرف رخ کرنا بھی گوارا نہیں کرتے۔ وہ ہماری رہبری اور قوم کی لیڈری کے دعویدار بنتے ہیں۔ نئی نئی انجمنیں قائم کرتے ہیں۔ قوم کے تنزل و انحطاط کا رونا روتے رہتے ہیں مگر کبھی اپنے گریبان میں منہ ڈالکر نہیں دیکھتے کہ آیا ہم بھی ارکان اسلام بجالاتے ہیں۔

حج میں ہر طرح کے لوگ موجود ہوتے ہیں۔ تعلیم یافتہ، آسودہ حال، دنیوی وجاہت و منصب رکھنے والے بھی موجود ہوتے ہیں۔ باقی عموماً بوڑھے، کمزور، بیمار اور فلاکت زدہ ہوتے ہیں، لکھنے پڑھنے سے معذور ہیں، گمنام ہیں، وہ خود زندگی سے بیزار ہیں، بلکہ زندگی اُن سے بیزار ہے۔ کیا حج بیت اللہ انہی لوگوں پر فرض رہگیا ہے، اور وہ لوگ اس فرض کی ادائیگی سے مستثنےٰ ہیں جو اونچی اونچی کوٹھیوں، سربفلک محلات، شاندار موٹروں اور وسیع و عریض باغات کے مالک ہیں، جو دو دو ہزار چار چار ہزار ماہواری تنخواہوں پر ملازم ہیں یورپ و ہندوستان کی بڑی بڑی ڈگریاں حاصل کرچکے ہیں۔ کامیاب ایڈیٹر ہیں، وکیل اور بیرسٹر ہیں۔ ڈاکٹر اور انجنیر ہیں۔ خطاب یافتہ ہیں۔ تعلقہ داروں

اور سینماؤں کو رونق بخشنے پر قادر ہیں، اُن کی بے خبری، اور حیرت انگیز تساہل سے یہ معلوم ہوتا ہے، کہ فریضۂ حج اُن لوگوں سے ساقط ہوگیا ہے۔

لیکن جن غریب مسلمانوں پر حج فرض نہیں وہ چونکہ ایک درد مندانہ دل، اور محبت اسلام کے دلدادہ ہیں۔ ہر مشکلات کا سامنا کر کے حج کو جاتے ہیں۔ یاد رکھو جب تک مسلمان ارکانِ اسلام پر پوری طرح سے پابند نہ ہونگے وہ کبھی بھی ترقی سے ہمکنار نہیں ہو سکتے۔

حاجی کا مقصد کیا ہونا چاہئے

جب تک ارادوں، آرزوؤں اور تمناؤں کا مرکز صرف حج اور دنیا کے تمام علائق سے رُو گردانی نہ ہو، حج صحیح معنوں میں صحیح نہیں ہوتا۔

اللہ والوں کے آداب سفر حج یہ ہیں کہ۔ جب سفر حج کے لئے گھر سے نکلتے وقت عزیزوں سے جُدا ہوتے ہوئے اپنے گناہوں سے ہمیشہ کے لئے مفارقت کر لو۔ جس قدر منزلیں راہ سفر کی طے کرتے جاؤ اپنے قلب کو بھی قرب عشق کی منزلیں طے کرنے میں مصروف رکھو۔ اور میقات (احرام باندھنے کے مقام) پر پہنچکر غسل کرو، اپنے جسم کو پانی سے دھونے کے ساتھ ہی اپنے قلب کو توبہ میں غسل دو، اور جب احرام پہننے کے لئے اپنے جسم سے لباس اُتارو تو قلب سے بھی دُنیا کی محبت کا لباس اُتار دو۔ جب زبان سے لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ کہنا شروع کرو تو حق کو پکارنے کے بعد شیطان و نفس کی پکار پر جواب دینا اپنے اوپر حرام قرار دے لو۔ جب خانہ کعبہ کا طواف کرنے لگو تو آیۂ کریمہ وَتَرَی الْمَلٰئِکَۃَ حَافِّیْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ کو یاد کر کے عرش الٰہی کے گرد طواف کرنے والے فرشتوں کا تصور جمائے رکھو۔ جب حجر اسود کو بوسہ دو تو اس وقت حق تعالیٰ کے ہاتھ پر اپنی بیعت کی تجدید کا خیال کرو، اور اُسکے بعد اپنے ہاتھ کا کسی خواہش کی طرف بڑھانا گناہ سمجھو۔ جب صفا پر چڑھو تو اپنے قلب کی کدورت کو بھی صفائی سے بدل لو۔ جب سعی کرنے میں تیز دوڑو تو سمجھ لو کہ شیطان سے

بھاگتے ہو۔ جب عرفات میں حاضر ہو، تو تصور کے سامنے میدانِ حشر کا نقشہ جماؤ۔ جب مزدلفہ میں آؤ، تو اپنے قلب پر ہیبت وعظمتِ حق تعالےٰ جماؤ۔ جب کنکریاں پھینکو، تو اپنے اعمال و افعال یاد کرتے جاؤ۔ جب سر منڈواؤ، تو ساتھ ہی شیخی، خودپسندی، اور ظاہری شان و شوکت پر بھی اُسترہ چلاتے جاؤ، اور جب قربانیوں کو ذبح کرتے ہو تو ساتھ ہی ساتھ اپنے نفسوں پر بھی چھُری چلاتے رہو۔ شاید بعض حضرات کے نزدیک اِن آداب پر عمل کرنا دشوار ہو، لیکن جو بزرگ ان پر عمل کرتے رہے ہیں، وہ آسمان پر اڑنے والے فرشتے نہ تھے۔ وہ بھی ہماری طرح انسان تھے اور اسی فضا میں سانس لیکر پلے اور بڑھے تھے۔

رحمت کی توقع

قربان جائیے اس کی رحمت بےحساب اور کرم بے اندازکے جو رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحیم اور کرم کرنیوالوں سے بڑھ کر کریم ہے، اور جس کے وجود مقدس کو خالقِ کون و مکان نے تمام کائنات کے لئے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا تھا، جس نے اپنے ہر نمونۂ عمل سے طاقتوروں کے مقابلہ میں کمزوروں کی مدد فرمائی ہے، جس نے حوصلہ مندوں کے مقابلہ میں پست ہمتوں کی دستگیری فرمائی ہے، جس نے بڑوں کے مقابلہ میں چھوٹوں کی امداد فرمائی ہے۔ اور جو آخرت میں ہر بیکس کا سہارا، اور ہر بے بس کا آسرا ثابت ہوگا۔ اس دنیا میں بھی ہر طاعت اور ہر عبادت کی طرح حج کے معاملہ میں اپنے ذاتی عمل سے سختیوں اور مشقتوں کی بجائے سہولتوں اور آسانیوں کی راہ کھول گیا ہے، صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ اسی کی ذات بابرکات ہی ہر مایوس کی آس اور ہر ناامید کی اُمید کا مرجع ہے۔

حج بیت اللہ الحرام کی سعادت سے بہرہ اندوز ہونا ہر انسان کے حصہ میں نہیں آیا وہ چند برگزیدہ اور پسندیدہ رُوحوں کے نامۂ اعمال کی خوش قسمتی کا نتیجہ ہے لیکن ارکانِ حج کی ادائیگی میں ان قومی اور ملّی ضرورتوں کو نظرانداز نہیں کرنا چاہیئے، جو انفرادی سے اور مختلف ممالک کے مجمع اسلامی میں مرتب ہوسکتی ہیں، اور ساتھ ہی ساتھ

اُن کا ازالہ اور اُنکے ارتفاع کی تدابیر پر بھی غور و فکر کے بہترین مواقع حاصل ہیں۔ اگر اس شرعی اجتماع میں عالمِ اسلام کے جملہ ممالک تمام اسلامی آبادیوں کی کیفیت سے اچھی طرح آگاہ ہو جائیں، اور ایک مُلک کے باشندے دوسرے ممالک کے رہنے والوں کے ساتھ برادرانہ تعلقات قائم کرلیں، تو ایک عظیم الشان اسلامی برادری کی بُنیاد قائم ہو سکتی ہے۔ اور اگر بیگانگی و اجنبیت بدستور قائم رہے تو اس شرعی فرض کی ادائیگی سے وہ مقاصد پورے نہیں ہوتے جو حج کا اصل مقصد اور عالمِ اسلام کے اجتماع کا صحیح مفہوم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حج مسلمانوں میں عالمگیر اخوت اسلامی کو پیدا کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔

حج اسلام کا ایک رکن اعظم ہے۔ نماز۔ روزہ صرف بدنی عبادات ہیں۔ اور زکوٰۃ فقط مالی عبادت ہے۔ مگر حج کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ بدنی اور مالی دونوں طرح کی عبادت کا مجموعہ ہے۔ اور اس حیثیت سے جہاد کا منشا۔ اور ہم پلہ ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ تمہارا جہاد "حج ہے"۔

آغازِ سفر

اِس مبارک سفر کی جب توفیق حاصل ہو، اور ارادہ کر لیا جائے، تو اُسکی تکمیل میں تاخیر نہیں کرنی چاہیئے، تجربہ شاہد ہے کہ حالات بدلتے دیر نہیں لگتی ایسا نہ ہو کہ انسان دُنیوی جھگڑوں میں اُلجھ کر اس اہم فریضہ کی ادائیگی سے قاصر رہ جائے، اور دُنیا و آخرت کی رُسوائی کا سامان فراہم کرے۔ فرضیت حج کی کافی طور پر وضاحت ہو چکی ہے، لہذا کسی مزید توضیح کی ضرورت نہیں۔ بعض علمائے کرام کے نزدیک عازم حجاز ہونے سے قبل استخارہ کی ضرورت ہے لیکن ہمارے نزدیک ضروری نہیں۔ کسی مذہبی فریضہ کی ادائیگی کے لئے تائید سمانی کی کیا ضرورت ہے، جبکہ یہ حقیقت ظاہر ہو، کہ مذہب بھی انسانی زندگی کا ایک نہایت ہی اہم اور ضروری جزو ہے۔

در کارِ خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست

سفر حج کے متعلق ضروری ہدایات

۱۔ جب سفر کے لئے نکلو تو سپاہیانہ طور پر نکلو کہ ہر قسم کی تکالیف برداشت کر سکو۔ اور ہر مشکل کے لئے ہمہ تن تیار رہو۔

۲۔ دل میں کسی قسم کا فکر و خوف بالکل نہ رکھو۔ سوائے خشیت الٰہی کے اور کوئی ڈر تمہارے دل میں نہ ہونا چاہئے۔

۳۔ اپنے آپ کو کسی فرقہ سے تعلق نہ رکھو۔ اور نہ ہی شیعہ سنی اور وہابی کا خیال دل میں لاؤ۔ صرف مسلم بنکر سفر کرو۔ تمام کلمہ گو مسلمانوں کو بلا لحاظ عقیدہ بھائی سمجھو۔ کُلُّ مُؤْمِنٍ اِخْوَۃٌ کا مقدس سبق ہمیشہ نظر کے سامنے رکھو۔

۴۔ جس ملک کی حدود میں داخل ہو، وہاں کے مسلمانوں سے میل جول اور سلسلہ ارتباط بڑھاؤ۔ فرقہ بندی کی لعنت اور تفرقہ پردازی سے نجات حاصل کرو۔ اور باہمی اخوت اسلامی اور مساوات کا بیج بوؤ۔

۵۔ ہر شخص کے ساتھ خواہ وہ کیسا ہی سخت گیر کیوں نہ ہو نرمی اور ملاطفت سے گفتگو کرو۔ اور اپنے سے بڑے کی ہمیشہ خدمت کرو۔

۶۔ دوران سفر میں ایک دوسرے کی امداد و حاجت کرنا اپنے اوپر فرض کرلو۔ راستے میں اگر کوئی امداد کا خواہاں ہو، تو اس کی امداد کرنے میں کبھی دریغ نہ کرو۔ اگر کسی مسافر کو راستے میں کسی چیز کے خراب ہونے مثلاً موٹر یا گاڑی یا اونٹ کی سواری کی وجہ سے تکلیف پیش آجائے تو اسے مل کر رفع کرنے کی کوشش کرو۔

۷۔ مال حرام سے حج قبول نہیں ہوتا۔ اس لئے اپنی حلال اور محنت کی کمائی سے حج کرو۔

۸۔ اگر تمہارے ذمہ کسی مسلمان کا حق مالی واجب ہو تو اس کی ادائیگی کا سب سے پہلے

نظام کر لو۔ اگر کسی کے ساتھ تمہاری رنجش ہو تو اُس سے صفائی کر و، اور یا ہمی
صرت دُور کرو۔ اگر تم سے کسی کو کوئی تکلیف پہنچی ہو تو اُسے معاف کرا لو۔
حقوق العباد کے پورا کرنے کا ہمیشہ خیال رکھو۔ خدا وند کریم حقوق العباد کو کبھی نہیں بخشتا

رفقائے سفر

سفر کا اہم جزو رفقائے سفر ہوتے ہیں۔ سفرِ حج میں اسکی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے۔ ایک تو یہ سفر بلحاظ مسافت
خاصہ طویل ہے، دوسرے وقت بھی خاصہ صرف ہو جاتا ہے۔ اور قدم قدم پر
صبر و تحمل کی آزمائش اور ثابت قدمی و استقلال کا امتحان ہوتا رہتا ہے۔ یہ سفر
اپنی نوعیت کے اعتبار سے بیحد نازک ہے۔ اچھے اچھے گہرے، قابلِ اعتماد و
ایثار پیشہ احباب کی دوستیاں نہایت معمولی اور نا قابلِ ذکر تنازعات پر پہنچکر
ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتی ہیں۔ بھائی سے بھائی، باپ سے بیٹا اور پیر سے
مُرید اِس سفر میں حقِ رفاقت ادا کرنے سے گریز کر جاتا ہے۔ اسلئے تمام عازمینِ
حج کی خدمت میں مخلصانہ گذارش ہے کہ جب تک انہیں اپنے کسی خاص دوست یا عزیز
پر اعتماد نہ ہو کہ وہ غیر معمولی تحمل و بے نفسی اور صفاتِ اطاعت و انقیاد کا مالک
ہے، ہرگز اُسے شریکِ قافلہ نہ بنایا جائے، اور کھانے پینے اور رہنے سہنے کا
الگ الگ انتظام تو واجبات میں سے ہے۔

اِس سفر میں ہر ایک کے ساتھ نرمی محبت اور پیار کا سلوک کریں غصہ تو
قریب نہیں آنا چاہئے۔ اپنے آرام نہیں بلکہ دوسروں کے آرام کیلئے جد و جہد کریں
جن نوجوانوں کو اللہ تعالیٰ اس سفر کی سعادت نصیب کرے اُن سے
درخواست ہے کہ وہ اِس سفر میں ضعیف اور بیمار حاجیوں کی خدمت کریں۔ پیاسے
کو پانی پلانا، بھولے ہوئے کو راستہ دِکھلانا۔ بیکس کو سہارا دینا اپنا شیوہ بنائیں۔
مبارک ہے وہ جو دوسروں کے آرام کے لئے اِس سفر میں جد و جہد کرتا ہے۔

لاوارث مرد، عورت کے غسل اور جنازہ کا خاص طور پر
خیال رکھیں۔

فہرست اشیاء

جہاں تک ہو سکے، سامان کی مقدار اور وزن نہایت مختصر ہونا چاہئے، سامان جس قدر کم ہوگا، سفر میں باربرداری کے اخراجات، غیر ضروری حفاظت، اور گاڑیوں اور کشتیوں پر چڑھانے اور اُتارنے کی زحمت بھی کم ہوگی۔ بعض حاجی اس خوف سے کہ شاید کراچی یا بمبئی میں کھانے پینے کی چیزیں بہت گراں ہونگی، گھر سے ہی چاول، گھی، دال، آٹا، تیل، نمک، مرچ وغیرہ وغیرہ خرید کر ساتھ رکھ لیتے ہیں۔ اسلئے بہت بڑے بڑے گٹھر بنکر حاجی کی پریشانیوں کا باعث بن جاتے ہیں اور خود بھی پریشان ہوتے ہیں۔ حاجی کے وطن سے لیکر کراچی اور بمبئی تک تو قریباً ہر سٹیشن پر کھانے پینے کی چیزیں بکثرت، عمدہ اور معقول نرخ پر حاصل ہو جاتی ہیں۔ اسکے بعد بحری سفر کی ضروریات کے لئے ہر بندرگاہ پر کافی سامان موجود ہوتا ہے، باقی تمام اشیاء حجاز ہی میں خریدنی چاہئیں سستی اور واجبی قیمت پر ملجاتی ہیں اور اب تو جہازوں پر ہی ہر قسم کا کھانا دستیاب ہو سکتا ہے۔ اسلئے حاجیوں کو خود پکانے کا تردد نہ کرنا چاہیئے اور اپنی حیثیت کے موافق جہاز ہی سے فراہم کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

حج کے سفر میں یہ چیزیں اپنی ضرورت کے مطابق ساتھ لے جانی چاہئیں۔

ایک بستر بند کرمچ کا جو آجکل عام طور پر استعمال ہوتا ہے۔

قمیص یا کرتے کھلی آستین والے . . .	۴ عدد
پاجامہ	۴ عدد
بنیان	۴ عدد
چادر بستر	۲ عدد
جائے نماز	۱ عدد
تولیہ	۲ عدد
احرام کی چادر اوپر اوڑھنے کے لئے، تہہ بند باندھنے کے لئے، یہ ٹکڑے تین تین گز کے ہوں اور عرض گز سوا گز ہو } برائے دو احرام	۴ عدد

کفن پورا بنیں گز کا تھان (کھدر کا) . . . ایک عدد

دیسی اونی بنیان یا سویٹر . . . ایک عدد

روزانہ استعمال کے لئے کوٹ یا اچکن وغیرہ گرم ہوں . ایک عدد

خشکی کے راستے سفر کرنے والوں کو سرد اور برفانی ممالک سے گذرنا پڑیگا، اس لئے گرم کپڑوں کا خاص طور پر لحاظ رکھا گیا ہے۔

یہ تمام اشیا دیسی یا کھدر کی بنی ہوئی ہوں جو مسلمان جولاہوں کے ہاتھ کی بنائی ہوں ۔ خدائے احکم الحاکمین کے حضور کے لئے کفار کے ہاتھ کی بنی ہوئی چیزیں ہرگز نہ پہنیں ۔ جبکہ اس مقدس جگہ پر جا رہے ہو جہاں پہ غیرمسلم کا داخلہ بحکم خدا قطعی طور پر بند ہے، اس لئے اس جگہ کے تقدس کو مدنظر رکھ کر مسلمانوں کے ہاتھوں کی بنی ہوئی چیزیں لے جاؤ ۔ (مفصل بحث مکہ کے موضوعات کے تحت میں دیکھو) ۔ مندرجہ بالا سامان کی تہہ کر کے تکیہ جیسی حالت میں بنالیں اور بستر کے سرہانے کی طرف ایک تولیہ رکھ لیں پھر بستر میں ایک بچھونا یا دری اور ایک کمبل رکھ لیں ۔ یہ سامان کپڑوں کا کافی ہے ۔ ٹرنک وغیرہ کی کوئی ضرورت نہیں ۔ بستر کی صورت:-

بستر کے اوپر کا پردہ

بستر و کمبل و بچھونا وغیرہ

بستر کے اوپر کا پردہ
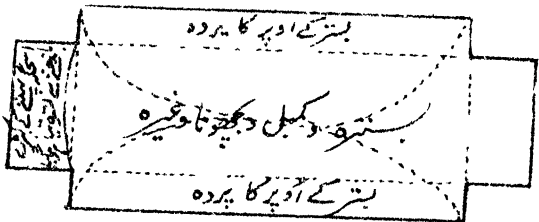
یہ بستر امع سامان کے ایسا رکھنا چاہئے کہ بوقت ضرورت آپ اس کو فوجی سپاہی کی طرح کمر پر باندھ سکیں۔

اس کے علاوہ ذیل کا سامان بھی ساتھ رکھنا بہتر ہے:-

لالٹین یا برقی بتی ٹارچ معہ بیٹری (بیٹری ہر مقام پر مل سکتی ہے)

موم بتی بھی بہتر ہے ۔ یہ ہر مقام پر مل سکتی ہے ۔

ٹفن کیریر (جس میں کھانا بھی رکھ سکتے ہو اور پکا بھی سکتے ہو)۔
مشکیزہ پانی دو عدد۔
چھتری ایک عدد۔
کھانے کے لئے مرمرے یعنی بھنے ہوئے چاولوں کا ستو بہتر ہے۔ جو وقت بوقت آپکے بہت کام آئیگا۔
حمائل شریف اسلامی طبع کا چھپا ہُوا)
چاقو بڑا۔ قینچی۔ اُسترا۔ مسواک۔ عینک۔ جو دھوپ اور گرد و غبار سے بچائے رکھے۔ صابن۔ اگر جہاز میں سفر کرے تو سمندری صابن بھی ساتھ لے لے۔ اور اگر زیادہ آرام چاہے تو ایک سفری پلنگ یعنی نواڑ رکھ لے۔ یاد رکھو جس قدر بھی مختصر سامان ہمراہ ہوگا اُسی قدر آپ آرام سے سفر کر سکینگے اور تکلیف سے محفوظ رہینگے۔

مندرجہ بالا فہرست اشیاء میں بعض چیزیں مشترک ہیں اور بعض نہیں، ہر حاجی اپنی ضروریات کا اندازہ کر سکتا ہے، کہ وہ کہاں جارہا ہے، اور اُسے کس قسم کی زندگی بسر کرنی چاہیئے، سفر میں آرام و راحت کی توقع فضول ہے۔ اور یہ تو وہ سفر ہے، جہاں انسان کو اپنی خودی کو ترک کر کے اپنے ہر ارادے اور عزم کو مشیت ایزدی کے تابع کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے کیونکہ طاعت و عبادت کا اصل اور حقیقی مفہوم یہی ہے +

دیگر سامان

ہم اوپر کپڑوں کی فہرست دے چکے ہیں، یہ مبارک سفر کو نہایت سادگی سے کرنا چاہیئے۔ زیادہ تر حاجی اپنے ہمراہ تمام گھر کا سامان۔ چاول۔ گھی۔ آٹا۔ چینی۔ مسالہ۔ اور کپڑوں کا صندوق ہمراہ لے جاتے ہیں۔ میں خود اس مصیبت میں مبتلا ہو چکا ہوں۔ کھانے پینے کا سامان جو اپنے ہمراہ لے گیا تھا وہ بہت ہی کم کام آیا۔ اب سے اچھا اور ارزاں نرخ پر جدہ اور مکہ معظمہ میں ہر چیز مہیا ہو جاتی ہے۔ کپڑوں وغیرہ کا ٹرنک جدہ ہی میں واپس بھیجنا پڑا۔ سوائے دو باریک کرتوں اور تہہ بند کے کچھ کام

نہ آئے - دیگر کپڑے اور سوٹ وغیرہ بیکار ثابت ہوئے - اور سامان کی حفاظت کرنے میں بہت سے مناسک حج کی ادائیگی بوجوہ احسن نہیں ہو سکتی - اس لئے کھانے پینے کا سامان اپنے ہمراہ ہرگز ہرگز نہ لیں - ہر جگہ براہ سمندر جہاز میں اور براہ خشکی ہر مقام پر اچھے سے اچھا کھانے پینے کا سامان با فراط مل سکتا ہے جس قدر سامان زیادہ ہمراہ رکھو گے، اسکی قیمت سے بھی دوچند خرچ ہوگا - اور خرچ کے علاوہ ازحد تکلیف دہ ثابت ہوگا - خدا کے دربار میں نہایت سادگی سے سپاہیانہ طریق پر جانا چاہیئے -

لباس میں سادگی

حاجیوں کے لئے سامان اور لباس میں کسی قسم کا غرور اور تحکم نہ ہونا چاہیئے - غرور و تحکم کی لعنت کو رفع کرنے والی صلاحیت کا وہ جوہر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی مبارک کے ہر شعبہ میں جھلکتا تھا - یعنی "سادگی" پیدا کرنے میں ممد و معاون ہوتا ہے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لباس کے معاملہ میں بہت سادگی برتتے تھے تکلف یا فیشن پرستی کا وہاں ذکر بھی نہ تھا - آپ کی سنت تھی کہ جس قسم کا کپڑا بھی میسر آجائے پہن لینے اور معمولی سے معمولی کپڑا پہن لینے میں مضائقہ نہ کرتے تھے - پیوند لگا لینے سے آپ کو عار نہ تھا - حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جاذب نظر اور دلوں پر رعب ڈالنے والے لباس کے پہننے کو سختی سے منع فرمایا ہے - غرض یہ ہے کہ غرور کا شائبہ تک بھی لباس سے ظاہر ہونے پائے - مگر پاکیزہ، صاف اور سادہ لباس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہت پسند فرمایا ہے - لباس کی اصل غرض و غایت ستر پوشی اور موسمی شدائد سے جسم کی حفاظت ہے - اسلئے مسلمانوں کے ہاتھ کا بنا ہوا اور سادہ لباس جو بہتر سے بہتر اور سستے سے سستا ملتا ہے، کشمیر کا کشمیرہ اور پشمینہ کی سادہ چادریں - بنارس کا ریشمی لباس اور کھدر یہ سب مسلمان ہی بناتے ہیں - پھر کیا وجہ ہے کہ لاکھوں اور کروڑوں روپیہ اپنی محنت اور

مشقت کی کمائی تا غیر مسلم کو غیر ضروری ناجائز اغراض پر صرف کر کے اسراف
اور فضول خرچی کی لعنت مول لی جائے۔ اور آئے دن طرح طرح کی مصائب میں
خود کو مبتلا کر کے غیر مسلم افراد کو خوشحال بنایا جائے۔ ہزاروں حاجی حج کی غرض سے
ہر سال ہندوستان۔ افغانستان اور ترکستان سے براہ بمبئی جاتے ہیں، مگر
اُن کی پاک کمائی کا روپیہ زیادہ تر غیر مسلم اقوام کے پاس ان اشیا کے خریدنے
کے لئے چلا جاتا ہے۔ کم سے کم حج کے موقع پر تو اسلامی مصنوعات کو فروغ
دینا چاہئے۔ اور دیگر سامان بھی مسلمان دکاندار سے ہی خریدنا چاہئے۔

افلاس کا علاج حاجیوں اور دیگر مسلمانوں کو غور کرنا چاہئے۔ اور شدت کے ساتھ غور
کرنا چاہئے کہ کس قدر کثیر دولت محض لباس کے بہانے سے ہر سال اُنکی
جیب اور اُن کے ملک سے باہر چلی جاتی ہے۔ ہر سال کروڑوں روپے
اُن سے اغیار اینٹھتے ہیں اور گلچھرے اڑاتے ہیں، اور اُن کے بھائی غریب
مسلمان جولاہے جو کروڑوں کی تعداد میں اس ملک میں آباد ہیں۔ اپنے
حقوق کو غصب ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ اور فاقہ مست و خانماں برباد
رہتے ہیں۔ جذبۂ اخوت بین المسلمین جس کی رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسقدر
تاکید فرمائی تھی، آج کہاں گئی۔ مسلمانوں میں محبت کا نام ونشان نہیں ملتا۔
اُن پر خواب غفلت کیوں طاری ہے۔ ہوش میں آؤ۔ حالات زمانہ کے
نشیب و فراز کو غور سے مطالعہ کرو۔ اور اپنے مسلمان بھائی جولاہوں کے
بنائے ہوئے کپڑوں کو اپنا قومی لباس بناؤ۔ اور افلاس کی ذلت اور غلامی کی
لعنت کو دور کرو۔ مسلمان جولاہوں کے ہاتھ کا بنا ہوا کپڑا۔ پشمینہ۔ کشمیرا
کھدر وغیرہ اسلئے پہنو کہ تمہاری حاصل کردہ دولت تمہارے اپنے گھر میں رہے۔
اور تمہاری قوم افلاس کے گڑھے سے نکل سکے۔ مفلسی دور ہو، اور غیر مسلم اقوام
کے پاس تمہاری محنت شاقہ سے حاصل کیا ہوا روپیہ نہ جائے۔ دیگر اقوام
مثلاً یورپین۔ ہنود وغیرہ کو دیکھ کر اُن سے سبق حاصل کرو کہ وہ تمہاری مصنوعات

کے علاوہ تمہاری دکانوں سے بھی سودا خریدنا ایک گناہ عظیم سمجھتے ہیں - وہ نہیں
چاہتے کہ اچھی سے اچھی اور سستی سے سستی چیز بھی مسلمانوں کی دکان سے خریدی
جائے - کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ان کی قوم کی فلاح وبہبود اسی میں ہے کہ وہ
اپنی قوم کی امداد کریں - مگر ایک تم ہو، کہ باوجودیکہ قرآن کریم پکار پکار کر کہہ رہا ہے
اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ - مگر تم خداوندی سبق کو مطالعہ نہیں کرتے حالانکہ
تم کو غیر اقوام اچھوت اور ناپاک سمجھ رہی ہیں، اور تمہیں جن لوگوں کا میابی کا یہ سبق
دیا گیا، اسے فراموش کر چکے ہو - اور حج جیسے مقدس فریضہ کی ادائیگی کے وقت
بھی غیر مسلم اقوام سے ہی سامان خریدتے ہو، حالانکہ غیر مسلم اقوام کو حدود حرم میں
میں داخلہ کی سخت ممانعت ہے - پھر یہ کیسے جائز ہوگا کہ غیر مسلم کے ہاتھ کے
بنے ہوئے کپڑے یعنی احرام کی چادریں اور اشیائے خورد و نوش
آپ لیکر بیت الحرام میں داخل ہوں - کیا یہ حرکت درجہ قبولیت حاصل کر سکتی ہے -
نہیں ہرگز نہیں -

پاسپورٹ اور ٹیکہ

حجاج کے لئے یہ ضروری ہے کہ حج کو روانہ ہونے سے قبل اپنے ضلع کے ڈپٹی کمشنر یا
کلکٹر سے درخواست کرکے پروانہ راہداری (پاسپورٹ) حاصل کرلیں - بمبئی
یا کراچی کے بندرگاہ پر پہنچ کر مجبوری جہاز ران کمپنی کی معرفت بھی پروانہ راہداری
حاصل کیا جا سکتا ہے - مگر بندرگاہ پر پاسپورٹ حاصل کرنے کے لئے زائد خرچ
اور ایک اچھی خاصی مصیبت ہے - لہٰذا حتی الوسع یہ کوشش ہونی چاہئے
کہ ہر حاجی اپنے ضلع سے پاسپورٹ یعنی پروانہ راہداری لیکر روانہ ہو - پروانہ
راہداری میں اپنے مقام رہائش کا پتہ اور اپنے وارثوں کا پتہ لکھیں - کیونکہ اثنا
میں یا کسی دوسری گورنمنٹ کی حدود میں اگر خدانخواستہ مسافر کو تکلیف ہو جائے
یا مسافر کا انتقال ہو جائے تو وہاں کی گورنمنٹ پاسپورٹ کو دیکھ کر اس کے
حقیقی ورثاء کو اطلاع دے سکتی ہے اور اسکا سامان مع روپیہ بھی ان کو مل سکتا ہے -

پاسپورٹ دو قسم کے ہوتے ہیں:

(۱) ان اشخاص کے لئے جو صرف حج کی غرض سے براستہ بمبئی جدہ ہو کر مکہ معظمہ و مدینہ منورہ جائیں اور اسی راستہ سے واپس آجائیں۔ اس پاسپورٹ پر تصویر نہیں ہوتی اور اگر خشکی سے دوسرے راستہ واپس آنا چاہیں تو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اور دیگر ملکوں میں یہ پاسپورٹ منظور نہیں کرتے۔

(۲) دوسرا پاسپورٹ باتصویر ہوتا ہے جس کے ذریعے مسافر ہر راستہ یعنی خشکی و تری پر آسانی سے سفر کر سکتا ہے۔ یہ کتابی صورت میں ہوتا ہے اس کے اول صفحہ پر سفر کرنے والے کی تصویر چسپاں ہوگی جس پر اس کے اپنے دستخط ثبت ہونگے۔ دیگر صفحات تصدیق (وسا VISA) کے لئے یعنی جن حکومتوں کی حدود سے گذرو گے وہاں کے افسر مجاز کی ان پر تصدیق ہوگی۔

پاسپورٹ حاصل کرنے کا طریقہ

پاسپورٹ کا فارم حاکم ضلع ڈپٹی کمشنر صاحب یا کلکٹر صاحب کے ہاں سے حاصل کریں، جو مفت ملتا ہے۔ اس فارم پر اپنے نام و پتہ نیز یہ کہ کہاں کہاں کو سفر کرو گے لکھ کر خانہ پری کرنی پڑیگی۔ اور تین عدد چھوٹے سائز کی تصاویر یعنی نصف پوسٹ کارڈ کی اس کے ساتھ لگادیں۔ رقم فیس پاسپورٹ تقریباً مبلغ تین روپے دینی ہوگی۔ تصویروں پر اپنے دستخط بھی ثبت کرنے پڑینگے صرف حج کیلئے جہاں پر یکطرفہ ٹکٹ لینے والے کو یا خشکی کے راستہ پاسپورٹ حاصل کرنے والے کو درخواست کے ہمراہ تقریباً ایک سو روپے گورنمنٹ میں بطور ضمانت اس امر کی داخل کرنے پڑینگے کہ واپس آنے کے واسطے سفر کرنے والے کے پاس بفرض محال اگر خرچ کم ہو جائے یا ختم ہو جائے تو یہ روپیہ اس کی مراجعت کے کام آسکے۔ مبلغات مذکورہ کے داخلہ کے وقت گورنمنٹ کیطرف سے ایک رسید ضمانت زر کی مل جاتی ہے تاکہ بشرط ضرورت بوقت اس رسید کو دکھا کر روپیہ واپس لیا جاسکے۔ یا راستہ میں حاصل کر کے

واپس آنے میں خرچ آ سکے - اگر کچھ رقم واپسی کے بعد گورنمنٹ کے پاس رہ جائیگی تو وہ بھی درخواست کرنے اور رسید دکھانے پر واپس مل جاتی ہے - یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ واپسی ٹکٹ لینے والوں کے لئے یہ روپیہ داخل کرنا ضروری نہیں ہے

صحت کا سرٹیفکیٹ

پروانہ راہداری کے علاوہ چیچک اور ہیضہ کے ٹیکہ کا سرٹیفکیٹ اُن مقامات سے حاصل کرنا چاہیئے جو حکومت کے نزدیک تسلیم شدہ ہوں - بہتر یہی ہے کہ اپنے ہاں کے کسی سرکاری ڈاکٹر سے ہسپتال میں ٹیکہ لگوا کر حفظان صحت کا انگریزی میں سرٹیفکیٹ حاصل کیا جائے - کیونکہ کراچی اور بمبئی کے علاوہ راستوں میں بھی یہ سرٹیفکیٹ دیکھے جاتے ہیں ، اگر سرٹیفکیٹ پاس نہ ہوں تو بڑی دقتوں کا سامنا ہوتا ہے - ان صدقات ٹیکہ کی اسلئے بھی سخت ضرورت ہے کہ بندرگاہ قرنطینہ پر جہاں ہر حاجی کو دوبارہ کے لئے اتارا جاتا ہے نجات حاصل ہو جاتی ہے - نیز سرٹیفکیٹ میں یہ درج کرالیں - کہ **سفر کرنے والے کو کوئی متعدی بیماری نہیں ہے - اور صحت بالکل اچھی ہے** ؛

جو شخص سرٹیفکیٹ ٹیکہ اپنے ہمراہ نہیں رکھتا ہے اُسے دوبارہ ٹیکہ کرانے کے لئے مجبور ہونا پڑتا ہے - میں نے بچشم خود دیکھا ہے کہ بمبئی اور کراچی میں ٹیکہ کرانے کے وقت سخت مصیبت ہوتی ہے - کیونکہ حجاج کی کثرت ہوتی ہے اس وجہ سے بعض آدمی صبح سے شام تک اور پھر دوسرے تیسرے دن تک انتظار کرتے رہتے ہیں اور سخت پریشان ہوتے ہیں - بعض مسافر اپنی بے احتیاطی کی وجہ سے سرٹیفکیٹ کو کھو دیتے ہیں اور پھر دوبارہ حاصل کرنے کے لئے سخت مصیبتیں اُٹھاتے ہیں - اس لئے تمام زائرین کے لئے نہایت ضروری ہے کہ اپنے پاسپورٹ کے ساتھ ہی ڈاکٹری ٹیکہ کے سرٹیفکیٹ کو چسپاں کرلیں اور نہایت احتیاط اور حفاظت سے رکھیں ؛

حج کے علاوہ دیگر زیارتوں پر جانے کے لئے دیگر حکومتوں کی حدود میں گذرنے پر پابندیاں

ہندوستان سے خشکی کے راستہ ایران۔ مشہد مقدس۔ بغداد شریف دمشق اور بیت المقدس کو جانے کے لئے ہندوستان میں اُن ملکوں کے قنصلوں سے جو کہ دہلی کوئٹہ۔ دزداب و مشہد مقدس وغیرہ رہتے ہیں اپنے پاسپورٹوں پر ویسا (VISA) یعنی تصدیق کرالی ضروری ہے۔ دوسرے ملک کے حدود میں داخل ہوں وہاں کی حکومت مجاز سے جس کا دفتر ان کی حدود کی چوکی پر ہوتا ہے اپنے پاسپورٹ پر تصدیق کے دستخط کرا لینے چاہییں۔ اگر سمندر کے راستہ سے سفر کرکے حج سے فارغ ہوکر خشکی کے راستہ مندرجہ بالا ممالک کے علاوہ مصر۔ شام۔ ٹرکی وغیرہ ہوتے ہوئے ہندوستان آنا ہو تو جدہ میں ان ملکوں کے قنصلوں سے اپنے پاسپورٹ پر ویسا (VISA) یعنی تصدیق کرالیں۔ بمبئی۔ کراچی اور جدہ میں برطانوی قنصل سے بھی تصدیق کرانا بھی لازمی ہے۔

دیگر یاد رہے کہ پاسپورٹ کے ہمراہ حفظانِ صحت کے سرٹیفکیٹ یعنی چیچک۔ ہیضہ اور طاعون وغیرہ متعدی بیماریوں کے ٹیکہ کے سرٹیفکیٹ جو کہ ہندوستان کی گورنمنٹ کے میڈیکل افسروں سے لئے گئے ہوں ساتھ ہونے ضروری ہیں۔ بغیر پاسپورٹ پر تصدیق کرانے کسی حکومت میں داخل ہونے کی ممانعت ہے۔

مقدس مقامات کے زائرین یا حجاج کے لئے محکمہ حفظانِ صحت کی طرف سے سخت پابندیاں ہیں۔ مگر عام سیاحی کے لئے جو پاسپورٹ لیا جاتا ہے اس میں قرنطینہ کی پابندی نہیں ہوتی۔ اس لئے بہتر صورت آرام و آسائش کی یہ ہے کہ بجائے زیارات یا حج کے پاسپورٹ پر عام سیاحت کا ذکر ہو۔

پاسوں یا پاسپورٹوں میں اُن تمام ملکوں کے نام درج ہونے چاہئیں جہاں کا زائرین سفر کرنا چاہتے ہوں۔ معمولی پاسپورٹوں پر عراق میں داخل ہونے کے لئے دستخط کی ضرورت ہے۔ اُسی طرح دیگر ممالک کی سیاحت کے لئے بھی ہر ایک ملک کے لئے الگ الگ وسا (VISA) یعنی دستخطوں کی ضرورت ہے۔ مثلاً ممالک ذیل کے لئے اُن کے مقابل میں بتائے ہوئے افسروں سے دستخط حاصل ہو سکتے ہیں:-

(۱) شام . . . فرانسیسی قنصل۔ بمبئی۔ کراچی۔ اور جدہ میں۔
(۲) فلسطین . . . . محکمہ پاسپورٹ کے افسر بمبئی۔ کراچی اور جدہ
(۳) مصر . . . . قنصل مصر۔ بغداد۔ اور جدہ
(۴) حجاز . . . قنصل حجاز۔ بغداد اور جدہ
(۵) ایران . . . قنصل ایران۔ بمبئی۔ کراچی۔ بغداد نجف۔
(۶) ترکی . . . . نیدرلینڈ کے سفیر۔ بمبئی یا کراچی۔

یا حج سے واپسی پر ترکی علاقے سے گذریں تو ترکی سفیر جدہ سے پاسپورٹ پر ترکی علاقے سے گذرنے کا حکم خاص طور پر لکھوانا ضروری ہے چونکہ ترکی میں صرف آٹھ روز قیام کی اجازت دی جا سکتی ہے۔ اسلئے زیادہ دن ٹھہرنے کے لئے ترکی قنصل سے پاسپورٹ پر اجازت طلب کریں۔

اگر مندرجہ بالا کسی ملک کی زیارت کرنا چاہیں۔ لہٰذا اس مقام کے برطانوی سفیر سے انڈورس یعنی تصدیق کرالینی چاہیئے۔

خشکی کا راستہ برائے حج
مع
تخمینہ اخراجات سفر حج

جہاز کے سفر میں بہت سی تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جہاز میں حُجاج کو بھیڑ بکریوں کی طرح لاد دیا جاتا ہے، اور اُن کے ساتھ جانوروں کی طرح سلوک کیا جاتا ہے۔ جہاز میں زیادہ تر مسافروں کی طبیعت خراب ہوتی رہتی ہے، غرضیکہ بعض لطیف مزاج والے متمول صاحب اور صاحب ثروت آدمی حج جیسے ضروری فرض کے ادا کرنے سے قاصر رہتے ہیں۔ اس لئے خشکی کا راستہ بہت آرام دہ اور بہت بہتر ہے۔ خداوند کریم ہمت دے تو خشکی کے راستے سفر کرنا چاہئے۔ خشکی کے راستے سفر کرنے میں ذیل کے فائدے ہیں:-

(۱) آپ کی طبیعت جہاز کے مسافروں کی طرح نہیں گھبرائیگی۔

(۲) آپ کو راستہ میں بہترین مقامات کی سیر کا موقع ملیگا۔ جہاں پر میوہ پھل وغیرہ اور ہر قسم کے کھانے پینے کی چیزیں بافراط مل سکینگی۔

(۳)۔ آپ کو اسلامی ممالک کی سیر کا موقع ملیگا۔ اور وہاں پر اسلامی بھائیوں سے میل جول اور تبادلہ خیالات کا زرین موقع مل سکیگا۔

(۴) آپ کو تجارتی معلومات اور واقفیت بہم پہنچیگی۔ اور اسلامی مصنوعات وغیرہ کے تجارتی تعلقات قائم ہو سکینگے۔ یہ عالمگیر اخوت اسلامی کا ذریعہ ہے۔

(۵) آپ کو تمام مقامات مقدسہ اسلامیہ کی زیارت کا موقع ملیگا جہاں کی زیارت سے آپ کی طبیعت پر ایمان اور اسلام کا جوش بڑھیگا۔

اس لئے جہاں تک ممکن ہو سکے۔ آنے جانے خشکی کے راستے سے ہی ان ممالک کی سیر کرنے اور مقامات مقدسہ کی زیارت کا شرف لیتے ہوئے مکہ معظمہ جائیں۔ ہم خشکی کے راستہ کی تفصیل مع مصارف آگے درج کرینگے۔

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ سامان کی فہرست جو ہم اوپر لکھ آئے ہیں وہ
ہی کافی ہے۔ چونکہ راستہ میں آپ کو ہر قسم کی اشیاء مل سکتی ہیں جس
جس گورنمنٹ کی حدود سے آپ گزریں گے وہاں پر ہر قسم کی کھانے پینے اور
پہننے کی چیزیں با فراط مل جاتی ہیں۔ بلکہ علاقہ میں ٹینی وغیرہ ہمراہ نہ رکھیں۔ بسیر کافی سے
زیادہ محصول ادا کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے اوپر لکھی ہوئی مختصر چیزوں اور
سامان کے سوا اپنے ہمراہ زیادہ تکلیف دہ سامان مت رکھیں۔ اگر کسی
چیز کی ضرورت راستہ میں پڑ جائے تو آپ کو ہر مقام اور ہر جگہ پر کفایت سے
مل جائیگی۔ نیز موٹر لاری میں پندرہ بیس سیر فی کس سے زیادہ سامان رکھنے
کی گنجائش بھی نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی زیادہ سامان باندھنے کی اجازت

حج بیت اللہ شریف جانے کے لئے اس وقت چار راستے مقرر ہیں

(۱) بمبئی یا کراچی سے بذریعہ جہاز جدہ (یہ عام راستہ ہے) جس میں
بہت سی تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس کی تفصیل مفصل طور پر آگے
لکھی جائے گی۔

(۲) کراچی سے بذریعہ جہاز براستہ خلیج فارس بصرہ و بغداد کا راستہ ہے۔
یہ راستہ بری و بحری ہے۔ زائرین بمبئی یا کراچی سے بصرہ پہنچ جانے ہیں۔ جہاز
ہر ہفتہ باقاعدہ روانہ ہوتے ہیں۔ یہ ڈاک کے جہاز، جدہ حاجیوں کو لیجانے
والے جہازوں سے بہت بہتر ہوتے ہیں۔ آرام زیادہ ملتا ہے۔ اور بصرہ
سے کربلائے معلی، بغداد، کاظمین اور سامرہ جانے اور واپس آنے کے لئے
باقاعدہ ریل گاڑیاں اور موٹریں چلتی ہیں بغداد میں یہ راستہ خشکی سے کوئٹہ جانیوالے
راستہ سے مل جاتا ہے۔

بغداد شریف سے آگے جانے کے لئے مختلف نئے راستے کھلنے سے
زائرین حج اور زیارات مقامات مقدسہ ایک ہی سفر میں کر سکتے ہیں۔ یعنی نجف اشرف
کربلائے معلی، بغداد شریف۔ کاظمین اور سامرہ وغیرہ سے ہو کر بغداد سے سیدھے

دمشق - بیروت - بیت المقدس - پورٹ سعید اور جدہ پہنچ ہوئے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ پہنچ سکتے ہیں، اور اگر چاہیں تو اسی راستہ سے جدہ سے سمندر کے راستے ہندوستان واپس آسکتے ہیں -

(۳) تیسرا راستہ گو عام نہیں ہے - پشاور سے کابل اور پھر وہاں سے ہرات و مشہد مقدس کا ہے - مشہد میں گزشتہ والا خشکی کا راستہ مل جاتا ہے اس راستے پر زیادہ آمد و رفت بھی حجاج کی نہیں ہے - اگر کوئی شخص کابل کی سیر کرنا چاہے تو اس راستہ سے افغان قونصل جنرل کا پروانہ راہداری لے کر جا سکتا ہے - (بشرطیکہ اپنی ذاتی موٹر ہو) - عام موٹر اس راستہ پر نہیں ملتی -

(۴) چوتھا راستہ جس کی میں بڑے زور سے تائید کرتا اور مشورہ دیتا ہوں - یہ راستہ کوئٹہ و نزداب ہے - ہم پوری تفصیل اس راستے کی اخیر کتاب میں درج کرتے ہیں - مندرجہ بالا راستوں میں سے جہاں جہاں یہ راستے آپس میں ملیں گے اُن کا ذکر کر دینگے، اور وہاں کی تفصیل اور خرچ اخراجات بھی لکھ دینگے - اندازہ لگایا گیا ہے کہ ہر راستے سے جانے کے لئے قریباً ایک ہزار روپے آمد و رفت کے لئے کافی ہیں - ذیل میں دہلی سے مکہ معظمہ تک صرف موٹر لاری کے ذریعہ سفر کرنے کی تفصیل مع مصارف درج کرتے ہیں -

موٹر لاری جس میں پندرہ سواریاں ہوتی ہیں اور پانچ چھ دن کا قافلہ اکٹھا جاتا ہے - کرایہ فی سواری آمد و رفت از لاہور و دہلی تا مکہ معظمہ و عرفات و مدینہ منورہ وغیرہ کا چار سو روپیہ ہے - خوراک چار ماہ کی آمد و رفت کے لئے قریباً دو سو پچاس روپے ہوگی - کرایہ مکان مکہ معظمہ و مدینہ منورہ۔ بغداد شریف - دمشق وغیرہ مقامات پر قریباً سو روپیہ ہے - معلمی مکہ معظمہ و مدینہ منورہ تقریباً ۲۰ روپے تک ہے - زمزمی - نذرانہ حرمین و خیمہ جات عرفات و منیٰ وغیرہ و کھجوریں و دیگر تحائف و پروانہ راہداری کی تصدیق

وغیرہ تقریباً ۲۴۰ روپیہ تک ہے۔ کل مبلغ ایک ہزار کا صرفہ پڑتا ہے۔ مندرجۂ ذیل موٹر کمپنیوں سے آپ براہ راست اپنے مقام سے مکہ معظمہ تک سفر کرنے کیلئے خط وکتابت کریں:-

(۱) سکرٹری انجمن معین الحجاج نمبر ۵ چیمبرلین روڈ - لاہور -

(۲) منیجر اندر حجاز اور لینڈ ٹرانسپورٹ کمپنی لاہور -

اس کے علاوہ منٹگمری، لکھنؤ - بریلی اور امرتسر میں بھی کمپنیاں قائم ہوئی ہیں جن سے خط وکتابت کرنے سے تمام تفصیلی حالات معلوم ہو سکتے ہیں -

لیکن بہتر یہ ہے کہ اپنی کار یا لاری ہو تو لاری کی قیمت اس سفر کے خرچ سے وصول ہو سکتی ہے - یا اپنے یہاں سے ریل پر سوار ہو کر براہ کوئٹہ دزداب پہنچیں اور ریلوے ٹائم ٹیبل کو دیکھ کر اوقات معلوم کر لیں - وہاں سے ایرانی کمپنیوں کی لاری میں سوار ہو کر براہ مشہد - طہران - بغداد پہنچیں اور بغداد سے عراق کے مقدس مقامات کی بذریعہ ریل یا موٹر زیارت کر کے بغداد سے پھر بغدادی موٹر کمپنیوں کے ذریعے دمشق پہنچیں - یا بغداد سے بذریعہ ریل براہ موصل و حلب (ترکی علاقہ سے ہوتے ہوئے دمشق و بیت المقدس کی زیارت کر کے سکندریہ پہنچیں وہاں مصر کی سیر کر کے سویز پر آجائیں اور سویز سے بذریعہ خدیویہ میل (جہاز) جدہ پہنچ جاویں - مدینہ پہلے جانا ہو تو بندرگاہ ینبوع میں جہاز پر سے اتر جاویں اور مدینہ منورہ کی زیارت کر کے مکہ معظمہ آجائیں -

موٹر لاری میں نو سو روپیہ کم سے کم - اور موٹر کار میں ۱۲۰۰ روپیہ کم سے کم فی کس خرچ ہو گا - بہترین راستہ برائے زیارات مقامات مقدسہ یہی ہے - تمام راستوں کی تفصیل اور خرچ کا نقشہ آگے درج ہے -

مندرجہ بالا خشکی کے راستہ کے "مفصل حالات" مع دیگر مقامات مقدسہ کے اور مدینہ سے واپسی وغیرہ کتاب کے آخری حصہ میں درج کئے گئے ہیں +

اخراجات

حج کے لئے تیسرے درجہ کے مسافر کو جو حجاز میں اونٹ پر سفر کرے، کم از کم ساڑھے چھ سو روپے کی ضرورت ہے۔ اگر جدہ پہنچکر باقی سفر موٹر لاری پر طے کرنے کا ارادہ ہو تو قریباً آٹھ سو روپے میں کام چل جائیگا۔ دوم اور اول درجہ کے مسافروں کو بارہ سو روپے اور دو ہزار روپے کا انتظام کرنا ہوگا۔ جو شخص ان رقوم کا بندوبست نہ کر سکے اسے سفر حج کا ارادہ نہیں کرنا چاہئے۔ یہ رقم کم از کم اخراجات کا اندازہ ہے۔ اگر اتنی رقم بھی پاس نہ ہو تو اپنے آپ کو مصیبت میں ڈالکر دوسروں کے لئے مصیبت کا باعث نہیں بننا چاہئے۔

جو شخص کراچی۔ بمبئی سے براہ بصرہ۔ بغداد بری و بحری۔ دمشق، بیت المقدس۔ سویز و جدہ اور مکہ معظمہ و مدینہ منورہ اور جدہ سے واپسی بذریعہ جہاز بمبئی یا کراچی کو سفر کرنا چاہتے اسکو درجہ سوم کے لئے ساڑھے آٹھ سو روپے سے کم خرچ نہیں ہونگے۔

تخمینہ اخراجات براستہ خشکی و بحری (جہاز) معہ تفصیل مصارف وغیرہ

تفصیلات اسٹیشن وغیرہ	براستہ خشکی آمد و رفت	براستہ بصرہ و دمشق آمد و رفت		براستہ سمندر (جہاز) آمد و رفت	
	درجہ سوم	درجہ دوم	درجہ سوم	درجہ دوم	درجہ سوم
شہر سے بذریعہ گھوڑا یا گاڑی یا موٹر کرایہ	عہ	۱عمر	۱۲ر	۱عمر	۱۲ر
مزدوری قلی اسٹیشن پر	۹ر	۹ر	۳ر	۹ر	۳ر
کرایہ ریل از دہلی تا کراچی	-	۳۳	۱۰	۲۲	۱۰
کرایہ زائد از دہلی تا بمبئی قریباً	۸ر	۱۰/۷ر	۱۲ر	۱۰/۷ر	۱۲ر
مزدوری قلی اسٹیشن پر سامان اترائی	-	۸ر	۲ر	۸ر	۲ر
اسٹیشن سے جائے قیام یا مسافرخانہ	عہ	۳ر	۱۲ر	۳ر	۱۲ر

روپے کی حفاظت

روپے اور مال اسباب کی حفاظت نہایت ضروری ہے۔ سفرِ حج میں جہاز پر سفر کرنے والوں کے لئے روپے کی حفاظت دو طریقوں سے ہو سکتی ہے اول یہ کہ جتنی رقم ہو اسے سنبھال کر اپنے پاس رکھ لیا جائے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ حجاز میں چونکہ بینک نہیں ہیں۔ صرف جدہ میں ایک بینک ہے، جس کا نام نیدرلینڈ ٹریڈنگ سوسائٹی بینک جدہ ہے۔ اگر اس بینک سے انتظام کر لیا جائے تو بہتر ہے اس بینک کی ایک شاخ بمبئی میں موجود ہے، وہاں پر روپیہ جمع کرایا جا سکتا ہے۔ ورنہ بعض معتبر اور معزز تاجروں نے بھی حفاظت روپیہ کا معقول انتظام کر رکھا ہے۔ اگر ان کی ہندوستانی شاخوں میں روپیہ جمع کرا کر رسید حاصل کر لی جائے تو حجاز پہنچکر ان تاجروں کی حجازی شاخوں سے روپیہ وصول کیا جا سکتا ہے۔ شمالی ہند میں میسرز حاجی علی جان صاحبان چاندنی چوک دہلی۔ یا شیخ ابراہیم عبداللہ الفضل محتشم بائیکلہ کار بر روڈ بمبئی۔ حاجی عبدالرحمن صاحب سوداگر، میاں پورہ، بنارس کے پاس اکثر حاجی اپنا روپیہ جمع کرا دیتے ہیں اور صرف بقدر ضرورتِ سفر اپنے پاس رکھ لیتے ہیں۔ حجاز پہنچتے ہی جب ان کی ہندوستانی رسید ان کے کارندوں کے دے دی جاتی ہے، تو روپیہ کی وصولی میں کوئی دقت پیش نہیں آتی۔ اسی طرح مراد آباد کے حاجی محمد اکبر عبدالواحد صاحبان تاجران ظروف متصل مسجد شاہی بھی روپے کا لین دین کرتے ہیں۔ بمبئی میں جہاز پر سوار ہوتے وقت روپیہ کو جیب یا ہمیانی میں نہیں رکھنا چاہیے اس لئے کہ چوری کا اندیشہ ہے بلکہ بہتر یہ طریقہ حفاظت یہ ہے کہ ساری رقم جہاز کے کپتان کے حوالہ کر دی جائے، وہ اسے بطور امانت جمع کر کے رسید دیدیگا اور جدہ میں اترتے ہی یہ روپیہ لینے میں کوئی زحمت نہ اٹھانی پڑیگی یا نوٹوں کو بنیان میں ایک جیب بنا کر رکھ لیا جائے۔

ہندوستان میں بنکوں کے ذریعہ سے اب ہر جگہ روپیہ لینے کا انتظام کر سکتے ہو جنکی بصرہ و بغداد وغیرہ

ہیں شائقین ہیں۔ آپ اپنے ضلع کے کسی بنک سے یا مندرجہ ذیل بنکوں مثلاً امپیریل بنک آف انڈیا۔ تھامس کک اینڈ سنز۔ میسرز گرینڈلے اینڈ لمیٹڈ وغیرہ سے خط و کتابت کر کے جمع کرا دیں۔ بغداد و بصرہ وغیرہ کی مندرجہ ذیل کمپنیاں مندرجہ بالا بنکوں کی ایجنٹ ہیں:۔

ایسٹرن بنک لمیٹڈ بصرہ و بغداد۔

امپیریل بنک آف پرشیا بصرہ و بغداد۔

تھامس کک اینڈ سنز بغداد۔ دمشق بیت المقدس۔ پورٹ سعید۔

تھامس کک اینڈ سنز لمیٹڈ کے ہندوستان میں بڑے بڑے شہروں میں بنک ہیں۔ یہ کمپنی تمام دنیا میں سفر کرنے والوں کا بندوبست کرتی ہے۔ اور روپیہ کی حفاظت کے لئے آپ جہاں اور جس وقت چاہیں روپیہ لے لیں اور جمع کرا دیں۔ اس کمپنی کا بہترین انتظام ہے اور اس کے علاوہ موٹر۔ ریل و جہاز کے سفر کا بھی خود انتظام کر دیتی ہے۔ آپ تھامس کک اینڈ سنز کے پتہ پر دہلی یا شملہ۔ لاہور۔ بمبئی۔ کلکتہ میں ان سے خط و کتابت کر سکتے ہیں۔ براستہ خشکی موٹر پر سفر کرنیوالے میسرز تھامس کک اینڈ سنز یا گرینڈلے اینڈ کو لمیٹڈ میں بغداد۔ دمشق۔ بیت المقدس اور مصر وغیرہ میں جا کر روپیہ لے سکتے ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ تھامس کک اینڈ سنز میں اپنا تمام روپیہ جمع کرا کر "کوک ٹریولر چیک" (Coke Traveller Cheque) دو پونڈ سے ۲۰ پونڈ تک کے حاصل کر لئے جاویں۔ یہ چیک اب بڑے بڑے اسٹیشنوں پر جس ملک میں دیئے جائیں۔ وہاں کے سکہ جات میں تڑوا سکتے ہیں۔ آپ کو تبدیلی سکہ جات سے بھی نجات ہو جاوے گی۔ دیگر سونے کے سکے مثلاً اشرفی، گنی وغیرہ مصر۔ ایران و فلسطین میں نہیں لیجا سکتے۔ وہاں ضبط ہونے کا اندیشہ ہے۔ اسلئے یہ چیک بہتر ہے۔ کچھ روپیہ اپنے پاس رکھنے کیلئے بہتر یہ ہے کہ ہمیانی کی بجائے ایک بند گلے کی واسکٹ نرم کپڑے کی بنوالیں۔ اور اسکے اندر کی طرف جیبیں بنوالیں جن میں نوٹ، چیک یا دوسرے سکہ جات وغیرہ چھپائی کیساتھ لگے رہینگے یہ واسکٹ

جسم پر تمام کپڑوں کے نیچے رہنی چاہئے، خواہ بنیان کے اوپر پہن لی جائے۔ روپیہ۔ اٹھنیاں۔ چونیاں۔ دونیاں اور پیسے ہندوستان سے حجاز نہ لے جانے چاہئیں۔ وہاں صراف اور بدو کا نداران سکوں کو بہت کم قیمت پر خریدتے ہیں۔ اور اس طرح حاجیوں کو بہت سا نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ کوشش یہ کرنی چاہئے کہ تمام نقدی نوٹوں اور پونڈوں کی صورت میں ہو۔ جدہ یا مکہ معظمہ پہنچکر نوٹوں کو حجازی سکہ میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ حجاز میں جو سکے رائج ہیں، ہندوستانی سکوں کے مقابلہ میں ان کی قیمت حسب ذیل ہے :-

ریال سعودی	=	۹/	قرش سعودی	=	۱/
نصف ریال	=	۱۱/	قرش ترکی (پیاسٹر)	=	۱/
ریال ترکی (مجیدی)	=	۳/	قرش مصری (پیاسٹر)	=	۰۲/
ریال مصری (مجیدی)	=	۸/	قرش امیری	=	۲/
ریال فرانسیسی	=	۱۴/	قرش سوری	=	$\frac{1}{2}$/

لیرا سوری ۸/ + لیرا ترکی پونڈ ۱۲/ + لیرا مصری پونڈ ۱۳/

مسائل سفر حج

گھر سے روانگی سے قبل افضل یہ ہے کہ حقوق العباد اور صوم و صلوٰۃ کی پابندی کا عہد کر لیا جائے۔ اس کے بعد اپنے عہد کا نباہ کیا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ ایک فرض کی خاطر تو سینکڑوں میل کا سفر کیا جا رہا ہے، اور راستے میں بیسیوں فرائض کی پرواہ نہیں۔ اگر ایک فرض نماز بھی بلا عذر شرعی فوت ہو گئی، اور کسی شخص کو اس کی ذات سے تکلیف پہنچی، تو ایسے حج سے کیا حاصل؟ ہر حالت میں فرائض مذہبی کی پابندی لازمی ہے۔ نماز با جماعت ادا کریں تاکہ آپس میں محبت پیدا ہو۔

سفر حج کے لئے باقی عبادات کی طرح خلوص نیت کی اشد ضرورت ہے
نمود اور ریا کے خیالات و جذبات سے طبیعت کو قطعی طور پر پاک و منزہ کر لیا جائے۔ اگر
اس سفر میں تجارت بھی اختیار کی جائے تو کوئی شرعی ممانعت بھی نہیں،
لیکن بہتر یہی ہے کہ خیالات عبادات کی یکسوئی کے پیش نظر ہوں۔ بیہودہ
اور ناجائز امور سے اجتناب، غصہ سے پرہیز اور وقار اور تحمل کو برقرار
رکھنا چاہیئے۔ دوسروں کی مدد، اور اخلاق سے پیش آنا چاہیئے۔ ذکر
باری تعالیٰ میں کامل انہماک چاہیئے۔ خورد و نوش میں اگر تنازع کا اندیشہ
ہو تو کسی کے شریک نہ ہو۔ کاروبار میں بدمعاملگی اور خیانت سے احتراز
کرنا چاہیئے۔ آغاز سفر جس وقت موقع ملے بہتر ہے یا اول وقت جمعرات یا
یا پیر کے دن شروع کرنے کا بہتر ہے۔ روانگی سے پہلے ہر ایک سے اپنا لین دین والا
معاملہ صاف کر لو، اور ہر ایک سے اپنا قصور معاف کرا لو۔ اور دوسرے کا
معاف کر دو۔ کسی کی طرف سے اپنے دل میں بغض و رنج نہ رکھو۔ اور اپنے
لواحقین اور اپنے کاروبار کے انتظام کی نسبت بہتر ہے کہ وصیت نامہ لکھ جاؤ۔
تاکہ تمہاری غیر حاضری میں کسی قسم کے انتظام میں فرق نہ آئے۔ نہ جھگڑا ہو۔
اور گھر سے رخصت ہونے سے پہلے مسکینوں کو کھانا کھلائے اور دو رکعت
نماز نفل پڑھے۔ پہلی رکعت میں قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ اور دوسری رکعت
میں قُلْ هُوَ اللّٰہُ پڑھے۔ نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے۔ اسکے بعد یہ دعا پڑھے:
اَللّٰهُمَّ بِكَ انْتَشَرْتُ وَاِلَيْكَ تَوَجَّهْتُ وَبِكَ اعْتَصَمْتُ وَاِلَيْكَ
تَوَكَّلْتُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ ثِقَتِیْ وَاَنْتَ رَجَائِیْ اَللّٰهُمَّ اكْفِنِیْ مَا اَهَمَّنِیْ وَمَا لَا
اَهْتَمُّ بِهٖ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ عَزَّ جَارُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ اَللّٰهُمَّ
زَوِّدْنِی التَّقْوٰی وَاغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَوَجِّهْنِیْ اِلَی الْخَيْرِ اَيْنَمَا تَوَجَّهْتُ اَللّٰهُمَّ
اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَاٰبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَالْحَوْرِ
بَعْدَ الْكَوْرِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِی الْاَهْلِ وَالْمَالِ (ترجمہ)۔ اے اللہ

میں تیرے لئے جدا ہوا اور میں تیری طرف متوجہ ہوا۔ تیرے اوپر بھروسہ کیا اور تجھ پر توکل کیا میں نے۔ اے اللہ تو میرا اعتماد ہے۔ اور تو میری امید ہے۔ کفایت کر مجھ کو جو مشکل میں ڈالے اور جو مشکل میں نہ ڈالے مجھ کو وہ چیز کہ تو زیادہ جاننے والا ہے مجھ پر غالب ہے پناہ مانگنے والا تیرا اور نہیں ہے کوئی معبود سوائے تیرے۔ اے اللہ تو شہ دے مجھے تقویٰ کا اور بخش میرے گناہ اور متوجہ کر مجھ کو طرف خیر کے جدھر متوجہ ہوں میں۔ اے اللہ پناہ مانگتا ہوں میں تجھ سے سختی سفر اور لوٹنے کی برائی سے اور نقصان سے بعد فراغی کے اور برائی سے نظر کی بیچ اہل اور مال کے"۔

پھر سفر کے خیال کو دل میں لاکر یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ یَسِّرْ وَتَمِّمْ بِالْخَیْرِ بِحُرْمَۃِ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ۔ (ترجمہ) "اے اللہ سفر کو آسان کر دے اور خیر و خوبی کے ساتھ انجام کو پہنچا دے اپنے محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے صدقہ سے بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے"۔ یہ دعا پڑھ کر مصلے سے اٹھے اور کسی سے گفتگو کئے بغیر انا انزلنا پڑھتا ہوا مکان کے دروازہ پر آئے اور خیرات کرے اور یہ دعا پڑھے بِسْمِ اللّٰہِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ۔ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنِیْ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی وَاحْفَظْنِیْ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ (ترجمہ) نکلتا ہوں میں ساتھ نام اللہ تعالیٰ کے نہیں ہے بازگشت اور نہیں قوت مگر اللہ تعالیٰ میں جو بڑا اور عظمت والا ہے۔ توکل کیا میں نے اللہ پر اے اللہ تو توفیق دے مجھ کو واسطے اس چیز کے کہ دوست رکھتا ہے تو اور بچا مجھ کو شیطان مردود سے" اس کے بعد آیۃ الکرسی۔ قل ھو اللہ اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ایک ایک بار پڑھے۔ اس کے بعد اقربا اور احباب سے اپنی لغزشوں کی معذرت چاہے اور ان سے دعا خیر کی درخواست کرے۔ اپنے گھر

سے مصافحہ کرے تو یہ کہے۔ اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَکُمْ وَاِیْمَانَکُمْ وَ
خَوَاتِیْمَ اَعْمَالِکُمْ (ترجمہ) خدا کے سپرد کرتا ہوں دین تمہارا اور ایمان تمہارا اور
انجام کار تمہارا ہے۔ رخصت کرنے والوں کو یہ دعا پڑھنی چاہئے۔ فِیْ حِفْظِ اللّٰہِ
وَکَنَفِہٖ زَوَّدَکَ اللّٰہُ التَّقْوٰی وَجَنَّبَکَ عَنِ الرَّدٰی (ترجمہ) بیچ حفاظت
اللہ کی رہو اور پناہ اُس کی کے توشہ دے اللہ تعالیٰ تجھ کو پرہیزگاری
سے اور دور رکھے تجھ کو ہلاکت سے۔ جب گھر سے نکلے تو یہ دعا پڑھے
نَصْرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ پڑھتا ہوا سواری کی طرف بڑھے۔
اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْھَلَ اَوْ
یُجْھَلَ عَلَیَّ۔ بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ
الْعَظِیْمِ۔ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنِیْ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی وَاَعِذْنِیْ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تیری اس بات سے کہ میں گمراہ ہوں یا گمراہ کیا
جاؤں یا ظلم کروں یا ظلم کیا جاؤں یا نادانی کروں یا نادانی کی جائے مجھ
پر۔ ساتھ نام اللہ کے بھروسہ کیا میں نے اللہ پر نہیں ہے بچنا گناہ سے
اور قوت عبادت مگر بسبب اللہ برتر و بزرگ کے۔ اے اللہ توفیق دے
مجھ کو اس چیز کی جس کو تو دوست رکھتا ہے اور جس سے تو خوش ہوتا ہے
اور بچا مجھ کو شیطان مردود سے۔
جب سواری پر چڑھے تو یہ دعا پڑھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا
ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ
خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ
بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖیھَا وَمُرْسٰھَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (ترجمہ) سب
تعریف اُس خدا کے برتر کو ہے جس نے قابو میں کر دیا ہمارے اس کو ورنہ ہم نہ
تھے اس پر قبضہ پانے والے تحقیق ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں
درود اور سلام ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جناب بہترین خلائق حضرت محمد

چلنا جہازوں کا اور شمیز بان اُن کا اور تحقیق پروردگار میرا البتہ بخشنے والا مہربان ہے
اس کے بعد الحمد للہ تین بار - اللہ اکبر تین بار - لا الٰہ الا اللہ ایک بار کہو اور
یہ دعا پڑھو - سُبحانک اِنّی ظلمت نفسی فاغفرلی انہ لا یغفر الذنوب
الّا انت (ترجمہ) تو پاک ہے میں نے ظلم کیا اپنے اوپر پس تو مغفرت کر
کیونکہ گناہوں کی کوئی مغفرت نہیں کر سکتا سوائے آپ کے -

اس کے بعد جب کبھی پہاڑ یا ٹیلے پر چڑھے تو اللہ اکبر کہے اور جب نیچے
اُترے تو سبحان اللہ کہے - اور جب جنگل میں گذر ہو تو لا الٰہ الا اللہ و
اللہ اکبر کہے - جب کبھی خدانخواستہ کوئی خطرہ یا خوف پیش آجائے تو سورہ
اخلاص اور معوذتین پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے - اور یہ دعا پڑھے : اَللّٰھُمَّ
اِنّا نَجعلُکَ فِی نُحُورِھِم وَنَعُوذُبِکَ مِن شُرُورِھِم (ترجمہ) اے اللہ
ہم شریک کرتے ہیں تجھے اپنی قربانیوں میں اور پناہ مانگتے ہیں تیرے سے
اُن کی بُرائیوں سے -

ضروری معلومات

روانگی سے قبل ٹکٹ کا بندوبست کرنا اور موٹر یا جہاز کی روانگی کی تاریخ سے آگاہی نہایت ضروری
ہے - اگر ان معلومات کے بغیر گھر سے نکل پڑے تو بندرگاہوں پر جاکر بہت
تکلیف ہوگی اور ممکن ہے کہ کئی کئی دنوں تک غیر ضروری قیام کی مصیبت برداشت
کرنی پڑے - حج کمیٹی بمبئی یا کراچی اور کلکتہ خلافت کمیٹی اور بعض معزز آدمی
بھی حاجیوں کو اس قسم کی معلومات بہم پہنچاتے ہیں - ذیل میں اُن کے پتے
درج ہیں ، ان میں سے کسی کے نام جوابی کارڈ یا ٹکٹ بھیجکر سب ضروری
باتیں دریافت کر لینی چاہئیں :-

۱ - سکرٹری خلافت کمیٹی ، کراچی و بمبئی -
۲ - خواجہ نثار اللہ صاحب شال مرچنٹ ، بدری بلڈنگ سناگڈوی روڈ - بمبئی
۳ - سکرٹری حج کمیٹی ، بمبئی ، کراچی اور کلکتہ -

۴ - حافظ سید شریف احمد صاحب، سوداگر کوٹ، تھیٹر روڈ - کراچی (تار کا پتہ "گوہر کراچی")

(۵) حاجی عبدالغنی صاحب صدر حج کمیٹی، بندر روڈ - کراچی۔

(۶) ٹرنر موریسن، شوستری۔ اور دیگر جہازی کمپنیاں کراچی اور بمبئی ہر دو مقامات سے معلوم ہم پہنچا سکتی ہیں۔

(۷) جہازوں کی روانگی کی تاریخیں لاہور کے اخبارات میں بھی قبل از وقت شائع ہو جاتی ہیں، لیکن اس سے صرف اخبار بین اصحاب ہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

حجاج کے جہازوں کے لئے نئے قوانین جو لیجسلیٹو اسمبلی منعقدہ ستمبر ۱۹۳۲ء میں بمقام شملہ پاس ہوئے

ستمبر ۱۹۲۸ء میں حاجی سیٹھ عبداللہ ہارون کی تحریک پر اسمبلی میں ایک حج کمیٹی مقرر ہوئی تھی، جس کا مقصد یہ تھا کہ وہ زائرین حرم پاک کی تکالیف پر غور کر کے ضروری اصلاحات و تجاویز پیش کرے، تاکہ حجاج کی مشکلات کا ازالہ ہو سکے، اب حج کمیٹی کی رپورٹ چھپ کر تقسیم ہو چکی ہے۔ اور اُس کی سفارشات کامل غور و فکر اور حالات کی صحیح تحقیقات کے بعد مرتب کی گئی ہے اور اسوقت تک کی اخباری اطلاعات مظہر ہیں کہ سفارشات کی اکثریت بلکہ قریب قریب رپورٹ بجنسہ منظور ہو چکی ہے۔ اس مقام پر ان تمام سفارشات کا حوالہ تمہارے احاطۂ قدرت سے باہر ہے۔ بہرحال کھانے اور حفظانِ صحت کے متعلق رپورٹ کی سفارشات کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے:-

جہاز راں کمپنیوں کی ذمہ داریاں

ہر جہاز میں جان بچانے والی کشتیاں ہونگی۔ اسکے علاوہ لائیف جیکٹ ہونگے جنہیں بوقت ضرورت حاجی استعمال کر سکینگے۔ حجاج

کو ایسے انتظامات کے ماتحت رکھا جائیگا کہ انہیں کافی ہوا، کافی روشنی وغیرہ مل سکے اور دھوپ اور بارش سے محفوظ رہیں۔ سونے کے تختے بھی اسپکٹروں کے حسب مرضی جنہیں وہ کافی سمجھیں لگائے جائینگے۔ یہ ونٹیلیشن ہونگے موسمی خرابیوں کے لئے ڈیک پر ایک بڑا شامیانہ لگایا جائیگا تاکہ حجاج محفوظ رہیں حجاج کی جائے قیام کی صفائی کے لئے یہ بندوبست ہوگا کہ جس وقت حجاج ڈیک پر ہوں تو ان کی جگہوں کو دھویا جائیگا اور حفظان صحت کے اصول کے ماتحت کاربولک پوڈر استعمال کیا جائیگا۔ اسکے علاوہ جہاں حجاج مقیم ہونگے وہاں انکی اقامت کے لئے جگہ یعنی ہر مسافر حج کے لئے ۱۸ مربع فیٹ جگہ مخصوص ہوگی جو خطوط کے ذریعہ مخصوص ہوگی۔ اور ایک رستہ بعرض ½ ۱ فٹ چھوڑا جائیگا

جہازوں کا قیام اور ہسپتال

حاجیوں کا ہر جہاز جاتا ہوا عدن میں بارہ گھنٹے سے زائد لنگر انداز نہ ہو سکیگا۔ اور کوئی ایسا جہاز برطانوی ہند کی کسی بندرگاہ میں حاجیوں کو اتارنے یا چڑھانے یا سامان اتارنے یا چڑھانے کے لئے اڑتالیس گھنٹے سے زیادہ قیام نہ کرسکے گا۔ حاجیوں کا بھاری سامان رجسٹریشن اور نمبر لگانے کے بعد جہاز کے سٹور میں رکھا جائیگا اور حاجیوں کے پاس صرف ضرورت کی اشیا رہ جائیں اور ایسی اشیا کا وزن ۸۲ پونڈ یا ۴۱ سیر سے زیادہ نہیں ہونا چاہیئے۔ جہاز کا افسر حاجیوں کی خواہش پر ان کی قیمتی اشیا کو بشرطیکہ وہ بہت بھاری نہ ہوں دوران سفر میں اپنے پاس محفوظ رکھیگا۔

ہر جہاز میں ایک ہسپتال ہوگا جس جہاز میں پچاس یا زائد عورتیں سفر کررہی ہونگی اس میں عورتوں یا بارہ برس سے کم عمر بچوں کیلئے علیحدہ ہسپتال ہوگا ہیضہ۔ چیچک۔ طاعون اور زردبخار وغیرہ کے کسی مریض کا علاج مستقل ہسپتال میں نہیں کیا جائیگا۔

بیماروں کے لئے ہر جہاز میں حاجیوں کے ہر گروہ کے لئے ایک چٹائی۔ ایک کمبل

ایک تکیہ اور بستر کی چادریں ہونگی تاکہ بیماری کی حالت میں یہ چیزیں استعمال میں لائی جاسکیں۔ لیکن یہ سارا سامان صرف غیر متعدی امراض میں استعمال ہوگا۔ اگر متعدی امراض میں استعمال ہوگا تو اُسے بعد استعمال معا فنا کر دیا جائیگا۔ ہر جہاز میں ضروری دواؤں اور مریضوں کے لئے کھانے کی خاص چیزوں کا کافی انتظام ہوگا۔ دوران سفر جہاز میں کسی حاجی سے دوا یا علاج کے لئے مطلقاً کوئی فیس طلب نہیں کی جائیگی۔

حاجیوں کے پاسپورٹ و ٹکٹ کی تفصیل

ہر ایک حاجی کو اپنے مقام کے اُس حاکم سے جسے حکومت اس مقصد کیلئے مقرر کرے یعنی ڈپٹی کمشنر یا کلکٹر وغیرہ حج کا پاسپورٹ لینا ہوگا۔ اور اُسے بندرگاہ پر حج کمیٹی کے افسر سے رجسٹرڈ کرانا ہوگا۔ اسکے ساتھ ہی متعدی امراض کے ٹیکہ کرانے کا سرٹیفکیٹ بھی اپنے یہاں کے ڈاکٹر کا لینا ضروری ہے۔

اگر حاجی اس بندرگاہ کا باشندہ نہ ہو جس سے وہ جہاز روانہ ہو رہا ہے تو اس سے اُسکے پاسپورٹ پر تین روپے لئے جائینگے جو حج فنڈ میں جمع کئے جائینگے۔

اگر روانگی سے قبل حاجی کے پاس سے اسکا پاسپورٹ کھو یا جائیگا تو وہی حاکم جس نے اُسے پہلے پاسپورٹ دیا تھا تحقیقات کرکے دوبارہ اُسے پاسپورٹ دیگا۔ اس پاسپورٹ کو دوبارہ رجسٹرڈ کرانے پر تین روپے ادا کرتے ہونگے۔

حاجی کے گمشدہ پاسپورٹ کے متعلق تمام اطلاعات وہی حاکم جہاز والوں اور جدہ میں مقیم برطانوی افسر کو ارسال کریگا۔

حاجی کو بندرگاہ پر اسقدر رقم جتنی کہ رپورٹ میں درج کی گئی ہے افسر حج کمیٹی کے پاس جمع کرانی ہوگی۔ یہ رقم جمع کرا دینے پر افسر اُسکے پاسپورٹ پر لکھدیگا کہ اُسسے یہ رقم وصول ہوگئی۔ یہ رقم وصول کرنے کا مجاز صرف افسر حج کمیٹی ہی ہے۔ بعض صورتیں ایسی بھی ہیں کہ جن میں ایک حاجی کے لئے یہ رقم جمع کرانا ضروری نہ ہوگی۔ چنانچہ اُس کے پاسپورٹ پر افسر لکھدیگا کہ وہ رقم جمع کرنے کی شرط سے آزاد تھا۔

اگر حاجی کی عمر ۲ سال سے کم ہوگی تو نہیں ورنہ ہر ایک حاجی سے جہاز کے ٹکٹ کی قیمت کے ساتھ ایک مقررہ رقم لیجائیگی جو صفائی پر خرچ ہوگی۔
حاجی کو جو ٹکٹ دیا جائیگا تو اُس میں یہ بھی درج ہوگا کہ اُسے دوران سفر میں جہاز کو کیا کیا خوراک سامان بہم پہنچانا ہوگا۔ اس خوراک کے علاوہ دیگر لوازمات حاجی کو پیسے دینے سے مل سکینگے۔
جدّہ سے اُتر کر ہر ایک حاجی برطانی افسر سے اپنا پاسپورٹ رجسٹر کرائیگا اور پھر وہ اگر اُسکے پاس واپسی کا ٹکٹ ہے تو وہ بھی حفاظت کے لیے افسر دیگا۔
افسر کو اگر حفاظت کے لئے پاسپورٹ دینے سے پہلے کسی حاجی کا پاسپورٹ کھو جائے گا تو وہ جدّہ ہی کے اُس افسر کو دوسرا پاسپورٹ حاصل کرنے کی درخواست کریگا۔ یہ افسر اُسکا پاسپورٹ رجسٹرڈ کرائیگا۔ حاجی کو اُس پر بھی تین روپے ادا کرنے ہونگے۔ جیسے کہ اُس نے اپنے پہلے پاسپورٹ پر دئے تھے۔
حفظ صحت کے ماتحت جو ڈاکٹر حجاج کا طبی معائنہ کریگا وہ اُن کے پاسپورٹ اور ٹکٹ دونوں پر یہ لکھ دیگا کہ اُنہیں حج میں آنیکی اجازت ہے۔ اگر کسی حاجی کے پاسپورٹ و ٹکٹ دونوں پر یہ لکھا ہُوا نہ ہوگا تو اُسے سفر کرنے نہ دیا جائیگا۔
کوئی حاجی ایک دفعہ ٹکٹ کا روپیہ جمع کرانے کے بعد حج کا ارادہ ترک کرکے اپنا روپیہ واپس لینا چاہیگا اور جہاز کی روانگی سے تین روز قبل تک معقول وجہ لکھ کر کہ اُس نے کیوں حج پر جانے کا ارادہ ترک کردیا ہے اسکا نوٹس نہ دیگا تو اُس کے روپیہ میں سے دس فیصدی کاٹ لیا جائیگا۔ اگر جہاز والا اسکی پیش کردہ وجوہ کو معقول نہ سمجھے تو اس قضیہ کو صدر حج کمیٹی کے سپرد کیا جائیگا، اور اسکا فیصلہ بھی اگر اطمینان بخش نہ ہُوا تو پھر بندرگاہ کے چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ کو اسکا فیصلہ کرنا ہوگا اور یہ فیصلہ قطعی ہوگا۔ حج کا ارادہ ترک کر دینے پر ہر ایک حاجی کا حج کمیٹی کے پاس کرایہ کے علاوہ جمع کردہ روپیہ بھی اُس کے پاسپورٹ واپس کر دینے پر ادا کر دیا جائیگا۔

حاجیوں کو جدہ پہ پہنچ جانے پر واپسی کا ٹکٹ جو
اُنھوں نے پہلے سے خریدا ہوگا۔ روپیہ واپس مل جانے کی یہ صورت ہوگی کہ جدہ
میں مقیم برطانوی افسر سے دستخط کروانے ہونگے۔ اسکے بعد جہاز والا باقی روپیہ دیگا۔
جبکہ جدہ میں مقیم برطانوی افسر روپیہ واپس کرینگے تو وہ حاجی سے رسید لینگے
واپسی کے کرایہ کے علاوہ جمع کئے ہوئے زر کے واپس ملنے کی یہ صورت ہوگی
کہ جدہ کے مقیم برطانوی افسر کو درخواست دینی ہوگی اور اس میں لکھنا ہوگا کہ کن
حالات کی بنا پر وہ یہ زر واپس لے رہا ہے۔ جمع کرائے ہوئے زر کو ایک حاجی
اگر چاہے تو دوسرے شخص کو بھی دلا سکتا ہے۔ اور واپسی ٹکٹ کا کرایہ ایک
حاجی کسی دوسرے شخص کے ذریعہ بھی واپس نکلوا سکتا ہے۔ اس شخص کو جس کے
ذریعہ روپیہ نکلوانا ہوگا ضروری کاغذات پیش کرنے ہونگے۔

اگر کوئی شخص کلکتہ سے حج کے لئے واپسی کا ٹکٹ لیکر روانہ ہو لیکن
جہاز واپسی میں اُسے کلکتہ پہنچانے کی بجائے بمبئی یا کراچی پہنچادے تو
اس صورت میں جہاز والے حاجی کو اس کے ادا کئے ہوئے کرایہ کو یا اس
کرایہ کو جو اسے اس صورت میں ادا کرنا ہوتا جبکہ وہ بمبئی یا کراچی سے روانہ
ہوتا نصف ادا کرنا ہوگا۔ اگر ایک حاجی کلکتہ سے روانہ ہوا ہو۔ اور اُسے
جہاز والے نے کلکتہ کی بجائے بمبئی یا کراچی اُتارا ہو جہاز والے کو اس کے
کلکتہ میں جمع کئے ہوئے زر اور اس زر کو جو اُسے اس صورت میں جمع کرانا ہوتا جبکہ وہ
کراچی یا بمبئی سے روانہ ہوا ہوتا فرق بھی ادا کرنا ہوگا۔ کرایہ یا زر واپسی کے
لئے درخواستوں پہ جلد سے جلد توجہ دی جائیگی اور جہاز والا جسے کرایہ واپس کرنا ہوگا
اگر چاہے تو درخواست حج کمیٹی کے افسر کے ذریعہ سے کرے ورنہ براہ راست بھی
کر سکتا ہے۔ جہاز والے سے حاجی کو کرایہ واپس وصول کرنے پر مدد دینا افسر
حج کمیٹی کا فرض ہوگا۔ جہاز والا جس صورت میں افسر حج کمیٹی کے ذریعہ کرایہ
واپس کریگا۔ اس صورت میں تو افسر کو اطلاع ہوجائیگی۔ لیکن اگر وہ براہ راست

کرایہ حاجی کو واپس کرے تب بھی افسر کو مطلع کرے۔ اس صورت میں جبکہ کسی زرجمع میں سے واپسی کے کرایہ میں استعمال میں لایا جائیگا تو افسر حج کمیٹی اسکا سراغ لگا کر اسے واپس کردیگا۔ اگر وہ کسی دوسرے کو دلانا چاہیگا تو ایسا بھی مذکورہ افسر کرینگے۔ اگر مذکورہ افسر کے پاس ۱۰ماہ کے عرصہ تک اطلاع پہنچے گی کہ اس سے جہاز والے نے اپنا واپسی کرایہ وصول کرلیا تو اسکا سراغ لگا کر اس کو یا اسکے پسماندگان کو واپسی کا کرایہ واپس دلادینگے۔ اور اگر دو سال تک بھی اس حادثہ کا سراغ نہ ملا جس کا زرجمع حکومت کے پاس ہے تو پھر وہ حکومت کا ہوجائیگا حکومت اسے حج کمیٹی میں دیدیگی۔ دو سال تک اگر کسی حاجی نے جہاز والے سے کرایہ واپس نہ لیا تو وہ بھی حکومت جہاز والے سے خود لیگی اور اسے حج فنڈ میں دیگی۔

جہازران کمپنیوں کے فرائض

جو جہاز حاجیوں کو لیجانا چاہے گا اسکے مالک کو کم از کم ایک انگریزی ایک دو اور ایک ہندی اخبار میں یہ اعلان شائع کرنا ہوگا کہ اس کا جہاز کونسی تاریخ کو روانہ ہونے والا ہے اور وہ منزل مقصود پر کب پہنچیگا۔

اگر کوئی جہاز مشتہرہ تاریخ پر روانہ ہونے سے قاصر رہیگا تو اسکے مالک کو افسر حجاج کو مطلع کرنا ہوگا کہ اس کے جہاز کے کن کن حاجیوں نے ٹکٹ خرید لئے تھے اور یہ کہ اب اسکا کس تاریخ کو جہاز لے جانے کا ارادہ ہے۔

مالک جہاز کو جتنے دن وہ جہاز کو مشتہرہ تاریخ کے بعد ٹھیرائیگا ایک ایک روپیہ ہر ایک حاجی کو جہاز کی روانگی سے قبل بطور ہرجانہ دینا پڑیگا۔ زرہرجانہ حجاج کو براہ راست نہ دینا ہوگا بلکہ افسر حجاج کو ارسال کرنا ہوگا۔ تاکہ اسکو بھی علم ہوجائے کہ حاجیوں کو ہرجانہ دیدیا گیا وہ خود حاجیوں میں ہرجانہ تقسیم کرینگے۔

اگر مالک جہاز اپنا دوسرا وعدہ بھی پورا نہ کرسکیگا تو اسے اس کی بھی [illegible] کو اطلاع دینی ہوگی اور از سر نو اسے ان حاجیوں کی فہرست ارسال کرنا ہو[illegible]

اس کے جہاز کے ٹکٹ خرید لئے ہیں۔ اس کو ان حاجیوں کو مزید ایک دیہ جات جب تک کہ وہ جہاز کو ٹھیرائیگا ادا کرنا ہوگا۔ اور یہ ہرجانہ حاجیوں کو براہ راست نہ دینا ہوگا بلکہ افسر حجاج کو روانگی سے قبل ادا کرنا ہوگا تا کہ اس کو بھی علم ہو۔ کردہ خود ہرجانہ کو حاجیوں میں ادا کردیگا۔

اگر جہاز کی روانگی سے قبل مالک جہاز ہرجانہ ادا نہ کرسکا تو اسے اسوقت تک حجاج کو ہرجانہ ادا کرنا ہوگا کہ جب تک جہاز منزل مقصود تک پہنچے۔ حجاج کو براہ راست ادائیگی ایک ذمہ دار برطانوی افسر کے روبرو کرنی ہوگی۔

اگر مالک جہاز اس قدر حجاج سے زیادہ کو جن کے لئے اسے اجازت حاصل ہے جہاز سے سفر کرلے تو اسے اسکی اطلاع کرنی ہوگی۔

حفظ صحت کے تدابیر حجاج کو شب کیوقت اور جس وقت میڈیکل افسر چاہے کرے اپنے کپڑوں اور کمبلوں وغیرہ کو ہوا دینی ہوگی

حاجیوں کے جہاز والوں کو لوہے کی چادروں اور دال کی چھوٹی بڑی دیگچیاں۔ دال کی چھوٹی بڑی رکابیاں اور قلعی شدہ لوہے کے چمچے وغیرہ چیزیں اسقدر تعداد میں رکھنی ہونگی کہ حاجیوں کے لئے کافی ہوں۔ علاوہ ازیں نیم گیلن۔ نصف گیلن اور ایک چوتھائی گیلن کے پیمانے، ترازو۔ باٹ۔ لکڑیاں کاٹنے کے کلہاڑے۔ چاقو۔ غسل کے لئے بڑے ٹب۔ پاخانہ کے لئے گملے خواتین کے لئے کرمچ کے پردے ٹین کے اگالدان۔ صابون اور لالٹین وغیرہ مناسب مقدار میں رکھنی ہونگی۔ ہر ایک جہاز میں حاجیوں کے لئے پاخانے اُن کے ملازمین کے پاخانوں سے علیحدہ ہونگے۔ سو حاجیوں کے لئے کم از کم تین پاخانے بنائے جائینگے جن میں سے اگر جہاز پر خواتین بھی ہوں تو ایک عدد ان کے لئے مخصوص کردیا جائیگا اور مردوں کے پاخانوں میں ایک درجہ پہلے۔ دوسرے درجہ کے حاجیوں کے لئے مخصوص ہوگا۔ عورتوں کے پاخانوں میں ایک حصہ پہلے اور دوسرے درجوں کے لئے مخصوص ہوگا۔ پاخانے مناسب مقام پر بنے ہوئے

ہونگے - پاخانوں کو صاف رکھا جائیگا اور اُن کو دن میں کم از کم تین بار دھویا جائیگا - ہر ایک جہاز میں کم از کم دوؔ حلال خور ملازم ہونگے۔ اگر حاجیوں کی تعداد سو سے زائد ہو تو ایک حلال خور اور بڑھا دیا جائیگا -

ہر ایک جہاز میں کم از کم چار غسلخانے ہونگے جن میں سے ایک عورتوں کی تعداد کا لحاظ رکھتے ہوئے اُن کے لئے مخصوص کر دیا جائیگا - اگر حجاج کی تعداد سو سے زیادہ ہوگی تو ہر سو سے زیادہ غسلخانے بنانے ہونگے - مردوں کے غسلخانہ میں ایک مناسب تعداد پہلے اور دوسرے درجے کے مردوں کے لئے مخصوص ہوگی اور خواتین کے غسلخانوں میں سے بھی ایک مناسب تعداد پہلے اور دوسرے درجہ کی خواتین کے لئے مخصوص ہوگی -

طبی معائنہ اور امداد خواتین حجاج کا معائنہ لیڈی ڈاکٹر کریگی - نمبر میڈیکل افسر کو جن ہتھیار کے متعلق شبہ ہوگا کہ انہیں وبائی امراض میں مبتلا حجاج نے استعمال کیا تھا وہ انہیں جہاز پر نہیں لیجانے دے گا -

مالک جہاز کو جسے اپنے ساتھ حجاج کو لیجانے کی اجازت حاصل ہوگی اُسکو میڈیکل افسر ملازم رکھنا پڑیگا - اگر اُسے ایک ہزار سے زیادہ حجاج کے لیجانے کی اجازت ہوگی تو اُسے دوؔ میڈیکل افسر ملازم رکھنے پڑینگے - مالک جہاز میڈیکل افسر کے عہدوں پر سفر کرنے کے لئے مسلمانوں کو ترجیح دیگا - اور اگر ممکن ہو تو اس کو ڈاکٹروں کی ایک فہرست ارسال کی جائیگی جس میں سے وہ جہاز کے لئے میڈیکل افسر کا انتخاب کریگا - مالک جہاز اگر اپنے جہاز پر سو سے زیادہ حجاج لے جائیگا تو میڈیکل افسر کی امانت کے لئے ایک اور شخص مقرر کریگا - جو حاجیوں کی تیمارداری کے فرائض انجام دیگا - اگر اس جہاز پر خواتین بھی ہوں تو مزید ایک عورت کو بھی خواتین کی تیمارداری کے لئے مقرر کریگا - اور اگر اس کے لئے ممکن ہو تو وہ ایک نرس بھی ملازم رکھیگا - تیماردار مرد یا عورت مسلمان ہونگے - اگر وہ مرد ہے تو اُسے مرد کی میت کو غسل دینا اور اگر وہ

عورت ہے تو زنانہ میت کو غسل دینا ہوگا۔ نرس کے عہدہ پر مقرر کرنے میں بھی ایک مسلمان عورت کو ترجیح دی جائیگی۔

اگر جہاز پر حاجیوں کی تعداد ۔۔۔ سے زیادہ ہو تو مالک جہاز کو ایک مرد تیمار دار اور ایک نرس کے علاوہ ایک کمپونڈر بھی ملازم رکھنا ہوگا۔ اس عہدہ پر بھی ایک مسلمان کو ترجیح دی جائیگی۔

تمام عہدوں پر جو افراد مقرر کئے جائیں ان کے لئے بھی مالک جہاز کو بندرگاہ کے ہیلتھ افسر سے سرٹیفکیٹ لینا ہوگا کہ جن لوگوں کو اس نے ملازم رکھا ہے وہ در حقیقت اپنے فرائض سر انجام دینے کے قابل ہیں۔ مالک جہاز کو ان کی رہائش کے لئے جہاز پر مناسب جگہ دینی ہوگی۔

مالک جہاز میڈیکل افسر کو جن اشیاء کی ضرورت ہوگی انہیں جلد فراہم کردیگا۔ اور افسر مذکور سے سرٹیفکیٹ لیگا کہ اس نے تمام آسانیاں بہم پہنچا ئیں، اور یہ کہ منزل مقصود پر جس وقت اس نے حاجیوں کو پہنچایا تو ان کی حالت اچھی تھی۔ اور بندرگاہ سے روانہ ہونے سے قبل ہیلتھ افسر یہ سرٹیفکیٹ دیگا کہ اس کے سب حاجی تندرست ہیں راستہ میں جس بندرگاہ پر پہنچیگا اس کے ہیلتھ افسران سے بھی ایسے سرٹیفکیٹ لینے پڑینگے۔ وہ حجاج کو دوران سفر میں لکھنے پڑھنے کا سامان مہیا کریگا اور اپنے پاس ایک صندوق رکھتا ہوگا جس میں حاجی اپنی شکایات لکھ کر ڈالدینگے۔ مالک جہاز اس بکس کو جب جدہ پہنچیگا تو وہاں کے برطانوی افسر کے حوالہ کردیگا۔ اگر اس کا جہاز جدہ سے واپس آرہا ہے تو اسے یہاں ہندوستان کی بندرگاہ پر حج کمیٹی کے صدر کے وہ بکس حوالے کریگا۔

مالک جہاز مناسب جگہوں پر مسافروں کے لئے ضروری علامات چسپاں کریگا اور اسکا بھی ذمہ دار ہوگا کہ دوران سفر میں سکے حاجیوں کو کوئی تکلیف نہ دی جائے۔

وہ ایک مسلمان افسر مقرر کریگا جو اس امر کی غور و پرداخت کریگا کہ حاجیوں کو خوراک ٹھیک اور باقاعدہ مل رہی ہے۔

میڈیکل افسر کے فرائض

میڈیکل افسر نے علی تعلقات پاس کئے ہونگے اس عہدہ پر مقرر ہوتے ہی وہ مالک جہاز سے تمام ادویات وغیرہ کا چارج لیگا۔ اور اپنے چارج لینے کے متعلق انسپکٹر حجاج کو مطلع کریگا۔ تاکہ اگر وہ چاہے تو اُسے کوئی ہدایت کرے، اور جہاز کے آخری معائنہ کے وقت وہ موجود ہوگا اور مالک جہاز کو سرٹیفکیٹ لکھ دیگا۔

اگر جہاز پر معائنہ کے لئے کوئی دوسرا میڈیکل افسر مقرر کیا جائیگا تو اُسے تمام حالات سے وہ باخبر کریگا اور اسکے معائنہ کے دوران میں وہ اسکے ساتھ رہیگا اور اس کا خیال رکھیگا کہ حاجیوں کو خوراک وغیرہ کی چیزیں صاف دیجاتی ہیں۔ حجاج کے لئے ہواخوری کا انتظام ہے اور جہاز پر عام طور سے صفائی ہے۔

اگر کوئی نیا حاجی سوار ہے تو دیکھیگا کہ اُسے کوئی خطرناک بیماری تو نہیں ہے، وہ حجاج کی فلاح وبہبود کے لئے مالک جہاز اور دیگر افسران سے اشتراک کریگا۔ جہاز کی روانگی کے بعد ۵ روز تک برابر حجاج کا روزانہ معائنہ کریگا۔ اور روزانہ اپنا ایک روزنامچہ رکھیگا کہ اُس نے صبح و شام تک کیا کیا کیا۔

دوران سفر میں روزنامچہ کے طور پر لکھے ہوئے تمام حالات اگر جہاز جدہ جارہا ہے تو وہاں برطانوی افسر کو اور اگر جہاز ہندوستان آرہا ہے تو یہاں بندرگاہ پر افسر حجاج کو معائنہ کے لئے ارسال کریگا۔

سزا اگر مذکورہ بالا قوانین میں سے کسی ایک کی بھی خلاف ورزی ہوگی تو مالک جہاز کو بیس روپیہ روزانہ تک سزا دی جائیگی۔

مرنے والوں کی تجہیز وتکفین

دوران سفر میں اگر کوئی ایسا حاجی مرجائیگا تو مالک جہاز تعلیم یافتہ حاجیوں کی پنچایت اور میڈیکل افسر کے روبرو یہ تحریر کرائیگا کہ موت کیسے واقع ہوئی۔ اور اسکا نام و نشان کیا ہے۔ اِس تحریر پر وہ ارکان پنچایت کے دستخط لیگا۔

اس کے بعد مرحوم کی تجہیز و تکفین کا انتظام کریگا اور اپنی حفاظت میں لیگا۔ اس تحریر کو اگر اسکا جہاز ہندوستان آرہا ہے۔ تو یہاں کے ایگزیکیٹو افسر کو اور جدہ سے جا رہا ہے تو وہاں کے برطانوی افسر کے حوالہ کردیگا۔

اگر جہاز پر سفر کے دوران میں کوئی ایسا حاجی انتقال کر جائیگا جس کا کوئی وارث موجود ہو تو ایسے حاجی کی موت کے متعلق اطلاعات مالک جہاز کو کرنی ہونگی۔

جدہ میں مقیم برطانوی افسر جو احکام صادر فرمائے انکی بھی مالک جہاز کو تعمیل کرنی ہوگی حاجیوں کے جہاز کم از کم ۵ فیصدی حاجیوں کی تجہیز و تکفین کی ضروری اشیاء مثلاً لٹھا۔ صابون، ریٹھا۔ گلاب کا پانی۔ عطر گلاب۔ لوبان۔ کافور۔ سوتی تختہ پردے۔ جگ۔ دیگچی۔ قینچی۔ سوئی دھاگہ وغیرہ رکھیگا۔

اگر کوئی حاجی جہاز پر دوران سفر میں مرجائے تو ناخدائے جہاز تمام ضروری چیزیں اسکی تجہیز و تکفین کے لئے مندرجہ ذیل تعداد میں مہیا کریگا۔

اگر مرنے والا مرد ہے	لٹھا ۱۸ گز۔ صابن ایک ٹکیہ۔ عرق گلاب ایک پنٹ عطر گلاب ½ تولہ۔ اگر کی بتیاں ۲۵ عدد۔ لوبان

ایک چھٹانک۔ دھاگہ حسب ضرورت۔

اگر مرنے والی عورت ہے	لٹھا ۲۰ گز۔ صابون کی بجائے ریٹھے ۲ چھٹانک۔ اور ان بقیہ تمام اشیا کے علاوہ

جو مرد کی تجہیز و تکفین کے لئے ضروری ہیں۔ وزن میں ایک پینی کے برابر سرمہ بھی مہیا کیا جائیگا

ان اشیاء کی اسقدر قیمت جو وقتاً فوقتاً حکومت مقرر کرتی رہیگی جہاز والا اول تو وہ متوفی کے کسی عزیز یا دوست وغیرہ سے لیکر، اگر کوئی دینے کے لئے تیار ہو تو اس بندرگاہ کی ہیلتھ کمیٹی سے جس پر سے مرحوم جہاز میں سوار ہوا تھا لے۔

جہاز۔ غسل دینے کے تختے۔ پردہ کرنے کے لئے چادریں۔ دیگچی۔ قینچی اور سوئی وغیرہ کے استعمال کا کوئی کرایہ وصول نہ ہوگا۔

اگر مرحوم نے کسی وبائی مرض میں مبتلا ہو کر رحلت کی ہوگی تو اسے ایک ایسے صندوق

میں رکھنے کے بعد جس پر جراثیم مارنے والی دوائی ہو سمندر کے سپرد کر دیا جائیگا
اس صورت میں اس میت کی تجہیز و تکفین کے تمام فرائض جہاز کے مسلمان ملازمین
سر انجام دینگے۔
لیکن اگر مرحوم نے کسی غیر وبائی مرض میں انتقال کیا ہوگا تو نا خدائے جہاز میت کو
تجہیز و تکفین کے لئے بخوشی ایسے اشخاص کے سپرد کر دیگا جو اس نیک کام کو کرنا چاہیں خواہ
مرحوم کے عزیز ہوں یا نہ ہوں۔
اس بات کا خاص خیال رکھا جائیگا کہ مرحوم کی تجہیز و تکفین نہایت ادب و تکریم اور
پورے طور سے کی جائیگی۔ حاجیوں کو جنازہ میت کی نماز پڑھنے کا بھی موقع دیا
جائیگا۔ اگر سمندر میں کوئی طوفان وغیرہ یا کوئی دوسری غیر معمولی بات نہ ہو تو
تو مرحوم کی میت سمندر میں سپرد کرتے وقت جہاز اگر پورے طور سے نہ
ٹھیرایا جائیگا تو کم از کم آہستہ ضرور کر دیا جائیگا۔ میت کو تہ آب کرنے کے لئے
یہ طریقہ اختیار کیا جائیگا کہ اُسکے ساتھ بڑے بڑے کوئلے باندھ دئے جائیں۔

خورد و نوش کا انتظام

جہازوں کے ہوٹل

اس سے پہلے جہازوں پر خود حاجی کھانا پکاتے تھے یا جہاز کے ہوٹل سے زائد قیمت
پر خریدا جاتا تھا۔ لیکن ہندوستانی کھانے کا کوئی معقول بندوبست نہ تھا۔
اس لئے اب حاجیوں کے لئے جہازوں پر ہوٹل بنا دئے ہیں، جہاں
دونوں وقت کھانا مل سکتا ہے۔ اسکے علاوہ چٹنی۔ اچار۔ مربہ۔ مٹھائی۔ لیموں کا شربت
سکنجبین، بسکٹ۔ جام۔ جیلی اور ضروری ہندوستانی ادویات بھی موجود رہتی ہیں۔
گوشت۔ دال۔ روٹی۔ چاول۔ انڈے۔ دودھ۔ چائے۔ غرضیکہ ہر چیز
مل سکیگی۔ فرمائشی کھانے بھی اطلاع دینے پر طیار کئے جاتے ہیں
چونکہ جہاز کے کرایہ میں قیمت خوراک بھی شامل ہے۔

اس لئے خوراک کے متعلق جو قوانین بنائے گئے ہیں۔ وہ آگے درج کئے جاتے ہیں۔

ان ہوٹلوں میں باورچی سب مسلمان ہیں بعض حاجیوں کا کہنا ہے کہ ہندوستانی کھانے کا انتظام معقول نہیں ممکن ہے یہ درست ہو اسلئے کہ باورچی بمبئی کے ہوتے ہیں جو ہندوستانی آبادی کے ہر طبقہ کے مطابق کھانا تیار نہیں کر سکتے۔ مگر اب حج کمیٹی کی سفارش پر کھانے کے متعلق مندرجہ ذیل قانون بنایا گیا ہے:۔

خوراک کے قوانین

دوران سفر میں کھانے کے انتظام کی غرض سے مسافروں کی دو قسموں پر منقسم کر دیا جائیگا اور انہیں قسم الف اور قسم ب سمجھا جائیگا۔ قسم الف کی رقم ایک روپیہ روزانہ۔ قسم (ب) کی ۸ آنہ روزانہ ہوگی۔ جو ٹکٹ خریدتے وقت مجرا کی جائیگی۔

قسم ا کے ہر مسافر کو روزانہ جہاز کے ناخدا کے ہاں حسب ذیل مقدار میں کھانا اور چائے ملیگی:۔

صبح کو چائے کی ایک پیالی۔ دو بسکٹ یا ایک چپاتی مسافر کو جو پسند ہو۔ دن کے کھانے میں چاول یا چپاتیاں حسب خواہش اور حسب ضرورت جسقدر مسافر کے لئے ضرورت ہو۔ بھیڑ کا گوشت سبزی کے ساتھ ایک پلیٹ ایک دن ناغہ کر کے + ایک پلیٹ سبزی خشک مچھلی کے ساتھ حسب خواہش ان ایام میں جبکہ گوشت نہ ملیگا + دال کافی مقدار میں حسب ضرورت۔ کچومر یا چٹنی۔ سہ پہر کی چائے ایک پیالی + رات کے کھانے میں چاول یا روٹی حسب خواہش اور حسب ضرورت۔ ایک پلیٹ ترکاری۔ دال حسب ضرورت۔ چٹنی یا کچومر۔

قسم ب کے ہر مسافر کو دوران سفر جہاز میں جہاز کے ناخدا کے یہاں سے ایک وقت چائے خواہ صبح کو یا شام اور ایک وقت کھانا خواہ صبح کو یا شام کو مندرجہ ضمنی دفعہ (۲) کے مطابق ملیگا۔

ہر مسافر ٹکٹ خریدتے وقت اس شخص کو جس سے وہ ٹکٹ خریدیگا حسب ذیل امور سے آگاہ کریگا :-

(۱) آیا وہ قسم الف میں شامل ہونا چاہتا ہے یا قسم ب میں ۔ (۲) آیا دن کے کھانے میں وہ چپاتی لیگا یا چاول ۔ (۳) زیادہ سبزی کے ساتھ جن ایام میں جب کہ گوشت نہ لیگا خشک مچھلی لیگا یا نہیں ۔

ہر جہاز پر کھانے میں مندرجہ بالا سامان کے علاوہ مندرجہ ذیل اشیا علیٰحدہ قیمت ادا کرنے پر مہیا ہو سکیں گی :-

مرغ تیار ۱؎ ۔ مرغ معمولی فی پلیٹ ۷۔ کوفتہ فی پلیٹ ۳ ۔ بھیڑ کا گوشت فی پلیٹ ۳ ۔ بریانی فی پلیٹ ۶ ۔ کباب شامی فی پلیٹ ۲ ۔ سارڈین مچھلی فی ٹین ۳ ۔ انڈا ابلا ہوا ۱۰ ۔ انڈا تلا ہوا ۱ ۔ کھچڑی پلاؤ ۴ ۔ شوربہ اور خشکہ فی پلیٹ ۱۰ ۔ پراٹھا فی ۳ ۔ چپاتی ۲ ۔ خمیری روٹی ۲ ۔ بسکٹ دو عدد ۲ ۔ حلوہ یا پڈنگ فی پلیٹ ۳ ۔ مٹھائی ۶ ۔ دال فی پلیٹ ۱ ۔ چائے فی پیالی ۲ ۔ قہوہ فی پیالی ۱۰ ۔ سوڈا واٹر فی بوتل ۲ ۔ یا دوسرے قسم کا میٹھا پانی ۲ ۔ لیموں کا عرق فی گلاس ۲ ۔ شربت لیموں فی گلاس ۱۰ ۔ ہر قسم کا شربت فی بوتل ۱۲ ۔ مکھن فی ڈبہ ۲ ۔ گھی فی پونڈ ۱۲ ۔ مربہ (جام) فی ٹین ۴ ۔ انناس فی ٹین ۶ ۔ خشک دودھ فی ڈبہ ۱۲ ۔ اینگلو سوئس الیفانٹ کا دودھ ۴ ۔ شکر فی پونڈ ۱ ۔ چینی فی بوتل ۱۲ ۔ نارنگی فی عدد ۱ ۔ سبز لیموں فی عدد ۱ ۔ ناشپاتی و سیب ۲ ۔ دو کیلا ۲ ۔ گرم پانی فی گیلن ۲ ۔

ان اشیاء کی ایک فہرست انگریزی و اردو میں جہاز پر چسپاں ہوگی جن پر قیمت لکھی ہوئی ہوگی ۔

کوئی دوا یا کوئی اور شئے جو بچوں کے لیے یا مریضوں کے لئے کسی مسافر کی طرف سے جہاز کے باورچی خانہ میں پکانے کے لیے لائی جائیگی تو وہ مفت تیار کی جایگی ۔

جہاز پر مسافروں کے کمروں میں چولھوں وغیرہ پر پکانے کی ممانعت ہوگی ۔

حاجیوں کو کھانا کھلانے کے لئے جہاز پر جتنے ملازم ہونگے وہ سب

مسلمان ہونگے۔ اس قسم کے باورچیوں اور نوکروں کی تعداد انسپکٹر صاحب کی خواہش کے مطابق معین ہوگی۔

کھانے کے لئے جتنی چیزیں فراہم کی جائینگی سب عمدہ قسم کی ہونگی۔ حاجیوں کو جو کھانا دیا جائیگا، اسکی تیاری میں کوئی ایسی چیز استعمال نہ کی جائیگی جو شرعاً جائز نہ ہو۔

ہر مسافر کو کھانے کے لئے اپنا ذاتی برتن ساتھ رکھنا ہوگا جس میں وہ کھانا لیگا۔

ایسی صورت میں جبکہ مسافر جہاز کے سب سے نیچے درجہ میں سفر کر رہے ہوں انکو پورٹ کی دفعہ ۹، کی ضمنی دفعات (۲) و (۳) کے تحت وہ ایسے مقام سے یا ایسے طریقہ کے ماتحت کھانا تقسیم کیا جائیگا جسے انسپکٹر صاحب متعین کریں۔

فروخت کے لئے جو اشیاء درج ہیں جہاز پر مہیا ہونگی وہ ایک ایسی جگہ اور ایسے طریقہ سے رکھی جائینگی جن کا تعین انسپکٹر کریگا، اور جہاں ایک سائن بورڈ ہوگا۔ ان جہازوں پر جو بمبئی اور کراچی سے روانہ ہونگے انگریزی اور اردو میں جو کلکتہ سے روانہ ہونگے انگریزی اور بنگالی میں لکھا ہوگا جہاں سے سامان دستیاب ہوسکتا ہے۔ اور جس پر یہ بھی لکھا ہوگا کہ کون کون اشیاء مسافروں کو بلا قیمت ملیں گی۔

ہر جہاز پر جو حاجیوں کو لے جانے کے لئے ہوگا کھانے پینے کا سامان انسپکٹر صاحب کے اطمینان کے مطابق کافی موجود رہے گا تاکہ دوران سفر میں مسافروں کو سب اشیاء مہیا کی جاسکیں۔ اور جو انسپکٹر کی رائے میں اس وقت تک کافی ہوسکے جب کہ جہاز کسی حادثہ کی وجہ سے راستہ میں رک جائے۔

صاف پانی کی بہم رسانی

ہر جہاز پر ایک ذخیرہ آب ہوگا اور پانی صاف کرنے کا ایسا آلہ ہوگا جس میں اس قدر پانی رہے گا کہ ہر روز ہر عمر کے ہر شخص کو (بشمول جہاز کے ملازمین کے) ۱½ گیلن پینے کا پانی مل سکے۔

ٹونیدوں کی تین ادسر ۲۵۰ حاجیوں پر ایک ہوگی۔ حجاج کو ۵ بجے صبح سے لیکر ۹ بجے شب تک پانی لینے کی اجازت ہوگی بشرطیکہ جہاز کا کپتان سفر شروع کرنے سے تیسرے دن کے اختتام پر محسوس کرے کہ ہر ایک حاجی ۴ گیلن سے زائد یومیہ پانی صرف کرتا ہے تو وہ مندرجہ ذیل چار اوقات پانی لینے کے لئے مقرر کردیگا۔ ۵ بجے سے ۷ بجے تک + ۱۲ بجے دن سے ۲ بجے دن تک + ۴ بجے سے ۶ بجے شام تک + ۸ بجے شب سے ۱۰ بجے شب تک۔

اگر جہاز کا طبی منیجر کسی ذخیرۂ آب کو رد کردے تو یہ پانی تو ذریعہ پمپ کے ذریعہ خارج کردیا جائیگا۔ اور ذخیرہ کو اصول طب کے مطابق صاف کرنے کے بعد دوبارہ بھرا جائیگا۔ اگر پینے کے پانی کی نوعیت سے تعلق شک پیدا ہوجائے تو دوران سفر میں اُسے جوش کرکے استعمال کیا جائیگا۔

جہاز پر حاجیوں کو (پرائیویٹ) اپنے چولہوں پر پکانا منع ہے

گھر سے روانگی اور ریل کا سفر

ریل کا سفر کسی خاص ہدایات کا محتاج نہیں، وقت کی پابندی مدنظر رکھ کر اسٹیشن پر پہنچ جانا چاہیئے۔ ٹکٹ خرید کر اپنا سامان بک کرالیا جائے اور گاڑیوں کے تبدیل ہونے والے اسٹیشنوں کے متعلق واقفیت حاصل کرلینی چاہیئے، تاکہ قبل از وقت اترنے اور چڑھنے کے لئے تیار رہ سکیں۔ اس قسم کے اسٹیشنوں پر اپنے سامان کی احتیاط کرنی چاہیئے۔ اور بیداری کی اشد ضرورت ہے ایسا نہ ہو کہ سونے میں اصل گاڑی نکل جائے۔ یا خواب کے عالم میں کسی غلط گاڑی پر سوار ہوجاؤ، اور پھر بعد میں پریشان ہونا پڑے۔ روانہ ہوتے وقت تمام سامان کا وزن کرا کر اسباب کا کرایہ ادا کردینا چاہیئے تاکہ رستہ میں حکام ریلوے کی طرف سے کوئی باز پرس نہ ہو۔

شمالی ہند کے بڑے بڑے اسٹیشنوں سے کراچی ۔ بمبئی اور کوئٹہ کا کرایہ

اپنے مذہب کے اشخاص سے دریافت کر سکتے ہیں۔ بمبئی یا کراچی پہنچنے پر ب
مندرجہ ذیل مسافرخانوں میں جو مخیر حضرات نے حجاج کے آرام و آسائش کیلئے
بنائے ہیں ٹھہر سکتے ہیں۔

بمبئی اور کراچی میں مسافرخانے

بمبئی :-

(۱) حاجی دیوجی جان مسافرخانہ۔ پیل روڈ۔ عمرکھاڑی بمبئی۔ سب فرقوں کیلئے
(۲) حاجی محمد صابو صدیق مسافرخانہ کرافرڈ مارکیٹ کے نزدیک۔ مہا عظیم الشان ہے۔
(۳) جعفر سلیمان مسافرخانہ۔ واڑی بندر ″ ″
(۴) موریس والا بوہری مسافرخانہ کرافرڈ مارکیٹ کے نزدیک۔ بوہروں کیلئے

کراچی :-

(۱) حاجی رحمت اللہ مسافرخانہ۔ رامباڑ روڈ۔ کھارادر۔ سب قوموں کیلئے
(۲) گورنمنٹ حاجی کیمپ۔ لیاری کوارٹرز ″ ″
(۳) حاجی محمد مولو مسافرخانہ۔ بندر روڈ ″ ″
(۴) ہیلرام مسافرخانہ۔ ایلفنسٹن روڈ کھارادر ﴿میونسپل کمیٹی اسکی منتظم ہے﴾ ″ ″
(۵) غلام حسین چاکلا مسافرخانہ۔ کھارادر۔ اثنا عشری خوجوں کے لئے
(۶) فیض حسینی مسافرخانہ۔ نیپیئر روڈ۔ بوہروں کے لئے

کلکتہ میں بھی کئی مسافرخانے بنے ہوئے ہیں۔

جہاز راں کمپنیاں

ساحل عرب پر حاجیوں کو لے جانے والی اس وقت تین کمپنیاں ہیں :-

(۱) مغل کمپنی جسے پہلے کسی مسلمان نے بنایا تھا۔ اب اسکا دوسرا نام ٹرنربرین کمپنی ہوگیا ہے۔

(۲) دوسری میسرز نمازی اینڈ کمپنی ہے جو مسلمانوں کے بنارہے ہیں ہے یہ کمپنی ایک طرف کا کرایہ پر بھی ٹکٹ دیتی ہے۔ انتظام دونوں کا قریباً ایک سا ہے۔ یا پہلا کا نسبتاً اچھا ہے۔

(۳) میسرز شوستری اینڈ کمپنی۔ اسکے جہازات و انتظامات خاص طور پر قابلِ ذکر نہیں، ابھی ابتدائی حالت میں ہیں اور حجاج نے ابھی تک سے قابلِ توجہ تصور نہیں کیا۔

اگر ضرورت ہو تو ٹکٹ اور روانگی کے متعلق اِن کمپنیوں سے بھی خط و کتابت کی جا سکتی ہے۔ لیکن بہتر یہی ہے کہ اپنے خاص ذرائع پر یا اُن ادارات و افراد پر بھروسہ کیا جائے جن کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ کیونکہ وہ اس کام کو محض ہمدردی اور ثواب کی بنا پر کرتے ہیں۔

چونکہ مندرجہ بالا کمپنیوں کے وہ جہاز جو حجاج کو لے جاتے ہیں، در اصل مال لادنے کے جہاز ہوتے ہیں۔ ان پر مسافروں کو بڑی تکلیف ہوتی ہے اسلئے صاحب ثروت اصحاب جو آرام سے سفر کرنا چاہیں تو انکو لازم ہے کہ وہ اِن جہازوں کی بجائے "ٹالین کمپنی یا پی اینڈ او" کے ڈاک والے جہازوں پر سفر کریں جہاں پر حاجیوں کے جہاز کے درجہ اوّل سے بہتر آرام ان جہازوں کے تیسرے درجہ میں مل جاتا ہے کرایہ قریباً حسب ذیل ہے:۔

درجہ دوم یکطرفہ ۵۵۰ روپے۔ دوطرفہ ۸۰۲ روپے + درجہ سوم یکطرفہ ۲۱۰ روپے دوطرفہ ۳۶۴ روپے۔ مگر مفصّل حالات اور ٹھیک ٹھیک کرایہ میسرز تھامس کوک کے دفتر بمبئی سے دریافت کریں۔

بمبئی و کراچی سے جدّہ جانے والے حاجیوں کے ٹکٹ کی شرح قریباً قریباً حسب ذیل رہتی ہے۔ تاہم حجاج کو روانگی سے قبل جہازی کمپنیوں کے ساتھ خط وکتابت کر کے فیصلہ کر لینا چاہیئے۔

اس کرایہ میں کامران کا ٹیکس - جدہ کا محصول حکومت - لکڑی و پانی کی قیمت جو جہاز میں حاجیوں کو دینا ضروری ہے بھی شامل ہے -

درجہ	کرایہ از کراچی معہ خوراک آمد و رفت		کرایہ از بمبئی معہ خوراک آمد و رفت	
	درجہ اوّل	درجہ دوم	درجہ اوّل	درجہ دوم
اوّل	۵۶۸ روپے	۵۶۲ روپے	۵۷۴ روپے	۵۶۶ روپے
دوم	۲۶۸ "	۲۶۲ "	۲۷۴ "	۲۶۶ "
سوم (ڈیک)	۱۶۸ "	۱۶۲ "	۱۸۴ "	۱۷۶ "
کلکتہ سے جدہ معہ خوراک آمد و رفت				
اوّل	—	—	۷۲۴ روپے	یہ تخمینہ نداً لگایا گیا ہے
دوم	—	—	۶۰۰ "	
سوم (ڈیک)	—	—	۱۷۴ "	

اگر کوئی حاجی واپسی ٹکٹ نہ لے تو ایک طرفہ ٹکٹ کے مبلغ ۵۰ روپے بمبئی یا کراچی سے اور ستر روپے کلکتہ سے واپسی کرایہ کے لئے جمع کرانے پڑینگے - اگر اسباب کو جدہ بندرگاہ پر جہاز ران کمپنی چڑھائے یا اتارے تو [illegible] ٹکٹ زائد دینا ہوگا -

واپسی ٹکٹ کی میعاد اٹھارہ ماہ تک ہوتی ہے - جس بچے کی عمر [illegible] سال سے زائد ہو اور بارہ سال سے کم اس سے نصف کرایہ لیا جاتا ہے اور تین سال سے کم عمر پر کوئی کرایہ نہیں -

کرایہ جس میں مبلغ تیس روپیہ قرنطینہ اور حفظانِ صحت کی فیس شامل ہے، بلا اطلاع کم و بیش کیا جا سکتا ہے -

کیبن اوّل و دوم درجہ کے مسافروں کو مشورہ دیا جاتا ہے، کہ ضرورت کے مطابق اپنی نشستیں کافی وقت سے پہلے محفوظ کرالیا کریں کیونکہ اِن درجوں میں جگہیں محدود رہتی ہیں۔ بمبئی میں ٹکٹ صرف کمپنی کے ٹکٹ گھر سے ملتے ہیں۔ ۱۸۷ - ۱۸۹ قاضی سید اسٹریٹ کولی وارہ بمبئی + کراچی میں بکنگ آفس حاجیوں کے کیمپ میں واقع ہے۔

نقشہ (الف) بمبئی یا کراچی سے بصرہ بذریعہ ڈاک

کرایہ جات	یکطرفہ درجہ دوسرا		یکطرفہ درجہ تیسرا	
	معہ کھانا	بلا کھانا	معہ کھانا	بلا کھانا
بمبئی سے بصرہ	۲۱۰ روپے	۱۷۲ روپے	۴۹ روپے ۱۰ آنہ	۳۹ روپے ۸ آنہ
کراچی سے بصرہ	۱۸۹ روپے	۱۵۶ روپے	۳۹ روپے	۳۳ روپے

بمبئی یا کراچی کے بندرگاہ روانگی سے قبل اگر خلافت کمیٹی۔ حج کمیٹی اور دیگر ہمدردان حجاج کو اطلاع دیدی جائے تو وہ بالعموم بندرگاہوں کے ریلوے سٹیشنوں پر استقبال کے لئے تشریف لاتے ہیں۔ اور حجاج کے قیام و آرام کے لئے مناسب انتظام میں کافی امداد سے گریز نہیں کرتے، بندرگاہوں پر سرکار کی طرف سے حج کمیٹیاں قائم ہیں اور ایک ایک افسر محافظ حجاج مقرر ہے۔ حاجیوں کے لئے کیمپ نصب کئے جاتے ہیں، جن میں محافظ حجاج کا دفتر ہیلتھ افسر کا دوائی خانہ اور جہاز کی کمپنی کا دفتر ہوتا ہے۔ حاجیوں کے قیام کے لئے بارکیں اور مسافرخانے بنے ہوئے ہیں۔

لیکن حجاج کو اس انتظام پر بھروسہ نہیں کرنا چاہئے کیونکہ تجربہ سے یہ انتظام ناقص اور قابل اعتراض ثابت ہوا ہے۔ اور حج کمیٹی کے منتظمین

خاطر خواہ منتصد ثابت نہیں ہوئے، بلکہ حجاج نے اُن کی کوتاہیوں تساہل اور تغافل کے متعلق اکثر شکایات کی ہیں۔

بندرگاہوں پر پہنچکر حاجیوں کو تین امور کی طرف متوجہ ہونا پڑتا ہے۔ چیچک کا ٹیکہ لگوانا (بدقسمتی ہے اگر گھر سے نہ لگوایا ہو) - جہاز کا ٹکٹ خریدنا، اور پروانہ راہداری حاصل کرنا (اگر گھر سے اپنے ضلع نہ بنا ہو) اور اُسپر تصدیق کرانا۔ خلافت کمیٹی کے رضا کار، اور دوسرے ہمدرد لوگ ان کاموں میں امداد کرتے ہیں۔ اِس موقع پر حجاج کو یہ احتیاط کرنی چاہئے کہ وہ دلالوں کے پھندے میں نہ پھنسیں۔ صرف اُنہی لوگوں پر بھروسہ کریں جن کا اوپر ذکر آچکا ہے۔

حج اور سفرِ حج صحیح معنوں میں ایک مجاہدہ ہے خودی پر ضرب پوری قوت کے ساتھ پڑتی ہے۔ بندہ کو بندگی اور عابد کو عبادت کے صحیح لوازمات سے آگاہ کیا جاتا ہے۔ اسی کا ایک کرشمہ ہے کہ بندہ کا ارادہ قدم قدم پر توڑا جاتا ہے، اور ہر نقشہ اوقات خواہ کتنے ہی غور و فکر کے بعد مرتب کیا گیا ہو سالم و ثابت نہیں رہنے دیا جاتا۔ بندرگاہوں پر پہنچکر حجاج کو اپنی بیچارگی اور بےبسی کا پورا پورا اعتراف ہو جاتا ہے۔ جہاز کی روانگی کی تاریخ اور وقت مقرر ہوجاتا ہے، لیکن جہاز روانہ نہیں ہوتا۔ باثر لوگوں کو جہازی کمپنیوں کے دفاتر سے صحیح اطلاعات بالواسطہ لمجاتی ہیں، لیکن پھر بھی اُن پر عمل نہیں ہوتا۔ حجاج کی ہجرتی تاول دید ہوتی ہے۔ لیکن ہر چیز ایک ایسی قوت اور بےپناہ طاقت کے تابع ہوتی ہے دانسان کو اس پر کوئی قدرت حاصل نہیں۔ بعض اوقات ہفتوں تک بندرگاہوں پر انتظار کرنا پڑتا ہے۔ ہر قدم پر انسان کے ارادوں کو چکنا چور کیا جاتا ہے۔ اور اُسے یہ سکھایا جاتا ہے کہ وہ اس سفر میں اپنے ارادوں کو غالب و حاکم تصور کرنا ترک کردے۔ اپنی بےبسی کے اعتراف اور ہیچ مائیگی کا قائل ہوجائے۔ اور اِس خیال باطل میں مبتلا نہ رہے کہ اُسے ہر چیز پر اختیار د

افتادگی حاصل ہے، اور اُسے یہ باور کر لینا چاہیے کہ وہ بندگی، عبودیت و بیکسی کا درس لینے جارہا ہے، انکسار۔ درماندگی اور شکستگی کی تعلیم اگر اس سفر میں نہ ملیگی تو اور کہاں سے حاصل کی جائیگی؟

بندرگاہ پر بھپارہ اصلاح طلب امور

جہاز پر چڑھنے سے پہلے "بھپارہ" کی رسم ادا ہوتی ہے جس سے عملاً کوئی فائدہ نہیں ہوتا کیونکہ طبی تحقیقات محض ایک مسخرہ ہے۔ ایک منٹ میں بیسیوں حاجیوں کو فارغ کر دیا جاتا ہے، اور پھر بد احتیاطی اور بدنظمی کا یہ عالم کہ خدا کی پناہ! حجاج کا جم غفیر انسانوں کا نہیں بلکہ بھیڑ بکریوں کا ریوڑ تصور کر لیا جاتا ہے اور اُسے حیوانوں کی طرح اِدھر سے اُدھر۔ اُدھر سے اِدھر ڈنڈے کے زور سے دھکیلا جاتا ہے۔

بھپارہ گھر۔ بمبئی میں مسافر خانوں سے دُور ہے۔ وہ اس سڑک کے ساتھ ہے جہاں پر ہزارہا بیل گاڑی۔ سواری گاڑی وغیرہ کثرت سے جاتی ہیں۔ صبح سے لیکر حجاج بعد دوپہر تک ڈاکٹری معائنہ کی انتظار میں رہتے ہیں۔ سب سے پہلے حاجیوں کے کپڑوں کو انجن میں دیکر بھپارہ دیا جاتا ہے اس میں ریشمی اور گرم کپڑے نہ دینے چاہئیں ورنہ خراب ہو جائینگے کپڑے جب بھپارہ سے نکالے جاتے ہیں تو نہایت بدترتیب اور خراب حالت میں ہو جاتے ہیں۔ اور اکثر مسافروں کے کپڑے گڈمڈ ہو جاتے ہیں جن کو تلاش کرنا بھی ایک اچھی خاصی زحمت ہے۔

بعد دوپہر ڈاکٹر طبی معائنہ کے لئے آتا ہے۔ ایک شیڈ میں تمام مسافر جمع ہو جاتے ہیں۔ ایک طرف مردوں کا ہال ہے۔ دوسری طرف عورتوں کے لئے۔ وہ سب ایک ایک لائن بنا کر بطور پریڈ کھڑے کئے جاتے ہیں ڈاکٹر کے آنے پر سب مسافروں کو حکم ہوتا ہے کہ وہ اپنے قمیصوں کو اُٹھا کر پیٹ ننگا کرلیں اور بائیں ہاتھ سے آگے کے دامن کو پیٹ ننگا کرنے کے لئے چوڑائی پر

پکڑے رکھیں اور دائیں ہاتھ میں سرٹیفکیٹ ٹیکہ و پروانہ راہداری اپنی چھاتی پر بطور ساتر بورڈ جمائے رکھیں۔ ڈاکٹر آتا ہے اور ہر ایک مسافر کے پیٹ پر ہاتھ رکھتا ہوا ایک منٹ میں بیسیوں کا طبی معائنہ کر ڈالتا ہے۔ حالانکہ بعض مسافر ایسے بھی کمزور اور بیمار ہوتے ہیں کہ وہ جہاز پر چڑھتے ہی مر جانے پر اور اسکے پیچھے پیچھے دوسرا آدمی دائیں ہاتھ کی پشت پر مثل جیب سے گھر ہے کے جانوروں کی طرح مہر لگاتا جاتا ہے۔ یہ مہر طبی معائنہ کی تصدیق ہوتی ہے محافظ حجاج اور پولیس کے ذمہ دار افسر حاجیوں کی صحت اور اُن کے پروانہ راہداری کا معائنہ کرتے ہیں۔ چیچک اور ہیضہ وغیرہ کے ٹیکے کے سرٹیفکیٹ وغیرہ بھی دیکھے جاتے ہیں۔ اور جن لوگوں نے اس وقت تک ٹیکہ نہ لگوایا ہو اُنہیں ٹیکہ لگایا جاتا ہے۔ احتیاط یہ کرنی چاہئیے کہ گھر سے روانگی سے پہلے ہی ٹیکہ لگوا لیں۔ اور اگر مستورات ساتھ ہوں تو اس صورت میں تو لازمی ہے کہ گھر سے ٹیکہ لگوا کر اور ٹیکہ کا سرٹیفکیٹ لیکر روانہ ہوں جس کی وجہ یہ ہے کہ بندرگاہوں پر اگرچہ عورتوں کے ٹیکہ کے لئے لیڈی ڈاکٹر ہے مگر ایک ہی کمرہ میں عورتوں اور مردوں کو ٹیکہ لگایا جاتا ہے۔ یہ انتظام بیحد قابل اصلاح ہے۔ مسلمان عفت شعار پردہ نشین بیگمات کے اسمیں انکی سخت توہین ہوتی ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ اس قسم کی مصیبت سے نجات پانے کے لئے قبل از وقت اپنے وطن ہی میں ٹیکہ لگوا لیا جائے اور سرٹیفکیٹ حفاظت سے رکھیں۔

جہاز پر چڑھنا

ضروری تحقیقات کے بعد جہاز پر سوار ہونے کی اجازت مل جاتی ہے۔ اب حاجی کو اپنا اسباب اور عورتوں کے ڈھونڈنے کی فکر پڑتی ہے۔ پردہ دار عورتوں کا تلاش کرنا بھی ایک قیامت خیز نظارہ ہوتا ہے۔ غرض جس مصیبت اور تکلیف سے مستورات کو تلاش کیا جاتا ہے۔ کیونکہ دیوانہ ہجوم

ایک دم مردانہ ہال سے چھوٹتے ہی زنانہ ہال کے دروازہ پر کھڑا ہو جاتا ہے اور لوگ عورتوں اور بچوں کو آواز دینا شروع کر دیتے ہیں - اور ہر آدمی ایکدوسرے پر ٹوٹا پڑتا ہے اور خوب دھکم دھکا ہوتا ہے - ادھر عورتوں میں بھی بے چینی ہوتی ہے - کیونکہ عورتیں پردہ دار ہوتی ہیں اور علانیہ اپنے چہرہ کو کھول نہیں سکتیں جس سے اُن کو اپنے مردوں کے پہچاننے میں سخت مشکل کا سامنا ہوتا ہے

پھر یہاں سے مسافر نہایت افراتفری سے کوئی پیدل کوئی گاڑی میں اسباب لیکر بندرگاہ پر جاتا ہے - بندرگاہ پر ہجوم کی کیفیت دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے - گرمیوں میں مسافروں کی بُری حالت ہوتی ہے - ہر مسافر چاہتا ہے کہ سب کو دھکا دیکر میں ہی پہلے جہاز پر چڑھ جاؤں - ایک قیامت کا نظارہ ہوتا ہے - یہ اسلئے کہ جو پہلے جہاز پر پہنچیگا وہ اچھی جگہ پر قبضہ کریگا - جب جہاز پر چڑھتے ہیں تو جہاز والے مُہر شدہ ہاتھ کو دیکھ کر جہاز پر چڑھنے کی اجازت دیدیتے ہیں - جہاز کے زینہ والے پُل پر آدمیوں کا اس قدر ہجوم ہوتا ہے کہ بعض دفعہ قلی اُن کے سروں پر کو اسباب لڑھکا دیتے ہیں -

پہلے اور دوسرے درجہ کے مسافر صرف اس مصیبت سے بری ہوتے ہیں یہ کوئی طبی معائنہ نہیں ہے حجاج کو تکلیف دینا ہے - خدا خدا کرکے جب جہاز پر سوار ہوتے ہیں تو نشستیں حاصل کرنے میں وہی لوگ کامیاب ہوتے ہیں جو یا تو رشوت ستانی سے مطلب براری کریں اور یا اُن کی کلائی اسقدر مضبوط اور دل اسقدر بے رحم ہو - کہ وہ کمزوروں - بوڑھوں - بچوں اور عورتوں کے آرام و آسائش کی ضرورت کو قطعی طور پر نظر انداز کر کے اپنی نفس پروری کو ترجیح دیں یہ جہاز میں نشست حاصل کرنے کی مختصر کیفیت ہے - حجاج کی جیوایزت اور مظلومیت کی یہ آخری منزل نہیں - بلکہ جہاز پر سوار ہونے کے بعد یہ معلوم ہوتا ہے کہ حاجیوں کے اسقدر بڑے گروہ کو قطعی طور پر انسان تصور نہیں کیا گیا - اور یہ فرض کر لیا گیا ہے کہ عرشۂ جہاز پر قدم رکھتے ہی ہر انسان فرشتہ بن گیا ہے

اور حوائج بشری سے پاک ہوچکا ہے۔ اول تو جہاز میں پیشاب اور پاخانے کی جگہیں بہت ہی کم ہوتی ہیں اور وہ بھی روانگی تک مقفل رہتی ہیں۔ اس سے اُن حاجیوں کی کیفیت محتاج تصریح نہیں رہتی جنہیں جہاز پر چڑھنے تک قریباً ۱۲ گھنٹے کی مدت گذر چکی ہوتی ہے۔

جہاز کی روانگی

عام طور پر جہاز کی روانگی سے دو تین گھنٹے پہلے حاجیوں کا سامان جہاز پر چڑھایا جاتا ہے، سامان اُن قلیوں کے حوالے کر دینا چاہیئے جن کے پاس نمبر ہوں۔ وہ ساحل پر ہر وقت موجود رہتے ہیں اور حج کے زمانہ میں تو اُن کی کثرت ہوتی ہے۔ احتیاط یہ کرنی چاہیئے کہ ہر عدد کو مضبوط باندھ کر اُس پر سیاہی سے اپنا پورا پتہ اور نام وغیرہ لکھ دیا جائے، اور اپنے قلی کا نمبر نوٹ کر کے جملہ اشیاء اُسکے حوالہ کر دی جائیں۔ حاجیوں کو چاہیئے کہ اپنا ٹکٹ اور پروانہ راہداری ساتھ لیکر اور صاف لباس میں ملبوس ہو کر وقت مقررہ پر گودی میں پہنچ جائیں۔ اسکے بعد ہر حاجی اپنی اپنی جگہ پر جو مقرر نہیں ہوتی بستر جما لیتا ہے اور جہاز روانہ ہو جاتا ہے۔ بحری سفر شروع ہو گیا اور حجاج کی اُمیدیں اور آرزوئیں حرم پاک سے وابستہ ہو گئیں۔ وطن اور خویش و اقارب سے بُعد ہونے لگا اور قرب الٰہی کی منازل طے ہونی شروع ہو گئیں اور دل و دماغ صرف اس خیال میں مستغرق ہو گئے کہ کب یہ سفر ختم ہو اور کب ہم اپنی معصیت آلود روحوں کو اُس پُر از انوار و غفران سرزمین میں جا کر غوطہ دیں۔ ؎

انبساطِ عید دیدن روئے تو!
عیدگاہ ما غریباں روئے تو!

حافظ علیہ الرحمۃ نے متلاطم اور طوفان زدہ سمندر کی تصویر یوں کھینچی ہے:-

شبِ تاریک و بیمِ موج و گردابے چنیں حائل
کجا دانند حالِ ما سبکسارانِ ساحلہا

یہ شب تاریک کا نقشہ تھا۔ لیکن بعض اوقات روز روشن میں بھی خشکساران ساحل، جہاز نشینوں کی قلبی کیفیت کا صحیح اندازہ کرنے سے قاصر رہتے ہیں۔ عام لوگ اس رُوحانی سرور اور وجدانی کیفیت کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔

جہاز کی کیفیت

جہاز کا سب سے اُونچا عرشہ اعلیٰ فرنگی افسروں۔ کپتان چیف آفسر اور انجنیر وغیرہ کے لئے مخصوص ہوتا ہے چھوٹی چھوٹی کوٹھڑیاں جن میں نہ پنکھا نہ ہوا کا گذر۔ نہ پاخانہ نہ غسلخانہ، اوپر تلے دو دو بچھیں، اُن کا نام "سیکنڈ کلاس کیبن" دیا جاتا ہے اور کرایہ تیسرے درجے کے مقابلہ میں اڑھائی گنا ہوتا ہے۔ اوّل درجہ بھی اسی قدر تنگ و مختصر، البتہ اُن کا مقام نسبتاً بہتر اور پنکھا ان میں موجود۔ لیکن پاخانہ اور غسلخانہ اُن کے ساتھ بھی نہیں، اور پیشاب کی ضرورت کے لئے ہر مرتبہ اوّل درجہ کے مسافر کو خاصی مسافت طے کر کے اُس عام و مشترک بیت الخلا میں جانا ہوتا ہے جس پر اوّل درجہ و دوم درجہ کے کل مُسافروں کا یکساں حق ہوتا ہے۔ پھر زنانہ و مردانہ کی بھی تفریق نہیں سب کے لئے ایک ہی بیت الخلا وقف ہے، ان حالات میں اگر ہر شریف انسان کو دروازہ پر لوٹا لیکر قضائے حاجت کے لئے دس دس منٹ تک انتظار کرنا پڑے تو کوئی تعجب کی بات نہیں، اور پھر ستم ظریفی یہ کہ طہارت کا انتظام بمنزلہ صفر۔ گندگی دُور ہونے کی بجائے کپڑوں کے ناپاک ہونے کا اندیشہ ہر وقت لاحق رہتا ہے، اور پھر لطف یہ کہ آرام و آسائش کا یہ معیار اوّل درجہ کے مسافروں کے حصہ میں آتا ہے۔

جس کی بہار کا یہ عالم ہو اُس کی خزاں کا اندازہ محال نہیں۔ جہاز کے اسفل السافلین سے اوپر کے دو دو درجے تیسرے درجہ کے مسافروں کیلئے مخصوص ہوتے ہیں، لیکن انہیں درجہ قرار دینا خود لفظ درجہ کی تحقیر ہے یہ کمرے کیا ہوتے ہیں، بھیڑ بکریوں کے باڑے ہوتے ہیں اور تہذیب و تمدن کا اہل طبقہ کو اگر ان "درجوں" سے رُوشناس کرایا جائے، تو غریب حجاج کی

حالتِ زار دیکھ کر گھبرا جائیں، اِن درجوں کے مسافروں کو انسان اور اللہ پاک کی اشرف المخلوق آبادی سمجھ کر نہیں، بلکہ بیجان اور سنگ و خشت تصوّر کرکے تلے اوپر بھر دیا جاتا ہے - کہیں کوڑا کرکٹ پڑا ہے - کہیں غلاظت کے انبار قوتِ باصرہ کو سزا دے رہے ہیں - کہیں کھانا پک رہا ہے اور دھوئیں سے سانس بند ہُوا جا رہا ہے - آنکھیں اشک بار ہیں، کہیں بیٹھے ہوئے صغیر السِن بچے ہی نہیں، بلکہ اُن کے باپ اور پیرانِ نابالغ ہر قسم کی شرم و حیا کو بالائے طاق رکھ کر بلاتکلف ایسی حرکات میں مصروف ہیں، جن کے قلمبند کرنے سے طبیعت عاجز ہے - نہ روشنی کا کافی انتظام ہے، نہ ہوا کا بند و بست ہے اِس درجہ کے پاخانوں اور غسلخانوں کا تصوّر محال ہے - دو ہزار انسانوں کے لئے قریباً آٹھ پاخانے اُوپر والے عرشہ پر بنے ہوئے ہیں -

جہاز کا اوپر والا عرشہ جہاں فرسٹ کلاس کیبن ہوتے ہیں، دراصل درجہ اول کا برآمدہ ہوتا ہے، جو تیسرے درجے والے، قلیوں یا جہاز کے ادنےٰ افسروں کو کچھ دے دلا کر یا زبردستی اپنے قبضہ میں کر لیتے ہیں - یہ جگہ جہاز کے باقی حصّوں کے مقابلے میں ہوادار اور آرام دہ ہوتی ہے، اور اس حصّہ کے مسافر بہت خوش قسمت تصوّر کئے جاتے ہیں - میٹھا پانی اوّل تو ملتا ہی بہت کم ہے اور پھر اسکے لئے بھی اوقات مقرر ہیں - یہی حال ایندھن کا ہے - یہ چیزیں جہازی کمپنیوں کی طرف سے درمیانہ عرشہ میں مُفت تقسیم ہوتی تھیں اور اُن کی تقسیم کے وقت جو ہنگامہ بپا ہوتا تھا، الامان والحفیظ! کھوے سے کھوا چھلتا ہے - سر سے سر ٹکراتے ہیں - کمزور و نحیف حاجی فرش پر گر جاتے ہیں اور اُن کا کوئی پُرسانِ حال نہیں ہوتا - دیکھنے والوں کو ان پر رحم آتا ہے، لیکن وہ ہیں کہ اپنے حال پر مست اور اپنی حالت پر قانع، اُنہیں نہ برقی قمقموں کی ضرورت ہے اور نہ پنکھوں کی تلاش نہ برف کی ہوس ہے، نہ لائم جُوس کی خواہش - کہیں تلاوت جاری ہے، کہیں مسائل بیان ہو رہے ہیں، کہیں برتن صاف کئے جا رہے ہیں - کوئی کپڑوں کی صفائی میں

مصروف ہے۔ کہیں روٹیاں توے پر پڑ رہی ہیں۔ اُن کی طرزِ بود و ماند قابل نفرت۔ اُن کا صبر و استقلال قابلِ داد، اُن کی ہمت قابلِ آفرین، اور عقیدت سزاوار صد ہزار تحسین۔ جہاز کے نچلے درجہ میں گرمی کی وجہ سے حبس رہتا ہے، کیونکہ پنکھے نہیں ہوتے۔ شکر ہے، اب حج کمیٹی کی رپورٹ پر کھانا پکانے کی ضرورت نہیں رہی اور ان تکلیفوں سے نجات ہو گئی ہے۔

حاجیوں کے جہاز میں دوئم درجہ کا ٹکٹ لینا سخت غلطی ہے، جہاز کے اِس درجہ کو ریل کے دوئم درجہ پر قیاس نہیں کرنا چاہیئے۔ وہ آرام و راحت یہاں بالکل عنقا ہے۔ ساڑھے چار سو اور ساڑھے پانچ سو کی رقم میں بہت زیادہ فرق نہیں۔ جو لوگ صاحب استطاعت ہوں وہ اوّل درجہ کا ٹکٹ لیں۔

جہاز کی پریشانیاں

جہاز میں متلی اور سر چکرانے کا عارضہ بالعموم ہر حاجی کو ہوتا ہے۔ اور بعض لوگوں کی حالت تو بہت زیادہ خراب ہو جاتی ہے، اور متواتر کئی دنوں تک ہوش نہیں آتا۔ پیشبندی کے لئے لوگ کاغذی لیموں، مختلف قسم کی کھٹائیاں، سفوف اور چٹنیاں ہمراہ لے لیتے ہیں۔ ہلکے ترش میوے اکثر متلی اور دوران سر میں مفید ثابت ہوتے ہیں۔ مارچ اور اپریل کا مہینہ بحری سفر کے لئے موزوں ہے۔ تلاطم بہت کم آتے ہیں، سطح سمندر عموماً خاموش اور پُرسکون رہتی ہے۔ البتہ برسات کے موسم میں خصوصاً آغاز و انجام پر سمندر میں شدید تلاطم برپا رہتا ہے، اور طاقتور موجیں ہولناک حد تک بلند ہو ہو کر جہاز سے ٹکراتی رہتی ہیں۔ جہاز بُری طرح ڈانواڈول ہو کر حرکت کرنے لگتا ہے، جس سے دردِ سر اور متلی شروع ہو جاتی ہے۔ تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ زیادہ کھانا اور بھوک دونوں چیزیں مضر ہیں۔ ایک طرف اگر ثقیل و دیرہضم اشیاء سے پرہیز کی ضرورت ہے۔ تو دوسری طرف بالکل بھوکے رہنے سے بھی احتیاط لازمی ہے بجائے اسکے کہ دن میں ایک دو دفعہ شکم سیر ہو کر کھایا جائے۔ یا قطعی طور پر بھوکا رہا جائے، بہتر یہ ہوگا۔ کہ چائے اور ناشتہ وغیرہ ہلکی غذاؤں کا استعمال کیا جائے۔

اور یہ کوشش کرنی چاہئے۔ کہ تازہ ہوا حاصل ہوتی رہے۔ اس نعمت سے تیسرے درجہ والے عموماً محروم ہوتے ہیں۔ یہ کوشش بھی کرنی چاہئے۔ کہ نگاہ کو جہاز کے کناروں پر نہ جمنے دیا جائے۔ بلکہ سمندر کے دور دراز حصوں پر دیکھتے رہنا چاہیئے۔ اس طرح متلی اور سر دردی سے حتی الوسع آرام رہے گا۔ اگر تلاطم نہ ہو۔ تو جہاز چلتا ہوا بالکل معلوم نہیں ہوتا۔

دعا

جہاز پر متلی وغیرہ کی وجہ سے انسان اکثر اوقات بیہوش سا رہتا ہے۔ لیکن کوشش یہ کرنی چاہئے کہ حتی الوسع اپنے جسم اور کپڑوں کو پاک رکھا جائے۔ تاکہ فرائض نماز کی ادائیگی میں تساہل نہ ہو جب حجاج کشتی یا جہاز میں سوار ہوں۔ تو اس وقت یہ دعا پڑھنی چاہیئے:۔

بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖیهَا وَمُرْسٰهَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ الرَّحِیْمٌ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌ بِیَمِیْنِهٖ سُبْحٰنَهٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ط

کشتی کا چلنا اور ٹھہرنا اللہ کے نام سے ہے میرا رب بخشنے والا مہربان ہے اور انہوں نے اللہ کی قدر نہ جانی جیسی کہ اسکی حق شناسی ضروری تھی۔ اور ساری زمین قیامت کے دن اسکی مٹھی میں ہوگی۔ اور سب آسمان اسکے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہونگے۔ اور وہ انکے شرک سے پاک اور بلند ہے

جب حجاج کا جہاز ہندوستانی بندرگاہوں سے پیچھے ہٹنا شروع ہوتا ہے۔ تو ساحل کی ہر چیز بتدریج نظروں سے اوجھل ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ اور جوں جوں جہاز نیلے سمندر کی طرف حرکت کرتا ہے۔ پانی کی نیلاہٹ اور شوریت بھی بڑھتی جاتی ہے۔ اور عین وسط میں جا کر جب کئی روز تک خشکی کے آثار نظر نہیں آتے۔ نگاہ پانی کو دیکھتے دیکھتے اکتا جاتی ہے۔ تو ہر حاجی اس بحری سفر کے اختتام کے لئے بے چین و بے قرار نظر آتا ہے۔ پانی کی بے پناہ وسعت اور نیلاہٹ دیکھ کر قرآن پاک کا یہ ارشاد یاد آتا ہے:۔

وَلَوْ کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّکَلِمٰتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ کَلِمٰتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ط

اگر سارا سمندر بھی روشنائی بنجائے اور اسی جیسا ایک اور سمندر بھی روشنائی کا بنا دیا جائے جب بھی قدرت الٰہیہ کے بحر بیکراں کے کلمات لکھنے سے قاصر رہے گا۔

اکثر علماء کا خیال ہے۔ کہ وجہ تشبیہ فراوانی آب ہے۔ لیکن اس نیلاہٹ کو جو نیل خالص کو بھی شرمانے والی ہے۔ دیکھ کر سمجھ میں آتا ہے۔ کہ فراوانی آب کے علاوہ پانی کی نیلاہٹ بھی ہے۔ اسکے علاوہ یہ استنباط بھی ممکن ہے کہ تحریر کے لئے بہترین روشنائی نیلے رنگ کی ہوتی ہے۔

عدن

جہاز میں کئی دن تک متواتر سفر کرنے کے بعد خشکی کی دھندلی اور موہوم علامات کو دیکھ کر طبیعت بے تاب ہو جاتی ہے۔ کئی دنوں کے بعد عدن کی آبادی نمودار ہوتی ہے۔ یہ مقام بمبئی سے ۱۶۶۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اس کا محل وقوع نہایت عجیب ہے۔ اسی جگہ بحرِ ہند کا خاتمہ اور بحر احمر کا آغاز ہوتا ہے۔ انگلستان کے قبضے میں جس قدر بھی بندرگاہیں ہیں۔ ان میں سے عدن اور جبرالٹر کا خاص درجہ ہے۔ یہ بندرگاہ پہلے ٹرکی کے قبضہ میں تھی۔ لیکن جب یہ انگریزوں کے پاس آگئی عدن اسوقت خشک پہاڑ ہے۔ سبزی بہت کم۔ تنگ بھجنگ پہاڑی چٹانیں نظر آتی ہیں۔ کہتے ہیں کہ کسی زمانہ میں یہ علاقہ جنت الفردوس کا نمونہ کہلاتا تھا لیکن ہزاروں سال میں خدا جانے کتنے انقلاب آئے۔ اور کتنے تغیرات ارضی نمودار ہو چکے ہیں۔ اس بندرگاہ پر حجاج کے جہازات کبھی لنگر انداز ہو جاتے ہیں۔ اور کبھی مسلسل آگے بڑھے چلے جاتے ہیں۔ اور کم و بیش سولہ گھنٹے کی مسافت کے بعد کامران پہنچ جاتے ہیں۔ یہ وہ جگہ ہے۔ جہاں حاجیوں کو میدان حشر کا نقشہ یاد آتا ہے۔ اور زندگی بھر قرنطینہ کی شکایت کرتے راہی ملکِ عدم ہو جاتے ہیں۔ لیکن اب حاجیوں کا جہاز کامران میں نہیں ٹھیرے گا۔ بشرطیکہ کوئی وبائی حادثہ جہاز میں نہ ہُوا ہو۔

قرنطینہ کامران

کامران چار ہزار کی آبادی کا ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے۔ جو جنگ عمومی کے بعد سے ترکوں کے ہاتھ سے نکل کر انگریزی قبضہ میں آگیا ہے۔ علاقہ یمن میں واقع ہے۔ جہاں ایک انگریز حاکم برٹش ملٹری ایڈمنسٹریٹر کے نام سے رہتا ہے۔ اصلی نام قمران تھا۔ اب شاید اسی مناسبت سے کہ یہ زمین کامرانی و کامیابی کا پہلا نشان ہے۔ اس کا نام بھی عام زبانوں میں کامران ہو گیا ہے۔

یہاں حاجیوں کا قرنطینہ ہوتا ہے یعنی حاجیوں کو غسل اور ڈاکٹری معائنہ کیلئے روک لیا جاتا ہے۔

جس مقام پر جہاز لنگر انداز ہوتا ہے۔ وہاں ساحل میل ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اور یہ مسافت کشتی پر طے کرنی پڑتی ہے۔ اور جہاں کشتی ٹھہرتی ہے۔ وہاں سے مقام غسل بھی دو تین فرلانگ کے فاصلہ پر واقع ہے۔ کامران گویا حجاج کا غسلخانہ ہے۔ عام طور پر غسل سے انبساط اور روح و جسم میں تازگی اور بالیدگی پیدا ہوتی ہے لیکن یہ غسل جو طبی نگہداشت میں دیا جاتا ہے۔ ہزاروں امراض کا پیش خیمہ ثابت ہوتا ہے۔ حجاج اپنے سامان کا بیشتر حصہ جہاز پر چھوڑتے ہیں صرف مختصر سا سامان لیکر اترتے ہیں۔ یہاں مختلف کیمپ بنے ہوئے ہیں۔ ہر ایک کیمپ کا احاطہ خاردار تار سے الگ الگ کیا ہوا ہے۔ ایک جہاز کے مسافر ایک احاطہ میں اتارے جاتے ہیں۔ برق کی مشین بھی ترکوں کے وقت سے لگی ہوئی ہے۔ بانس اور کھجور کی کھلی ہوا دار بارکیں بھی موجود ہیں یعنی اس جگہ سے ڈیڑھ دو میل کے فاصلہ پر ہے۔

یہ مقام خوشگوار ہے۔ عمدہ اور نفیس ہوا ہر وقت چلتی ہے۔ اشیاء خوردنی کے نرخ مقرر ہیں سب چیزیں مناسب نرخوں پر مل جاتی ہیں +

غسل کی ترکیب

سب سے پہلے حاجیوں کو غسلخانہ کے برآمدہ میں بٹھا دیا جاتا ہے۔ اور جس وقت انکی جماعت کی باری آتی ہے۔ انھیں ایک بڑے کمرے میں داخل کر کے اُن کا لباس اتروا لیا جاتا ہے۔ اور پہننے کے لئے صرف ایک لنگی دیجاتی ہے۔ جو ناف سے لیکر گھٹنوں تک بمشکل تمام پہنچتی ہے۔ اسکو نہاتے وقت پہنا جاتا ہے۔ نہانے کے بعد بھی یہ بھیگی ہوئی لنگی زیب تن رہتی ہے۔ اور اسی کے ساتھ جسم صاف کیا جاتا ہے۔ ٹونٹیاں کھول دی جاتی ہیں۔ اور ہر حاجی کو ایکبار ایسے پانی میں غسل کرنا پڑتا ہے جس میں دفع اثرات دوائیاں ملی ہوتی ہیں۔ اور پھر اس کے بعد ٹھنڈے پانی میں غسل دیا جاتا ہے۔ اس ٹھنڈے غسل کے معاً بعد دوسرے کمرہ (جامہ خانہ) میں لاکر بجلی کے پنکھے کھول دیئے جاتے ہیں نہائے ہوئے حاجیوں کے بھیگے ہوئے اور تر جسم کو اس قسم کے "طبی طریقوں" سے خشک کیا جاتا ہے +

حمام خانہ میں آنیکے بعد حاجیوں کا جو لباس قبل غسل اُتروا لیا گیا تھا۔ اُسے یکجا بکھیارہ دیا جاتا ہے۔ اور سب کپڑے ایک بڑے گٹھڑ میں بھیگے ہوا گئے۔ خلط ملط۔ وہاں لاکر رکھ دیئے جاتے ہیں۔ اور ہر حاجی اس انبار میں سے اپنے اپنے کپڑوں کی تلاش شروع کر دیتا ہے۔ کپڑوں سے سخت بو آتی ہے۔ ہر تلاش میں خاصہ وقت صرف ہو جاتا ہے۔ اور اسکے بعد سب کپڑے اگر صحیح سلامت مل بھی جائیں۔ تو ان بھیگے ہوئے کپڑوں کو پانی سے تر جسم پر پہنکر خس کی اُن بارکوں میں جانا پڑتا ہے۔ جو غسلخانہ سے قریباً نصف فرلانگ کے فاصلہ پر ایک کھلے میدان میں صحت بخش جگہ پر واقع ہیں۔ یہاں جہاز کی تکلیفوں اور دھکوں کے بعد حجاج کی طبیعت کو بہت زیادتی محسوس ہوتی ہے۔ مردانہ غسل کی بجائے زنانہ غسل میں زیادہ مصائب پیش آتے ہیں۔ اسلئے کہ مسلمان خواتین ایسی ہیں کہ ایک دوسری کے سامنے برہنگی کو برداشت نہیں کرسکتیں۔ اور غسل دینے والی عورتیں اس قدر پھوہڑ اور بد اخلاق ہوتی ہیں۔ کہ تمام خواتین اُنکے ہاتھوں سے ہم و نالاں ہی باہر آتی ہیں۔

اس نوع کے غسل کے بعد نزلہ، زکام، کھانسی، حرارت اور بخار ایسی امراض کا پیدا ہونا بالکل قرین قیاس ہے۔ اور پھر اُن اجسام پر تو اس پانی، ہوا اور مرطوب لباس کا کیا اثر ہوتا ہوگا۔ جو پہلے ہی کمزور یا مریض ہوں۔ حجاج کی زبانی اکثر سنا گیا ہے کہ یہ غسل بعض حجاج کے لئے تو پیغام آخرت بن گیا۔

حج کمیٹی اور قرنطینہ

حج کی تحقیقاتی کمیٹی کے سامنے بعض حاجیوں نے اپنی آپ بیتی سُناکر کامران میں قرنطینہ کی شدید و پرزور مخالفت کی۔ اس متحدہ احتجاج کا اسقدر نتیجہ بہرحال ضرور مرتب ہوا۔ کہ اس سال سے حاجیوں کے ہر جہاز کے لئے قرنطینہ لازمی نہیں رہا۔ بلکہ صرف حسب ضرورت رکھ دیا گیا۔ حج کمیٹی نے اپنی تحقیقات میں لکھا ہے۔ کہ جو جہاز طبی معائنے پر تندرست پائے جائیں۔ تو انہیں قرنطینہ کی زحمت گوارا نہیں کرنی پڑیگی۔ مندرجہ ذیل شرائط عائد کی گئی ہیں:-

(۱) جہاز کے تمام حاجی ہیضے یا چیچک سے محفوظ ہوں۔

(۲) جہاز کے کپتان اور ڈاکٹر کے اس اعلان پر شک کی کوئی وجہ نہیں۔ کہ

جہاز پر روانگی کے وقت یا سفر کے دوران میں طاعون ہیضہ اور چیچک کی کوئی واردات نہیں ہوتی۔

کمیٹی نے عام آدمیوں کی اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ کامران کا قرنطینہ حجاج کی تشخیص صحت کے لئے ضروری نہیں۔ اور جو کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ وہ حاجیوں کے لئے ناقابل برداشت مصائب کا موجب ہے کمیٹی نے اپنی تحقیقات کے دوران میں اس نکتے کا اظہار کیا ہے۔

"بہت سے حاجی نہانے کے بعد برقی پنکھے کے اثر سے کام میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اور یہ بلاشبہ ایک مصدقہ امر معلوم ہوتا ہے کہ نمونیا کھچنے کا کوئی عارضہ، جوڑوں کا درد۔ بسا اوقات کامران میں گیلے کپڑے پہننے کی وجہ سے پیدا ہو جاتا ہے۔ بعض معمر آدمیوں پر قرنطینے کا عمل کیا گیا۔ وہ باوجود بے پناہ کی صحت بالکل خراب ہو گئی۔" (حج کمیٹی رپورٹ)۔

کمیٹی کا اندازہ ہے کہ قرنطینہ پر قریباً دو لاکھ روپیہ خرچ آتا ہے۔ اور ارکان کمیٹی نے فیس قرنطینہ کی تخفیف کے ساتھ ہی عملہ میں بھی تخفیف کی سفارش کی ہے۔ ممکن ہے کہ آئندہ ان سفارشات پر عمل ہو جائے۔ آئندہ وہ لوگ جو ہیضے اور چیچک کے ٹیکہ کا بندرگاہ روانگی پر مصدقات کے ذریعے سے ثبوت فراہم کر دینگے۔ انہیں کامران پر قیام کیلئے مجبور نہیں کیا جائیگا۔ مگر حجاج کو نہ ان مصائب کا شکوہ ہے۔ اور نہ ان تکالیف کی شکایت۔ دھن کے پکے اور عزم کے پختہ لوگ ان تمام تکالیف کو برداشت کرتے ہیں۔ اور اللھم لبیک کہتے ہوئے قدم آگے بڑھائے چلے جا رہے ہیں۔ اگر آرام و راحت مقصود ہوتا۔ تو کسی کو کیا پڑی تھی کہ اس پاک و مقدس سفر کو اختیار کرتا ؎

جس کو ہو جان و دل عزیز، اس کی گلی میں جائے کیوں

کامران میں انگریزی ڈاک خانہ بھی ہے۔ اکثر حجاج یہاں خط ڈالتے ہیں۔ جہاز کم و بیش چوبیس گھنٹے کے قیام کے بعد چل دیتا ہے۔ اور قریباً اسی قدر مدت کے بعد یلملم پر پہنچ جاتا ہے یہ ہندوستان اور جنوبی ممالک کے حجاج کا میقات (احرام باندھنے کی جگہ ہے) جسکی تفصیلات آئندہ آئینگی +

میقات حرم

یعنی مکہ معظمہ میں بلباس احرام داخل ہونے کے حدود۔

مکہ معظمہ میں داخل ہونے کے لئے میقات یعنی حدود مقرر ہیں۔ زائرین حرم کیلئے ان حدود پر احرام باندھنا ضروری ہے۔ جناب رسالت پناہ کے زمانہ میں مندرجہ ذیل مقامات حدود حرم (میقات) مقرر کئے گئے ہیں:۔

(۱) ذوالحلیفہ یا بیر علی مدینہ منورہ اور قرب و جوار مدینہ میں مغربی اطراف کی طرف براہ خشکی آنیوالوں کے لئے مقام "ذوالحلیفہ" ہے جسکو اب بیر علی کہتے ہیں۔ جو مدینہ سے قریباً ۸ میل بطرف مکہ واقع ہے۔ اور مکہ سے قریباً ۱۸۵ میل ہے۔ یہ تمام میقاتوں سے دور واقع ہے۔

(۲) جحفہ یا رابغ نہر سویز کے راستہ سے جو زائرین شام و مصر و مغربی بلاد سے آتے ہیں۔ اگر وہ جدہ نہ اتریں اور رابغ کے بندرگاہ پر اتریں اور سیدھے مکہ آویں، تو انکے لئے جحفہ میقات ہے۔ جحفہ کی جگہ اب رابغ ہی میقات کہلاتا ہے۔ کیونکہ جحفہ کا اب نام نشان بھی نہیں رہا۔

(۳) ذات عرق عراق و مشرقی بلاد کی طرف سے براہ خشکی آنیوالوں کے لئے ذات عرق مقرر ہے۔ جو مکہ سے بجانب شمال مشرق ۴۲ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔

(۴) قرن جسے سیل بھی کہتے ہیں۔ اور مکہ سے ۵۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ایک سفید پہاڑ سمندر سے ۴۵۰۰ فٹ اونچا ہے عرفات و طائف سے نظر آتا ہے۔ مکہ سے جنوب مشرق میں بطرف نجد واقع ہے۔

یلملم یا سعیدیہ یمن کی طرف سے براہ خشکی آنیوالوں کے لئے یلملم ہے۔ جسے اب سعیدیہ کہتے ہیں۔ جو مکہ مکرمہ سے ۳۲ میل جانب جنوب واقع ہے۔

اسکے علاوہ جو لوگ دوسری جگہ سے آویں۔ تو انکو میقات کی محاذ کے درمیان جو جگہ آوے۔ احرام باندھ لینا چاہیئے۔ ہندوستان وجاوا وغیرہ سے براہ سمندر آنے والوں کے لئے حدِ میقات دراصل جدہ ہے۔

کامران سے چلکر قریباً ۲۴ گھنٹہ کی مسافت کے بعد یلملم کے پہاڑ سامنے آجاتے ہیں۔ جو جہاز سے سینکڑوں میل دور ہے۔ جہاز رانوں کو وقت کا اندازہ ہوتا ہے۔ لہٰذا وہ قبل از وقت حجاج کو آگاہ کر دیتے ہیں کہ یلملم آنیوالا ہے۔ تاکہ حجاج احرام باندھنے کے لئے تیار ہو جائیں اندازاً پہاڑ کے عین محاذ میں پہنچکر سیٹی بجائی جاتی ہے۔ تاکہ حجاج نہا دھوکر احرام باندھنے کے لئے تیار ہو جائیں۔

میقات یلملم پر ایک بحث

یلملم میں احرام باندھنے کا ایک اصلاح طلب مسئلہ ہے۔ جسپر اسوقت تک کچھ غور نہیں کیا گیا۔ یمن کی طرف سے براہ خشکی آنیوالوں کے لئے مقام یلملم میقات ہے۔ جس کو اب جبل سعدیہ کہتے ہیں۔ جو کہ مکہ سے ۳۲ میل جانب جنوب مشرق واقع ہے۔ اور کنارہ سمندر سے اسی قدر دور واقع ہے۔ یہ مقام یمن والوں کیلئے تو بہتر ہے۔ مگر جو جہاز ہندوستان یا جاوا سے براہ سمندر آویں۔ یا دیگر راستوں سے آنیوالوں کے واسطے ہر جانب سے مقرر شدہ میقات کے درمیان سے احرام باندھنا چاہیئے۔ یہ تمام میقات خشکی کے راستے پر ہیں۔ اگر کوئی خشکی کے راستے سے جائے۔ تو وہ ان میقات کی حدود کے پہنچنے پر احرام باندھ سکتا ہے۔ ہندوستان والوں کو جہاز پر سمندر میں ایسے مقام پر احرام باندھنا پڑتا ہے۔ جہاں سے نہ تو یلملم کی پہاڑی نظر آتی ہے۔ اور نہ وہاں سے کوئی بندرگاہ ہی قریب ہے۔ رسیدھ کے معنی یہ نہیں ہیں۔ جیسے کہ اسوقت یلملم کی سیدھ لیجاتی ہے۔ حالانکہ جہاز وہاں سے سینکڑوں میل کے فاصلہ پر ہوتا ہے۔

میقات کی حد یلملم سے جدہ۔ جدہ سے رابغ۔ رابغ سے ینبوع۔ اور ینبوع سے ذوالحلیفہ تک چلی گئی ہے۔ اسلئے ہندوستان کے حاجیوں کو چاہیئے کہ وہ یلملم کی بجائے جدہ سے احرام باندھیں تو بہتر ہے۔ بعض علماء نے یہاں احرام باندھنا جائز قرار دیا ہے

اوّل تو جہاز پر احرام باندھنے کے بعد کوئی شخص اصل معنوں میں طاہر و مطہر نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ دونوں وقت جہاز کی دھلائی کے وقت بے اندازہ حاجیوں کے ہجوم کے باعث ناپاک چھینٹوں سے کپڑے بچ نہیں سکتے۔ دوسرے زیادہ مسافر سمندری بیماری دستی وغیرہ رہنے کے سبب مناسک احرام پوری طرح ادا کرنے سے قاصر رہتے ہیں سوم جہاز سے اُترتے وقت کشتیوں پر چڑھتے وقت بوقت افراتفری کی حالت میں حاجی ایک دوسرے سے اُلجھ پڑتے ہیں۔ اور سخت بیہودہ الفاظ زبان سے نکلتے ہیں۔ اور جہاز میں حمام وغیرہ کی کافی تکلیف رہتی ہے۔ اسلئے ان تمام تکلیفات کا علاج صرف یہی ہے کہ جدہ میں اُتر کر اپنا اسباب وغیرہ ٹھیک کرا کے حجامت کرا دیں۔ اور غسل کر کے نہایت اطمینان کے ساتھ تمام مناسک احرام ادا کر کے احرام باندھ کر مکہ معظمہ کا رخ کریں۔

احرام اور اس کی حقیقت

فرائض حج میں سب سے پہلا رکن احرام باندھنا ہے۔ احرام کے معنی حرمت کے ہیں۔ یعنی جب (میقات) حدود مکہ میں داخل ہو۔ تو بوجہ حرمت حاجی تہا دھوکر اُس مخصوص لباس یا وردی میں ملبوس ہو جائیں۔ جو دنیوی امتیازات اور منصبی تفریقات کو یک قلم دور کر دیتی ہے۔ بڑے بڑے فیشن پرست "ایم۔ اے" اور "بی۔ اے" کالر اور نکٹائی کے شوقین۔ پتلون اور کلاہِ فرنگی کے دلدادہ۔ جبّہ و دستار کے پرستار برہنہ سر ہو کر بیت اللہ میں داخل ہوتے ہیں۔ یعنی اسی فقیرانہ و غریبانہ لباس کو زیب تن کر لیتے ہیں۔ جو اُنکے نزدیک بلحاظ تمدن اور باعتبار تہذیب باعثِ عار تھا۔

احرام کا لباس

احرام کے معنی حرمت کے ہیں۔ یعنی میقات حرم یا جدہ سے مکہ میں داخل ہوتے ہر مکہ کی حرمت کرو۔

احرام کا لباس نہایت سادہ اور مختصر ہے۔ جو صرف دو سادی بے سِلی

چادروں پر مشتمل ہے۔ ایک چادر کا تہمد باندھا جاتا ہے۔ دوسری بطریق معمول جسم کا حصہ چھپانے کے لئے۔ بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں مونڈھے پر ڈالیں بسر ننگا رہتا ہے۔ کوئی سلی ہوئی چیز نہیں پہن سکتے۔ بس صرف ان کفن نما کپڑوں میں نہایت سکینیت کے ساتھ حدود مکہ میں داخل ہونا پڑتا ہے۔

احرام کا فلسفہ

فنونِ لطیفہ کے جو عجائب خانے اسوقت تک موجود ہیں۔ ان میں عہد قدیم کے انسانوں کی صورتیں قدیم طرز لباس میں دکھائی گئی ہیں۔ اور یہ لباس جامۂ احرام سے بالکل مشابہ بلکہ بعینہٖ جامۂ احرام آج قدیم یونانی اور رومانی اقوام کا خاکہ جو کہ تھیٹروں اور سینماؤں میں اتارا جاتا ہے۔ اُس میں اُس زمانہ کے لوگوں کی نقل بعینہٖ اسی لباس میں ظاہر کی جاتی ہے۔ اور انبیا کی جو تمثیل کی جاتی ہے۔ اُس میں تو اس قدیم ترین لباس کو نہایت اچھی طرح دکھایا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہود اپنی عبادتگاہوں میں بے سلا کپڑا پہنتے تھے۔ اور اب اِس سُنت کو اس طریق پر قائم رکھا ہے کہ جب کبھی یہ لوگ اپنے معابد میں جاتے ہیں۔ تو اُسی قدیم سادہ لباس کو پہن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مشابہت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اِس سے یہ صاف ظاہر ہے کہ عہد قدیم بلکہ اُسکے متمدن اور مہذب دور میں بھی یہ سادہ لباس مروج تھا۔ اور یہ تو ظاہر ہے کہ اُس بعید ترین زمانہ ماضی کی اقوام سینے اور آلاتِ خیاطت سے بے خبر تھیں۔ اور رفتہ رفتہ انہوں نے سلائی کا کام مچھلی کی خاردار ہڈیوں اور کھجور کے کانٹوں سے سیکھنا شروع کیا۔ اور فنِ خیاطت کی موجودہ ترقی یافتہ صورت تو چودھویں صدی سے لیکر سولھویں صدی عیسوی کے آغاز کا انجام ہے۔

زمانہ ماضی کی اقوام میں ایک قوم اشوری سادگی میں زیادہ مشہور تھی۔ جو اپنے قومی نسب کے اعتبار سے کلدانیوں کے قریب تر بلکہ بھائی واقع ہوئی تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی کلدانی قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔ اسلئے جامۂ احرام بعینہٖ وہی سادہ لباس ہے۔ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام اُسوقت پہنے ہوئے تھے

جب خدائے برتر و توانا نے اُن کو اعلانِ حج کا حکم دیا تھا۔

اُن کے بعد یہ سنتِ لباس بدستور قائم رہی۔ جامۂ احرام کا رنگ سفید اسلئے اختیار کیا گیا ہے کہ سفیدی عبادت و نظافت کی علامت ہے۔ ورنہ احرام کا اصل مقصد بن سلا ہوا کپڑا پہننا ہے جس سے اشارتاً اسباب کا اظہار ہوتا ہے کہ انسان دنیاوی شان و شوکت سے کنارہ کش ہو کر بدو بانہ زندگی اختیار کر کے اپنے خدا کے پاس آیا ہے۔ اور رب السمٰوات والارض کے روبرو انسانی زندگی اپنی پوری سادگی کے ساتھ رُونما ہوتی ہے۔ اور اس سے ایک ایسے عملی درعادلانہ اشتراکیت کا ظہور ہوتا ہے جس میں ایک کمترین گدا گر اور ایک زرین قبا شہنشاہ دونوں مساوی ہیں۔ یہی وہ لباس ہے۔ اور وہ وضع ہے جو بچپن کے گہوارے سے شروع ہو کر قبر کے گوشہ پر جا ختم ہوتی ہے۔ لہٰذا انسان جامۂ احرام کو پہنکر زبان حال سے اسباب کا اقرار کرتا ہے کہ اے خداوندا میں نے اپنے ظاہر و باطن کو اس دنیوی کثافتوں اور آلائشوں سے پاک کر لیا ہے۔ جو میرے روحانی ارتقاء کے راستے میں حائل تھیں۔ اور اس لباس کو اُتار پھینکا ہے جس پر جاہلیت کے نقش و نگار اور گمراہیوں کے بیل بوٹے ٹنکے ہوئے تھے۔

"تیرے روبرو اپنے تمام مقبوضات و مملوکات سے دست بردار ہو کر میں آیا ہوں تاکہ اُن نعمتوں کے حصول سے مالا مال ہو جاؤں۔ جو تیرے برگزیدہ اور محبوب ترین بندوں کا حصہ ہے۔ اگر زندہ رہا۔ تو تیری برکات سے بہرہ اندوز ہو جاؤنگا۔ اور اگر مر گیا۔ تو تیری سنت اور تیری اطاعت میں مروں گا۔ اور اسکے ذریعہ سے حقیقی دارالسعادت میں پہنچکر تیرے پاک اور مخلص بندوں کی جماعت میں محسوب ہونے کے قابل ہو جاؤں گا۔ یہ گروہ اُن لوگوں کا ہے۔ جنپر تو نے اپنا احسان کیا ہے۔ نہ اُن کا جن پر تیرا غضب نازل ہوا۔ نہ یہ طبقہ گمراہ ہے۔ بلکہ صراطِ مستقیم پر رہکر زندگی بسر کرنے آیا ہے۔ اور اپنی راست روی کا لازوال معاوضہ دربخیر فانی انعامات سے بہرہ ور ہو چکا ہے۔"

خدائے قدوس کا یہ منشا ہے۔ کہ بنی نوع انسان آپس میں مساویانہ حیثیت سے دنیا میں زندگی بسر کریں۔ ارشاد ہوتا ہے۔ "کہ ہم چاہتے ہیں کہ پست اقوام کو ابھار کر اعلیٰ مرتبہ پر پہنچا دیں۔" (دیکھو سورۃ قصص رکوع ۱) یعنی قدرت کسی کو اعلےٰ و اشرف اور کسی کو ادنےٰ وارذل دیکھنا نہیں چاہتی۔ اسلئے سردار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ "تم دنیا میں مسافرانہ حیثیت سے رہو" یعنی گو تم کیسے ہی سرمایہ دار یا اعلیٰ و اشرف سہی مگر اپنا طرز زندگی ادنٰی مسافرانہ اور غریبانہ رکھو۔ تاکہ غریب و امیر سب ایک حیثیت سے نظر آئیں۔ ایک دوسرے میں بظاہر کوئی امتیاز باقی نہ رہے۔

اس ادنیٰ اور مسافرانہ زندگی کا ایک شعبہ غیر ملکی مصنوعات کا مقاطعہ ہے یہ سبق قدرت نے اس طرح سکھایا تھا کہ رحم مادر میں جو ہمارا مولد اولین تھا۔ جو غذا و لباس ہمارے استعمال میں رہی۔ وہ بیرونی اور خارجی مصنوعات میں سے نہ تھی۔ اگر کسی ترکیب سے بیرونی اشیا کا استعمال کرایا جاتا۔ تو نہ ہماری خیر تھی اور نہ ہمارے مولد کی۔ اسکے بعد جب ہم نے دوسرے ملک میں قدم رکھا۔ تو قدرت نے اتنی مدت کے لئے کہ ہم نو وارد ملک کی آب و ہوا کے خوگر نہ ہوں گے۔ اسی ملک کا تیار شدہ ناشتہ ہمارے ساتھ کیا۔ فَتَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ +

احرام کے لباس پر تبصرہ

چونکہ حاجی تمام دنیاوی لذتوں سے کنارہ کش ہو کر خدا کی رضا جوئی کیلئے لباس احرام پہنتے ہیں اور حدود حرم میں اس سادہ لباس میں داخل ہو کر اس خدا کے گھر کی حاضری دیتا ہے۔ جس مقدس زمین پر کسی غیر مسلم کا داخلہ قطعی ممنوع ہے۔ مگر افسوس صد افسوس باوجود اس قدر احترام کے کبھی ذرا غیر مسلموں کے ہاتھ کے بنے ہوئے کپڑوں کا احرام بناتے ہیں۔ کاش کہ مسلمان کم سے کم بن نادر ہوتو یہ تو اپنے مسلمان کابینوں (جولاہوں) کے ہاتھ کا بنا ہوا کپڑا پہنکر جاویں۔ حالانکہ ہندوستان کے جولاہے کثرت سے نمازی ہیں۔ اور احکام دین کے پابند محنت سے اکل حلال پیدا کرتے ہیں۔ لیکن مسلمان انسے کپڑا خریدنا

عار سمجھتے ہیں۔ اگر آپ اپنے مسلمان بھائیوں کے ہاتھ کی بنائی ہوئی چیزیں استعمال میں لاویں۔ تو مسلمانوں کی کاروباری قدر افزائی کرنیکے علاوہ مسلمانوں کے افلاس کا بھی قلع قمع کر سکتے ہو۔ آپکو بیشک سادہ لباس پہننا چاہیئے۔ اور اپنی قوم کے افراد کے ہاتھ کا بنا ہوا۔ تاکہ تمہاری دولت تمہارے گھر ہی رہے۔ اور غیر اسپر قابض نہ ہوسکیں۔ اسلئے مسلمانوں کو غیر مسلموں کی سرمایہ داری کے خلاف خاموش پسند تبلیغ آمیز جنگ کرنے کے لئے جولاہوں کا بنایا ہوا کپڑا پہننا چاہیئے۔ اسلئے کہ سرمایہ داروں کے آہنی صندوقوں کے منجمد سرمایہ میں مزید اضافہ نہ ہونے پائے۔ بلکہ دولت غریبوں مسکینوں اور مزدوروں میں تقسیم ہونے لگے۔ اس لئے تاکہ صرف چند غیر مسلم دولتمند ہی غریبوں کے حقوق کو غصب کرکے تمردانہ عیش و عشرت کی زندگی بسر کریں۔ بلکہ دنیا میں زیادہ سے زیادہ افراد راحت و آرام کی زندگی بسر کر سکیں۔ اسلئے کہ دولت کی غیر مساوی تقسیم بھی مٹ جائے۔ اور ایسا ہو کہ ایک غیر مسلم شخص سیلے قیاس دولت رکھ کر شان استغنا و بے نیازی کے ساتھ تخت زریں پر اکڑے۔ اور ایک مسلم قوت لا یموت کو ترستا رہے اور اللہ کے کھائے ہوئے فرش پر بھی چین کے ساتھ نہ بیٹھ سکے۔ اس لئے کہ نوعی محبت و ہمدردی کی بے قدر و قیمت زبانی جمع خرچ کی جگہ اخوت و مساوات کا صادق اور صحیح جذبہ عملاً کارفرما ہو جائے۔

اسلام تعلیم دیتا ہے محبت۔ ہمدردی۔ ایثار۔ قربانی۔ اتحاد۔ مصالحہ جزئیہ پر مصلحت کلی کو ترجیح دینا۔ وغیرہ صفات حسنہ کی۔ تاکہ ہماری انفرادی زندگی اس حد کمال کو پہنچ جائے۔ جہاں خودغرضیاں اور نفس پرستیاں بالکل فنا ہو جائیں۔ اور ہم اپنے وجود سے غافل و بے پروا ہو کر اخوت و مساوات کے جذبہ صادق کو پیدا کر کے اجتماعی و قومی زندگی کے لئے اپنی طاقتیں اور قوتیں استعمال کرنے لگیں۔ پس اگر مسلمانوں میں مردانگی کا ذرا بھی جوہر موجود ہے جمیت کی ایک چنگاری بھی زندہ ہے۔ انسانی فرائض کا ادنے سا بھی احساس باقی ہے۔ تو اُن کا فرض ہے کہ کوشش کریں۔ کہ عالمگیر اخوت و برادری کی برکتیں حاصل ہوں۔ قوم کا ہر فرد نہ صرف اپنے تئیں بلکہ ہر دوسرے فرد کو قومی جسم کا زندہ اور ضروری عضو سمجھنے لگے۔

علماء۔ امراء و قائدین کا فرض چونکہ بلند طبقہ کی اصلاح قومی ترقی و فلاح کے لئے از بس ضروری ہے۔ چونکہ خواص کی اتباع و تقلید عوام کیا کرتے ہیں۔ اسلئے ضروری

ہے۔ کہ ہماری قوم کے لیڈر۔ علماء و امراء نہ صرف اپنے بھائی جولاہوں کا بنا ہوا کپڑا استعمال کریں۔ مگر لباس بھی اس وضع کا نہ بنائیں جسکو عوام نہ پہن سکیں۔ لباس اس وضع کا نہ ہو جسکو زیب تن کر کے ناداروں اور مفلسوں سے دور رہنے کی کمزوری دلوں میں پیدا ہو۔ جس کو پھکر بوسیدہ کپڑے پہننے والے غریبوں کے برابر صف میں کھڑے ہونے سے گریز کرنا پڑے۔

مسلمانوں کی کمائی کا قریباً قریباً تمام حصہ غیر مسلموں کے پاس چلا جاتا ہے۔ مگر غیر مسلم مسلمانوں کے ہاتھ کی بنی ہوئی چیزیں خریدنا عیب سمجھتے ہیں۔ اسکے علاوہ صرف حج کے موقعہ پر بھی غیر مسلموں کے کارخانہ کی بنی ہوئی غیر ضروری چیزوں کو خریدنے پر مسلمانوں کی محنت و مشقت سے کمائی ہوئی دولت کا کثیر حصہ غیر مسلموں کے حوالہ ہو جاتا ہے۔ جس روپیہ سے یہ غیر مسلم مسلمانوں کو مٹانے کے اسباب مہیا کرتے رہتے ہیں ؎

عزت و زندگی کا راستہ

غیور انسان عزت کو زندگی پر ترجیح دیتا ہے۔ اور عزت و زندگی دونوں کا راستہ یہ ہے کہ افراد جماعت کے مفاد کو پیش نظر رکھیں۔ تم کو چاہیئے کہ قوم کی حالت کا صحیح اندازہ کر کے وہ کام اختیار کرو۔ جو قوم کے لئے نمونہ بن سکیں۔ جسکو مسلمان زیادہ سے زیادہ اختیار کر سکیں۔ اور صرف چند نفوس ہی نہیں بلکہ پوری قوم دوش بدوش ترقی کی راہ پر چل سکے۔ ڈاکٹر جے۔ ڈبلیو۔ لیبز اپنی کتاب "مذاہب عالم" میں لکھتے ہیں۔ کہ "مساوات کا نظاہرہ جو حج کے موقعہ پر کیا جاتا ہے اسقدر مکمل ہے کہ آقا و خادم میں تمیز کر لینا قطعی ناممکن ہے"۔ ٹائمز آف انڈیا مؤرخہ ۲۱۔ جون ۱۹۳ء میں ایک انگریز اپنے مضمون کے دوران میں لکھتے ہیں۔ کہ "جب ایک زائر مکان سے روانہ ہوتا ہے۔ تو سمجھ لیا جاتا ہے کہ اُسنے تمام دنیاوی علائق سے مُنہ موڑ لیا ہے۔ اور اُسے صرف اتحاد رحمت اللہ کا خیال ہے۔ جب وہ اس جگہ پہنچتا ہے۔ جسے میقات کہتے ہیں۔ اور جہاں سے مکہ معظمہ ۰ ۶ میل کے فاصلہ پر رہجاتا ہے۔ تو وہ اپنے کپڑے اُتار کر ایک ایسی پوشاک زیب تن کرتا ہے جسے لباس فقیرانہ کہنا مناسب ہے یعنی ایک سفید رنگ کا بغیر سِلا ہوا کپڑا تہمد کے لئے اور ایک دوسرا کپڑا اوڑھنے کے لئے۔ ریگستان میں سورج کی دھوپ خواہ کتنی سخت اور جھُلسانے والی ہو۔ مگر وہ اپنا سر کھُلا رکھتا ہے۔ جب وہ اس پوشاک سے اپنا جسم ڈھانپ

لیتا ہے۔ تو وہ کہتا ہے " اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ "

وہ ان الفاظ سے خدا کو مخاطب کرتا ہے کیونکہ یہ اعتقاد ہے کہ جب تک خدا طلب نہیں کرتا کوئی شخص حج کے لیے نہیں جا سکتا۔ یہ نظارہ قابل دید ہوتا ہے کہ شمالی ہند کا ایک نواب۔ یا بمبئی یا کلکتہ کا ایک کروڑ پتی تاجر اسی پوشاک میں ہوتا ہے۔ جو پوشاک بغداد کی سڑکوں پر پھرنے والے فقیر پہنتے ہیں۔ جاوا کا ایک بادشاہ۔ استنبول یا قاہرہ کا ایک آفندی خدا کی نظر میں تمام انسانوں کے ایک جنت ساز کے برابر ہیں "

اسوۂ حسنہ

محسن عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے کبھی کسی بڑے مرتبہ کا دعوے نہیں کیا۔ آپ کا دعوے تھا۔ کہ آپ بھی دوسروں کی طرح اللہ تعالےٰ کے خدمتگذار ہیں۔ علاوہ ازیں آپ اللہ کے رسول ہیں۔ ہم اپنی کوتاہ نظروں اور مادی ذہنیت کی بنا پر سیاسیات کو بہت زیادہ اہمیت دے بیٹھتے ہیں۔ کہ کوئی امیر زادہ ہی اپنے مقام بلند سے نیچے اتر کر عام آدمیوں میں ملجانے کا خیال ظاہر کرے۔ تو ہمارے نزدیک گویا دنیا میں خدا اتر آتا ہے۔ لیکن کس قدر عجیب تھی وہ مثال۔ جو عرب کے روحانی اور جسمانی دیوتا نے پیش کی۔ جو اپنا جوتا خود گانٹھ لینے تھے۔ اور جن کی بیوی اور بیٹی اپنے ہاتھوں سے کھانا پکاتی اور اپنے ہاتھ سے خود چکی پیستی تھیں۔ اور انکی امداد کو کوئی نوکر نہیں تھا۔ اور عرب کے یہ عظیم الشان پیغمبرؐ اور خدا اور بندوں کے محبوبؐ اپنے سر پر اینٹیں اور گارا لئے جاتے تھے۔ اور ایک مسجد کے بنانے کے لئے دوسرے مزدوروں کے ساتھ کام کرتے تھے۔

" دنیاوی ترقی کا نام رکھکر اپنی شکم پروری و تن پوشیوں کی خود غرضیوں کی تکمیل کے لئے غلبہ حاصل کرنے اور سرمایہ دار بننے کیلئے ہر قوم نے دنیا میں تمدنی قیود قائم کیں۔ اور اپنی قوم ہی کی ترقی کو نصب العین قرار دیا۔ مگر مسلمانوں کو اس " قومیت و وطنیت " کے شیطانی دھوکے سے بچنا چاہیئے۔ اور سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی غرض قومی و ملکی قیود مصنوعی کو توڑ کر ایک عالمگیر اخوت کی بنیاد رکھنا تھا۔ ملکوں کی حدود اور قوموں کے امتیازات و تعصبات کو مٹا کر نسل انسانی کی وحدت کو قائم کرنا تھا۔ اخوت عالمگیر اور وحدت نسل انسانی کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہر ملک و ہر خطہ زمین کیلئے ایک ہی وضع کا لباس کیونکر رائج

کیا جانتا ہے۔ سب کے اختلافات آب وہوا۔ موسم و مقام۔ انسانوں کے اختیار سے باہر کی
چیزیں ہیں قطبین و خط استوا۔ عرب و عجم۔ انگلستان و ہندوستان۔ سرما و گرما۔ کے لئے
لباس کے مختلف ہونے کی ضرورت سے کیونکر انکار ہو سکتا ہے۔ اسلئے ہر مقام و موسم کا لباس یکساں
نہیں ہو سکتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کسی خاص نوع کے لباس پر اصرار ثابت نہیں۔

یونیفارم کی ضرورت

مگر ظاہری یکسانیت بھی اپنی اہمیت رکھتی ہے۔ آج
وردی اور یونیفارم کی مصلحت ہر شخص سمجھتا ہے پھر
اسلام جیسے وسیع دائرہ میں سیاہ سپید۔ زرد سرخ۔ متمدن و وحشی۔ عالم و جاہل۔ ہر قسم کے انسان
داخل ہیں۔ اور جو دنیا میں توحید کا واحد علمبردار ہے۔ کثرت میں وحدت پیدا کرنے کی ضرورت کو
کیونکر نظرانداز کر سکتا تھا۔ اس لئے حکم دیا گیا کہ ہر سال حج کے موقعہ پر اطراف عالم سے مسلمان
ایک مقام یعنی عرفات (مکہ معظمہ) میں جمع ہوں۔ اور ایک ہی یونیفارم یعنی وردی (لباس) میں۔ پھر
وہ لباس بھی ایسا ہو جس میں غرور و تمکنت نہ ہو۔ بلکہ سادہ ہو جس میں انکساری پائی جاتی ہو۔
چونکہ اس سالانہ اجتماع میں مشرقی اور مغربی ممالک کے مستطیع باشندوں کا خاص وقت
میں شامل ہونا اسلام نے ضروری ٹھہرایا۔ جس طرح نماز میں تکبیر تحریمہ فرض ہے۔ اُسی طرح زیارت
خانہ کعبہ کے ارادہ سے جانیوالے کیلئے احرام باندھنا بھی لازم ہے۔ بہت سے عشاق احرام کی حالت
میں اس قدر حظ اور روحانی سُرور پاتے ہیں کہ بندگان ہوا کو لذیذ ترین غذاؤں میں اور نفیس
ترین لباسوں میں نصیب نہیں ہوتی۔ لہٰذا وہ اپنے شہر سے نکلتے ہی تمام وہ چیزیں ترک کر دیتے
ہیں جنکا ترک کرنا ذوالحلیفہ۔ جدہ وغیرہ پر ایسے شخص پر لازم ہوتا ہے۔ جو زیارت کعبہ
کے لئے مکہ جا رہا ہو۔ اور بعض ایسے عشاق ہیں جنکو کئی کئی ماہ راستے میں خرچ ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا
رحمت اللعالمین ؐ کی رحمت کے صدقہ پروردگار عالم نے ذوالقعدہ سے پہلے مہینہ یعنی شوال
میں بھی احرام باندھنے کی اجازت مرحمت فرمادی۔ اور اسی کی طرف سورۂ بقر کی آیت ۱۹۷
میں اشارہ فرمایا۔ اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ۔ حج کے (احرام باندھنے کے) معلوم
مہینے ہیں۔ چونکہ حج غلامان محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا عاشقانہ فعل ہے۔ اور
انکے تمام اقوال ماثورہ اور افعال مسنونہ میں جذبۂ عشق خدائے قدوس نظر آتا ہے۔ اور وہ اپنے

محبوب حقیقی کی سب سے پہلی اور سب سے بابرکت عبادت گاہ کی زیارت کیلئے وطن سے جدا ہونے میں عیش و آرام ٹھاٹھ باٹھ کو چھوڑتے ہیں۔ اور وہ اپنے عزیزوں اور قریبیوں سے الگ ہو کر اس امر کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔ کہ انکو ان تمام پیاری چیزوں سے اللہ جل جلالہ زیادہ محبوب ہے۔ وہ دنیا کو بتا دیتے ہیں کہ کمایا ہوا مال اور تجارتی منافع اور عمدہ ترین مکانات محبت الہی کے وسائل ہیں۔ مگر یہ تمام چیزیں ہماری زندگی کی اصلی غرض نہیں۔ بلکہ اصلی غرض وہ ہے جسکے حصول کیلئے یہ تمام وسائل قربان کر دیئے گئے ہیں۔ اسی محبت اور فریفتگی کی تعلیم خدائے قدوس نے سورۂ توبہ کی آیت نمبر ۲۴ میں دی ہے۔ جس طرح ایک عاشق اپنے معشوق کو ہر وقت یاد کرتا رہتا ہے۔ اس سے کہیں زیادہ عشاق کا گروہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہتا ہے۔ آسائش والا لباس ترک کر دیتا ہے۔ ہر قسم کے خوشبودار تیل عطر کے استعمال کو حرام خیال کرتا ہے۔ بال پراگندہ ہیں۔ چہرہ خاک آلودہ ہے۔ وہاں جا کر اس گھر کے گرد گھومتا ہے۔ محبوب حقیقی کی تلاش میں دامن اٹھائے دوڑتا ہے۔

ممانعت رفث

لہذا وہ تمام چیزیں جو جذبۂ عشق الہی میں مانع ہو سکتی تھیں ان سے احرام باندھنے کے بعد موثر الفاظ میں روک دیا۔ عشق و محبت دنیوی میں اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کی محبت مرد اور عورت کے درمیان ہوتی ہے۔ خدائے قدوس نے ہر ایسے کلام سے جو مرد و عورت کے تعلقات کی طرف اشارہ کرتا ہو روک دیا۔ فَمَن فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ۔ احرام باندھ کر بالخصوص کوئی ایسا فعل سرزد نہیں ہونا چاہیئے جس سے تمہاری رقابت مقصود ہو۔ اور تمام ایسی حرکات سے اجتناب ہو۔ جو مساوات نسلی کی نقیض اور اطمینان روحانی میں مخل نظر آئیں۔

احرام کی طبی حیثیت

اطباء کی یہ رائے ہے کہ انسان کو سال بھر میں تقریباً ایک مہینہ اپنے آپ کو کھلی ہوا اور موثرات فضائیہ میں رکھنا چاہیئے۔ تاکہ اسکے تمام مسامات آکسیجن کے اثر سے صاف ہو جائیں۔ اور اس طرح جسم اپنی قوت و توانائی کو دوبارہ حاصل کر سکے۔ اسکے اصول کے موافق خون میں کاربونک کے جو اجزا شامل رہتے ہیں۔ وہ ملجاتے ہیں۔ اور اسکے دورہ کے ساتھ جسمانی فضلات

کا بھی خاتمہ ہوجاتا ہے۔ اِسلئے قلب میں پاک وصاف خون دوڑجاتا ہے۔ اور اس سے کامل صحت ہوجاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یورپین لوگ بالخصوص انگریز جو اور قوموں سے صحت کا زیادہ خیال رکھتے ہیں ہر سال پہاڑوں اور سمندروں کے ساحلوں پر جاکر بجز ستر عورت کے سب تمام کپڑے اتار ڈالتے ہیں۔ اور اسی حالت میں ایک مہینہ یا اس سے زیادہ پھر اپنی وہ تمام قوت دوبارہ واپس کرلیتے ہیں جسکو سال بھر کی عملی زندگی نے فنا کردیا تھا۔ ساحلوں پر اکثر انگریزوں کو برہنہ تن اور برہنہ پا دیکھا گیا ہے۔ جو اپنے جسم کو ہر وقت ہوا یا فضا کی برودت اور آفتاب کی حرارت میں رکھتے ہیں۔ ان لوگوں نے اس کا نام علاج فطری و شمسی رکھا ہے۔

بعض مغربی منصبر حجاج کے اس فطرتی لباس پر زبان طعن دراز کرنیکے خوگر ہیں۔ اور ان کا اعتراض ہے کہ مکہ معظمہ اور عرفات میں حاجیوں کو جو امراض لاحق ہوجاتے ہیں۔ وہ زیادہ تر اسی الکمل اور ادھورے لباس کی وجہ سے ہے۔ اگر یہ معترضین ذرا انصاف سے کام لیں تو انہیں معلوم ہوجائے کہ موسم سرما میں حاجیوں کو جو برودت لاحق ہوجاتی ہے۔ یا گرمی میں احتراقِ دماغی ہوجاتا ہے۔ اسکا سبب یہ لباس نہیں۔ بلکہ فقر و افلاس ہے۔ اور اسی کی بدولت یورپ کے متمدن دارالسلطنتوں اور تہذیب کے گہواروں میں سینکڑوں انسان عام گذرگاہوں پر مرتے دیکھے جاتے ہیں۔ ورنہ بشرطِ ضرورت ہر محرم کو سلے ہوئے لباس کے استعمال کا حق حاصل ہے۔ اور وہ بعد میں کفارہ ادا کرسکتا ہے +

طریقہ احرام باندھنے کا

احرام باندھنے سے قبل اگر بیوی ساتھ ہو۔ اور کوئی عذر نہ ہو۔ تو صحبت کرلینی چاہئے۔ اور پھر حجامت کرے۔ زیر ناف بال صفا کرے۔ پھر غسل کرے۔ (بمجبوری وضو کرے) - بدن میں خوشبو لگائے۔ پھر احرام باندھے یعنی وہ دو چادریں۔ جو آپ اپنے ہمراہ گھر سے لیکر چلے تھے انہیں سے ایک کا تہبند بنا لیں۔ اور دوسری سے بطریق معمول جسم ڈھانپیں۔ اگر روپیہ پیسہ رکھنے کے لئے پیٹی باندھنی پڑے۔ تو کوئی حرج نہیں۔ مگر سر اور منہ کو نہ ڈھانپیں ہر وقت کھلا رہنے دیں۔ محض ننگے سر رہیں۔ کپڑے پاک وصاف اور سفید ہوں۔ دیسی دھلا ہوا کھدر بہت مفید ہے۔

پھر دو رکعت نماز سنت ادا کرے۔ اوّل رکعت میں بعد الحمد۔ قل یا ایھا الکفرون۔ دوسری میں قل ھو اللہ پڑھے۔ تو بہتر ہے۔ پھر حج کی نیت کرے حج کی نیت فرض ہے۔ یہ حاجی کے ارادے پر منحصر ہے۔ خواہ وہ حج کی نیت کرے۔ خواہ حج و عمرہ دونوں کی۔ اور خواہ صرف عمرہ کی۔

احرام کے بعد ایک مرتبہ لبیک کہنا فرض ہے۔ اور ایک بار سے زیادہ سنت۔ اور جس طرح نماز میں ہر رکن کے اختتام پر تکبیر کہنا مسنون ہے۔ اسی طرح حج میں ہر نئی حالت کے بعد تلبیہ یعنی لبیک کہنا مسنون ہے مثلاً نماز پڑھنے کے بعد صبح اور شام کو۔ اور بلند و پست مقامات میں اترتے چڑھتے وقت۔ اور کسی سے ملاقات کے وقت وغیرہ۔ تلبیہ یہ ہے:-

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ (ترجمہ) اے پروردگار میں تیری خدمت میں حاضر ہوں۔ تیرے حکم کی بجا آوری میں بار بار حاضر ہوں کوئی تیرا شریک نہیں۔ حاضر ہوں تیرے حضور میں۔ بیشک تمام تعریفیں اور ساری نعمتیں تیرے واسطے ہیں بادشاہی تیرے ہی لئے مخصوص ہے کوئی تیرا شریک نہیں۔

عورتوں کو تو ستر و پردہ کی ضرورت ہے۔ اسلئے انہیں احرام کیلئے دو ان سلے لباس اتارنے کی ضرورت نہیں۔ وہ ان بالوں کو جن کی کنگھی چوٹی کی فکر انکو رہا کرتی ہے رومال سے باندھ لیں۔ تاکہ زینت کی جگہ سادگی حاصل کرلے۔ اور دل اُدھر سے ہٹ کر عبادت پر مائل ہوجائے۔ رنگین و زرق برق و تکلف کپڑے عورت بھی نہ پہنے۔ ہاتھ اور منہ کھلے رکھے جائیں۔ امہات المومنین کا حجاب خاص درجہ پر تھا۔ وہ منہ پر پردہ رکھا کرتی تھیں۔ بہر حال عورت کو پردہ چہرہ سے اسقدر دور رکھنا چاہئے کہ وہ چہرہ کے ساتھ مس نہ ہو۔ بمبئی سے ایک رینگون کا چھجہ سا مل جاتا ہے۔ جسے عورتیں برقعہ کے اندر اپنے سروں پر باندھ لیتی ہیں۔ مختصراً احرام کے بعد مندرجہ ذیل شرائط کی پابندی مردوں پر فرض ہوجاتی ہے۔

(۱) سر برہنہ رہے۔

(۲) زن و شوہر بھی افعال جماع وغیرہ سے مجتنب رہیں۔

(۳) عطر یا کوئی خوشبو نہ لگائی جائے۔

(۴) بالوں میں کنگھی یا تیل نہ ڈالا جائے۔

(۵) شکار نہ کھیلے۔ نہ کسی اور جانور کو قتل کرے۔ نہ کسی جانور کو ستائے۔ نہ وحشی کو شکار کرے نہ کسی کو شکار کرنے کی ترغیب یا امداد دے۔ نہ کسی سے لڑے جھگڑے۔ سلا ہوا کپڑا نہ پہنے۔ البتہ سردی کے بچنے کی وجہ سے گرم چادر اوڑھ سکتے ہیں۔ مگر سر ہر حالت میں برہنہ رہے۔ سونے ہوئے بھی سر پر کپڑا نہ آنے دیں۔ جب تک احرام نہ کھولے۔ نہ حجامت بنوائیں۔ نہ ناخن وغیرہ ترشوائیں۔ نہ اس طرح غسل کریں۔ جس سے بدن کے بال وغیرہ ٹوٹ پڑیں۔

(۶) یہاں تک کہ نباتات یعنی درخت اور گھاس تک اسکی وجہ سے محفوظ ہو جائیں +

حرم پاک کی حرمت، عزت، عظمت اور جلالتِ قدر کا تقاضا یہی ہے۔ کہ یہ ارضِ پاک ہر قسم کے تنازعات اور جدال و قتال سے محفوظ رہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے اشہر حج کی حرمت کو قائم رکھتے ہوئے فرمایا:۔

یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔	تجھ سے لوگ پوچھتے ہیں کہ شہر حرام میں لڑائی جائز ہے۔ کہو لڑائی اس میں ایک بڑی چیز ہے۔ اور خدا کی راہ سے روکنا ہے۔

چنانچہ اشہر حرم میں تحریم قتال کے متعلق متذکرہ صدر آیت نازل ہوئی۔ اس کے بعد یہ آیت اتری:۔

فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ۔	اشہر حرام گذر جائیں۔ تو مشرکین کو جہاں پاؤ قتل کر ڈالو۔ جو تمہارے پر حملہ آور ہوں۔

نیتِ احرام

(۱) عُمرہ۔ حج کے دنوں سے پہلے یا بعد کیا جاتا ہے۔ اسکے لئے کوئی وقت مقرر نہیں۔ اگر کوئی شخص حدود حرم میں داخل ہو۔ تو ضروری ہے کہ وہ عمرہ کرے۔ زیادہ ان لوگوں کے لئے ضروری ہے کہ جو حج کا انتظار نہ کر سکتے ہوں۔ اور مکہ میں داخل

ہو گئے ہوں عمرہ والے کو صرف احرام باندھ کر خانہ کعبہ کا طواف اور صفا و مروہ پر سعی کرنا بھی دوڑنا۔ اور بعدہ سر منڈوا کر احرام کھول دینا پڑتا ہے بس عمرہ ادا ہو جاتا ہے

(۲) حج تمتع ہے۔ عام طور پر لوگ اسکی نیت کرتے ہیں۔ اس میں عمرہ و حج دونوں شامل ہیں۔ اس کا طریق یہ ہے کہ میقات پر وہ احرام باندھے۔ اور پھر مکہ میں داخل ہو کر خانہ کعبہ کا طواف کرے۔ اور اسکے بعد سعی صفا و مروہ کرے۔ سر منڈوا دے اور احرام کھول دے۔ اس کے بعد نہ تو اس پر ممنوعات احرام کی پابندی نہیں رہتی۔ بلکہ وہ اپنے گھر کی طرح سے رہے۔ جو کپڑے چاہے پہنے۔

عمرہ اور حج تمتع کی نیت دونوں کی ایک ہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْهُ لِیْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ۔ خداوندا میں عمرے کا ارادہ کرتا ہوں۔ تو اسکو مجھ پر آسان کر دے۔ اور میری جانب سے اسکو قبول فرما +

احرام کھولنے یعنی ارکان ادا کرنے کے بعد اپنی روزمرہ جیسی زندگی اختیار کرے۔ اور حج کی تاریخ کا انتظار کرے۔ پھر ۸ ذوالحجہ کو غسل و حجامت کرے۔ خوشبو لگا کر مسجد حرم میں جا کر دوبارہ احرام باندھے۔ نیت کرے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْهَا لِیْ وَتَقَبَّلْهَا مِنِّیْ۔ اے اللہ میں حج کا ارادہ کرتا ہوں۔ تو اسکو مجھ پر آسان کر دے۔ اور میری جانب سے اسکو قبول فرما۔

اب پھر ممنوعات احرام پر پابند رہے۔ اور حج کرنے کے لئے مکہ سے منیٰ جاوے۔ اور رات کو قیام کرے۔ علی الصبح ۹ ذوالحجہ کو بعد نماز فجر عرفات کے میدان میں چلا جاوے۔ اور ارکان حج ادا کرتا ہوا رات کو مزدلفہ ٹھہر کر صبح پھر منیٰ پہنچے۔ رمی در جمرہ یعنی کنکریاں پھینک کر قربانی کرے۔ اور بعدہ سر منڈوائے۔ اور اسکے بعد احرام اتار دے۔ اور اپنے سابقہ لباس کو اختیار کرے۔ اور مکہ میں آکر پھر طواف اور سعی مروا کرے۔ یہ حج تمتع مکمل ہو گیا۔

۳۔ حج قران میں عمرہ کرنے کے بعد احرام نہیں کھولا جاتا۔ جب تک حج سے فارغ نہ ہو لے۔ حج کے قریب دونوں میں یعنی حج میں دو چار روز باقی ہوں۔ تو قران

بہتر ہے۔ باقی سب طریقہ تمتع جیسا ہے۔ اسکی نیت یہ ہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْهُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْهُمَا مِنِّیْ۔ اے اللہ میں حج اور عمرہ دونوں کا ارادہ کرتا ہوں۔ انکو مجھ پر آسان کر دے۔ اور میری طرف سے انکو قبول فرما۔

جدّہ

یہ بندرگاہ کامران سے قریباً ساڑھے پانچ سو میل کی مسافت پر واقع ہے۔ یہ مقام حجاج کے بحری سفر کی آخری منزل ہے۔ اور یہاں سے اتر کر حجاج مکہ شریف کی راہ لیتے ہیں۔ اور بعض حجاج مدینہ شریف بھی روانہ ہوجاتے ہیں۔ فرصت اور مہلت یا اپنے اعتقادات پر انحصار ہے بعض اپنے ارادہ میں ایک مقام کی زیارت کو مقدم تصور کرلیتے ہیں۔ اور بعض برہائے فرصت اپنا پروگرام مرتب کرتے ہیں۔ بہرحال یہ حجاج کی اپنی رائے پر منحصر ہے۔

ابھی جہاز ساحل سے تیس میل کے فاصلہ پر ہوتا ہے کہ سطح آب پر ایک کشتی رونما ہوتی ہے۔ اس کشتی پر عربی پائلٹ سوار ہوتا ہے۔ جو جہاز کے اصل کپتان کی بجائے آئندہ رہنمائی کا ذمہ وار ہے۔ جونہی کہ کشتی جہاز کے ساتھ آکر لگی عرب کپتان فوراً جہاز کی بالائی منزل پر پہنچکر فرائض کپتانی کی انجام دہی میں مصروف ہوجاتا ہے۔

جدّہ کا ساحل سنگلاخ چٹانوں سے پٹا پڑا ہے۔ اور پہاڑی سطح کی مانند راستے ناہموار اور پیچدار ہیں۔ جہاز کی حرکت پانی کی گہرائی کے تابع ہوتی ہے۔ چٹانوں پر جھنڈیاں نصب کی ہوئی ہوتی ہیں۔ اور جہاز ان خمدار رستوں کو طے کرتا ہوا بندرگاہ پر لنگر انداز ہوتا ہے کیسا عمدہ انتظام ہے۔ کہ ساحل عرب پر ایک عرب کپتان ہی کے ہاتھوں جہاز کی رہنمائی عمل میں آئے۔ اس انتظام کو دیکھ کر وہ حدیث پاک از خود یاد آجاتی ہے۔ جس میں یہود و نصاریٰ اور مشرکین کو جزیرۃ العرب سے اخراج کا حکم دیا گیا۔

دو تین میل کے فاصلہ سے جدّہ کی عمارتیں نمودار ہونے لگتی ہیں۔ رفتہ رفتہ جہاز ساحل جدّہ پر پہنچ جاتا ہے۔ یہاں بمبئی کی طرح کوئی پلیٹ فارم نہیں۔ اور یہ صاف ظاہر ہے کہ حجاج کی آسائش و سہولت کس کے پیش نظر ہے۔ جہاز کے لنگر انداز ہونے کے

ساتھ ہی جہاز پر حرکت شروع ہو جاتی ہے حجاج یہ خیال نہیں کرتے کہ جہاز انہیں اتارنے کے لئے ہی رکا ہے۔ نہ جہاز کہیں جائیگا۔ اور نہ ساحل جدہ کہیں سرکا جارہا ہے لیکن اطمینان و آرام قطعی طور پر مفقود۔ ہر شخص کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ وہ فوراً اتر جائے پھر اسکے علاوہ اپنے اپنے سامان کی خبرگیری بھی آسان کام نہیں کشتیاں جہاز کے ساتھ آکر لگ جاتی ہیں صرف دو زینوں کے ذریعہ ہزار ڈیڑھ ہزار انسانوں کو اترنا ہوتا ہے۔ پھر ان میں بوڑھے، بچے، عورتیں ہر قسم کے لوگ موجود ہوتے ہیں شاید ہی کوئی مصلحت اندیش انسان ایسا ہوتا ہوگا۔ جو اسوقت اپنے اضطراب کا اظہار کئے بغیر موزوں وقت کا انتظار کرسکے لیکن یہ بےچینی و اضطراب اس مقدس گروہ کے شایان شان نہیں۔ جو بے لوثی، ایثار اور خدمت کا سبق لینے نکلا ہے بجائے اسکے کہ انسان دوسروں کی دستگیری میں مصروف ہو۔ اپنی نفس پروری اور انفرادی راحت کے حصول کی خاطر جان قربان کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔

سرکاری ضابطہ

جہاز کے لنگرانداز ہوتے ہی دو عدد دخانی کشتیاں بھی آموجود ہوتی ہیں۔ ان میں سے ایک پر تو جہاز ران کمپنی کے کچھ عہدیدار ہوتے ہیں۔ اور دوسری پر انگریزی قنصلخانہ کے کچھ افسر انکے علاوہ کچھ سعودی حکومت کے عہدیدار بھی ہوتے ہیں۔ اس جگہ پر زبان کی اجنبیت کا احساس ہوتا ہے۔ وہ لوگ عموماً عربی کے سوا کسی دوسری زبان سے آشنا نہیں ہوتے۔ وہاں اس مصرعہ کی صحیح اہمیت کا احساس ہوتا ہے۔ ع

چہ خوش بودے اگر بودے زبانش در دہان من۔

جہاز سے اترنے کشتی اور وکیل وغیرہ کی فیس کی تفصیلات کا اعلان آگے درج ہے۔

جہاز سے اترنے کی ہدایات

لنگر پڑنے سے قبل اپنے اسباب کو خوب مضبوط باندھ لو۔ کوئی چیز علیحدہ نہ رکھو۔ چھوٹی موٹی ڈلیاں، لوٹے، دیگچی، رکابیاں، پیچ، پیالے (اگر حماقت سے ساتھ رکھ لئے ہوں)۔ غرض سارے سامان کو یکجا کرلو۔ اور دو تین یا چار غرض مناسب مقدار کے جسقدر عدد ہو سکیں۔

کرلو۔ اور اُنپر اپنا نام لکھ دو۔ اگر ہمارے بتاتے ہوئے طریق پر عمل کیا ہو۔ تو سپاہیانہ طور پر بستر و مع کپڑوں کے کمر سے باندھکر ناشتہ دان وغیرہ ہاتھ میں لیکر آسانی سے اُتر سکتے ہو۔ یہاں تم کو اپنے اسباب کا چوکیدار بننا پڑیگا۔ اور نہایت چُستی و مضبوطی اور استقلال سے کام لینا پڑیگا۔ جدہ میں جہاز سمندر کے اندر یعنی کنارہ سے دو تین میل کے فاصلہ پر لنگر ڈالتا ہے۔ کپتان جہاز سے اترکر بندرگاہ پر آتا ہے۔ اور مسافروں کے اترنے کی اجازت حاصل کرتا ہے۔ وہ وقت عجب گھمسان کا ہوتا ہے کشتیوں کی دفعتاً جہاز پر اسطرح یورش ہوتی ہے جس طرح غنیم کی فوج قلعہ کا محاصرہ کرتی ہے۔ غرض جہاز کے اردگرد چاروں طرف چھوٹی بڑی کشتیاں ذراسی دیر میں جمع ہوجاتی ہیں۔ اور کشتیوں کے ملاح اس تیزی سے جہاز میں گھس آتے ہیں۔ گویا دشمن کا مال لوٹنے آپڑے ہیں۔ بلا اجازت مالک کے اسباب کو اٹھانا اور کشتی میں پھینکنا شروع کردیتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ جس کشتی میں مسافر کا اسباب جائیگا بیچارے مسافر کو بھی مجبوراً اُسی میں جانا پڑیگا۔ کشتیوں کے ملاح اسباب پر قبضہ کرکے اپنی کشتی کے لئے سواریاں مہیا کرتے ہیں۔ اس موقع پر ملاح دھوکہ بھی دیتے ہیں کشتی کا کرایہ بندر پر حکومت وصول کرتی ہے۔ مگر ملاح جب کشتی کنارہ کے قریب پہنچتی ہے۔ تو بیچ دھار میں، جو چاہتے ہیں وصول کرلیتے ہیں۔ یاد رکھو اندرونی بندر سے کشتی کا کرایہ و دیگر خرچ صفحہ ۱۵۳ پر درج ہے۔ مگر اس سال ۱۹۳۴ء سے بندرگاہ تک کشتی کے پہنچنے کا کرایہ جہاز ران کمپنی وصول کرتی ہے۔ اس کا ذمہ ہے کہ وہ بغیر زائد محصول کے بحفاظت تمام آپ کو بندر پر پہنچا دے۔ غرض اپنے اسباب کو ملاحوں کے ہاتھوں میں اس طرح مت جانے دو کہ منتشر، خراب، اور برباد و ضائع ہو۔ چند بعض اشخاص کے ساتھ موافقت کرلو۔ اور کسی بھلے مانس ملاح سے اس طرح طے کرلو۔ کہ مقررہ محصول سرکاری کے علاوہ ہم تم کو اتنا انعام دینگے۔ اسکے بعد اسباب بحفاظت کشتی میں اترواکر خود بھی اُسی میں سوار ہوجاؤ۔ اور کنارہ پر پہنچ کر تم میں سے ایک آدمی سب کا کرایہ سرکاری ملازم کو دے آوے۔ اور ملاح کو انعام مقررہ دیکر راضی کردو۔ جسوقت کشتی سے بندرگاہ پر اُترو۔ تو اسباب کی فکر مت کرو۔ تنہا اپنی مستورات لیکر اُترجاؤ۔ تمہارا اسباب اسٹیشن سے باہر دوسرے پلیٹ فارم پر ملیگا۔ یہ بندرگاہ کا پلیٹ فارم جہاں تم آتار ے جاؤگے محض سواریوں کے اُترنے کا ہے۔ البتہ روپیہ۔ نوٹ و زیورات وغیرہ کی ایسی ہی احتیاط کرنا جیسی

کام آن میں بھیڑ بھاڑ کے وقت کی بھی۔ عورتوں کا زیور عورتوں کے ہاتھوں میں دیدو۔ کہ اچھی طرح سنبھالے رہیں۔ ورنہ محصول دینا پڑ جائیگا۔ پلیٹ فارم پر تمکو کونسل انگلش کا افسر ملے گا جو پاسپورٹ طلب کریگا۔ اسلئے وہ پاسپورٹ (پروانہ راہداری) جو اپنے یہاں سے یا بمبئی سے جہاز پر سوار ہونے کے قبل تم کو ملا تھا۔ اپنے ساتھ ضرور لے لینا۔ ممکن ہے کہ بے ضرورت سمجھ کر صندوق میں ہے۔ بلکہ پاس رکھنا چاہیئے۔ وہ افسر پاسپورٹ کا نصف حصہ پھاڑ کر اپنے پاس رکھ لیگا۔ اور نصف تمہارے حوالے کریگا۔ یہ پرچہ آپ کی شناخت ہے کہ تم انگریزی رعایا ہو۔ اشتباہ کے وقت ضرورت میں کام آجاتا ہے۔ اسکو بھی احتیاط سے رکھنا چاہیئے جہاں سے گذرے ہی ایک قطار کرسیوں کی دو طرفہ تم کو نظر آئیگی۔ یہ لوگ مکہ معظمہ کے مطوفوں کے وکیل ہیں۔ اور جدہ کے معلم کہلاتے ہیں۔ یہاں تم سے سوال ہوگا۔ کہ آپ کے مطوف کون ہیں۔ اب آپ کو اختیار ہے جس معلم کا چاہیں نام بتائیں۔ اسی کا وکیل آپ کو اپنی نگرانی میں لیلے گا۔ حکومت بغیر معلم کے بندرگاہ سے نکلنے نہیں دیتی۔ پھر معلم کی معیت میں تم کو ایک کھڑکی کے سامنے جانا ہوگا۔ وہاں فی کس ۱۲ بجائے فیس تصدیق پاسپورٹ و محصول داخلہ جدہ تم سے لیا جائے گا۔

معلم کی ضرورت

سفر حجاز میں تمام کے متعدد ارکان حج کی ادائیگی کا تعلق ہے۔ ہر حاجی کی "عقل کل" اسکا "معلم" ہوتا ہے۔ ہندوستان کے لئے حکومت حجاز کی طرف سے سینکڑوں کو "معلمی" کی اجازت حاصل ہے۔ ادھر حجاج نے جدہ میں قدم رکھا۔ اور اسکی زندگی کی ایک ایک حرکت معلم کے تابع ہو گئی۔ اور وہ مسلوب الاختیار ہو کر معلم کے حلقہ اقتدار میں آگیا۔ قیام، طعام، طواف، سعی، منیٰ، عرفہ، مزدلفہ، سواری، قربانی، غرض ہر چیز اس کی ہدایات کے ماتحت عمل میں آئیگی جدہ میں ہر معلم کی طرف سے ایک نمائندہ مقرر ہوتا ہے۔ جو وہاں کی اصطلاح میں وکیل کہلاتا ہے۔ اور اسکو جدہ میں وہی حیثیت، مرتبہ اور اختیار حاصل ہوتے ہیں۔ جو معلم کو مکہ میں۔ حاجیوں کو اختیار دیدیا گیا ہے۔ کہ جس مطوف کی تحویل میں چاہیں جائیں۔ مطوف کے بغیر گذارہ دشوار ہے بعض پڑھے لکھے لوگوں کا خیال ہوتا ہے۔ کہ ہمیں مطوف کی حاجت نہیں۔ مگر اس خیال کی غلطی ان کو مکہ معظمہ پہنچ کر خود معلوم ہو جائیگی۔ جبکہ بعض ضرورتیں ایسی پیش آئیں گی۔ جن کا پورا ہونا

کسی پورے زباندان اور ہوشیار و سنجیدہ وہیں کے باشندے کے بغیر دشوار ہوگا۔ جب آپ وکیل کی نگرانی میں آجائینگے۔ تو وہ آپ کو لیکر باہر نکلے گا۔ اور اسٹیشن مال گودام پر لیجائے گا۔ وہاں آپ اپنا اسباب شناخت کیجئے۔ اور باہر نکلوا کر جمع کر لیجئے۔ اگر عورتیں آپ کے ہمراہ ہوں۔ تو پہلے انکو وہاں پہنچا دیجئے۔ جہاں وکیل آپ کو مکان دے۔ اسکے بعد اپنے اسباب کو یکجا کرکے حمال پر لادیئے۔ اور جمرک (چنگی خانہ) میں لیجائیے۔ محصول والی اشیاء کا محصول وہاں ادا کرکے جائے قیام پر جائیے۔ اس گڑبڑ میں اسباب کا بہت اندیشہ رہتا ہے۔ جو کسی اور مستعدی کو کام میں لائیے۔ اگرچہ ہر قسم کے معاملہ میں آپ کا معلم آپ کو مدد دیگا۔ یہ انکا فرض منصبی ہے۔ مگر تاہم جو حفاظت اپنی چیز کی اپنے آپ ہوتی ہے۔ وہ دوسرے سے نہیں ہو سکتی۔ جب جائے قیام پر آپ پہنچ جائیں۔ تو اسباب ایک نظر دیکھ لیجئے کہ سب آگیا۔ کچھ رہا تو نہیں۔ اسکے بعد آرام کیجئے۔ اور کھانے پینے کا بندوبست فرمائیے۔ شہر میں ہر چیز دستیاب ہوتی ہے۔ معلم اور اسکے ملازم جنکو صبی کہتے ہیں۔ ہر ضرورت پر آپ کی مدد کرینگے۔ ان سے کام لیجئے۔ اور مکہ مکرمہ روانہ ہونے کی تیاری فرمائیے۔ جدہ میں کوئی نہر نہیں ہے۔ کھارے پانی کے کنوئیں ہیں۔ اور کچے کنوؤں میں بارش کا پانی موقعہ کے ساتھ روک رکھتے ہیں۔ اور یہی پینے اور کھانے کے کام آتا ہے۔ حال میں میٹھا پانی بنانے کی مشین بھی آئی ہے۔ تاہم پانی کافی نہیں۔ اور حجاج کو شیریں و خوشگوار پانی حاصل ہونے کی دقت ہے۔

حکومت حجاز کا اعلان

(۱) جن حاجیوں کے پاس سونا نہیں ہوگا۔ ان سے سکہ اس دن کے بازار کے نرخ سے سونے کے معاوضہ میں قبول کر لیا جائے گا۔ (۲) جس وقت حاجی جدہ پہنچے۔ اور اپنے معلم کا نام لیوے۔ اسکو لازم ہے کہ فوراً رقوم مقررہ ادا کر دیوے۔ سوائے کرایہ جات کی رقوم کے کہ بروقت ضرورت دینی ہونگی۔ خواہ وہ چاہے جدہ سے مدینہ کی زیارت کو جاوے۔ یا مکہ آوے۔ رقم مذکورہ جدہ میں معلم کے ایجنٹ کو دیدی جاوے۔ ایجنٹ کا فرض ہے کہ وہ اس رقم کو حاجیوں کے حقوق کی حفاظت کے لئے شیخ المطوفین کو دیدے۔

اور شیخ مطوف کے حق میں سے اسکو نصف رقم ادا کرے۔ اور بقیہ نصف رقم بادروانگی اپنے پاس رہنے دیں۔ تاکہ مطوف سے حاجیوں کی آسائش اور خدمت اور حسن معاملہ میں کمی واقع نہ ہو۔ (۳) رقوم مقررہ ٹیکس وغیرہ ادا ہونے کے بعد ہرگز واپس نہ کی جائیں گی۔ (خواہ کسی سبب سے ہو)۔

تفصیل اخراجات حکومت کا مقرر شدہ	ایک انگریزی طلائی پونڈ کے ایک سو دس قرش امیری ہوتے ہیں ایک قرش امیری دو آنے کے برابر ہوتا ہے۔

محصول قرنطینہ آمد و رفت و پاسپورٹ مع ٹیکس مجلس مراقبت۔ (یہ ٹیکس جہاز والوں سے جو شمول قیمت ٹکٹ ہے۔ وصول کیا جاتا ہے)۔

کشتی کی اجرت گودی سے باہر آتے وقت ہو یا جاتے وقت = ۸ قرش امیری قریباً عہ

کشتی کی اجرت گودی کے وسط سے " " = ۶ قرش امیری قریباً ۱۲ ر

کشتی کی اجرت گودی کے اندر سے " " ۴ ½ قرش امیری قریباً ۹ ر

اٹھوائی سامان گودی سے کنارے تک۔ " ½ ۱ ر

اٹھوائی سامان کنارہ سے مکان تک = ۴ قرش امیری قریباً ۸ ر

اٹھوائی سامان مکان سے گودی تک بر وقت واپسی = ۲ قرش امیری قریباً ۴ ر

مکان سے سامان کے نکلوانے کا حق دربان کے لئے = ۳ قرش امیری قریباً ۶ ر

سامان کی اٹھوائی مکہ میں جدہ سے آتے وقت اور جدہ کو جاتے وقت = ۵ قرش امیری قریباً ۱۰ ر

اجرت مکان جدہ میں بر وقت آمد اور بر وقت واپسی ہر رات کے لئے۔ تین رات گذرنے تک اور بعد گذرنے تین راتوں کے ہر رات کا ایک قرش لیا جائے گا } ۶ ر یومیہ

میونسپلٹی کا ٹیکس ہر شغدف پر (شغدف میں دو سوار ہوتے ہیں) اور یہ ٹیکس صرف شغدف میں سوار ہونے والوں پر ہے } ایک قرش امیری قریباً ۲ ر

نقیب المعلمین اور اسکے مددگاروں کا ٹیکس بوقت آمد جدہ میں = ۳ قرش امیری قریباً ۶ ر

وکیل معلم مقیم جدہ کی خدمات کا معاوضہ بوقت آمد = ۱۸ قرش امیری۔ قریباً ۲/۴ ر

وکیل معلم بروقت واپسی جدہ = ۵ قرش امیری قریباً ۱۰ آنے

اجرت نوکر جو حاجیوں کے ہمراہ جدہ سے مکہ تک اور مکہ سے جدہ تک آیا جایا کرے گا۔ فی کس } ۱ قرش امیری قریباً ۲ ؍

چندہ مکہ میں عین زبیدہ کا = ۸ قرش امیری قریباً عہ ؍

چندہ عین زرقا مدینہ منورہ = ۵ قرش امیری قریباً ۱۰ ؍

زمزمی کا اکرام۔ زمزم پلانیکے معاوضہ میں = ۱۱ قرش امیری قریباً [illegible] ؍

ٹیکس میونسپلٹی مکہ = ۵ قرش امیری قریباً ۱۰ آنے

ٹیکس حج کمیٹی = ۶ قرش امیری قریباً ۱۲ آنے۔

ٹیکس شیخ المعلمین = ۱۲ قرش امیری قریباً [illegible] ؍

ایک اونٹ کا کرایہ جدہ سے مکہ تک اور مکہ سے جدہ تک بروقت آمد اور بروقت واپسی } ۱۱۰ قرش امیری قریباً للعہ ۱۴ روپے [illegible]

مصارف شغدف مکہ سے جدہ تک اور جدہ سے مکہ تک ایک شخص کے لئے۔ } ۳۱ قرش امیری قریباً ۱۴ آنے ۱ ؍

ایک اونٹ کا کرایہ مکہ سے مدینہ تک آنے اور جانے کا یا جدہ سے مدینہ تک سب ایک ہی حکم رکھتا ہے۔ (ایک اونٹ پہ دو آدمی سوار ہوتے ہیں) اس لحاظ سے ایک آدمی کے ۵۵۰ قرش ہوتے ہیں۔ اور اونٹ کا کرایہ فقط جانے کا مدینہ تک کیلئے ایک آدمی کے ۴۹۵ قرش امیری ہوسکتے ہیں۔ } دو سواریوں کے لئے ۱۱۰۰ قرش امیری قریباً ماللعہ ۱۴۰ روپے

شغدف کا کرایہ اور اسکی تیاری کیلئے ضروری مصارف جس طریقہ پر ہا دے۔ مدینہ کو آنے جانے کا (شغدف میں دو آدمی ہوسکتے ہیں) } ۱۶۵ قرش امیری قریباً عنہ ۲۰ ؍

اونٹ کا کرایہ عرفات کے لئے معہ کرایہ شغدف = ۱۶۵ قرش امیری قریباً عنہ ۲۰ ؍

کرایہ مکان مکہ = ۶۵ قرش امیری قریباً [illegible] روپے

خیمہ عرفات جس میں کئی شخص اقامت کرتے ہیں = ۲۵ قرش امیری قریباً [illegible] فی کس

معلمین کا انعام

ہر حاجی پر خواہ کسی ملک کا ہو سوائے ملباری اور سندھی اور افغانی کے ہر شخص پر ایک سو ستاسی (۱۸۷) قرش امیری قریباً ۲۳/۱۲ روپے کے معاوضہ خدمت مقرر ہیں۔

ہر حاجی مالاباری اور سندھی اور افغانی پر ایک سو دو قرش امیری قریباً ۱۲/۱۲ روپے حق معلم مقرر ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ معلم سے کم خدمت لیتے ہیں +

نوٹ:۔ اگر کسی وقت حاجیوں کو جزیرہ میں اُترنا لازمی ہو تو فی کس کشتی پر سواری کی اُجرت تین دن کے لئے سوا نو قرش امیری قریباً ۹ مقرر ہیں۔ اور تین دن سے زیادہ گذرنے پر فی یوم پونے دو قرش امیری قریباً ۲ مقرر ہیں +

موٹروں کا کرایہ

صرف ایک سوار کے کرایہ کا خرچ ذیل میں درج ہے۔

چھوٹی موٹر انگریزی گنی	لاری انگریزی گنی	
۱½	۱	جدہ سے مکہ تک۔
۱½	۱	مکہ سے جدہ تک۔
۱۵	۱۰	جدہ سے مدینہ تک آنے جانے کا۔
۱۵	۱۰	مکہ سے مدینہ تک آنے جانے کا۔
۱۴	۱۱	ینبوع سے مدینہ تک اور وہاں سے مکہ تک۔
۸	۵½	ینبوع سے مدینہ تک یک طرفہ۔
۸	۵½	ینبوع سے مکہ تک یک طرفہ۔

نوٹ:۔ (۱) یہ اجرتیں محض موسم حج ۱۳۵۲ھ کے لئے مقرر ہیں شروع موسم حج سے انتہائے موسم حج تک کسی قسم کی کمی یا زیادتی ہرگز نہ ہوگی۔ (۲) جو زیادتی ینبوع سے مکہ تک کے کرایہ میں واقع ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ جو موٹریں ینبوع کو حاجیوں کے لینے کیلئے جدہ سے جائینگی تو اس صورت میں موٹر والے کو خالی موٹر لے جانے کے اخراجات برداشت کرنے پڑینگے۔

تنقید

موٹروں کے کرائے جو حکومت نے مقرر کئے ہیں۔ میرے خیال میں دنیا میں سب سے زیادہ ہیں۔ اگر حکومت حجاج کی آسائش کے لئے کرایہ میں تخفیف کردے۔ تو عام حجاج بھی موٹر میں سفر کرنے لگ جاویں۔ ہندوستان و دیگر ممالک میں ۲۵۰ میل کے سفر کیلئے جتنا کہ مکہ و مدینہ کے درمیان ہے۔ اعلیٰ درجہ کی موٹر پر عـــہ (بارہ) روپیہ فی سواری کرایہ پڑتا ہے۔ یعنی چوبیس (للعہ) روپے دو طرفہ۔ مگر حکومت نے ۲۲۵ روپیہ کے قریب آنے جانے کا کرایہ مقرر کیا ہے۔ جو قابل اصلاح ہے۔ اسکے علاوہ پرائیویٹ موٹر کی اجازت ہونی چاہیئے۔ اور اسپر معمولی روڈ ٹیکس لگادیں۔ تو مضائقہ نہیں حاجیوں کو چاہیئے۔ کہ وہ حکومت سے رعایت کا مطالبہ کریں۔

موٹروں پر سفر

حکومت حجاز نے حجاج کے سفر جدہ۔ مکہ۔ مدینہ۔ ینبوع کو باسانی و سرعت طے کرنیکے لئے موٹروں کا اچھا انتظام کیا ہے۔ چنانچہ جو وقت۔ تکلیف اور محنت اونٹوں کے سفر سے پیش آتی تھی۔ اُس کا ازالہ ہوگیا ہے۔ اور وہی وقت اب طواف اور عبادات اور باہمی تعارف و زیارت مقامات مقدسہ میں صرف ہونے لگا۔ علاوہ ازیں موٹروں کا استعمال تمام حجاج کیلئے باعث راحت ہے۔ بالخصوص اُن لوگوں کیلئے جو تاخیر سے یہاں آتے ہیں۔ اور جنکے ہمراہ معذور اشخاص۔ بچے اور ناتوان لوگ ہوتے ہیں۔ علاوہ ان تمام اُن کے جو بلاد مقدسہ میں موجود ہے۔ دیگر وسائل سفر بھی ہر طرح کے مہیا ہیں۔ موٹریں ہزارہا کی تعداد میں حجاج کو حسب منشاء جگہ پر لیجاتی ہیں۔ انکے ماسواء اُونٹ وغیرہ بھی ہمیشہ تیار رہتے ہیں۔ موٹروں اور اونٹوں کے کرائے سب حکومت کی طرف سے باقاعدہ مقرر ہیں۔ جن میں کسی طرح کی کمی بیشی ناممکن ہے۔ موٹروں کی متعدد کمپنیاں موجود ہیں۔ جنپر ایک سرکاری کمیٹی نگرانِ کار ہے۔ جسکے ممبر حکومت کی طرف سے مقرر ہیں۔ اور اس کمیٹی کا مرکز مکہ میں اور اس کی شاخیں جدہ۔ مدینہ ینبوع میں موجود ہیں۔ اور یہ کمیٹی مع کمپنیوں کے حکومت کے زیر مراقبت و تفتیش رہتی ہے۔ اور اسکا ایک قانون ہے۔ جس میں حجاج کی راحت بطور خاص ملحوظ ہے۔ حکومت نے بعض انجنیئروں کا انتظام کیا ہے۔ اور مکہ جدہ اور مدینہ منورہ کے درمیان

متعدد مرکز قائم کئے ہیں جن میں تمام ضروری پرزے اور مٹی کا تیل اور ضروری آلات مع انجنیئروں کے فرعی مرکزوں میں موجود رہیں گے تاکہ موٹروں کی نگرانی اور اصلاح کر سکیں۔
علیٰ ہذا حکومت نے مکہ اور طائف کے درمیان بھی موٹروں کا راستہ بنا دیا ہے چنانچہ نہایت آسانی سے یہ مسافت چار گھنٹوں میں بلا تکلیف و مشقت طے ہو سکتی ہے۔
جو حضرات حجاز کے اس ٹھنڈے مقام اور اس کے خوشنما مناظر کا مشاہدہ کرنا چاہیں۔ اُن کے لئے ہر طرح کے انتظامات ہیں +

مکانات (۱) حکومت کو اُن مکانات کا جن میں حجاج مکہ معظمہ میں قیام کرتے ہیں خیال ہے۔ حکومت نے ایک کمیٹی مقرر کی ہے۔ جو مکانات کی تفتیش۔ صفائی اور طبی معائنات کا لحاظ کرتی اور ہر کمرہ کے ساکنین کی تعداد کا تعین کرتی ہے۔ اور چونکہ کرایہ مکانات وغیرہ بھی حکومت کی طرف سے مقرر ہے۔ اسلئے کرایہ مکانات نہایت کم اور موزوں ہے۔ اور ہر حاجی کے امکان میں ہے کہ وہ خواہ پورا مکان لے۔ یا کچھ حصہ یا ایک کمرہ حسب ضرورت لے سکتا ہے۔
مکہ وجدہ کے درمیان بحیرہ شمیسی میں۔ اور مکہ اور مدینہ کے درمیان رابغ۔ ابار حصانی اور مسیجید میں متعدد جگہوں مستقل ہوٹل قائم ہیں۔ اُن میں تمام ضروریات خورد و نوش اور آرام اور حمام وغیرہ سب موجود ہیں مستورات کے لئے بھی اُن میں مستقل جگہوں کا انتظام ہے +

حاجیوں کی خبر گیر متعینہ کمیٹیاں حجاج کی مزید راحت اور آسائش کیلئے حکومت نے متعدد کمیٹیاں بنا دی ہیں۔ انکا اولین فرض یہ ہے کہ وہ حجاج کی راحت رسانی اور آرام کا خیال رکھیں۔ اور اُنکے امور کا فیصلہ کریں۔ جو حجاج سے متعلق ہیں۔ اُن کمیٹیوں میں سے ایک کمیٹی اس کام کے لئے مخصوص ہے کہ وہ موسم حج میں حجاج سے ملاقات اور احوال پرسی اور اُنکے مکانات کی بلحاظ صفائی و حفظانِ صحت نگرانی کرے۔ علاوہ اسکے معلمین کے طرز عمل کو بھی ملحوظ رکھے۔ اور حجاج کے حقوق اور معاملات کی حفاظت اس کمیٹی کا خاص فرض ہے۔ اور وہ انکی شکایات بر وقت سنے۔

اور اُن کا ازالہ کرنے کیلئے مستعد ہے۔ وہ کمیٹیاں مندرجہ ذیل ہیں :۔

(۱) مجلس مراقبت حجاج جدہ۔ (۲) کمیٹی وکلاء جدہ۔

(۳) مجلس معلمین مکہ (۴) حج کمیٹی مکہ

(۵) مجلس مشائخ جاوا مکہ۔ (۶) مجلس مزورین مدینہ منورہ۔

ہر حاجی جب چاہے مذکورہ بالا مراکز سے مراجعت کرے۔ علاوہ ازیں ہم حجاج کو نصیحت کرتے ہیں کہ جب انکو کوئی معاملہ پیش آوے۔ تو وہ حکومت کے ہر محکمہ سے مراجعت کر سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں محکمہ پولیس و دیگر دوائر سے بھی ہر وقت مراجعت ممکن ہے

معلمین اور مشائخ

معلمین اور مشائخ حکومت کی طرف سے حجاج کی راحت اور آسائش۔ رہبری اور آرام دہی اور جملہ انتظام کے لئے مقرر ہیں۔ اور جو انعام حاجیوں سے فی کس وصول کرتے ہیں۔ وہ حکومت کی طرف سے نہایت موزوں اور مناسب مقدار میں مقرر ہے۔ فی الحقیقت معلم حجاج کیلئے ایک مخلص خادم ہے۔ جو حجاج کے آرام و آسائش اور ادائے خدمت اور واجبات اور ادائے مناسک حج میں ہر وقت ممد و معین رہتا ہے۔

حفظانِ صحت کے انتظامات

حفظانِ صحت کا انتظام حکومت نے نہایت اچھے پیمانہ پر کیا ہوا ہے۔ سند یافتہ حاذق ڈاکٹروں کو اسپر مقرر کیا ہے۔ جو مریضوں کی صحت و آسائش کا خاص خیال رکھتے ہیں۔ ساری دوائیں اور علاج مفت کیا جاتا ہے۔ اور شفاخانوں میں مریضوں کے لئے رہنے کی جگہ مہیا ہیں۔ تاکہ ہر مریض با آسائش علاج ہو سکے۔ لکڑی کے متعدد سائبان رستوں میں تیار کرائے ہیں۔ اور ہر ایک کے ساتھ مختصر سا شفاخانہ متصل ہے۔ جن میں ٹھنڈا پانی اور ضروری دوائیں وغیرہ موجود رہتی ہیں۔

طبی ہدایات و نصائح

(۱) ظہر کے وقت دھوپ کی شدت گرمی سے بچنا چاہیئے۔ (۲) دھوپ میں کھلے سر نہ پھرنا چاہیئے۔ اگر چلنا لازمی ہو۔ تو چھتری استعمال کی جاوے۔ اور مناسب ہوگا کہ چھتری پانی سے تر کر لی

جاوے۔ (۳) آمدورفت رات کو یا صبح وشام رکھنی چاہیئے۔ (۴) بحالت تاثر حرارت چکر و کمزوری فوراً حفظان صحت عامہ کے شفاخانوں سے مراجعت کرنی چاہیئے۔ انشاءاللہ ان شفاخانوں میں بوجود ڈاکٹران وخادمان ودوائیاں ہر طرح کا آرام پاوینگے۔ انکے یہاں ٹھنڈا پانی اور برف وغیرہ کا بھی انتظام ہے۔ اسلئے بحالت تاثر و مرض مراجعت میں ہرگز تساہل نہ کیا جاوے۔ (۵) جو شخص بوجہ شدت مرض شفاخانوں سے مراجعت نہ کرسکے۔ تو اُس کا ابتدائی علاج اسطرح سے ہوسکتا ہے کہ مریض کو فوراً سایہ میں رکھا جاوے۔ اور سرد پانی اُسکے سر اور جسم پر ڈالا جاوے۔ اور تر کپڑا اس کے سر سے باندھ دیا جاوے۔ (۶) حفظان صحت کے شفاخانے مکہ منیٰ اور عرفات کے درمیان میں ہر قسم کی امداد کے لیئے ہر وقت مستعد ہیں۔ اور مراجعت کرنیوالوں کو سرد پانی وغیرہ دیتے ہیں۔ (۷) حفظان صحت کے تمام شفاخانے چیچک کا ٹیکہ لگانے کو ہروقت مستعد ہیں۔ اور وہ تمام حجاج سے امید کرتے ہیں کہ اس معاملہ میں انسے رجوع کریں۔ (۸) محکمہ صحت کی یہ نصیحت ہے کہ پانی پکاکر اور سرد کرکے پیا جائے۔ اور میووں اور ترکاریوں کو بغیر دھوئے نہ کھایا جائے۔ اور خاصکر اُن لوگوں کو نصیحت کی جائے۔ جنکو اسہال کا مرض ہو۔ کہ ثقیل غذا استعمال نہ کریں خفیف چیز اور دودھ پر اکتفا کرکے شفاخانہ سے مراجعت کریں۔ (۹) محکمہ صحت نصیحت کرتا ہے۔ کہ مچھر سے کافی پرہیز کیا جائے۔ اور سونے کیوقت مچھر دانی کا استعمال ہو۔ یا سوتے وقت اُن اعضاء کو جو کھلے رہتے ہیں۔ کپڑے سے باندھ دیا جاوے۔ اور کونین کی گولیاں استعمال کی جاویں۔ جو شفاخانوں میں مفت ملتی ہیں۔ (۱۰) حفظان صحت کے شفاخانوں سے ہر وقت مراجعت کی جاوے۔ کیونکہ وہ ہر وقت علاج اور امداد کے لئے مستعد ہیں مراجعت میں ہرگز تساہل نہ کیا جاوے۔ اُن میں ہر طرح کا آرام ملے گا +

حفظان صحت کے مرکز ایام حج میں

محکمہ صحت عامہ کی طرف سے ایام حج میں چار مرکز قائم ہوتے ہیں۔ شفاخانہ محلہ جیاد شفاخانہ قبان۔

شفاخانہ محلہ شبیکہ۔ شفاخانہ معلیٰ - اور ایام حج میں مندرجہ ذیل مرکز مکہ عرفات و منیٰ کے درمیان قائم کئے جاتے ہیں :-

(۱) مرکز منحنی بیاضیۃ اور منیٰ کے درمیان میں - (۲) مرکز مجرالسکیتین منیٰ کے اولین حصہ میں (۳) منیٰ کا مقامی شفاخانہ (۴) مرکز مجوزہ بمقام منیٰ۔ (۵) مرکز وادی النار قبل مزدلفہ - (۶) مرکز مقام مزدلفہ - (۷) مرکز مقام الاخشبین - (۸) مرکز نہر عرفات - (۹) مرکز مقام عرفات +

ان مراکز میں سایہ دار جگہیں - ڈاکٹر - پانی اور ضروری دوائیاں وغیرہ موجود رہتی ہیں - علاوہ اسکے دیگر ذرائع حمل ونقل بیماروں اور ناتوانوں کے لئے بھی حاضر رہتے ہیں - اور تمام خدمات انجام دیتے ہیں -

ان مراکز کی علامت یہ ہے کہ انپر جھنڈے نصب ہوتے ہیں - ایک سفید - دوسرا سبز - اور شب میں سرخ لیمپ لگایا جاتا ہے - طبی خدمات کے سلسلہ میں چھ لاریاں اور متعدد خچر گاڑیاں مریضوں اور ناتوانوں کے اٹھانے کیلئے تیار رہتی ہیں - علاوہ انکے متعدد موٹر سائیکلیں بھی زیر استعمال رہتی ہیں +

گوشت کی نسبت ہدایات

مکہ معظمہ میں زیادہ تر گوشت دُنبے کا استعمال ہوتا ہے - یہ گوشت نہایت اعلیٰ درجہ کا لذیذ ہوتا ہے - بڑا مرغن اور چرب ہوتا ہے - جو دُنبہ مکہ معظمہ میں دس بارہ روپیے کا ملتا ہے - وہ ہمارے یہاں ہندوستان میں چالیس پچاس روپیے سے کم کو نہیں مل سکتا - اسلئے گوشت اگر کھانا ہو تو دُنبہ کا کھائیں -

بعض لوگ گوشت کھاکر بجیش میں مبتلا ہوتے ہیں - اور بعضوں بیمار پڑ رہتے ہیں - دراصل یہ گوشت بکرے کا ہوتا ہے - حجاز میں بکرے زیادہ تر ان مقامات سے آتے ہیں - جہاں پر سناء کی پیداوار زیادہ ہوتی ہے - اور بکروں کی خوراک زیادہ تر برگ سناء (جو کہ ایک قسم کی گھاس ہے - اور حجاز میں بکثرت ہوتی ہے) پر منحصر ہے - جو کہ ایک اسہال آور دوا ہے - جو سناء مکی کے نام

سے مشہور ہے۔ اسلئے بکرے کا گوشت وہاں پر قطعی استعمال نہ کرنا چاہیئے۔ بعض بکرے ایسے علاقے سے بھی آتے ہیں۔ جہاں پر سناء نہیں ہوتی۔ مگر ایسے بکروں کے گوشت کی شناخت نہایت مشکل ہے۔ اسلئے دنبے کے گوشت پر سب گوشتوں کو ترجیح دینی چاہیئے۔ یہ بکرے قد میں بہت چھوٹے ہیں۔ اور بالکل بچے معلوم ہوتے ہیں۔ دراصل وہ پوری عمر کے ہوتے ہیں۔ اور عام طور پر ڈھائی روپے سے چار روپے تک فی بکرا مل جاتا ہے۔

بعض دفعہ اکثر ایسا ہوتا ہے۔ کہ صدقات ودم (کفارہ) کے لئے بھی بکرے خرید کر اور ذبح کرکے غرباء و مساکین لوگ میں تقسیم کر دیئے جاتے ہیں چونکہ صدقات لینے والے واقف ہوتے ہیں۔ خود اس گوشت کو نہیں کھاتے۔ بلکہ بازار میں نہایت سستے داموں فروخت کر دیتے ہیں۔ اور حاجی لوگ غلطی سے سستا سمجھ کر خرید لیتے ہیں جس کا خمیازہ بیچش کی صورت میں انہیں بھگتنا پڑتا ہے۔

ڈاک و تار کے متعلق معلومات

مکہ و جدہ کے درمیان ڈاک ہمیشہ جاری اور آتی رہتی ہے۔ اوقات حسب ذیل ہیں:۔

مصری جہاز کے ذریعہ بروز بدھ یا چہارشنبہ کو۔

اٹالین جہاز کے ذریعہ بروز جمعہ۔

پورٹ سوڈان کی طرف سے جانے کے لئے بروز اتوار۔

مکہ و مدینہ کے درمیان ہفتہ میں ایک دفعہ بروز دوشنبہ۔

محصول ڈاک | بیرونی ڈاک کا محصول فی ۲۰ گرام ۳½ قرش امیری
آور اس سے زاید ہونے پر فی ۲۰ گرام ۲ قرش امیری

رجسٹری پر۔ ۴½ قرش امیری۔

رسید طلب خطوط کا محصول ۲½ قرش امیری ہے۔

نمونہ کاغذات اخبارات کو بھیجنے کا محصول ۳۰ پارہ مقرر ہے۔

محصول تار | ۔ مصر کے لئے ۸ قرش امیری فی لفظ۔

فلسطین	کے لئے	۹	قرش	امیری	فی لفظ	
شام	〃 〃	۱۰	〃	〃	〃	
عراق	〃 〃	۱۸	〃	〃	〃	
ہندوستان و برہما	〃 〃	۱۸	〃	〃	〃	
عدن	〃 〃	۱۲	〃	〃	〃	
انگلینڈ	〃 〃	۱۴	〃	〃	〃	
جرمن	〃 〃	۱۵	〃	〃	〃	

انگریزی ۱۵ قرش برابر ۳ روپیہ کے

مہمل تار نصف اجرت مذکورہ میں جاتے ہیں۔

ڈی۔ ایل۔ ٹی (D. L. T.) تار پر مندرجہ بالا میں سے چوتھائی اجرت لی جاوے گی۔ یہ تار ۴۸ گھنٹہ میں پہنچیں گے۔

ٹیلیفون وغیرہ بھی بیرونی مقامات پر لگ گئے ہیں۔ انکی اجرت علیحدہ ہے۔

قیمت ضروریات خورد و نوش

اس موقع پر بعض ضروری اشیاء خورد و نوش کی قیمت ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ جو موجودہ نرخوں کے مطابق لکھی گئی ہے لیکن حضرات حجاج یہ ملحوظ رکھیں۔ کہ ان نرخوں میں بوجہ تغیر و تبدیل موسمی حالات کمی بیشی ممکن ہے:۔

آٹا فی کیلہ	(تین سیر)	۵	قرش رائج
روٹی وزنی	۸ وقیہ (۲۵ تولہ)	۱	〃
چاول فی کیلہ	۔۔۔۔۔	۱۰	〃
شکر فی اقہ	(ایک سو بارہ تولہ یعنی ایک سیر ۶ چھٹانک)	۹	〃
قہوہ 〃	〃 〃	۴۴	〃
چاء 〃	〃 〃	۲۰	〃
بیگن سرخ 〃	〃 〃	۳ ½	〃
بھنڈی 〃	〃 〃	۲ ½	〃
بیگن سیاہ 〃	〃 〃	۳ ½	〃
کدو متوسط 〃	〃 〃	۱ ½	〃

انگریزی ۱۵ قرش برابر ۳ روپیہ کے

انگریزی بحساب ۱۰ قرش برابر ایک روپیہ کے

علاوہ ازیں دیگر سبزیاں پالک ۔ خرفہ ۔ شلجم وغیرہ نہایت کم قیمت پر ملتے ہیں ۔

میوہ جات ۔ آڑو فی اقہ (ایک سو بارہ تولہ)	۔	۴ قرش دارج
انگور 〃 〃 〃	۔	۶ 〃
سیب 〃 〃 〃	۔	۶ 〃
کیلے 〃 〃 〃	۔	۶ 〃
انار ایک . . .	۔	۲۰ پارہ
خربوزہ فی اقہ (ایک سو ۲ تولہ)	۔	۱ - ۲ قرش دارج
گوشت دنبہ 〃 〃	۔	۱۰ قرش دارج
〃 بکری 〃 〃 〃	۔	۷ 〃
〃 گائے 〃 〃 〃	۔	۸ 〃
〃 اونٹ 〃 〃 〃	۔	۶ 〃
روغن زرد 〃 〃 〃	۔	۲۸ 〃
انڈا	۔	۲۰ پارہ
مشک پانی	۔	۲۰ 〃
پنیر فی اقہ . .	۔	۱۴ قرش دارج
کھجور 〃 . .	۔	۳ 〃
لکڑی کا ایک بنڈل	۔	۱۶ 〃
کوئلہ ایک تھیلہ	۔	۱۰ 〃
مٹی کا تیل فی اقہ		۹ 〃

حجاز کے اوزان وپیمانے وغیرہ

حجاز میں روزمرہ کے کھانے کی چیزیں مثلاً دال ۔ گوشت ترکاری (سبزی) چاول ۔ گھی ۔ شکر ۔ میوہ جات وغیرہ وغیرہ رطل کے حساب سے

بکتے ہیں۔ ذیل میں ان کے وزن دیئے جاتے ہیں :-

ایک رطل = ۴۴ تولہ یعنی آدھ سیر اور ایک چھٹانک ہندی۔
ایک اوقہ = ۱۱۰ " " ایک سیر ۶ چھٹانک "
ایک قنطار = ۱۰۰ رطل یعنی ایک من ۵ اسیر "

غلہ کا پیمانہ مثلاً گیہوں۔ آٹا۔ چاول وغیرہ وغیرہ ایک لکڑی کے پیمانے سے کے ناپ سے فروخت ہوتا ہے۔ جسے کیلہ کہتے ہیں۔ ایک کیلہ ہندی وزن کے تین سیر کے برابر ہوتا ہے۔ تمام اجناس اس سے ناپتے ہیں۔ اور فروخت کرتے ہیں +

تنبیہ بندرگاہ سے جب آپ شہر جدہ میں داخل ہونگے۔ تو بعض دکاندار آپ کو زبردستی اپنی دکان پر بٹھانے کے لئے لے جاوینگے۔ اور بغیر آپ کی فرمائش کے آپ کو فوراً کھانے کے لئے دینگے۔ آپ خیال کرینگے کہ یہ مہمان نوازی حاجیوں کی بطور ہمدردی کی جاتی ہے۔ چونکہ آپ احرام میں ہوتے ہیں۔ اور بعض وقت نقدی بھی پاس نہیں ہوتی۔ اسلئے وہاں پر بڑی تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ جب کہ وہ آپ سے ڈبل رقم کا تقاضہ کرتے ہیں۔ اگر موجود نہ ہو تو بے عزتی کرتے ہیں +

جدہ سے روانگی کی طیاری جدہ سے بعض حجاج تو مدینہ چلے جاتے ہیں۔ اور اکثریت مکہ مکرمہ جاتی ہے۔ سواری کا بندوبست بھی وکیل کی امداد کے بغیر ناممکن ہے۔ یہاں سے اونٹ، گدھے، اور موٹر کی سواری ملتی ہے۔ گدھے کی سواری کو ہندوستان کے گدھوں پر قیاس نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ وہ انکے مقابلہ میں زیادہ مضبوط اور برق رفتار ہوتے ہیں۔ مصیبت یہ ہے کہ وکیل کئی دنوں تک سواری کا انتظام نہیں کرتے۔ جب تقاضہ کیا جائے۔ تو یونہی ٹال دیتے ہیں۔

جدہ سے مکہ مکرمہ کا فاصلہ قریباً ۴۰ میل ہے۔ اونٹ دو ڈیڑھ روز میں پہنچ جاتے ہیں۔ گدھے ایک رات میں۔ اچھے موٹر دو اڑھائی گھنٹے میں۔ اور لاریاں تین چار گھنٹے میں پہنچ جاتی ہیں۔ حجاج کو جو اونٹ پر جاتے ہیں۔ اور دوسرے دن مکہ معظمہ پہنچ جاتے ہیں۔ اسلئے کہ درمیان میں صرف ایک جگہ پڑاؤ ہوتا ہے۔ اور اونٹ اور گدھوں

ہے رات کے وقت سفر کیا جاتا ہے۔ اسلئے ان سواریوں کے مسافر عصر و مغرب کے درمیان
جدہ سے نکل جائیں۔ تو سویرے مقام بحیرہ میں جا ٹھیرینگے۔ جو جدہ سے ۱۸ میل ہے۔
اگلے دن عصر کے وقت بحیرہ سے چل کر مقدس شہر میں داخل ہوگا۔ اگر کوئی شخص گدھے پر
جاسکے تو ایک رات میں مکہ معظمہ پہنچ سکتا ہے۔ عرب کے گدھے ہندوستان کے گھوڑوں سے
بہتر ہیں۔ اونٹوں پر سوار ہونے کیلئے شغدف اور شبری مستعمل ہوتے ہیں۔ اگرچہ غربا یا باہمت آدمی
پیٹھ پر سوار ہوجاتے ہیں۔ اور باربرداری کا اونٹ ملتا ہے۔ تو سوار کو راحت بھی ملتی ہے۔
مگر تاہم جو آرام شبری میں ہے۔ وہ پیٹھ پر نہیں۔ اور جو راحت شغدف میں ہے۔ وہ شبری میں
نہیں ہے شغدف دو مسقف کھٹولے ہوتے ہیں۔ جو اونٹ کی پشت پر کس دیئے جاتے ہیں۔
اور سایہ کیلئے بانس کی کھپچیوں کے ڈھانچ پر ٹاٹ پڑا ہوتا ہے۔ اسپر اپنا کمبل یا دری یا موٹی
چادر کو سی لیا جائے۔ تو دھوپ کی تپش سے بہت امن ملتا ہے۔ ایک کھٹولا ایک آدمی کے
لئے ہے۔ اسطرح ایک اونٹ پر دو آدمی بیٹھتے ہیں۔ مگر دونوں کھٹولوں کے ہموزن ہونے
کی زیادہ ضرورت ہے۔ اگر ساتھ والے آدمی کا بدن اپنے بدن سے ہلکا ہو۔ تو اسباب کے وزن
سے مساوات کر لینی چاہیئے۔ ورنہ ایک طرف کا کھٹولہ جھک جائیگا۔ اور شغدف کے
گرجانے سے چوٹ لگ جانے کا اندیشہ ہے۔

شبری صرف ایک کھٹولا ہوتا ہے۔ ہودے کی طرح۔ جو دو بوریوں یا دو صندوقوں پر
باندھ کر اونٹ کی پشت پر لادا جاتا ہے۔ اس میں بھی دو آدمی بیٹھتے ہیں۔ اور وزن کے
برابر ہونیکی ضرورت ہے شبری میں لیٹنے کا آرام نہیں۔ اور نہ ہی مسقف ہوتے ہیں۔ اور
شغدف میں آدمی پاؤں پھیلا کر لیٹ بھی سکتا ہے۔ البتہ شبری کے نیچے دو بورے اسباب
لاد سکتا ہے۔ اور شغدف میں بستر اور ایک بیگ یا مختصر سا سامان خوراک کے علاوہ اور
کچھ نہیں رکھ سکتا۔ جدہ میں شغدف و شبری۔ نئے پرانے قیمتاً و کرایہ پر بکثرت دستیاب ہوتے
ہیں۔ بہتر صورت یہ ہے۔ کہ اگر چند آدمیوں کا مجمع ہو۔ تو سارے ضروری سامان کو یکجا کرکے
بوریوں میں سی دیا جائے۔ اور بوریوں کی مقدار کے موافق شبریاں اور باقی شغدف لے لئے
جائیں۔ کرایہ کی بہ نسبت شغدف کا خریدنا بہتر ہے شغدف کی قیمت کم و بیش ہوتی رہتی ہے

شروع موسم میں نیا شغدف دس بارہ روپیہ میں ملجائے گا۔ اور سایہ دار شبری چار روپیہ میں۔ یہی شغدف شبری آپ کو عرفات اور مدینہ منورہ کے سفر میں کام دیگی۔ اِسکے بعد چاہیے بیچ دیجئے۔ خواہ یونہی کسی کو دیدیجئے۔ اگر شغدف میں بیٹھنا ہو۔ اور زائد سامان ہمراہ ہو جس کی مکہ مکرمہ میں ضرورت نہ پڑے صندوق میں مُقفّل کرکے جدہ کے معلّم کے پاس چھوڑ دیجئے۔ اور رسید دستخطی لے لیجئے۔ یہ لوگ عموماً متدین ہوتے ہیں۔ اور ۸ ۔ ہ ۱۲ ار فی صندوق کرایہ پر آپ کی واپسی تک آپ کے اسباب کو اپنے مکان پر حفاظت کے ساتھ رکھ لینگے۔ ضروری کپڑوں کے دو تکئے بنا لیجئے۔ اور شغدف میں اِدھر اُدھر رکھ لیجئے۔ نیز ٹاٹ کے دو بڑے بڑے تھیلے سی کر شغدف کی دونوں دیواروں پر سُتلی سے مضبوط باندھ دیجئے۔ شغدف بھی مضبوط باندھ دیجئے۔ جاجم۔ دری وغیرہ سب کو شغدف کے اوپر مضبوط سی دیجئے۔ شغدف بھی مضبوط ہو جائے گا۔ اور دھوپ یا بارش میں راحت بھی بہت ملے گی بستر ا اندر کھٹولے پر بچھا لیجئے۔ کھانے پینے کی چیزیں اور ناشتہ دان تھیلی میں ڈال دیجئے۔ اور بیچ میں سُتلی کا مضبوط ڈورا ڈال دیجئے۔ تاکہ اونٹ کی رفتار سے تھیلا ہلے نہیں۔ اور کوئی برتن نکل نہ پڑے۔ چولہا اور پانی کا خالی کنستر اگر ہو شغدف کے نیچے اونٹ کے پیٹ کے قریب مضبوط باندھ دیجئے۔ باقی سامان بیگ میں بند کرکے پاس رکھ لیجئے۔ اس تدبیر سے بہت سامان شغدف میں بھی آپ کے ساتھ جا سکتا ہے۔ شغدف کے چاروں کونوں پر پانی کے مشکیزے باندھکر لٹکا سکتے ہیں۔

اگر جدہ سے موٹر پر جانے کا ارادہ ہو۔ تو سامان اونٹ پر بھیجدینا مناسب ہوگا۔ ایک شغدف والے اونٹ پر دو سوار بیٹھتے ہیں۔ اور اسکا کرایہ عموماً چودہ ۱۴ روپیہ ہوتا ہے موٹر فی سواری سترہ ۱۷ اٹھارہ ۱۸ روپیہ میں جاتی ہے۔ اور اب عام طور پر موٹروں کا رواج ہو گیا ہے۔ جو دو گھنٹوں میں پہنچ جاتی ہیں۔ چار پانچ جگہ سرکاری چوکیاں بنی ہوئی ہیں۔ جہاں پولیس رہتی ہے۔ اور قہوہ خانہ بھی ہیں۔ بغیر کسی خدشہ کے رات دن اکیلے سفر کیا جا سکتا ہے۔

تاریخ جدہ

نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہدِ مبارک میں مکہ مکرمہ کیلئے ساحل بحر شعیبہ تھا چنانچہ ۵ ؁ نبوت میں جو مہاجرین اوّل ملکِ حبش کو ہجرت کر گئے تھے۔ وہ بندرگاہ شعیبہ ہی سے سوار ہوئے تھے شعیبہ جدہ سے جنوب میں ۳۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ اور اب چھوٹا سا گاؤں ہے۔

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے جب جزائر بحری کے فتح کا ارادہ فرمایا۔ تو انھوں نے ایک زبردست بحری بیڑا تیار کیا۔ اِسی بیڑے نے ہرقل کے بیڑے کو تباہ کیا تھا۔ اِس بیڑے نے شام و بیت المقدس کی جانب ہرقل کی افواج کا بحری راستہ بند کیا تھا۔ بیڑہ کے ساتھ ہی مکہ معظمہ کے لئے بحری بندرگاہ بنانے کی بھی فکر ہوئی۔ شعیبہ کو حضرت عثمان رضہ پہلے ملاحظہ فرما چکے تھے۔ وہ ناکافی تھا۔ اور اس میں آئندہ ترقی کی بھی گنجائش نہ تھی۔ اسلئے امیر المومنین رضہ خود آئے۔ اور سمندر کے کنارے پھرتے پھرتے اِس جگہ کو تلاش کیا۔ اور پسند فرمالیا۔ جہاں اب جدہ کا بندرگاہ ہے۔ یہ شعیبہ کی نسبت مکہ معظمہ سے قریب تر بھی ہے۔ چٹانوں کے لحاظ سے زیادہ محفوظ۔ اور پانی کے اعتبار سے زیادہ گہرا ہے ۲۶ ؁ھ میں یہ بندرگاہ مقرر کیا گیا تھا۔

جدہ سمندر کے بری کنارہ کو کہتے ہیں۔ اور اسکے معنے راہِ فراخ بھی ہیں چنانچہ جدہ سے مکہ تک کا تمام راستہ کافی فراخ ہے۔ شہر جدہ سے باہر بطرف مکہ ایک جگہ ہے۔ جسے اماں حوّا کی قبر کہتے ہیں۔ جو قریباً ۵۰۰ فٹ لمبی اور ۱۰ فٹ چوڑی ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ بلکہ قبل از اسلام یہ کسی زمانہ میں مندر تھا۔ اور لوگوں نے اسلام لانے کے بعد اپنے مندر کو ام البشر کی قبر سے موسوم کر دیا۔ جہاں پر اب قبر وغیرہ نہیں ہے۔

جدہ کا محل وقوع

شہر کے گرد شہر پناہ بنی ہوئی ہے۔ جس کا طول غالباً ۹۲۸۷ فٹ ہوگا۔ اِس شہر پناہ کو سلطان الغوری شاہِ مصر نے ۹۱۵ ؁ھ میں بنوایا تھا چنانچہ اسکے نام کا کتبہ اب تک بابِ مکہ پر کندہ ہے۔ جدہ میں قریباً چار ہزار گھر ہونگے۔ عمارات کی

وضع اور طرز تعمیر بمبئی و کراچی کے مکانات کے مشابہ ہے۔ عمارات سب سنگین ہیں یعنی مضبوط پتھروں کی ہیں۔ جو گرد و نواح کے پہاڑوں سے لائے گئے ہیں۔ آبادی قریباً پچاس ہزار ہے جس میں قریباً دس ہزار بیرونی مسلمان ہیں۔ اور پچاس کے قریب یورپین تاجر اور ملازم وغیرہ بھی ہونگے۔ پانی ان تالابوں سے آتا ہے۔ جو بارش سے بھرتے ہیں۔ ذرا فاصلے پر کچھ چشمے بھی ہیں۔ ان کا پانی اچھا میٹھا ہوتا ہے۔ عام لوگوں کو یہ پانی کم ملتا ہے۔ سلطان نجد نے سمندر کا پانی صاف کرنیکے لئے ایک انجن لگا دیا ہے۔

عام حالات

یہ شہر اپنی جغرافیائی ہیئت کے لحاظ سے خاص اہمیت رکھتا ہے۔ بازار اچھے اور مسقف ہیں۔ ہر قسم کی اشیائے خور و نوش مناسب قیمتوں پر ملجاتی ہیں۔ سونے کے سکے ہر ملک کے چل جاتے ہیں۔ البتہ چاندی و نکل کی ریزگاری نہیں چلتی۔ یہاں ہندوستانی سکوں کو حجازی سکوں میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ یہاں تدر لینڈ ٹریڈنگ کمپنی بمبئی کی شاخ بھی ہے۔ کھانے کی دکانیں بکثرت ہیں۔ جہاں پر عمدہ اور نفیس کھانا دستیاب ہوجاتا ہے۔ ڈاکخانہ اور شفاخانہ بھی موجود ہے۔ ہفتہ میں تین مرتبہ ہندوستان کے لئے ڈاک نکلتی ہے لیکن انتظام میں بڑا فرق ہے۔ ہر کام توکل پر چلتا ہے صفائی کا انتظام نہایت ناقص ہے۔ مکھیاں اپنی کثرت کے لحاظ سے خاص طور پر مشہور ہیں۔ برف مل جاتی ہے حاجیوں کے ہجوم کے زمانہ میں ہر ہر گھر مسافرخانہ بنا ہوا دکھائی دیگا۔ ہزارہا غریب حاجی سڑکوں اور گلیوں میں پڑے سے نظر آتے ہیں۔

لوگ مذہب کے اعتبار سے عملاً آزاد ہیں۔ مغربی طرز معاشرت کے شیدائی ہیں۔ کوئی صاحب نظر بزرگ یا فقہ و حدیث شریف کا عالم نظر نہیں آتا۔ مساجد میں حاضری بہت کم۔ عمائد و اکابر تو کہیں نظر نہیں آتے۔ البتہ غرباء کے دم سے مسجدوں کی رونق قائم ہے۔ طہارت کا طریقہ نفرت انگیز ہے۔ لوگ مسجد کے تالاب پر ہی جہاں دوسرے وضو کرتے ہوں۔ علانیہ بغیر شرم و لحاظ کے طہارت کرنے لگ جاتے ہیں +

مکّہ معظّمہ کو روانگی

جدّہ سے چل کر اونٹوں والے قافلے دو دن میں، اور موٹر چند گھنٹوں میں مکّہ معظمہ پہنچ جاتے ہیں۔ جدہ سے جاتے وقت مکّہ سے سات میل کے فاصلہ پر حدودِ حرم شروع ہو جاتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام مکّہ معظمہ میں تشریف لائے۔ تو اللہ تعالٰی نے شیاطین سے آپ کی حفاظت کیلئے ملائکہ مقربین کی ایک جماعت نازل فرما دی تھی جنہوں نے مکّہ معظمہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ جو زمین اس حلقہ کے اندر آگئی، اسکا نام حرم ہے۔ یہ روایت صحیح ہو یا غلط، ہمیں اس سے بحث نہیں۔ بہرحال یہ ایک طے شدہ حقیقت ہے کہ یہ زمین خاص آداب اور خاص ارادت وعقیدت کی محتاج ہے۔ حدود حرم کے شروع ہوتے ہی ہر حاجی کی یہ خواہش ہوتی ہے۔ کہ آدابِ احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے سواری چھوڑ کر پیدل چلنا شروع کر دے لیکن موٹر کاروں کے ڈرائیور کسی کی ایک نہیں سنتے۔ البتہ اونٹوں والے تو تھوڑے بہت اصرار پر پیدل ہو لیتے ہیں لیکن جذبات ناشناس موٹر ڈرائیور اپنی سواریوں کے احساسات کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہیں کرتے۔ اور ویسے ہی چلائے چلے جاتے ہیں +

آدابِ مکّہ معظّمہ

مکّہ معظمہ کی پاکیزگی، عظمت، جلال اور بزرگی کا اقتضا یہ ہے کہ وہاں داخل ہونیوالوں کے دل بھی آئینہ کی طرح شفاف اور اُن کی نیتیں خلوص وایثار سے معمور ہوں۔ اس پاک شہر کی توصیف وتحسین ہے کما حقہٗ عہدہ برآ ہونا آسان کام نہیں۔ یہی وہ شہر ہے جس میں لامکان ولا محدود کا "گھر" ہے۔ اور یہی وہ شہر ہے جو صدیوں سے لیکر قیامت تک اسلامیانِ عالم کی پیشانیوں کی سجدہ گاہ بنا رہیگا۔ اور یہی وہ مطہّر و مقدس زمین ہے جسکی طرف ہر مومن دن میں پانچ مرتبہ منہ کر کے توحید و رسالت کا اقرار کرتا ہے۔ اس شہر کے متعلق جسے اُمّ البلاد کا قابل ترین صد فخر لقب حاصل ہے۔ کچھ کہنا تحصیل حاصل ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے:۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِمَکَّۃَ مَا اَطْیَبَکِ مِنْ	حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے مکہ کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ تجھ سے زیادہ

بلدٍ واحبّك الیّ ولولا ان قومی اخرجونی منك سکنت غیرك (ترمذی)	پاکیزہ کوئی شہر نہیں۔ اور نہ کوئی شہر مجھ سے زیادہ مجھے محبوب ہے۔ اور اگر میری قوم والوں نے مجھے نکال نہ دیا ہوتا تو میں تیرے سوا اور کہیں نہ رہتا۔

اللہ اللہ! کس قدر جاذبِ قلوب سرزمین ہے۔ اس ساڑھے تیرہ سو برس کی مدت میں کتنے ایسے ہیں۔ جو بغیر کسی رفیق اور بغیر کسی سواری کے اپنے آپ کو تقدیر کے حوالے کر کے اس در پر حاضر ہوتے ہیں۔ کتنے ایسے ہیں۔ جو اثنائے سفر میں سلسل روزے رکھتے ہوئے اور قدم قدم پر دوگانہ نماز ادا کرتے ہوئے اس سرزمین تک پہنچتے ہیں۔ حدیث شریف میں مذکور ہے:۔

عن عبد اللہ ابن عباس قال کانت الانبیاء تدخل الحرم مشاۃ حفاۃ ویطوفون بالبیت ویقضون المناسك حفاۃ مشاۃ (ابن ماجہ باب دخول الحرم)	حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرات انبیاء حرم میں داخل ہوتے تھے۔ تو پیادہ اور برہنہ پا اور خانہ کعبہ کا طواف اور سلسلہ ارکان حج پیدل ننگے پاؤں ہی ادا کرتے تھے۔

اللہ اکبر! یہ ادب و احترام حضرات انبیاء علیہم السلام کرتے ہیں تو فرشتے تک انکی تعظیم کرتے ہیں۔ اس سرزمین کی پاکی اور اللہ کے شہر کی کبریائی کا یہ رتبہ پاکوں کے پاک اور بڑوں کے بڑے جب داخل ہوتے ہیں۔ تو برہنہ پا اور سواریوں سے اتر کر

متاعِ وصلِ جاناں بس گراں است   گر ایں سودا بجاں بودے، چہ بودے

ایک اور حدیث شریف میں آتا ہے:۔

عن عبد اللہ بن عدی قال رایت رسول اللہ صلعم واقفا علی الحزورۃ فقال واللہ انك لخیر ارض اللہ واحبّ ارض اللہ الی اللہ (ترمذی)	عبد اللہ بن عدیؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو حزورہ (مکہ میں ایک کا نام ہے) پر کھڑے ہوئے دیکھا۔ اور آپ فرما رہے تھے کہ اے مکہ تو اللہ کی بہترین سرزمین ہے اور اللہ کی نظر میں اللہ کی محبوب ترین زمین ہے۔

اللہ پاک کے اس محبوب ترین شہر اور مقدس ترین آبادی کے متعلق بے شمار متفق علیہ احادیث موجود ہیں۔ جن کی تفصیلات ایک جداگانہ صحبت کی محتاج ہیں +

غیرمسلم کے داخلہ کی ممانعت

اہل مکہ سب کے سب مسلمان ہیں۔ اور جب سے ۹ھ میں یہ آیت نازل ہوئی :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَٰذَا

مسلمانو! مشرک لوگ بالکل نجس ہیں اسلئے وہ اس سال کے بعد مسجد حرام کے پاس نہ آنے جانے پائیں۔

کوئی غیر مسلم اس میں جانے نہیں پاتا چنانچہ اس آیت کے نزول کے بعد جب حج کا زمانہ آیا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ یہ منادی کرتے پھرتے تھے "خبردار ہوجاؤ۔ مجاہدے اس سال سے بعد کوئی غیر مسلم حج کرنے نہ آئے" سیاسیات کے لئے یہ ایک نادر حکم ہے۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ اگر مشرکین کو مکہ معظمہ کے اندر داخل ہونے کی اجازت دیدی گئی تو وہ اپنی تیرگی باطن اور خبث نفس سے نفاق و افتراق اور جنگ و جدال کا بیج بوجائینگے چنانچہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد ان ہی مشرکین کی ریشہ دوانیاں رنگ لائے بغیر نہ رہ سکیں۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کے دوسرے ہی روز بعد ملک عرب کے اطراف و اکناف میں ارتداد کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ بلکہ بعض بدباطنوں نے پیغمبری اور رسالت کا دعوے بھی کردیا چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کی طرف دس لشکر روانہ کئے۔ اور حکم دیا کہ انکے ساتھ معرکہ آرا ہوں۔ اور اسلام کے سوا کسی شرط کو قبول نہ کریں مسلمان اس غرض سے روانہ ہوئے۔ اور خوب داد کارزار دی۔ بالخصوص حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی افواج نے قابل تعظیم کارنامے سرانجام دیئے۔ اور مرتدین کے مسلمان بنانے میں انھوں نے عظیم الشان کام کیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی یہی روش اختیار کی۔ اور انکے بعد آجتک جو خلیفہ مقرر ہوتے رہے۔ وہ بھی اس روش پر کاربند رہے۔ آج تک اس احتیاط کا سلسلہ جاری ہے۔ اور غیر مسلم سیاح اندرون حجاز نہیں آسکتا۔ اور اگر کسی زمانے میں کسی سیاح نے ایسی جرأت کی۔ تو اپنے آپ کو موت کے خطرہ میں مبتلا کرکے آگے قدم بڑھایا چند یورپین سیاحوں نے مختلف زمانہ میں مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی سیاحت کی ہے۔ اور اپنے سیاسی یا مذہبی یا تمدنی یا جغرافیانہ مذاق کے مطابق ان کے حالات لکھے ہیں۔ انھوں نے پہلے عربی زبان سیکھی ہے مسلمان ہونے کا دعوے کیا ہے۔

اسکے بعد مسلمانوں کی وضع میں ان شہروں کا سفر کیا ہے۔ ان میں خصوصیت کیساتھ بورکارٹ سومیری (باشندہ سوئٹزرلینڈ)۔ بورتون الانگلیزی (انگریز)۔ بورحجیج ہولانڈی (باشندہ ہالینڈ)۔ اور کورتلمون الفرنساوی قابلِ ذکر ہیں لیکن ان میں سب سے پہلے بورکارٹ نے اس ملک کی سیاحت کے لئے اپنے آپ کو خطرہ میں ڈالا۔ وہ پہلے مصر آیا۔ اور مسلمان ہونے کا دعوےٰ کیا۔ اور اپنا نام مہدی رکھا۔ اسکے بعد وہ جامع ازہر میں داخل ہوا۔ اور اس میں عربی زبان سیکھی۔ پھر ملک عرب کا سفر کیا۔ اور وہاں تقریباً ساتھ سال تک اقامت اختیار کی۔ اور عرب کے متعلق ایک کتاب لکھی۔ جو ان تمام کتابوں میں بہترین کتاب ہے۔ جو یورپین مورخوں اور سیاحوں نے عرب کے متعلق لکھی ہیں۔ بالخصوص ملکِ عرب اور قبائل عرب کے حالات میں اس نے جو کچھ لکھا ہے۔ وہ بہت زیادہ بہتر ہے۔ اس نے اسی اسلامی وضع میں مصر میں وفات پائی۔ اور قرافہ باب الفتوح میں شیخ یونس رح کے قبہ کے متصل دفن ہوا +

پیغمبرِ اسلام صلعم کا حج

حرم کی سرزمین میں پہنچتے ہی ارکان حج کی ادائیگی کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے۔ اور حج کسی خاص رکن کا نام نہیں بلکہ ایک سلسلہ ارکان کے مجموعہ کا نام حج ہے۔ اس مقام پر ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہم نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حج کی تفصیلات درج کردیں تاکہ بعض مختلف فیہ مسائل کے متعلق حجاج کا اطمینان ہوجائے۔ اور ہر شخص اس اسوہ حسنہ پر چلکر ارکانِ حج کی تکمیل کی کوشش کرے۔

اسلام میں حج ۹ھ کو فرض ہوا۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اسی سال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر الحجاج مقرر فرمایا۔ اور انکی امارت میں پہلا اسلامی حج ادا کیا۔ بعدہٗ ۱۰ھ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حج پر تشریف لیجانے کا اعلان فرمایا۔ اور ۲۵۔ ذیقعدہ ۱۰ھ کو مدینہ منورہ سے سوار ہوئے۔ مدینہ منورہ سے چلکر ذی الحلیفہ میں قیام فرمایا۔ یہ مقام مدینہ منورہ سے مکہ شریف کی طرف تقریباً چھ سات میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔

اور اب اسے آبار علی بھی کہتے ہیں۔ یہ اس طرف سے آنیوالے حجاج کا میقات ہے حضور سرور کائنات صلعم نے نماز ظہر سے پیشتر وہاں غسل فرمایا۔ خوشبو لگائی۔ مانگ میں حضرت عائشہ صدیقہؓ نے مشک اذفر بھری۔ نماز پڑھی۔ اور یہیں سے آواز لبیک بلند فرمایا :-

لَبَّيْكَ ○ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ ○ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ ○ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ ۔	حاضر ہوتا ہوں تیرے دربار میں اے اللہ حاضر ہوتا ہوں تیرے دربار میں نہیں کوئی شریک تیرا۔ حاضر ہوں تیرے دربار میں۔ بیشک سب تعریف اور دولت اور ملک تیرے ہی لئے ہیں۔ اور نہیں کوئی شریک تیرا۔

پھر یہاں سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حمد و ثنا کرتے ہوئے مکہ معظمہ کی جانب مع اپنے رفقاء سفر کے روانہ ہوئے۔

راہ میں آپ ہر بلند و پست مقام پر لبیک و تکبیر پڑھتے تھے۔ اور جگہ جگہ کے قبائل حضور کے شامل رکاب ہوجاتے تھے۔ احادیث میں آواز لبیک کے متعلق اختلاف ہے جسکی وجہ یہ ہے کہ جس راوی نے جس مقام سے یہ آواز سنی۔ اسنے وہی مقام درج کردیا۔ دراصل واقعہ یہی ہے کہ صدائے لبیک ذی الحلیفہ سے شروع ہوئی۔ مکہ معظمہ کے قریب پہنچکر حضور نے ذی طویٰ میں قیام فرمایا۔ یہ مقام تنعیم کے برابر ہے۔ جہاں اب بھی عمرہ لانے کے لئے جاتے ہیں۔ پنجم ذی الحجہ کو سوار ہوکر بوقت صبح بالائے مکہ کی جانب سے داخل شہر ہوئے۔ اور باب عبد مناف سے یا باب بنو شیبہ جسے باب السلام بھی کہتے ہیں۔ داخل حرم ہوئے۔ اور جب نظر پاک بیت اللہ شریف پر پڑی۔ تو یہ دعا پڑھی :-

اَللّٰهُمَّ زِدْ هٰذَا الْبَيْتَ تَشْرِيْفًا وَّتَعْظِيْمًا وَّمَهَابَةً وَّبِرًّا ۔	اے اللہ تو اپنے اس گھر کو شرافت و تعظیم و رعب و بھلائی زیادہ عطا فرما۔

پھر حجر اسود پر گئے۔ اور اسے استلام (بوسہ دینا) فرمایا۔ بوسہ سے قبل بسم اللہ اللہ اکبر پڑھا۔ دیر تک لب مبارک کو حجر اسود پر رکھا۔ پھر طواف شروع کیا۔ اور تین بار رمل (تیز دوڑکر) اور چار بار مشی (آہستہ چلکر) سات چکر پورے کئے۔

ہر ایک چکر میں جب حجرِ اسود کے برابر آتے تو اُسے بوسہ دیتے۔ اور بِسۡمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ زبان سے فرماتے تھے۔ اور اگر بوسہ نہ دیتے۔ تو صرف ہاتھ سے اشارہ ہی فرما دیتے۔ رکن یمانی کو چھوا۔ اور رکنین درکنِ یمانی اور رکنِ حجرِ اسود) کے درمیان یہ دعا پڑھتے تھے:۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الۡاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ +	اے خدا ہمارے لیے دنیا میں نیکی عطا کر۔ اور آخرت میں نیکی عطا فرما۔ اور دوزخ کی آگ سے بچا۔

طواف کے بعد حضورؐ مقامِ ابراہیمؑ کی جانب آئے۔ زبان مبارک سے آیت وَاتَّخِذُوۡا مِنۡ مَّقَامِ اِبۡرٰہٖمَ مُصَلًّی پڑھی۔ اور دو رکعت نماز ادا کی۔ اُس وقت بیت اللہ اور حضورؐ کے درمیان مقامِ ابراہیم حائل تھا۔ رکعت اول میں سورۃ کافرون اور رکعت دوم میں سورۃ قل ھو اللہ پڑھی تھی۔ نماز کے بعد پھر حجرِ اسود پر تشریف لائے۔ اور اسکو بوسہ دیا پھر بابُ الصفا کے نزدیک پہنچے اور یہ آیت پڑھی۔ اِنَّ الصَّفَا وَ الۡمَرۡوَۃَ مِنۡ شَعَآئِرِ اللّٰہِ۔ پھر فرمایا۔ آیت میں صفا کا نام پہلے ہے۔ میں بھی صفا ہی سے آغاز کرتا ہوں۔ پھر آپؐ صفا پر چڑھ گئے۔ جب بیت اللہ شریف نظر آنے لگا۔ تب قبلہ رخ کھڑے ہوئے۔ اور زبان مبارک سے فرمایا۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ لَہُ الۡمُلۡکُ وَلَہُ الۡحَمۡدُ یُحۡیِیۡ وَ یُمِیۡتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ اَنۡجَزَ وَعۡدَہٗ وَ نَصَرَ عَبۡدَہٗ وَ ھَزَمَ الۡاَحۡزَابَ وَحۡدَہٗ

(ترجمہ) سوائے اللہ وحدہ کے کوئی معبود نہیں۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لئے بادشاہت اور سب تعریف ہے۔ وہی زندہ کرتا ہے وہی مارتا ہے۔ اور وہ سب چیزوں پر قدرت رکھتا ہے۔ نہیں کوئی معبود سوائے اللہ وحدہ کے جو ادا کیا اُس کا وعدہ ہے۔ اور میں بندہ ہوں اسی کا۔ اور ہزیمت دیتا ہے لشکروں کو وہ اکیلا ہی۔

اِسکے بعد دعا مانگی۔ پھر کلمات بالا پڑھے۔ اور دعا مانگی۔ تین بار ایسا ہی کیا۔ پھر وہاں سے اُترے اور بجانب کوہ مروہ تشریف لے گئے۔ جب ہموار سطح پر پہنچے تو دوڑ کر چلے۔ اور جب مروہ کی چڑھائی شروع ہوئی۔ تو آہستہ ہوگئے۔ کوہ مروہ پر چڑھکر قبلہ رخ کھڑے ہوکر وہی کلمات پڑھے۔ جو صفا پر پڑھے تھے۔ اور اسطرح دعا کی۔ اسطرح سات چکر پورے کئے۔

مختلف روایات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دو مینی حکمروں کے اجنبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ناقہ پر سوار ہوگئے تھے۔ اور سوار ہونے کی غایت یہ تھی۔ کہ مجمع افراد امت حضور کی ہستی کو دیکھ لیں۔

اس سے فارغ ہوکر فرمایا۔ آپ جس کے ساتھ قربانی نہیں۔ وہ احرام کھول دے۔ اور اسے عمرہ سمجھے۔ یہ بھی فرمایا۔ کہ میری عادت یہ ہے کہ ایک بار عزم کرکے پھر اسے تبدیل نہیں کرتا۔ ورنہ میں بھی احرام کھول دیتا۔ لوگوں نے عرض کیا یہ حکم عارضی ہے یا استمراری؟ آپ نے فرمایا۔ ابد تک یہی سلسلہ جاری رہیگا۔ یہاں سے فارغ ہوکر زمین مکہ کی جانب باہر خیمہ میں تشریف لیگئے۔ جو سخلہ میں (ارض بطحی ندی کی وہ زمین جو زمین مکہ کی طرف برسات میں چلا کرتی ہے) پر لگا دیا گیا تھا۔

یوم الترویہ بروز جمعرات (آٹھویں ذی الحجہ) کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے۔ جن صحابہؓ نے احرام کھول لیا تھا۔ وہ بھی احرام میں ہوگئے۔ اور جائے قیام سے سیدھے منیٰ کو روانہ ہوگئے۔ ظہر وعصر ومغرب وعشاء دنویں تاریخ بروز جمعہ کی نماز فجر حضورؐ نے منیٰ میں ہی ادا فرمائی جب نویں تاریخ کا سورج نکل آیا۔ تو حضور سرور کائنات سوار ہوئے۔ اور وادی نمرہ میں (جو عرفات کی حد پر واقع ہے) جا اترے۔ آپؐ نے کمبل کے ایک خیمہ میں آرام فرمایا جب سورج ذرا ڈھل گیا۔ تو پھر سوار ہوکر بطن وادی میں پہنچے۔ راہ میں تہلیل وتکبیر کی آواز برابر بلند رہی۔

بطن وادی میں پہنچکر حضرت بلال رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے آپ کے فرمانے پر اذان دی۔ اسکے بعد حضورؐ نے خطبہ جمعہ پڑھا جس میں مسائل حج واسلام بیان فرمائے۔ اور جمعہ وعصر کی دونوں نمازیں بیک اذان واقامت ادا فرمائیں۔ اسکے بعد آپؐ نے اونٹنی تیار کرنے کو فرمایا۔ اونٹنی تیار کی گئی پھر آپ اونٹنی پر سوار ہوئے۔ اور عرفات میں جبل رحمت پر پہنچکر آپؐ نے خطبہ پڑھا۔ یہ خطبہ حجۃ الوداع کا آخری خطبہ کہلاتا ہے۔ خطبہ ہذا دینی، دنیوی، وسیاسی احکامات سے لبریز ہے۔ جو آگے چل کر درج کیا جاتا ہے۔ پھر قبلہ رخ ہوکر غروب آفتاب تک مصروف تحمید وتمجید رہے۔

جب سورج چھپ گیا۔ اور زردی بھی غائب ہو گئی۔ تو آپ سوار ہو کر واپس مزدلفہ (آدم و حوا علیہما السلام کی جائے وصال) پر تشریف لے آئے۔ اور یہاں آکر ایک اذان و دو اقامت مغرب و عشاء کی نماز ادا فرمائی۔ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر تھوڑی دیر کے لیے لیٹ گئے۔ نماز فجر مزدلفہ ہی میں ادا کی۔ اور قبلہ رخ ہو کر دیر تک دعا و تسبیح میں مصروف رہے۔ پھر دسویں تاریخ کے طلوع آفتاب سے پیشتر بجانب منیٰ روانہ ہو گئے۔ راہ میں وادی محسّر آئی۔ (یہ وہی میدان ہے۔ جہاں اصحاب فیل کا لشکر تباہ ہوا تھا)

یہاں حضور نے سواری کو تیز فرما لیا۔ اس وادی سے کنکریاں اٹھائی گئی تھیں۔ وہاں سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم جمرۃ العقبہ پر تشریف لائے۔ یہ وہی جگہ ہے۔ جسے مروجہ اصطلاح کے بموجب شیطان اکبر کہا جاتا ہے۔ کعبہ کو دائیں جانب اور منیٰ کو بائیں جانب کر کے یہاں سات کنکریاں پھینکیں۔ ہر ایک کنکری پر اللہ اکبر زبان مبارک سے فرماتے تھے۔

یہاں سے شاہ دو عالم منحر (قربانگاہ) کو تشریف لے گئے۔ اور ۶۳ اونٹ جو حضور مدینہ سے ساتھ لائے تھے۔ بدست خود ذبح فرمایا۔ اور ۳۷ اونٹ جو حضور کے ساتھ تھے۔ اور انکو حضرت علی کرم اللہ وجہہ یمن سے اپنے ساتھ لائے تھے۔ ان کو علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ذبح کیا۔ ہر ایک قربانی میں سے تھوڑا تھوڑا گوشت لیا گیا۔ اور ایک جگہ پکایا گیا۔ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شوربہ پیا اور گوشت کھایا۔ پھر سوار ہوئے۔ مکہ معظمہ تشریف لا کر طواف افاضہ فرمایا۔ پھر نماز ظہر بیت اللہ میں پڑھی۔ آب زمزم خوب سیر ہو کر پیا اور پھر منیٰ میں واپس پہنچ کر قیام فرمایا گیا۔ گیارھویں اور بارھویں ذوالحجہ کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم منیٰ ہی میں ٹھیرے رہے۔ ان دونوں دنوں میں ہر سہ عقبات پر رمی جمار فرمایا لیکن زوال کے بعد ابتداء اس عقبہ (کنکریاں پھینکنے کی جگہ) سے کی۔ جو عرفات کی طرف واقع ہے۔ عقبیٰ صغریٰ اور وسطیٰ پر کنکریاں پھینکنے کے بعد چند قدم آگے بڑھ کر قبلہ رخ ہو کر دیر تک دعا میں مصروف رہے۔ لیکن عقبیٰ کبریٰ پر رمی کے بعد دعا نہیں فرمائی۔ منیٰ سے تیرھویں کو نبی صلعم بعد از زوال سوار ہوئے۔ اور ابطح (جو مکہ و منیٰ کے درمیان ہے۔ جسے وادی محصب بھی کہتے ہیں) آکر ٹھیرے۔ پھر نماز ظہر وہاں ادا فرمائی۔

یہاں سے سوار ہو کر خانہ کعبہ میں آئے طواف وداع کیا۔ اور مدینہ منورہ کو روانہ ہو گئے۔
حجاج کی عام واقفیت کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا طریق حج بتفصیل بیان کر دیا ہے۔ اب ہم مناسک حج کو سلسلہ وار بیان کریں گے +

مکّہ معظمہ

خدا نے مسلمانانِ عالم کے اجتماع کے لیے وہ مقام مقرر فرمایا جس کی عظمت، شرافت اور عزت لوگوں میں بالعموم اور باشندگانِ عرب میں بالخصوص ایسے قدیم زمانہ سے چلی آتی تھی۔ جس سے کسی زمانہ کا کوئی پتہ نہیں چلتا۔ سارے شہر میں یہی ایک بابرکت مقام تھا جسکی عزت عرب کے باشندے بیحد کرتے تھے۔ اور قدیم ترین زمانہ سے اس مقام کی زیارت کو عرب کے لوگ ہر گوشہ سے آتے۔ یمن اور حضرموت سے خلیج فارس کے کنارہ سے شام، جدہ۔ اور عراق عرب سے۔ الغرض ان ممالک کے لوگ ہر سال مکہ معظمہ میں جمع ہوتے۔ اور اس مقام کی عظمت کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے تھے۔ دُنیا کی کوئی طاقت لوگوں کو وہاں جمع ہونے سے نہیں روک سکتی تھی۔ اور جسکے اردگرد کو رات دن جنگیں رہتی تھیں۔ اور لوگوں کو اسکے اردگرد سے زبردستی اچک لیا جاتا تھا لیکن وہ خود ایسا مقام ہے کہ قبل از پیدائش حضور علیہ السلام عرب کی خونخوار طبائع کو بھی جن میں رات دن لڑائیاں رہتی تھیں۔ قدرت کے اسی نشان کی طرف سورہ عنکبوت کی آیت ۶۷ میں خدائے قدوس نے رہنمائی فرمائی ہے۔
اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّیُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِہِمْ (ترجمہ) کیا انہوں نے غور نہیں کیا۔ کہ ہم نے حرم کو امن والا بنایا ہے۔ اور لوگ اسکے اردگرد سے زبردستی اُچک لئے جاتے ہیں؟ جس مقام کی بیشمار قدرتی خصوصیات میں سے یہ خصوصیت بھی ہو کہ وہ ہمیشہ سے ایسے لوگوں کے قبضہ میں ہو۔ جو دل سے اسکی عزت و احترام کرنیوالے ہوں۔ عرب کی بُت پرست قومیں گو ہزارہا عیوب اپنے اندر رکھتی تھیں۔ لیکن وہ بھی دل سے اس مقام کی بیحد عزت کرتی تھیں۔ اور اس کی تعظیم و تکریم کو اپنی سعادت کا موجب خیال کرتی تھیں۔ انکے اسی گھمنڈ کو خدائے قدوس نے سورہ توبہ کی آیت ۱۹ میں توڑا۔ اور

فرمایا کہ خدمت خانہ کعبہ اس شخص کو کچھ فائدہ نہیں پہنچائے گی۔ جو شرک و کفر میں مبتلا ہو۔ اور یہی وہ مقام ہے جسکو ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام نے بنایا۔ اور آپ جس طرح ہدایت و رشد کے معلم اول ہیں۔ اسی طرح تمام مغربی اقوام اور مشرقی جماعتوں کے مشترک باپ بھی ہیں۔ لہٰذا اسکی تخصیص میں ترجیح بلا مرجح کا سوال پیدا نہیں ہوگا +

عبادت ایزدی کا پہلا گھر

دنیا میں خدا تعالیٰ کی عبادت کا سب سے پہلا یہی گھر ہے۔ اور جن معماروں نے اس مقام کی تعمیر میں حصہ لیا۔ اور اس مقام کے بنانے میں جس طرح حضرت آدمؑ۔ ابراہیمؑ۔ اسمٰعیلؑ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مزدوروں کا کام کیا۔ ایسے مزدور نہ بیت المقدس کو نصیب ہوئے۔ اور نہ کسی اور عبادتگاہ کو۔ اور اسی اولیت زمانی اور فضیلت کو خدا نے جل وعلیٰ نے سورۃ آل عمران کی آیت ۹۵ میں ذکر فرمایا۔ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ ۔۔۔۔ الخ۔ بلاشبہ سب سے پہلا عبادت خانہ جو لوگوں کے لئے بنایا گیا ہے۔ یقیناً وہی ہے۔ جو مکہ میں ہے۔

یہی وہ مقام ہے جس میں قدرتِ خداوندی کی کھلی کھلی نشانیاں اسقدر موجود ہیں کہ آج سطح زمین پر کوئی ایسی عبادت گاہ موجود نہیں جس میں اس قدر قدرت کے نشانات موجود ہوں اور اعلان حج کے وقت تک انپر شہادت نہ صرف زبانی روایات میں محفوظ تھی۔ بلکہ ان کی شہادت تعامل قومی میں موجود تھی +

وقت اجتماع

اس اجتماع کے لئے وقت ایسا مقرر فرمایا جس کا احترام نہ صرف عرب کے باشندے کرتے تھے۔ بلکہ عجمیوں میں بھی اسکو ممتاز خصوصیت حاصل تھی۔ ان ایام میں جنگ بالکل بند ہو جاتی تھی۔ راستے کھل جاتے تھے تجارتیں شروع ہو جاتی تھیں سال کے آٹھ مہینوں میں گو عرب میں عام طور پر بڑی بے امنی رہتی تھی۔ اور کسی شخص کی جان تک محفوظ نہ ہوتی تھی۔ لیکن ذوالقعدہ۔ ذوالحجہ محرم رجب ایسے مہینے تھے جن میں عام طور پر کوئی شخص اپنے والدین یا اجداد کے قاتل پر بھی ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔ اور نہایت اطمینان سے یہ چند ما

آرام میں گذارتے تھے۔ یہ بھی قدرت خداوندی کا ایک نشان تھا۔ ورنہ اگر ان مہینوں میں بھی انکی خونریزیاں جاری رہتیں۔ اور ان کی تجارتیں وغیرہ ان ایام میں نہ کھلی رہتیں۔ تو عرب جیسے جنگجو قبائل عموماً بالکل برباد ہو جاتے۔

حرمت والے مہینے

یہی وجہ ہے کہ عموماً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ان مہینوں کی عزت و حرمت کی ہے چنانچہ امام احمد حنبل نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حرمت والے مہینوں میں جنگ نہیں کرتے تھے۔ اگر جنگ کے دوران میں حرمت والا مہینہ آجاتا۔ تو وہ کھڑے تھے چنانچہ واقعہ حدیبیہ میں آپ نے جنگ کرنے سے انکار فرمایا اور جنگ ہوازن کو حرمت والے مہینے کی وجہ سے روک دیا۔ اسی طرف خدائے قدوس نے سورۂ بقر کی آیت ۲۱۷ میں رہنمائی فرمائی ہے۔ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ (اس مہینہ میں جنگ کرنا بہت برا ہے)۔ اور یہی حکم سورہ توبہ کی آیت ۳۶ میں موجود ہے۔ ہاں اگر کفار ان مہینوں کی حرمت کا پاس نہ کریں۔ اور ان محترم مہینوں میں سے کسی میں لڑائی کی ابتدا کریں تب قصاص کے طور پر اور انکے زور کو توڑنے کی غرض سے مسلمانوں کو بھی اجازت دیگئی کہ وہ بھی جنگ کریں۔ اس بے حرمتی کی ذمہ داری انپر عائد نہ ہوگی۔ اسیکی طرف خدائے قدوس نے سورۂ بقر کی آیت ۱۹۴ میں غلامان محمد رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا۔ اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمَاتُ قِصَاصٌ (حرمت والا مہینہ حرمت والے مہینے کے بدلے ہے۔ اور تمام حرمت والی چیزوں میں بدلہ ہے۔)

نقشہ مکہ مکرمہ

ایصال مکہ معظمہ
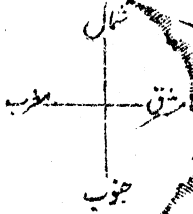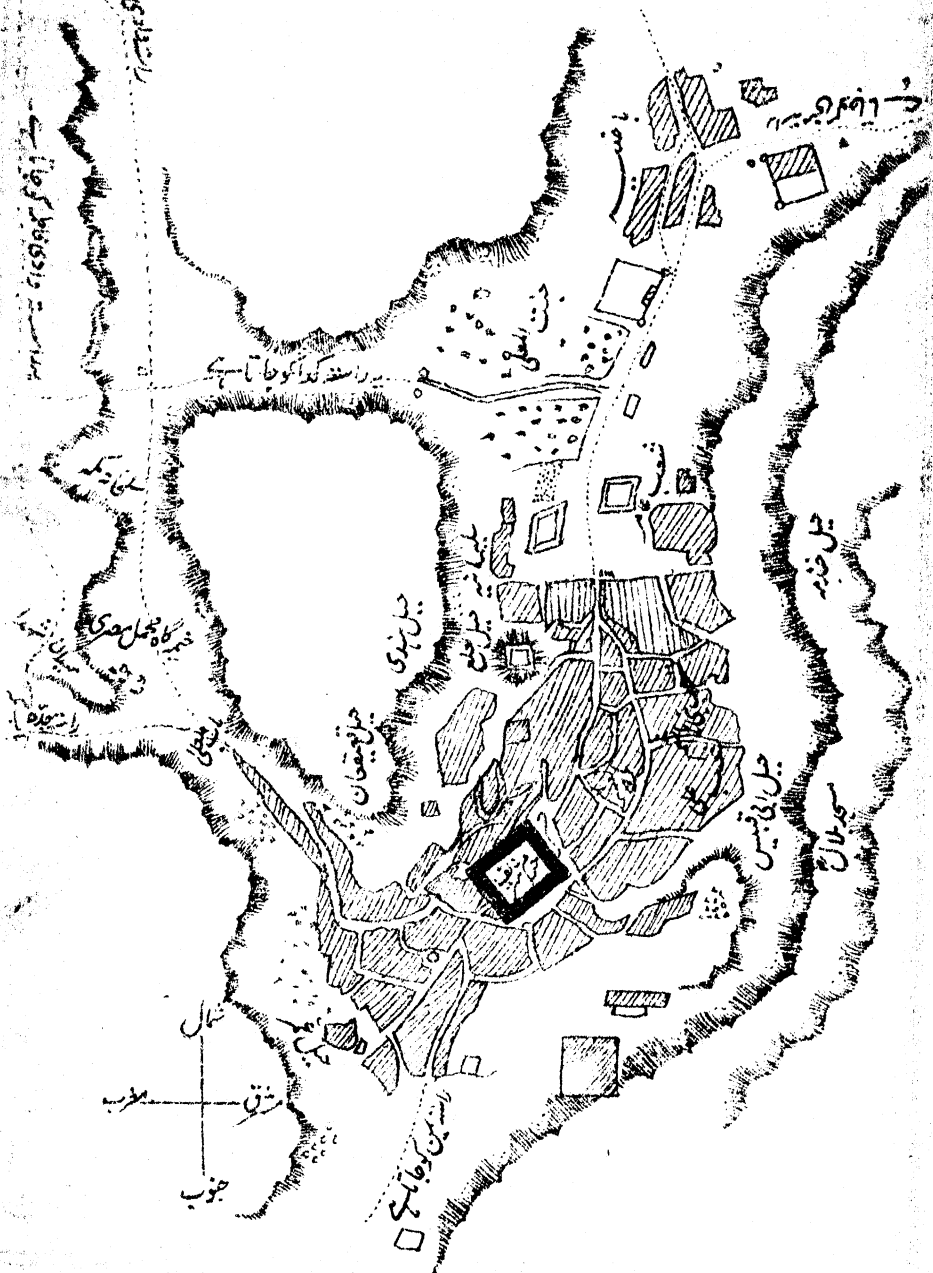
جدہ سے چلکر قافلے حدودِ حرم پر پہنچ چکے ہیں۔ حجرہ کے مقام پر پہنچکر دائیں بائیں دو سفید ستون نظر آتے ہیں۔ یہ حدودِ حرم کی علامات ہیں۔ اور مکہ معظمہ یہاں سے سات آٹھ میل رہجاتا ہے۔ اس زمین کی تقدیس و تعظیم کا تقاضہ یہ ہے کہ انسان سر اور آنکھوں کے بل چلکر اس میں داخل ہو۔ اور عجز و انکسار، خشوع و خضوع کا پیکر بنکر اس سرزمین پر قدم رکھے توبہ و استغفار کرتے ہوئے آگے بڑھے اور یہ دعا پڑھے :-

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا حَرَمُكَ وَ حَرَمُ رَسُوْلِكَ فَحَرِّمْ لَحْمِيْ وَدَمِيْ وَعَظْمِيْ عَلَى النَّارِ ط اَللّٰهُمَّ اٰمِنِّيْ مِنْ عَذَابِكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ اَوْلِيَائِكَ وَاَهْلِ طَاعَتِكَ وَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ط	اے اللہ تحقیق یہ حرم تیرا ہے اور تیرے رسول کا۔ پس حرام کر گوشت میرا۔ اور خون میرا۔ اور ہڈی میری دوزخ پر۔ اے اللہ بچا مجھ کو اپنے عذاب سے جس دن کہ تو اپنے بندوں کو اٹھائے۔ اور بنا مجھ کو اپنے دوستوں میں سے اور اپنی اطاعت کرنے والوں میں سے۔ اور توبہ قبول فرما میری۔ تحقیق تو توبہ قبول فرمانے والا اور بڑا رحیم ہے۔

پھر لبیک پڑھے۔ اسکے بعد درود شریف پڑھ کر اپنے اعزہ و اقارب کے لئے بھی چاہے دعا کرے سواری چھوڑ کر پیادہ ہو جانا بہتر ہے جس وقت مکہ معظمہ قریب آجائے تو بہتر ہے کہ غسل کر لیا جائے۔ قہوہ خانہ آتے ہی دو صراحی پانی قریباً ۲ میں مل جاتا ہے۔ اگر غسل نہ ہو سکے۔ تو کم از کم وضو ضرور کر لینا چاہیئے۔ اسلئے کہ آداب اسی انداز کا مقتضی ہے۔ مکہ معظمہ کے دروازہ سے باہر معلم موجود ہوتے ہیں۔ یہ معلم جدہ والے وکیل سے حجاج کو اپنے انتظام میں لے لیتا ہے۔ باب المعلیٰ شہر پناہ کا دروازہ ہے۔ اس میں داخل ہوتے ہوئے بائیں طرف شہری خیمہ گاہ دل کی جگہ ہے۔ اس سے ذرا آگے چلکر جنت المعلیٰ قبرستان آجاتا ہے۔ اس طرف سے داخل ہونا سنت ہے۔ مگر مطوفین کو اپنے حسب منشا چلانا آسان کام نہیں۔ یہ لوگ کسی کی نہیں سنتے۔ اور جو چیز انکے اغراض و مقاصد

کے لئے مفید ہو۔ اسی پر عمل کرینگے۔ حتّی الوسع ان لوگوں پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے۔ یہ اکثر دھوکا دیتے ہیں۔ اور حجاج کی ضروریات یا ارکان حج کی مسنون یا صحیح ادائیگی کی قطعی طور پر پرواہ نہیں کرتے۔

جس وقت شہر مکہ نظر پڑے۔ تو یہ دعا پڑھنی چاہیے:۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِّيْ بِهَا قَرَارًا وَّارْزُقْنِيْ بِهَا حَلَالًا۔

اے اللہ تو مجھ کو اس میں قرار۔ اور اس میں مجھ کو حلال روزی دے۔

جب شہر میں داخل ہو۔ تو یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا الْحَرَمَ حَرَمُكَ وَالْبَلَدَ بَلَدُكَ وَالْاَمْنَ اَمْنُكَ وَالْعَبْدَ عَبْدُكَ جِئْتُكَ مِنْ بِلَادٍ بَعِيْدَةٍ بِذُنُوْبٍ كَثِيْرَةٍ وَّاَعْمَالٍ سَيِّئَةٍ اَسْئَلُكَ مَسْئَلَةَ الْمُضْطَرِّيْنَ اِلَيْكَ الْمُشْفِقِيْنَ مِنْ عَذَابِكَ اَنْ تَسْتَقْبِلَنِيْ بِمَحْضِ عَفْوِكَ وَاَنْ تُدْخِلَنِيْ فِيْ وَسِيْعِ جَنَّتِكَ جَنَّةِ النَّعِيْمِ۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا حَرَمُكَ وَحَرَمُ رَسُوْلِكَ فَحَرِّمْ لَحْمِيْ وَدَمِيْ وَعَظْمِيْ عَلَى النَّارِ۔ اَللّٰهُمَّ اٰمِنِّيْ مِنْ عَذَابِكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ اَسْئَلُكَ بِاَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ الَّذِيْ

اے اللہ بیشک یہ حرم تیرا حرم ہے۔ اور شہر تیرا شہر ہے اور امن تیرا ہی امن ہے (یعنی تیری ہی طرف سے ہے۔ اور بندہ تیرا ہی بندہ ہے۔ میں آپ کے حضور میں دور دراز شہروں سے بہت گناہ اور برے اعمال لیکر آیا ہوں اور بیتابی سے التجا کرتا ہوں جیسا کہ وہ لوگ التجا کرتے ہیں کہ بے چین ہوں تیری طرف اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہوں التجا کرتا ہوں اسبات کی کہ آپ محض اپنی غفاری سے میرے گناہ معاف فرمائیں اور مجھ کو اپنی کشادہ جنت میں جو جنت نعیم ہے داخل فرمائے اے اللہ بیشک یہ تیرا حرم ہے اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حرم ہے پس میرے گوشت اور خون اور ہڈی کو دوزخ پر حرام فرما۔ اے اللہ امن دے مجھ کو اپنے عذاب سے جسدن کہ اٹھائیگا اپنے (قبروں سے) اپنے بندوں کو سوال کرتا ہوں تجھ سے اسوجہ سے کہ آپکا اسم مبارک اللہ تعالیٰ ہے

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ اَنْ تُصَلِّيَ وَتُسَلِّمَ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا اَبَدًا ط	اور کوئی سوائے آپکے عبادت کے لائق نہیں۔ اور آپ نہایت رحم فرمانیوالے اور مہربان ہیں۔ سوال کرتا ہوں آپ سے تا کہ درود اور سلام بھیجئے آپ محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر کہ ہمارے سردار ہیں۔ اور ان کی آل واصحاب پر بہت بہت سلام ہمیشہ ہمیشہ +

دُعا اور تلبیہ پڑھتے ہوئے سیدھے مسجد حرم پہنچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ورنہ سامان کا انتظام کرکے کھانے پینے سے پیشتر دربار ربانی کی حاضری اور طواف قدوم (مکہ معظمہ پہنچنے پر پہلا طواف) کرنا چاہیئے۔

مکہ مکرمہ پہنچ کر پہلے وقت کی مہمانی مطوف کے ہاں ہوتی ہے جسکی قیمت فیس مطوفی میں شامل ہوتی ہے۔ یہ لوگ عموماً کھانے سے فارغ ہو کر پھر طواف کی اجازت دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ طریقہ غلط اور قابل اعتراض ہے کہ حجاج نے وطن چھوڑ کر ہزارہا میل کی مسافت جس مقصد کیلئے طے کی ہے۔ اسے پس پشت ڈالکر پہلے تن پروری کے اسباب مہیا کئے جائیں۔ طواف مطوف یا تو خود کرائیگا۔ اور یا اسکا کوئی ملازم اس خدمت کو انجام دیگا۔ مکہ مکرمہ پہنچکر ساری ضروریات۔ دُعائیں، مسائل، مقامات کی تحقیق، زیارت تبرکات، سب کچھ آپکو مطوف کے ذریعہ سے معلوم ہونگے۔ خبردار علماء تک بھی پہلی مرتبہ ان لوگوں کی رہنمائی کے محتاج ہوتے ہیں لیکن اسکا یہ مقصد نہیں کہ دعاؤں وغیرہ ہر چیز میں اُن پر بھروسہ کیا جلئے۔ حجاج کو چاہئے کہ دعائیں خود یاد کرلیں۔ اور ترجمہ وغیرہ سے واقفیت ضروری ہے تاکہ دُعا پڑھتے وقت اس کا صحیح مقصد اور مفہوم بھی ذہن میں رہے +

قیام کا انتظام

قیام کا انتظام بھی معلم ہی کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ مکانات بکثرت ہیں۔ اکثر تین چار منزل کے مکانات بھی موجود ہیں۔ کرائے بھی کچھ ایسے گراں نہیں لیکن دستور یہی ہے کہ ہندوستان کے پہاڑی مقامات کی طرح سال بھر کا کرایہ وصول کرلیا جاتا ہے۔ خواہ کوئی چند دن ہی ٹھہرے۔ مالکان مکانات کی خاطر خواہ آمدنیوں کا یہی زمانہ ہے۔ جو چاہیں وصول کرلیں۔ پھیر جن

لوگوں کا رشتہ تقدیر معلم کے حوالے ہو۔ وہ تو بالکل بے وجہ دباتے ہیں۔ ہر چیز معلم کے رحم وکرم پر موقوف ہے۔ وہ انہیں جس بازار میں اور جس قیمت پر چاہیں فروخت کر دیں۔ لہٰذا معلم عموماً اپنے اغراض ومقاصد کا لحاظ رکھتے ہوئے مکان کا بندوبست کرتے ہیں۔ کرایۂ مکان عموماً گنیوں کی صورت میں وصول کیا جاتا ہے۔ اور عام اندازہ یہ ہے کہ اگر پانچ سات آدمی مل کر کوئی کمرہ لیں۔ تو قریباً پندرہ روپے فی کس صرف آجاتے ہیں۔ اور اگر زیادہ مل کر مکان لیا جائے۔ تو بعض صورتوں میں اس سے کم خرچ پڑتا ہے۔ اگر کوئی بیوی بچے والا ایک علیحدہ کمرہ لے۔ ۵ گنی سے ۱۰ گنی تک کرایہ ہوتا ہے۔ بہرحال یہ ہر حاجی کے طرز معاش پر انحصار ہے۔ وہ اپنی ضرورت کے پیش نظر اپنے حسب منشا مکان پسند کر سکتا ہے۔ ہر قسم کے مکانات موجود ہیں۔

بعض اسلامی تاجداران ہند کی طرف سے مکہ مکرمہ میں رباطیں (حجاج کیلئے جائے قیام) بھی بنی ہوئی ہیں۔ مثلاً تاجدار دکن۔ رام پور۔ ٹونک کی طرف سے ایسی عمارات موجود ہیں جن میں بہت سے حجاج بلاکرایہ قیام کر سکتے ہیں لیکن ان رباطوں کے سلسلہ جنکی تعمیر کا حقیقی مقصد غیر مستطیع اور غریب حجاج کی امداد و اعانت تھا۔ کچھ زیادہ امیدیں وابستہ نہیں کرنی چاہئیں کیونکہ یہ ان باشوخ وباثر لوگوں کے لئے وقف ہوتی ہیں۔ جو ہندوستان سے بوقت روانگی سفارشی خطوط سے مسلح ہو کر جہاز پر قدم رکھتے ہیں۔ عام لوگوں کو کون پوچھتا ہے اُنکی تعمیر کا اصل مقصد تو خیرات تھا لیکن بدقسمتی سے اس خیرات کے مستحق اصحاب جاہ وحشم اور اہل مال ومنال ثابت ہوئے۔ بہرحال یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ مکان حرم پاک کے قرب وجوار میں حاصل ہو سکے۔ تاکہ ہر نماز باجماعت ادا ہو۔ اور قیام کی ہر گھڑی بیت اللہ شریف کی چار دیواری کے سایہ میں گذر جائے۔

حرم بیت اللہ کے حالات

حرم کعبہ اور اسکے دروازے | مکہ معظمہ میں داخل ہونیکے بعد اسباب وغیرہ سے فراغت پاکر سب سے پہلے خانۂ کعبہ میں طواف کرنے کیلئے حرم شریف میں داخل ہونا پڑتا ہے حرم شریف خانۂ کعبہ کی مسجد ہے۔ جو خانہ کعبہ کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔ یہ بڑی عالیشان عمارت مربعہ نما ہے۔ اس میں ۲۵ دروازے ہیں جنکے درمیان بڑا اور کھلا دالان ہے جنمیں ڈیوڑھی نما دروازے بنے ہوئے ہیں

بجانب شمال ۸ ہیں:۔ (۱) باب عمرو بن عاص جسے باب الشدہ بھی کہتے ہیں۔ (۲) باب زمانیہ۔ (۳) باب آسطیہ۔ (۴) باب عجلی۔ (۵) باب زیارہ (باب الندوہ) یہ بڑا عالیشان دروازہ ڈیوڑھی نما ہے۔ (۶) باب القاضی (۷) باب مملوکہ۔ (۸) باب دریبہ۔

بجانب شرق ۴ ہیں۔ (۱) باب السلام۔ اس دروازے سے طواف قدوم کے لئے ہر حاجی شروع میں یہاں سے داخل ہوتا ہے۔ (۲) باب بنی شیبہ یا باب عباسؓ۔ اس دروازے سے جنازے جاتے ہیں۔ اسلئے اسکو باب الجنازہ بھی کہتے ہیں۔ (۳) باب النبیؐ۔ رسول اکرمؐ اس دروازے سے خدیجۃ الکبریٰؓ کے گھر سے تشریف فرما ہوتے تھے (۴) باب علیؓ یا باب بنی ہاشم۔

بجانب جنوب ۷ ہیں:۔ (۱) باب نعیلہ۔ جسے بازاں بھی کہتے ہیں۔ (۲) باب بنی مخزوم۔ یا باب یاشہ۔ (۳) باب صفا۔ سعی کرنے کے لئے اس دروازہ سے کوہ صفا پہ جاتے ہیں۔ (۴) باب رحمت یا باب شریف منصوری (۵) باب جیاد۔ جسے باب سنبلہ بھی کہتے ہیں۔ (۶) باب ام ہانیؓ۔ یا باب تکبیر مصری اسکے بائیں ہاتھ پر بجلی گھر ہے۔ جہاں سے حرم شریف میں برقی روشنی پہنچتی ہے۔ (۷) باب حمیدیہ۔ اس کے پاس ہی ڈاک خانہ ہے۔

بجانب غرب ۶ ہیں۔ (۱) باب الوداع۔ حاجی لوگ مکہ سے رخصت ہونے وقت اس دروازے سے جاتے ہیں۔ (۲) باب ابراہیم۔ بہت بڑا دروازہ ڈیوڑھی نما ہے۔ اور حضرت ابراہیمؑ اسی دروازے سے آتے تھے۔ (۳) باب رباط اہل یمن (۴) باب شریف عبدالمطلب۔ (۵) باب داؤدیہ۔ (۶) باب عمرہ عمرہ لینے کو اسی دروازے سے جاتے ہیں بعض دروازوں میں داخل ہونیکے لئے کئی راستے ہیں۔

تمام دروازوں کی تعداد ۲۵ ہے۔

مینارِ حرم حرم شریف کے سات مینار ہیں۔ جو نہایت خوبصورت بلند ترین آسمان سے باتیں کرنے والے ہیں۔ چار مینار چاروں کونوں پر۔ دو زاویہ دیوارِ مشرق میں۔ ایک زاویہ دیوار جنوبی میں۔

ان میناروں پر چڑھکر اذان دی جاتی ہے۔ سب سے پہلے شیخ المؤذنین قبہ زمزم پر چڑھکر اذان دیتا ہے۔ اسکی آواز سنکر ہر مؤذن یکے بعد دیگرے اذان کے ایک ایک جملہ کو کہتا ہے۔ جیسے ایک مینارہ پر پہلا مؤذن اللّٰہُ اکبر۔ دوسرے پر دوسرا مؤذن دوسرا جملہ۔ اسی طرح جب ہر ایک جملہ یکے بعد دیگرے میناروں پر کہا جاتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ صرف ایک ہی مؤذن اذان دیتا ہے۔ یہ اذان تمام مکہ میں بآسانی پہنچ جاتی ہے۔ بلکہ جبل ابوقبیس پر تو خوب اچھی طرح سن سکتے ہیں۔ جب یہ آوازیں ہوا کے ساتھ کانوں تک پہنچتی ہیں۔ تو دل میں ایک عجیب قسم کی لغزش معلوم ہوتی ہے۔ اور دل خشوع و خضوع سے لبریز ہوجاتا ہے۔

سب سے پہلے حرم شریف کو وسیع بنانے میں حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ نے اضافہ کیا۔ جب مسلمانوں کی تعداد میں بہت اضافہ ہونے لگا۔ تو آس پاس سے بہت سے مکانات خرید کر حرم میں شامل کئے۔ اس طرح حرم میں اضافہ ہوتا رہا۔ اسکے بعد خلیفہ ولید بن عبدالملک نے اس میں اضافہ کرکے بلند ترین سنگ مرمر کے ستون لگوائے۔ بعد میں ۹۷۹ھ میں سلطان سلیم ثانی نے اسکو از سرِ نو موجودہ شکل میں تعمیر کرایا۔ اس میں لکڑی کی چھت کی بجائے قبے تعمیر کرائے۔ اور پتھروں کے ستونوں کے درمیان سنگِ رخام کے ستون تعمیر کرائے۔ حرم شریف کے چاروں طرف ۲۶۶ ستون ہیں۔ جو سرخ سنگ شمیمی قیمتی کے ہیں۔ اور حرم کی بیرونی پیمائش ۹۳۰ فٹ طول اور ۵۹۴ فٹ عرض ہے۔ یعنی کل رقبہ ۲۲۰۴۷۳ فٹ ہے۔

حرم شریف دنیا میں ایک عظیم الشان اور خوبصورت مگر سادہ عمارت ہے پہلے پہل حرم میں داخل ہوتے وقت اسکی عظمت کے سبب ہیبت طاری ہوتی ہے اور لرزہ پیدا ہوتا ہے حرم شریف

ہیں۔ اصل جو نمبر ایک بہت بڑے کشادہ صحن سے اندر پہنچ جاتے ہیں۔ اس صحن کے درمیان بیت اللہ بنا ہوا ہے۔ یہ صحن چاروں طرف کھلا ہوا مربع شکل میں ہے۔ صحن کے چاروں طرف کناروں پر رواق بنے ہوئے ہیں۔ جنہیں نہایت خوبصورت پتھر کی ڈاٹیں بنی ہوئی ہیں جو پتھر کے لمبے لمبے ستونوں پر کھڑی ہیں۔ ایسے مقام پر اسقدر لمبے پتھروں کا لانا ایک عجیب بات ہے۔ یہ سب رواق۔ دالان۔ اور انکے سامنے کا صحن حرم کی مسجد کہلاتا ہے۔ ابواب حرم سے خانہ کعبہ تک پہنچنے کے لئے پتھر کی پختہ آٹھ سڑکیں بنی ہوئی ہیں۔ ان سڑکوں کے نکالنے میں یہ کمال دکھایا گیا ہے کہ غور سے دیکھو تو معلوم ہوگا کہ باہر جانے والوں کی پشت بیت اللہ کی طرف نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ہر سڑک کا نقطہ ابتدا عمارت کعبۃ اللہ سے باہر کو نکلا ہوا ہے۔ سڑکوں کے دونوں طرف صحن کی باقی زمین میں پتھر کی گول گول چھوٹی چھوٹی کنکریاں بچھی ہوئی ہیں۔ سڑک کے پتھر تو دھوپ کی تیزی سے نصف رات تک گرم رہتے ہیں۔ مگر یہ کنکریاں غروب آفتاب پر بالکل ٹھنڈی ہو جاتی ہیں۔ یہ کنکریاں حضرت عمرؓ نے سب سے پہلے بچھوائی تھیں۔ کثرت سے حجاج گرمی کی وجہ سے اور حاضری کعبہ کی وجہ سے رات کو بستر یہیں بچھا لیتے ہیں۔ اور موقع بموقع طواف کرتے رہتے ہیں۔ نماز بھی انہی سنگریزوں پر پڑھی جاتی ہے +

مُصلّے حرم شریف میں خانہ کعبہ میں مطاف کے باہر چاروں طرف چار مصلے ہیں۔ بجانب شمال مصلّی حنفیؒ دو منزلہ پختہ عمارت۔ بجانب مشرق مصلّے شافعیؒ کی دو منزلہ پختہ عمارت۔ بجانب جنوب مصلّے حنبلیؒ ایک منزلہ شیڈ یعنی سائبان نما ہے۔ بجانب مغرب مصلّی مالکیؒ بھی ایک منزلہ سائبان نما ہے + یہ مصلّے رسالت پناہؐ و خلفاءؓ کے زمانہ میں تو نہ تھے۔ نہ معلوم کب بنے اور یہ بدعت کب سے شروع ہوئی۔ اللہ کے گھر میں تو حنفی شافعی حنبلی مالکی ہونے کی ضرورت نہیں۔ وہاں صرف مسلم ہو۔ اور اس مقدس گھر میں تو ان امتیازات یا فرقوں کو بالائے طاق رکھ دینا چاہیئے۔

تجدیدوں سے پہلے جب کوئی امام حنفی یا شافعی یا حنبلی یا مالکی اپنے مصلّے پر نماز پڑھانے لگتا تھا۔ تو اس امام سے تعلق رکھنے والا مکبر اس مصلّے پر بلند آواز سے تکبیر کو ادا کرتا تھا۔ اس گروہ سے تعلق رکھنے والے چاروں طرف نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے۔

آجکل حکومت سعودیہ میں صرف نماز کے لیے امام خانہ کعبہ کے دروازہ پر کھڑا ہوتا ہے۔ اور تمام لوگ اُسکے پیچھے ہی نماز ادا کرتے ہیں۔ البتہ جماعت الثانی کے لئے ان مصلوں پر بھی امام نماز پڑھاتا ہے۔ بعض لوگ جماعت اولیٰ کو صرف اسوجہ سے ترک کر دیتے ہیں۔ کہ ان کے عقیدہ والے امام نے نماز نہیں پڑھائی۔ آج ہم خدا کے گھر میں اسلئے جمع ہوئے ہیں۔ کہ وہاں بھی فرقہ بندی کا جھگڑا رکھیں۔ جہاں صرف خدا اور بندہ کا واسطہ ہے۔ فرقوں کا نہیں۔

بندۂ عشق شُدی ترک نسب کن جامیؒ

کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ جو بھی پہلے نماز پڑھائے۔ اُسی کے پیچھے پڑھیں۔ اور حنفی شافعی حنبلی مالکی کا سوال دلوں سے بالکل نکال دیں۔ دراصل یہ مصلے آپس میں اتفاق پیدا کرنے کے سدِ راہ ہیں۔ اور اخوت اسلامی کے سراسر منافی ہیں۔

منبر پہلے تمام خلفاءؓ مسجد کی زمین میں کعبہ کی دیوار کے نیچے کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے۔ پھر حضرت امیر معاویہؓ نے منبر کی ابتدا کی ۔۔۔ھ میں خلیفہ ہارون رشید نے اپنے زمانہ حج کے موقعہ پر مصر سے ایک خوبصورت لکڑی کا منبر بنوا کر منگوایا۔ اور اسی پر چڑھکر خطبہ دیا۔ یہ منبر پہلے باب کعبہ اور سنگِ اسود کے درمیان بوقت خطبہ رکھدیا جاتا تھا۔ اور بعد خطبہ اٹھا کر حرم کے قریب رکھدیا جاتا تھا۔ موجودہ منبر کو سنہ ۹۹۶ھ میں سلطان سلیمان نے نصب کیا۔ جو سنگِ رخام کا بنا ہوا ہے۔ یہ منبر ۱۴ سیڑھیوں کا ہے۔ زینہ کے اوپر جہاں خطیب کھڑا ہوتا ہے۔ ایک خوبصورت گنبد ہے۔ جو سنگ مرمر کی باریک اور خوشنما ستونوں کی شکل محراب پر ٹھہرا ہوا ہے گنبد اور منبر میں یہ کمال صنعت ہے کہ کسی موسم میں بھی خطیب پر دھوپ نہیں پڑ سکتی۔ منبر کے سامنے کی طرف "اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمَانَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اور صَدَقَ اللّٰهُ جَلَّ اِسْمُهٗ سنہ ۹۹۶ھ" سونے کے خوشخط جلی حروف میں لکھا ہوا ہے۔ اسکی دوسری طرف پشت پر عجیب قسم کی خوبصورت میناکاری ہے۔ اور یہ تحریر ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ قَدْ بَنٰى السُّلْطَانُ سُلَيْمَانُ مِنْبَرًا لِبَيْتِ الْاَمِيْنِ۔

جمعہ کے روز منبر کی سیڑھیوں پر سرخ بانات کا فرش بچھایا جاتا تھا۔ اور دروازہ پر قدیں فرش آویزاں کیا جاتا تھا۔ اور ہر دو جانب ممبر پر اسلامی پرچم نصب کئے جاتے تھے۔ مگر آجکل دیکھنے میں نہیں آیا۔ اسپر چڑھ کر امام خطبہ پڑھتا ہے +

محراب النبی ایک اکہری محراب ہے جیسی کہ دہلی میں قطب صاحب پر یا مسجد قوت الاسلام کی محراب کھڑی ہے۔ یہ محراب مطاف کے سرے پر اکہری دار ہلکے کاسنی رنگ کے پتھر کی بنی ہوئی ہے۔ نہایت خوبصورت ہے۔ اسکے اوپر فَادْخُلُوْهَا خَالِدِيْنَ اور سَلَامٌ عَلَيْكُمْ فَادْخُلُوْهَا خَالِدِيْنَ۔ خوشنما سنہری حروف میں لکھا ہوا ہے۔ رسالت پناہ اسی دروازے سے مطاف میں داخل ہوا کرتے تھے۔ مطاف کے چاروں طرف گول دروازے ہیں۔ تھوڑی تھوڑی دور کے فاصلے پر نہایت خوشنما بجلی کے ستون لگے ہوئے ہیں۔ ہر ستون میں کئی کئی بجلی کے بلب لٹکے ہوئے ہیں۔ رات کو دن جیسا سماں رہتا ہے +

نماز حرم مسجد حرم کی نماز کا نظارہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ کئی لاکھ آدمیوں کا ہجوم۔ خانہ کعبہ کے گرد گول دائرہ میں نماز ادا کرتا ہے۔ ایک عجیب لطف پیدا ہوتا ہے +

کبوترانِ حرم حرم مبارک میں عرصہ قدیم سے کبوتر موجود ہیں۔ اور یہ رسم بھی قدیم ہے کہ حجاز ہزار ہا روپیہ کا دانہ صرف ان کبوتروں کیلئے حرم کے کنکریوں والے فرش پر بکھیر دیتے ہیں۔ اور تمام کبوتر آکر خوب اپنا پیٹ سال بھر تک پالتے رہتے ہیں۔ چونکہ حرم میں کسی جاندار چیز کو مارنا منع ہے۔ اسوجہ سے ان کبوتروں نے شروع ہی سے حرم میں اپنے نشیمن بنا لیے۔ کہتے ہیں کہ یہ کبوتر خانہ کعبہ کی چھت کے اوپر کو نہیں جاتے۔ میں نے بھی اپنے مکان سے جو باب الزیادۃ میں بلندی پر واقع تھا۔ اِس بات کو آزمایا کہ ہزاروں کبوتر اڑکر اِدھر اُدھر چلے جاتے۔ مگر چھت خانہ کعبہ پر کوئی نہ گذرتے تھے۔ کبوتروں کی آوازیں مستانہ پن ہے۔ اور یہ جانور کم آزار ہے۔ اِسکے پَروں کی ہوا سمیات ہوا کو صاف کرنے میں بھی مؤثر مانی گئی ہے۔ اِسلئے حرم میں یہ شروع ہی سے آباد ہیں +

نقشہ حرم محترم مکہ معظمہ
باب ابراہیم
باب الزیادہ
میزاب
مصلی شافعی
مقام ابراہیم
چاہ زمزم
باب علی
باب بنی شیبہ
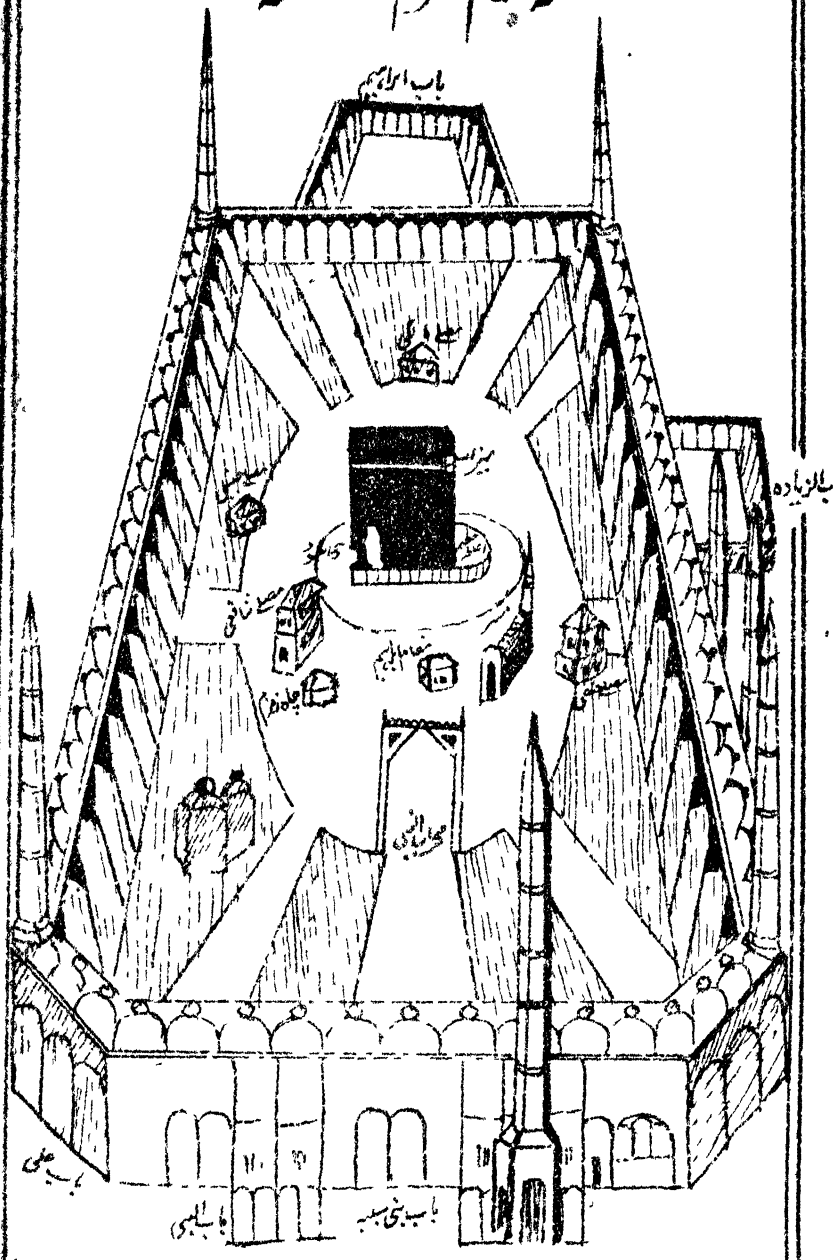
خانہ کعبہ

انسان کی فطرت کا یہ تقاضہ ہے کہ جس چیز کے ساتھ اُسے وابستگی عقیدت اور مناسبت ہو۔ وہ اسکے حالات وکوائف اور ماضی وحال سے پوری طرح آگاہ ہو۔ آخر دنیا بھر کے مسلمانوں کا کعبۂ مقصود جسکی خاطر انسان اپنے ذاتی آرام و راحت۔ دنیاوی فوائد ومنافع اور عزیز واقارب کے خونی رشتوں کو قربان کرکے عرب کے جھلس دینے والے ریگستانوں کا عزم کرتا ہے۔ اسکی تاریخ سے بے خبری اور اسکے حالات سے لاعلمی جہالت کی دلیل نہیں تو اور کیا ہے۔

تعمیر اول حضرت نوح اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کی بعثت کے درمیان حسب بیان طبری ایک ہزار اور ننانوے سال کا عرصہ ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی رسالت کا مقصد کلدانی قوم کی ہدایت و رہنمائی تھا۔ یہ قوم بابل کے جنوبی علاقہ میں آباد تھی۔ اس وقت یہ قوم ستاروں کی پرستش اور بتوں کی عبادت میں مصروف تھی۔ خود حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ انکے لئے بتوں کو تراشتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے باپ کو اس طرز عمل سے منع کیا۔ قرآن پاک میں مذکور ہے:۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً اِنِّیْۤ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۔	جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ آذر سے کہا کہ کیا تو بتوں کو خدا بناتا ہے۔ میں تجھکو اور تیری قوم کو گمراہی میں مبتلا پاتا ہوں۔

اس بت پرستی کی بنا پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو چھوڑ کر مدین کی طرف ہجرت کی۔ اور یہاں پہنچنے کے بعد اللہ تعالےٰ نے انہیں حکم دیا۔ کہ وہ اپنے فرزند اسمٰعیلؑ اور انکی والدہ ہاجرہؑ کو لے کر عرب کی طرف ہجرت کر جائیں۔ چنانچہ آپ مکہ تشریف لے آئے۔ جب اس کی آبادی میں اضافہ شروع ہوا۔ تو اللہ پاک نے آپ کو حکم دیا۔ کہ وہ خاص خدا کے لئے ایک گھر بنائیں۔ چنانچہ دنیا میں یہ پہلی عمارت ہے۔ جو صرف اس غرض سے تعمیر کی گئی تھی کہ اس میں اللہ پاک کی صحیح طور پر عبادت کی جائے۔ اللہ پاک نے قرآن شریف میں خود ارشاد فرمایا ہے:۔

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَّ هُدًى لِّلْعَالَمِيْنَ ۔	پہلا گھر جو لوگوں کیلئے تعمیر ہوا۔ وہ وہی ہے جو مکہ میں ہے۔ وہ تمام دنیا کیلئے مبارک اور چراغ ہدایت ہے۔

اس گھر کا نام خانہ کعبہ ہے۔ جسکو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مربع شکل میں صرف پتھروں سے بغیر چھت و دروازہ کے تعمیر کیا تھا۔ اور اسکے گوشے چاروں طرف پھیلے ہوئے تھے۔ تاکہ ہوا کے جھونکوں کا زور ان گوشوں کی وجہ سے ٹوٹ جائے۔ اور اس کی بنیاد انکی زد سے محفوظ رہے۔ اہرام مصری بھی جو استادانِ فن تعمیر کے نزدیک نادرِ روزگار ہے اسی اصول کے مطابق بنایا گیا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قائم کردہ بنیاد ایک مدت تک قائم رہی لیکن اسکے بعد پہلے عمالیق پھر جرہم نے اسکو از سر نو تعمیر کیا۔ اس کے بعد قصی بن کلاب ہجرت سے پہلے دوسری صدی میں خانہ کعبہ کے متولی ہوئے تو انہوں نے اسکی عمارت کو منہدم کر کے نئے سرے سے تعمیر کیا۔ اور اسکی چھت کھجور اور لکڑی سے تیار کی خانہ کعبہ کے پہلو میں انہوں نے دارالندوہ بھی بنوایا۔ اور یہ پہلی عمارت تھی۔ جو مکہ میں خانہ کعبہ کے بعد تعمیر کی گئی۔ اسکے بعد انہوں نے خانہ کعبہ کو قریش کے مختلف گروہوں میں تقسیم کردیا۔ اور ان لوگوں نے خانہ کعبہ کے گرد طواف گاہ کے قریب اپنے مکانات بنوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے تقریباً پانچ سال قبل سیلاب نے کعبہ کو منہدم کر دیا۔ اسلئے قریش نے اسکی دوبارہ تعمیر شروع کی۔ اور مختلف حصوں کی تعمیر کو مختلف قبائل نے آپس میں تقسیم کر لیا۔ چنانچہ حضرت رسول اکرم صلعم بمعیت حضرت عباسؓ اپنے کندھوں پر پتھر اٹھا کر خانہ کعبہ کی تعمیر میں مدد دیتے رہے۔ اور رومی ایک مصری تجار نے اسکی تعمیر کی۔ سنگِ اسود رکھنے کے متعلق اختلاف پیدا ہوا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن کی عمر اسوقت ۳۵ سال تھی۔ اس نزاع کو پیغمبرانہ دانشمندی سے طے کر دیا۔ یعنی بیت اللہ شریف کی عمارت جب مکمل ہو چکی۔ تو حجر اسود کو دیوار کعبہ میں جمانا باقی رہگیا۔ چونکہ زمانہ جاہلیت سے ہی عرب حجر اسود کو مقدس اور قابلِ حرمت خیال کرتے تھے۔ اسلئے مکہ کے ہر قبیلہ کی یہ تمنا تھی کہ یہ سعادت انہی کو نصیب ہو۔ اس معاملہ نے اتنا طول کھینچا۔ کہ تلواریں میانوں سے نکل گئیں۔ لیکن ابو امیہ بن مغیرہ نے انتہائی جد و جہد اور سر توڑ کوشش کے بعد سب کے مشورہ سے

یہ فیصلہ کیا۔ کہ کل علی الصبح سب سے پہلے جو شخص حرم میں داخل ہو گا۔ اسی کا حکم مانا جاویگا۔ یہ فیصلہ سب نے تسلیم کیا گو تمام رات لوگوں نے اسی دھن میں اختر شماری میں گذاری کہ یہ سعادت صبح کو اسی کو نصیب ہو۔ لیکن قدرت نے یہ سعادت اُس زبردست پیغمبر امّی کو دینی تھی۔ جسکو تمام عرب باوجود مخالفت کے امین کہتے تھے جب یہ یتیم ذاتی خدائے برتر کی حمد کرتا ہوا کعبہ میں داخل ہوا۔ تو سب نعرہ لگا کر پکار اُٹھے۔ کہ ان سے بہتر کوئی حکم نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ امین ہیں کہ جناب رسالت پناہؐ نے اس فیصلہ کو ایسی عمدگی سے کیا کہ عرب کی جاہل و وحشی قوم مطمئن ہو گئی۔ آپؐ نے اپنے جسم اطہر سے اپنی چادر اتار کر زمین پر پھیلا دی۔ اور اپنے دست مبارک سے سنگِ اسود کو اسکے درمیان رکھ دیا۔ اور ہر قبیلہ کے ایک ایک نامور شخص کو منتخب کر کے ایک ایک کونہ ہر قبیلہ کے سپرد کر دیا اور اسی طرح سے سب قبیلوں نے چادر اٹھا کر دیوار کے پاس سنگِ اسود رکھ دیا۔ اور آپؐ نے پھر اپنے دستِ مبارک سے حجرِ اسود کو دیوار میں نصب فرمایا۔ امین عرب کے اس دانشمندانہ فیصلہ سے تمام قبیلے مطمئن ہو گئے۔ اور آپؐ کی انصاف پسندی اور معاملہ فہمی کی دھاک دنیا پر بیٹھ گئی۔

۲۶ھ میں حضرت عثمان غنیؓ نے طواف گاہ پر جو مکانات بنے ہوئے تھے۔ خرید کر مسمار کر دیئے اور اس جگہ کو بھی حرم میں شامل کر دیا گیا۔

جب حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ مکہ کے حاکم ہوئے۔ تو یزید بن معاویہؓ نے آپکی طرف حصین بن نمیر کو ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ ابن زبیرؓ نے مسجدِ حرم میں پناہ لی۔ اور حصین نے اس موقعہ پر منجنیق سے کام لیا۔ جس سے خانہ کعبہ کو سخت نقصان پہنچا۔ کچھ حصہ منہدم ہو گیا۔ اور غلافِ کعبہ کو بھی لکڑیوں کے ساتھ جلا کر راکھ کر دیا۔ ان ایام میں یزید انتقال کر گیا۔ تو حصین نے بھی اپنی افواج پیچھے ہٹالیں حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ نے عمارت کے بقیہ حصص کو منہدم کر کے یمن سے عمدہ چونہ منگوا کر از سرِ نو تعمیر کیا۔ اور رسول اکرم صلعم کی حدیث کے موافق حطیم کو خانہ کعبہ کے اندر داخل کیا۔ اور دروازے کو زمین کے برابر کر دیا۔ اور اُسکے سامنے مغربی جانب لوگوں کے نکلنے کے لئے ایک دوسرا دروازہ کھول دیا۔ جب وہ اُسکی تعمیر سے فارغ ہوئے تو اسکو اندرونی اور بیرونی جانب سے اُوپر سے نیچے

تک مشک و عنبر میں بسوایا۔ اور اسپر دیبا کا غلاف چڑھایا۔ وہ ۱۷۔ رجب ۶۴ھ کو اسکی تعمیر سے فارغ ہوئے۔

حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ کی شہادت کے بعد جب حجاج مکہ میں داخل ہوا تو اسنے خانہ کعبہ کی تجدید کے متعلق عبدالملک کو اطلاع دی۔ عبدالملک نے یہ کام اسکے سپرد کیا۔ اور حکم دیا کہ رسول اللہؐ کے زمانہ میں خانہ کعبہ کی جو شکل تھی۔ دوبارہ اسی نمونہ پر اسکو تعمیر کرے۔ چنانچہ حجاج نے اسکو شامی یعنی شمالی جانب بقدر چھ گز ایک بالشت کے منہدم کر دیا۔ اور اس دیوار کو قریش کی بنیاد پر قائم کیا۔ اور مشرقی دروازے کو قائم کر کے مغربی دروازہ بند کر دیا۔ اسکے بعد جو پتھر ان سے علیحدہ کر لئے گئے تھے۔ ان سے اس کی زمین کو پٹوا دیا۔ اور کوئی تغیر نہیں ہوا۔ اس بنا پر موجودہ حالت میں خانہ کعبہ کے مشرقی جنوبی اور مغربی حصے حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ کی تعمیر کے مطابق اور شمالی جانب حجاج کی تعمیر کے موافق ہے۔ اس کے بعد اس میں صرف اسقدر تغیر ہوا کہ ۹۶۰ھ میں سلطان سلیمان نے اسکی چھت بدلوا دی۔ اور ۱۰۲۱ھ میں سلطان احمد نے اس میں کچھ ترمیم و تغیر کیا۔ اور اس تغیر کی تاریخ سنگ رخام کی ایک لوح پر جو شاذروان میں حجر کے داہنی جانب لگائی گئی ہے۔ ان عبارت میں کندہ ہے:۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ اَمَرَ بِعِمَارَتِ سَقْفُ الْبَيْتِ الشَّرِيْفِ وَتَجْدِيْدِ مِيْزَابِ الرَّحْمَةِ وَتَقْوِيَةِ جِدَارِ بَيْتِ اللّٰهِ الْحَرَامِ۔ اَلسُّلْطَانُ اَحْمَدُ فِيْ شَهْرِ مُحَرَّمٍ سَنَة ۱۰۲۱	بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خدا کی مسجدوں کو صرف وہ لوگ تعمیر کرتے ہیں۔ جو خدا پر اور قیامت پر ایمان لائے نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی۔ اور خدا کے سوا کسی دوسرے سے نہیں ڈرتے۔ عنقریب یہی لوگ ہدایت یافتہ لوگوں میں محسوب ہونگے۔ خانہ کعبہ کی چھت کی تعمیر میزاب رحمت کی تجدید۔ بیت اللہ الحرام کی دیوار کے مضبوط کرنے کا حکم سلطان احمد نے سنہ ۱۰۲۱ھ میں دیا۔

اسکے بعد ۱۰۳۹ھ میں سخت سیلاب آیا۔ اور خانہ کعبہ کی زمین سے اوپر دو میٹر کی بلندی تک چڑھ گیا اور اسکی شمالی مغربی اور مشرقی دیواریں منہدم ہوگئیں۔ اسلئے سلطان مراد نے اسکو دوبارہ تعمیر کیا۔ اسکے بعد کی تعمیرات قابلِ ذکر نہیں +

ہیئتِ کعبہ

حجاج نے خانہ کعبہ کو جس شکل میں دوبارہ تعمیر کیا تھا۔ بیرونی جانب سے وہ اب تک اسی ہیئت میں قائم ہے۔ اور عہدِ رسالت میں بھی اسکی یہی ہیئت تھی۔ یعنی وہ قریب قریب مربع شکل میں ہے۔ اور نیلگوں ٹھوس پتھر سے بنایا گیا ہے۔ بیت اللہ شریف کی چاروں دیواریں ٹھیک ٹھیک انہی چاروں اطراف پر بنی ہوئی ہیں۔ جن اطراف پر قطب نما کا اشارہ ہوتا ہے۔ ان اطراف پر دیواروں کا فائدہ یہ ہے کہ ہر طرف کی ہوا ہو۔ اور وہ کتنی ہی شدت سے چلے۔ اس کا زور عمارت پر نہیں پڑتا۔

طول دیوارِ کعبہ، شمالی .... ۴۴ فٹ
طول دیوارِ کعبہ، جنوبی .... ۴۴ فٹ
طول دیوارِ کعبہ، غربی .... ۳۳ ۱/۴ فٹ
طول دیوارِ کعبہ، شرقی .... ۳۰ ۱/۴ فٹ
ارتفاع بیت اللہ شریف .... ۴۹ فٹ
چوکھٹ کی بلندی از سطح فرش .... ۷ فٹ

حطیم کی مساحت

طول۔ دیوارِ کعبہ سے دیوارِ حطیم کا اندرونی حصہ } ۳۷ فٹ ۵ انچ
موٹائی دیوار .... ۵ فٹ
ارتفاع حطیم .... ۳ فٹ

مغرب

(۱) خانہ کعبہ (جس پر سیاہ غلاف ہے) (۲) مصلیٰ حنبلی بجانب جنوب (۳ و ۴) مصلیٰ شافعی و چاہ زمزم بجانب شرق (دمنزلہ) (۵) محراب النبی صلعم (۶) مقام ابراہیم قبلہ نما (۷) منبر (۸) مصلیٰ حنفی (۹) مصلیٰ مالکی (۱۰) احاطہ حطیم (۱۱) میزاب رحمت و میزاب رحمت اور احاطہ حطیم کے درمیان کی جگہ حجرہ اسماعیل کہلاتی ہے، دروازہ کعبہ کے کونے میں ( ) جگہ پر سنگ اسود لگا ہوا ہے۔

جنوب

شمال

طواف گاہ

مشرق

کعبۃ اللہ و حرم شریف کا مغربی نظارہ

شاذروان

خانہ کعبہ کے نشیبی حصہ میں ایک چھوٹا سا پشتہ ہے۔ جو بیرونی جانب سے خانہ کعبہ کو گھیرے ہوئے ہے۔ اور اسکی بلندی کا اوسط دس انچ اور عرض کا اوسط ١٢½ انچ ہے۔ اسکو شاذروان کہتے ہیں۔ اور وہ درحقیقت خانہ کعبہ میں شامل ہے۔ لیکن قریش نے اسلام سے پہلے جو کہ خانہ کعبہ کی تعمیر میں پہلے سے کچھ کمی کر دی تھی اسلئے وہ خانہ کعبہ سے باہر رہ گئی۔

شاذروان اور میزاب دونوں عجمی الفاظ ہیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قریش نے خانہ کعبہ کی تعمیر کے لئے جو عجمی کاریگر بلوائے تھے۔ انہوں نے ان لفظوں کو وضع کیا تھا یہ بھی ممکن ہے کہ یہ الفاظ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے عہد کی یادگار ہوں۔ اسکی تائید اغانی کی اس روایت سے ہوتی ہے جب مسجح سے پوچھا گیا کہ تم نے موسیقی کے یہ اصول کہاں سے سیکھے حالانکہ عرب میں انکا چرچا نہ تھا۔ تو اسنے جواب دیا کہ ابن زبیرؓ نے تعمیر کعبہ کے لئے جو کاریگر بلوائے تھے۔ انہی سے اسنے یہ اصول اخذ کئے۔ بہرحال شاذروان اور میزاب دونوں عجمی الفاظ ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں انکا پتہ نہیں چلتا۔

باب کعبہ

بیت اللہ شریف کا دروازہ شمالی دیوار میں ہے۔ اور سطح فرش سے قریباً سات فٹ بلند ہے۔ اندر داخل ہونے کے لئے دو زینے رکھے ہوئے ہیں۔ ایک تو سلطان عبدالحمید خاں کا پیش کردہ ہے۔ ایک نواب کلب علیخاں بہادر فرمانروائے رامپور کا پیش کردہ ہے۔ نواب صاحب کا زینہ زیبائش میں بڑھ چڑھ کر ہے۔ داخلے کے وقت ایک کو لگایا جاتا ہے۔ اور پھر ہٹا کر اسکو قبہ زمزم و باب النبیؐ کی درمیانی جگہ میں رکھدیا جاتا ہے۔ آجکل امام نماز پڑھانے کیلئے اسی دروازہ کے نیچے کھڑا ہوتا ہے۔

اندرون حرم

کعبۃ اللہ میں داخلہ خاص خاص ایام میں ہوتا ہے۔ اور موسم حج میں اکثر متعدد بار ایسا موقع ملجاتا ہے۔ کعبہ کی کلید نسلاً شیبہ کے پاس چلی آتی ہے۔ شیبہ کے والد عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ تھے۔ ایام جاہلیت میں کلید انہی کے پاس تھی۔ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے ایک روز اُن سے فرمایا کہ بیت اللہ کھول دو۔ اس نے انکار کر دیا۔ حضورؐ نے فرمایا
تم دیکھنا کہ یہ کلید ایک دن میرے ہاتھ میں ہوگی۔ میں جسے چاہوں گا۔ اُسے عطا کروں گا۔
یوم الفتح کو یہی ہوا۔ نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سابقہ الفاظ پر لوگ سمجھے کہ آج
کلید برداری کا منصب کسی اور کو عطا ہوگا۔ لیکن نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہ کلید حضرت
عثمانؓ کو ہی عطا فرمائی۔ اور یہ بھی فرمایا کہ یہ کلید تمہارے ہی پاس رہے گی جو تم سے لیگا
وہ ظالم ہوگا۔ اس ارشاد سے تین امور کا اظہار ہوتا ہے:۔

(۱) نسلِ عثمان رضی اللہ عنہ برابر قائم رہے گی۔ (۲) کلید برداری کا منصب انہی
کے گھر میں رہے گا۔ (۳) جو کوئی یہ منصب ان سے چھینے گا وہ ظالم ہوگا۔ یزید کے عہد
میں یہ منصب اُن سے چھین لیا گیا تھا۔ پھر کسی بادشاہ نے زبانِ پاک رسولؐ سے ظالم
کہلانے کی جرأت نہیں کی۔

بیت اللہ اندر سے مربع شکل کا ہے۔ صرف زاویہ شمال جو اندر داخل ہونیوالے کے جانب
راست ہوتا ہے۔ ذرا دبا ہوا ہے۔ اس جگہ ایک چھوٹا سا دروازہ ہے۔ جسے باب التوبہ کہتے
ہیں۔ یہاں ایک زینہ ہے۔ جو سقفِ کعبہ تک پہنچتا ہے۔ بابِ کعبہ کے سامنے وہ مقام ہے جہاں
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی۔ اندرونی دیواروں پر سات سات فٹ کی بلندی تک
نہایت قیمتی پتھروں کی پچی کاری کا کام ہے۔ جو نہایت نفیس و اعلےٰ ہے۔ اسکے اوپر تمام دیواروں
پر اور زیر سقف حریر سرخ کا غلاف چڑھا ہوا ہے۔ پارچہ میں مربع خانے بنے ہوئے ہیں۔
اور ہر ایک مربع کے اندر (اللہ جل جلالہ) لکھا ہوا ہے۔ کہتے ہیں کہ اس وضع کا
پردہ اوّل سلطان عبد العزیز خاں نے پیش کیا تھا۔ چھت میں بہت سے نادر
تحفے بھی آویزاں ہیں۔ جو لوگوں نے اسکی نذر کئے تھے۔ مثلاً متعدد سونے اور چاندی
کے چراغ ہیں جن کی تعداد سینکڑوں سے کم نہ ہوگی۔ انہی میں دو سنہری چراغ ہیں۔ جو
جواہرات سے مرصع ہیں۔ اور انکو سلطان سلیمان قانونی نے ۹۸۴ھ میں پیش کیا تھا۔
وسط میں عود قاقلی کے ۳ ستون ہیں۔ یہ حضرت عبد اللہ ابن زبیرؓ کے زمانہ کے ہیں۔
اندرون کعبہ ہر وقت خوشبو سے معطر رہتا ہے۔ ان میں سے بہت سا سامان اب نہیں رہا۔

خانہ کعبہ سلطانی دور میں حسب ذیل دنوں میں کھولا جاتا تھا :-

رجب کے پہلے جمعہ کو . . . . مردوں کے لئے
رجب کے دوسرے جمعہ کو . . . . عورتوں کے لئے
رجب کے تیسرے جمعہ کی صبح کو . . . . مردوں کے لئے
رجب کے تیسرے جمعہ کی شام کو . . . . . . عورتوں کے لئے
رمضان شریف کے پہلے جمعہ کو . . . . . مردوں کے لئے
رمضان شریف کے دوسرے جمعہ کو عورتوں کے لئے
۲۷ رمضان المبارک کو . . . . سلطان کی دعا کے لئے
جمعۃ الوداع کو . . . . . . " " " "
نصف ذیقعدہ میں . . . . مردوں کے لئے
اس کے بعد . . . . عورتوں کے لئے
۲۰ - ذیقعدہ کو . . . . غسل کعبہ کے لئے
۲۸ - ذیقعدہ کو . احرام کعبہ کیلئے یعنی اسکو بیرونی جانب سے طواف گاہ کی بنیاد سے دو میٹر کی بلندی پر سفید کپڑے سے گھیرنے کے لئے۔

ان تاریخوں کے علاوہ موسم حج میں حاجیوں کی زیارت کے لئے متعدد بار کھولا جاتا ہے - اور جو لوگ زیارت کرتے ہیں۔ انکو ایک رقم مجاورین وخدام کو دینی پڑتی ہے - حج کے بعد بھی ۲۰ - ذی الحجہ کو غسل دینے کے لئے کھولا جاتا ہے +

غلافِ کعبہ

بیت اللہ شریف چاروں طرف دیواروں پر منڈیر سے لیکر شاذروان تک یعنی کُرسی دیوار تک ایک سیاہ ریشمی لباس سے ملبوس ہے کسی جگہ بھی عمارت کا حصہ نظر نہیں آتا۔ ان پردوں کے مربع نما خانوں میں کلمہ طیبہ بھی سیاہ دھاگے سے ہی بنا ہوا ہوتا ہے - اس غلاف پر منڈیر کے قریب اور باب کعبہ کے اوپر چاروں طرف نہایت جلی زرین تحریر ہوتی ہے جسمیں کچھ آیات اور نذر کرنیوالے

کا نام ہوتا ہے۔ ہر سال یہ کپڑے بدلے جاتے تھے۔ اور انکی جگہ نئے نئے آتے تھے۔ یہ غلاف ۸۔ ذوالحجہ کی رات کو جب تمام لوگ حج کرنے کیلئے مکہ سے نکل جاتے تھے۔ انکی غیر حاضری میں بدل دیئے جاتے تھے۔ پرانا غلاف کلید بردار کی ملکیت ہوجاتا ہے۔ جس کا ایک مربع فٹ ٹکڑا جس پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے۔ بطور تبرک حجاج کو کم سے کم ایک اشرفی میں ہدیہ کر دیتے ہیں۔ اور سنہرا ٹکڑا تو نہایت قیمتی ملتا ہے۔ ایک مربع فٹ قریباً آٹھ دس گنی سے کم نہیں ملتا۔

خانہ کعبہ پر غلاف چڑھانے کا رواج نہایت قدیم زمانہ سے ہے۔ سب سے پہلے ۲۲۰ء قبل ہجرت جب ابو کرب اسعد شاہ حمیر نے یثرب کی جنگ سے واپسی کی۔ تو خانہ کعبہ پر زرتار چادروں کا غلاف چڑھایا اور اسکے لئے ایک دروازہ اور ایک کنجی بھی بنوائی۔ چنانچہ خود فخریہ لکھتا ہے:۔

وَکَسَوْنَا الْبَیْتَ الَّذِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ ۔ مُلَاءً مُعَضَّدًا وَبُرُوْدًا ۔	تو ہم نے بیت الحرم پر زردار چادروں کا غلاف چڑھایا۔

اس کے بعد اس کے جانشینوں نے اسکی تقلید کی۔ اور ایک مدت تک اسپر چمڑے اور یمنی ریشم کا غلاف چڑھاتے رہے۔ پھر لوگ مختلف اقسام کے کپڑے خانہ کعبہ کی طرف ہدیۃً بھیجتے رہے۔ جن میں سے بعض کو بطور غلاف چڑھا دیا جاتا تھا۔ اور بعض رکھ لئے جاتے تھے۔ اور ایک غلاف کے پرانا ہونے پر دوسرا غلاف انہی کپڑوں میں سے چڑھا دیا جاتا تھا۔ قصی کے زمانہ تک یہی دستور رہا لیکن انہوں نے غلاف کعبہ کیلئے تمام قبائل پر سالانہ زر اعانت مقرر کر دیا۔ اور انکی اولاد نے بھی اس رقم کو قائم رکھا۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یمنی کپڑوں کا غلاف چڑھایا۔ اور بعد میں خلفاء رض نے بھی اس رسم کو قائم رکھا۔

خانہ کعبہ کے اندرونی غلاف کے متعلق سکتواری نے محاضرۃ الاوائل میں لکھا ہے۔ کہ سب سے پہلے حضرت عباس رض بن عبد المطلب کی والدہ نے خانہ کعبہ پر دیبا کا غلاف چڑھایا۔ جس کی وجہ یہ ہوئی۔ کہ بچپن میں حضرت عباس رض گم ہوگئے تھے۔ اس بنا پر انہوں نے نذر مانی تھی۔ کہ اگر وہ مل جائینگے۔ تو وہ خانہ کعبہ پر غلاف چڑھائینگی۔ چنانچہ جب وہ مل گئے۔

تو انھوں نے یہ نذر پوری کی۔

خلفائے عباسیہ کو خانہ کعبہ پر غلاف چڑھانے کا خاص اہتمام تھا۔ ان لوگوں کا شعار سیاہ کپڑا تھا۔ پہلے یہ لوگ خانہ کعبہ پر بھی سیاہ حریر کا غلاف چڑھاتے تھے۔ جسکو وہ لوگ مصر کے شہر تیس میں جو قیمتی کپڑوں کے بننے میں خاص شہرت رکھتا تھا۔ تیار کرواتے تھے۔ خلفائے بنو عباسیہ کے زمانہ عروج تک ان کا یہ اہتمام قائم رہا لیکن جب انکی حکومت میں ضعف آگیا۔ تو غلافِ کعبہ کبھی سلاطینِ یمن کی طرف سے اور کبھی سلاطینِ مصر کی طرف سے بھیجا جانے لگا لیکن رفتہ رفتہ یہ خدمت مستقل طور پر سلاطینِ مصر سے متعلق ہوگئی۔ اور اسی زمانے سے خانہ کعبہ کا بیرونی سیاہ لباس مصر سے سالانہ روانہ ہونے لگا۔ یہ سیاہ حریر کے آٹھ پردے ہوتے ہیں جن میں ہر جگہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ اَللّٰهُ جَلَّ جَلَالُهٗ بُنا ہوا ہوتا ہے۔ اس میں ہر پردہ قریباً پندرہ میٹر لمبا اور پانچ میٹر سے کچھ زائد چوڑا ہوتا ہے۔ دو دو پردے خانہ کعبہ کے ہر طرف لٹکا دیئے جاتے ہیں۔ اور اوپر سے نہایت مضبوط لوہے کے حلقوں میں جو خانہ کعبہ کی چھت پر لگے ہوئے ہوتے ہیں۔ باندھ دیئے جاتے ہیں۔ اسکے بعد تکموں کے ذریعے سے ایک کو دوسرے سے باندھ کر نیچے کے حصہ کو ان حلقوں سے جو شاذروان میں رکھے ہوئے رہتے ہیں، جوڑ دیا جاتا ہے۔ اور اسطرح ہر پردہ لگایا جاتا ہے۔ وہ ان تکموں کے ذریعہ سے اپنے پاس کے پردوں سے جڑ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ جب کل پردے لگ چکتے ہیں۔ تو ان کی ہیئت ایک سیاہ اور مربع قمیص کی ہوجاتی ہے۔ اسکے بعد ان پردوں کے اوپر کے ثلث حصے سے نیچے محیطِ خانہ کعبہ پر ایک کمربند جسکو رنک کہتے ہیں۔ اور وہ سنہرے کیشی کے ٹکڑوں سے مرکب ہوتا ہے، لگا دیا جاتا ہے۔ اور رنک پر نہایت عمدہ خطِ نسخ میں سنہری زردوزی الفاظ میں قرآن مجید کی آیتیں لکھی ہوتی ہیں۔ جنکو غلاف کعبہ کی اور صفتوں کے ساتھ مرحوم اسمٰعیل پاشا خدیو مصر کے زمانہ میں مشہور خطاط عبداللہ بک زہدی مرحوم نے لکھا تھا۔ خانہ کعبہ کے دروازے کے رخ رنک اور دیگر دروازوں پر بھی قرآن شریف کی آیات لکھی ہوتی ہیں +

محمل

بعض مورخین کے خیال کے مطابق محمل کی تاریخ ۶۴۵ھ سے شروع ہوتی ہے ان لوگوں کا بیان ہے کہ اس سال شجرۃ اور ملکہ مصر نے جس ہودج میں سوار ہو کر حج کیا تھا۔ اسکا نام محمل ہے۔ کیونکہ اس سال کے بعد یہ ہودج سالانہ قافلہ حجاج کے امام کے ساتھ جانے لگا۔ اور چونکہ بادشاہوں کے سوا کوئی شخص انکی جگہ پر بیٹھ نہیں سکتا۔ اسلئے یہ ہودج بالکل خالی جاتا تھا لیکن ہماری ذاتی رائے یہ ہے کہ محمل ایک قدیم چیز ہے۔ اور اسلام سے پہلے اسکا پتہ چلتا ہے۔ پہلے محمل کا اطلاق اس اونٹ پر کیا جاتا تھا۔ جو مکہ معظمہ کو ہدایا لیکر جاتا تھا۔ خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ معظمہ کو محمل روانہ فرمایا ہے۔ جو خانہ کعبہ کی طرف آپ کے ہدایا لیکر گیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ محمل یمنی اور محمل عراقی کے نام ملتے ہیں۔ اور اب بھی ہم کو محمل امین الرشید۔ محمل ابن سعود اور محمل ابن دینار نظر آتے ہیں۔ اور یہ سب کے سب اونٹ ہوتے ہیں۔ جو ان کے محمل ہیں۔ جنپر بنات کا ایک معمولی غلاف پڑا رہتا ہے، حرمین تک سے آتے ہیں۔ اسی طرح حضور نظام حیدرآباد دکن کا محمل مکہ معظمہ میں ان کے ملک کے حاجیوں کے ساتھ آتا ہے۔ اور حرمین شریفین کو جو وہ ہدایا ارسال فرماتے ہیں۔ اُس اونٹ پر آتے ہیں +

محمل اب بھی بڑی شان و شوکت سے آتا ہے۔ مصر سے محمل کی روانگی کے وقت ایک عظیم الشان جلوس نکالا جاتا ہے۔ جس میں فوجی سوار۔ پیدل فوج محمل کے محافظ۔ شرکائے قافلہ اور محمل کے خدمتگذاروں کے آگے امیر الحج جن کو خدیو معظم سالانہ مقرر کرتے ہیں۔ اور وہ اکثر فوجی پاشاؤں میں سے ہوتے ہیں چلتے ہیں۔ محمل والے اونٹ کی مہار خدیو معظم خود اپنے ہاتھ سے امیر الحجاج کے سپرد کرتے ہیں۔ اسکے بعد توپیں سر ہوتی ہیں۔ اور جلوس اس ترتیب کے ساتھ روانہ ہوتا ہے۔ کہ آگے آگے سادات وصوفیہ ہوتے ہیں۔ اسکے بعد فوج ہوتی ہے۔ پھر محمل کا اونٹ جسکے آگے امیر الحجاج ہوتے ہیں چلتا ہے۔ اور اسکے پیچھے پیچھے حمائل شتربان اور نقارچی اپنے اپنے اونٹوں پر چلتے ہیں۔ اسطرح یہ جلوس عباسیہ کے وسط صحن میں پہنچ جاتا ہے۔ اور وہاں جاکر ٹھہر جاتا ہے۔ تاکہ جو لوگ اس سے برکت حاصل کرنا چاہیں۔ اسکی زیارت کرلیں۔

یہاں تک کہ جب سویز کے سفر کا دن آتا ہے۔ تو محمل کو مع اپنے تمام ساز و سامان کے یہ لوگ محمل کی گاڑی میں جو عباسیہ کے اسٹیشن پر اسکے لئے تیار رہتی ہے، لیجاتے ہیں۔ اور اسکے سوار ہونے کے بعد وہ سویز کو روانہ ہوجاتا ہے۔ سویز سے براہِ سمندر وہ جدہ تک پہنچتا ہے۔ اور وہاں سے خشکی کے راستے مکہ تک جاتا ہے۔

سلطنت مصر میں قافلہ محمل کی خاص شان و منزلت تھی۔ اور مناصب سلطنت میں اسکے کاروان سالار کا تیسرا درجہ تھا۔ اور والی اور سلطان کے بعد انکے نزدیک یہ خدمت سب سے زیادہ اہم خیال کی جاتی تھی۔ اسکی رائے خاص طور پر سنی جاتی تھی۔ اور اس کی باتوں کی عزت کی جاتی تھی۔ اسکی خدمت مستقل تھی۔ اور اس کا تقرر فرمان سلطانی سے ہوتا تھا۔ خود ملک حجاز میں وہ بڑا جاہ و اقتدار رکھتا تھا۔ اور اکثر امرا ء مکہ کا عزل و نصب اسی کے حکم سے ہوتا تھا۔

سلاطین مصر کو محمل کے ساتھ اسقدر انہماک و شغف تھا کہ جن ملکوں سے وہ ہوتا ہوا گذرتا تھا۔ وہاں کے حکام پر انہوں نے یہ فرض کردیا تھا۔ کہ اسکے استقبال کے وقت وہ محمل کے اونٹ کے موزے کو بوسہ دیں۔ امرائے مکہ بھی جب اس کا استقبال کرتے تھے۔ تو اسکو بوسہ دیتے تھے۔ لیکن سلطان جقمق نے ۸۴۳ھ میں انکو اس فرض سے سبکدوش کردیا۔

غلاف و محمل کے مجموعی مصارف کا تخمینہ تقریباً یہ ہے :-

غلاف . . . . ۵۵۰ ۴ گنی

محمل . . . . ۵۰۰ گنی

غلاف و محمل کی تاریخ تفصیل طلب ہے۔ تاہم قارئین کرام کی اطلاع کے لئے یہ مختصر واقعات درج کردیئے ہیں۔ ورنہ اسکا آغاز اخراجات اور عہد بعہد تغیرات کی تفصیلات تو ایک جداگانہ صحبت کی محتاج ہیں۔

۱۹۲۶ء میں مصری محمل کے ساتھ جو سپاہی اور کارکن آئے۔ انکی سعودی حکام کے ساتھ کچھ آویزش ہوگئی۔ یہاں تک کہ گولی بھی چلی۔ اس کے بعد مصر سے

محمل کی روانگی بند ہوگئی۔ اور ۱۹۲۷ء میں سلطان نجد کے خرچ سے آمرتسر کے خاندان غزنویہ نے غلاف بھیجا تھا۔ بعد کا علم نہیں کہ سلطان نجد نے غلاف کا کیا انتظام فرمایا۔ مصری غلاف کعبہ کے خرچ کے لئے بہت سے اوقاف ہیں۔ جن کی آمدنی غلاف کعبہ پر خرچ ہوتی ہے۔ غلاف کو وہاں کی کنواری لڑکیاں با وضو بنتی ہیں۔ اور سال بھر میں یہ غلاف تیار ہوتا ہے۔

طوافِ کعبہ

مکہ مکرمہ میں پہنچتے ہی اولین مہلت اور فرصت میں حرم شریف یعنی بیت اللہ میں داخل ہونا چاہیئے۔ بیت اللہ میں باب السلام کے راستے سے داخل ہونا مستحب ہے۔ اور کعبہ کا نہایت ادب و احترام مدنظر رکھ کر حرم شریف کے دروازہ میں داخل ہو۔ پہلے دہنا پاؤں داخل کرے۔ اور یہ دعا پڑھتا ہوا داخل ہو:۔

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ عَلَيْنَا اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَ سَهِّلْ عَلَيْنَا اَبْوَابَ رِزْقِكَ	اے اللہ کھول دے ہم پر دروازے رحمت اپنی کے۔ اور سہل کر دے ہم پر دروازے رزق کے۔

اور پھر یہ دعا پڑھے:۔

رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِيْرًا وَّ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝ وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَ لَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝	اے اللہ مجھ کو خلوص کے ساتھ داخل فرما۔ اور خلوص کے ساتھ ہی نکال۔ اور نصیب فرما مجھ کو اپنی طرف سے قوی حجت اور کہہ تو حق آیا اور باطل گیا۔ بے شک باطل جانے ہی والا ہے۔ اور نازل فرماتے ہیں ہم قرآن شریف کو جو کہ شفاء اور رحمت ہے مومنوں کے لئے اور ظالموں کو اس سے (جو اسکے قائل نہیں) سوائے نقصان کے کوئی فائدہ نہیں۔

اور درود شریف پڑھے۔ جب بیت اللہ پر نظر پڑے۔ جس پر سیاہ غلاف چڑھا ہوا ہے۔ تو اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ تین دفعہ کہے۔ اور بیت اللہ کو دیکھتے ہوئے بغیر ہاتھ اٹھائے دعا مانگے۔ یہ وقت مستجاب ہے۔ دعا یہ ہے:۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْبَیْتِ مِنَ الْکُفْرِ وَ الْفَقْرِ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ ضِیْقِ الصَّدْرِ۔ اَللّٰهُمَّ زِدْ بَیْتَکَ هٰذَا تَشْرِیْفًا وَّتَکْرِیْمًا وَّتَعْظِیْمًا وَّمَهَابَةً وَّرِفْعَةً وَّبِرًّا ۔

اللہ برتر ہے۔ اللہ برتر ہے۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی عبادت کے لائق نہیں اللہ برتر ہے۔ اور اللہ ہی کے واسطے تمام تعریفیں ہیں۔ پناہ مانگتا ہوں بیت اللہ شریف کے رب کے ساتھ کفر اور محتاجی اور عذاب قبر اور دل کی تنگی سے۔ اے اللہ زیادہ فرما اپنے اس گھر کو شرافت وکرامت و تعظیم و رعب و بلندی و بھلائی ۔

اور جب محراب باب النبی پر پہنچے۔ جو ایک اکہری محراب ہے۔ جو مصاف کے سرے پر خوبصورت ابری دار ہلکے کاسنی رنگ کے پتھر کی بنی ہوئی ہے اور نبی کریم صلعم اسی راستے سے مصاف میں داخل ہوا کرتے تھے۔ یہ دعا پڑھے یا جو یاد ہو:۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ وَ اِلَیْکَ یَرْجِعُ السَّلَامُ فَحَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَ تَعَالَیْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ وَ مَغْفِرَتِکَ وَاَدْخِلْنِیْ فِیْهَا بِسْمِ اللّٰہِ وَ

اے اللہ آپ کا اسم مبارک سلام ہے یعنی تمام عیوب سے پاک ہے۔ اور آپ کی طرف سے سلامتی ہے اور آپ ہی کی طرف سلامتی لوٹتی ہے (یعنی آپ ہی سلامتی کے مالک ہیں) پس اے اللہ ہم کو سلامتی کے ساتھ زندہ رکھ۔ اور سلامتی کے گھر یعنی جنت میں داخل فرما مبارک ہیں آپ اے ہمارے رب اور برتر ہیں آپ اے عظمت والے اور بزرگی والے۔ اے اللہ میرے لئے رحمت اور بخشش کے دروازے کھول۔ اور مجھ کو اپنی رحمت میں داخل فرما۔ اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ اور

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ ؕ	سب تعریف اللہ تعالیٰ کے ہی واسطے ہیں اور درود اور سلام اسکے رسول علیہ الصلوٰۃ پر نازل ہو جیو +

اسکے بعد سیدھا چلا چلے وے سامنے کعبۃ اللہ کا دروازہ ۔ دائیں جانب ممبر اور بائیں جانب مصلّی شافعی کی عمارت (جس کے ساتھ ہی چاہ زمزم بھی ہے) ہوگی۔ اس کے ساتھ ہی یعنی آگے کی طرف مقام ابراہیم ہوگا۔ نقشہ درج ذیل ہے :-

نقشہ طواف گاہ خانہ کعبہ

طواف

خانہ کعبہ مسجد حرم کے صحن کے وسط میں واقع ہے۔ اسکے ارد گرد ایک چوڑا اور گول راستہ بنا ہوا ہے۔ اسے مطاف کہتے ہیں۔ طواف کرنیوالے کو اسکے گرد چاروں طرف گھومنا پڑتا ہے۔ اور زائرین اسی حلقہ میں سات چکر پورے کرتے ہیں۔ ہر ایک چکر کو ایک شوط کہتے ہیں۔ اور ہر طواف میں سات شوط ہوتے ہیں۔ ہر چکر حجر اسود کے سامنے سے شروع ہوتا ہے۔ اور وہیں آکر ختم ہوتا ہے۔ حجر اسود وہ پتھر ہے، جو خانہ کعبہ کی دیوار میں دروازے کے جنوب شرقی گوشہ میں زمین سے چار فٹ کی بلندی پر کونے میں نصب ہے۔ اور بیت اللہ کی دیوار کے جنوب مشرقی گوشہ میں جسے رکن یمانی کہتے ہیں۔ چاندی کے بیضوی حلقہ میں خلا نما لگا ہوا ہے۔ اور ہر وقت مشک و عنبر سے دبا رہتا ہے۔ اس پتھر کو سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی بنیاد میں رکھا تھا۔

حجر اسود پر ایک تاریخی نظر

پتھروں کی تعظیم کا طریقہ نہایت قدیم زمانے سے قائم ہے۔ بعض لوگ تو پتھر کے وجود کو اوصافِ ربانی سے متصف تصور کرتے تھے۔ اور انکے وجود کو بالواسطہ اپنے اوپر مسلط و قابض خیال کرتے تھے۔ اور بعض انکو اپنے دیوتاؤں کا رمز خیال کرتے تھے۔ تہذیب و تمدن کے دور میں بھی یہ حجر پرستی کا سلسلہ بدستور جاری رہا۔ روم و یونان کی مہذب سلطنتوں نے مختلف النوع احجار کو اپنے دیوتاؤں یعنی کوکب وغیرہ کا عکس قرار دیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ گذشتہ اقوام نے سنگ تراشی، مجسمہ سازی۔ اور تصویر کشی میں بغیر امداد آلاتِ مروجہ اسقدر کمال حاصل کرلیا تھا۔ اس زمانہ کے لوگ پتھر کی عظمت و جلالت کے قائل تھے۔ اور دنیا کی ہر قوم اس زعم باطل میں الجھی ہوئی تھی کہ یہ لوگ بذاتِ خود خدا اور معبود نہیں۔ تو اس کا عکس تو ضرور ہیں (نعوذ باللہ) چینی۔ جاپانی اور ہندی اقوام بھی ان اعتقاداتِ باطلہ کی تقلید میں دنیا کی کسی قوم سے پیچھے نہ تھیں۔

عرب قوم کی سادگی مسلّم چلی آتی ہے۔ ان کی دیگر ضروریاتِ زندگی کی طرح بت بھی سادے تھے۔ اور ان کی پرستش کا مقصد تقربِ خدا کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ انبیائے بنی اسرائیل بھی بعض مواقع کی یادگار میں پتھر نصب کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام

نے باری تعالیٰ کو خواب میں دیکھا۔ تو انہوں نے اس اہم واقعہ کی یادگار میں ایک جگہ پتھر نصب کیا۔ اور اس مقام کا نام بیت ایل یعنی بیت اللہ رکھا۔ اسی قسم کا ایک پتھر حضرت موسےٰ علیہ السلام نے دامن کوہ میں خدا سے مخاطب ہونے کی یادگار میں نصب کیا تھا۔ انبیائے بنی اسرائیل بعض پتھر استشہاداً بھی نصب کرتے تھے مثلاً جب حضرت یشوعؑ نے اپنی قوم سے عہد لیا۔ تو ایک پتھر یہ کہہ کر نصب کردیا۔ کہ یہ ہمارا شاہد ہوگا (سفر یشوع اصحاح ۲۴۔ آیت ۲۶ - ۲۷)۔

مصری لوگ قابل یادگار واقعات کو بڑے بڑے پتھروں اور میناروں کے ذریعہ سے شہرت دوام بخشتے ہیں۔ یورپ کے دارالسلطنتوں کا کوئی میدان اس قسم کی یادگاروں سے خالی نہیں۔ تمام سلطنتیں بلکہ افراد بھی اپنی سلطنتوں کے تحدید وتعین کے لئے تمام پتھر ہی نصب کرتے ہیں۔ اور تمام شریعتیں اُن کے احترام پر متفق ہیں مسجد اقصیٰ کے قبلہ رخ اس کی چار دیواری کی دیوار کے ایک ٹکڑے کو جو تقریباً ۴۸ میٹر لمبا اور ۲ میٹر بلند ہے۔ یہود اب بھی مقدس سمجھتے ہیں۔ اور انکا خیال ہے جس عمارت کو حضرت سلیمان علیہ السلام نے تعمیر کیا تھا۔ اسکی چار دیواری کا صرف یہی ٹکڑا باقی رہگیا ہے۔ اور اصل عمارت کو اشوری اور رومن بادشاہوں میں بخت نصر اور سنحاریب نے منہدم کردیا ہے۔ یہ لوگ سال میں دو مرتبہ بالخصوص عید القربان کے موقعہ پر اس ٹکڑے کا حج کرتے ہیں۔ اور خود بیت المقدس کے یہودی روزانہ اور جمعہ کے روز بالخصوص عصر کے وقت اپنے مذہبی پیشواؤں کے ساتھ اس چار دیواری کے پاس جمع ہوتے ہیں۔ اور اس پتھر کو گریہ و بکا کیساتھ چومتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ انکا گیا ہوا جلال اور گئی ہوئی عظمت واپس آجائے۔

عیسائی بھی بہت سے پتھروں کو مقدس خیال کرتے ہیں جنکی زیادہ تعداد بیت المقدس میں ہے۔ انہی پتھروں میں ایک پتھر قبۃ الصعود کے اندر واقع ہے۔ اور اس میں حضرت عیسےٰ کے دہنے پاؤں کے اگلے حصہ کا نشان ہے۔ عیسائیوں کا خیال ہے کہ جب حضرت مسیح علیہ السلام آسمان پر چڑھائے گئے۔ تو اسوقت انکا یہ نقش قدم باقی رہگیا۔ عیسائیوں

کی افسردگی سے یہ نشان بہت دُھندلا پڑ گیا ہے جبل زیتون سے مغربی جانب ایک پتھر پڑا ہے جس پر سر رکھنے کا نشان ہے۔ عیسائیوں کا اعتقاد ہے کہ جب حضرت مسیح جبل زیتون سے اُتر کر شہر میں آئے۔ تو انہوں نے اس پتھر پر سہارا دیا۔ مشرقی روسی کلیسا نے اس پتھر کو اپنے کلیسا کے اندر داخل کرنے کی بہت کوشش کی۔ لیکن باقی طبقات کلیسا کی رقیبانہ برافروختگی کے باعث یہ فیصلہ ہوا۔ کہ اُسکو سب کے لئے عام کر دیا جائے۔ تاکہ کوئی گروہ بھی اس کی زیارت کی سعادت سے محروم نہ رہے۔

بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ایک کرسی جس پر انگلستان کا ہر بادشاہ بیٹھ کر رسم تاجپوشی ادا کرتا ہے۔ ایڈورڈ اوّل نے بنوائی تھی۔ جس میں انگلستان کے قبرستان شاہی (ویسٹ منسٹر ایبے) کا ایک ایک پتھر نصب ہے۔ جس کی نسبت خیال کیا جاتا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام بیت ایل میں اس پر سر رکھ کر سوئے تھے۔ اور نیند کی حالت میں انہیں رویت باری تعالےٰ حاصل ہوئی تھی حضرت یوسف علیہ السلام کی وجہ سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد مصر آئی۔ تو اس پتھر کو ایک متبرک یادگار کے طور پر ساتھ لے آئی مصر سے یہ پتھر ہسپانیہ پہنچا ہسپانیہ سے آئرلینڈ آیا۔ اور آئرلینڈ والوں نے ۲ سے ایک اونچے پہاڑ پر رکھدیا۔ اور یہ زیارت گاہِ عام بنگیا۔ پھر سکاٹ لینڈ والے اس پتھر کو آئرلینڈ والوں سے چھین کر لے گئے۔ اور سکاٹ لینڈ والوں سے انگلستان کے بادشاہ نے چھین لیا۔ بہرحال ہمیں ان تاریخی واقعات کی صحت و عدم صحت سے کوئی تعلق نہیں۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ عجیب و غریب پتھر تاجپوشی کی کرسی میں لگا ہوا ہے۔ کرسی لکڑی کی ہے۔ اس پر کہیں کہیں سونے کا پترا چڑھا ہوا ہے۔ پایوں میں دو شیر بھی بنے ہوئے ہیں۔

بیت المقدس میں اس قسم کے بے شمار پتھر ہیں جنسے عیسائیوں کو اس لئے عقیدت ہے۔ کہ وہ کسی نہ کسی صورت میں حضرت مسیح علیہ السلام سے منسوب ہیں۔ ایک

پتھر کا نام حجر المغسل ہے جسکی نسبت عیسائیوں کا خیال ہے کہ ان لوگوں نے مسیح علیہ السلام کو اسپر بٹھا کر غسل دیا تھا۔ ایک حجر الکاس ہے یعنی جب پیالے کو حضرت جبرائیل علیہ السلام، حضرت مسیح علیہ السلام کے پاس لائے تھے۔ اسکو اس پتھر پر رکھا تھا۔ ایک حجر الاکلیل ہے یعنی وہ پتھر جسپر حضرت مسیح علیہ السلام کو بٹھا کر کانٹوں کا تاج پہنایا گیا تھا۔

یہودیوں عیسائیوں اور مسلمانوں کے نزدیک جو پتھر یکساں طور پر مقدس ہے وہ صخرۂ بیت المقدس ہے جسکو حضرت ابراہیم حضرت اسحاق حضرت یعقوب۔ حضرت داؤد۔ اور حضرت سلیمان علیہم السلام وغیرہ انبیائے بنی اسرائیل نے اپنی عبادت گاہ بنایا تھا۔ اور کعبہ سے پہلے تو وہ خود مسلمانوں کا قبلہ تھا۔

ان تمام تصریحات کے بعد یہ حقیقت محتاج استدلال نہیں رہی کہ بعض مخصوص پتھروں کا احترام ہر قوم اور ہر مذہب کے نزدیک مسلم ہے۔ اور بعض حالات میں تو مذہبی عقیدہ کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ یہ پتھر بذات خود مقدس خیال نہیں کئے جاتے۔ بلکہ ان کے تقدس کی وجہ یہ ہے کہ ان کو کسی مقدس و محترم ہستی سے نسبت حاصل ہے۔ ممکن ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سنگ اسود کو کعبہ میں اس غرض سے رکھا ہو کہ وہ اللہ پاک کے حکم تعمیر کعبہ کے متعلق یادگار رہے۔ یا یہ کہ انہوں نے اپنی ذات اور اپنے لڑکے سے اس گھر کے مرجع عام بنانے کا جو معاہدہ لیا تھا۔ اس کا شاہد ہو۔ یا اس پتھر کو انہوں نے اسبات کی بناء قرار دیا ہو کہ یہ گھر ان کے قبضہ میں سے نکل کر خدا کی ملکیت میں آگیا۔ تاکہ وہ عام طور پر لوگوں کے لئے متبرک ہو۔ انہوں نے خانہ کعبہ کے اس گوشہ میں جو دروازے کے قریب تر ہے۔ اسلئے رکھا کہ طواف کرنیوالوں کے لئے حد بندی کا کام دے۔

اسود کے معنی سیاہ ہیں۔ کیونکہ یہ پتھر سیاہ ہے۔ اسلئے رنگ کی سیاہی اس بات کی دلیل قرار دی جا سکتی ہے کہ تعیین و تحدید میں سہولت رہے۔ ان وجوہات پر مسلمان آج تک اس کو مقدس خیال کرتے ہیں۔ اور آیندہ بھی مقدس خیال کرینگے۔

جن غیر مسلم سیاحوں نے مسلمانوں کے بھیس میں مکہ و مدینہ کا سفر کیا ہے۔ وہ اسلام کو بت پرستی سے اکثر متہم کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کی یہ راے قابلِ لحاظ نہیں۔ بلکہ بے جا ہوگا۔ اگر یہ کہا جاے کہ متعصبانہ ہے۔

اس باب میں ایک متفق علیہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلعم نے سنگِ اسود کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا:۔

إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ وَلَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ ۔

مجھے معلوم ہے کہ تو ایک پتھر ہے۔ جو نہ نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ فائدہ۔

اسکے بعد اسکو بوسہ دیا۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جب حج کیا تو اُسکے پاس کھڑے ہو کر فرمایا:۔

إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ ۔

مجھے معلوم ہے کہ تو صرف ایک پتھر ہے جو نہ نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اور نہ فائدہ۔ اگر میں یہ نہ دیکھا ہوتا کہ رسول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم تجھ کو چومتے تھے۔ تو میں تجھ کو نہ چومتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی یہی الفاظ کہے۔ پھر اُسکو بوسہ دیا۔ مسلمان اس پتھر کا احترام کرتے ہیں۔ لیکن عبادت نہیں کرتے۔ وہ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ یہ خدا کی ربوبیت کا شعار اور اُس کی قدرت کا ایک امر ہے۔ اس بنا پر اُسکی حیثیت صرف سلطنت کے پرچم کی سی ہے۔ جس کا احترام اس لئے نہیں کیا جاتا کہ وہ ایک معمولی کپڑے کا ٹکڑا ہے۔ جو نہایت ہی معمولی لکڑی پر بلند کیا گیا ہے۔ بلکہ اس لئے کہ اُس سے سلطنت کے وجود بادشاہت کی طاقت اور ملک کی عظمت کا اظہار ہوتا ہے۔ اگر آپ بڑی بڑی سلطنتوں کی فوجی نمائش کا نظارہ کرینگے۔ تو آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ فوجیں کس طرح اپنے جھنڈوں کے روبرو سرِ تعظیم خم کرتی ہیں۔ اور نہ صرف یہ بلکہ آلاتِ حرب کو بھی تعظیماً جھکا لیتی ہیں۔ جو کسی عبادت یا مذہبی عقیدہ کا نتیجہ نہیں

بلکہ خشوع و احترام کی علامت ہے۔

طواف کا طریقہ

طواف کا یہ طریقہ ہے۔ کہ حجر اسود کے سامنے بائیں طرف کھڑا ہو جاوے۔ اور طواف کرنے کے لئے احرام تمتع والے یہ نیت کریں:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ طَوَافَ بَیْتِکَ الْحَرَامِ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ طَوَافَ الْحَجِّ اَوِالْعُمْرَۃِ لِلّٰہِ تَعَالٰی عَزَّ وَجَلَّ +	اے اللہ بیشک میں تیرے بیت الحرام یعنی خانہ کعبہ کے طواف کا ارادہ کرتا ہوں۔ پس اسکو اللہ عزوجل میرے واسطے آسان فرما اور مجھ سے اسکو قبول فرما۔ سات پھیروں کا جو کہ حج اور عمرہ کا طواف ہے۔ واسطے اللہ بزرگ و برتر کے +

نوٹ:- اگر حج کا طواف کرنا ہو۔ تو صرف طَوَافَ الْحَجِّ کہے۔ اور اگر عمرہ کا طواف کرنا ہو۔ تو صرف طَوَافَ الْعُمْرَۃِ کہے اور اگر حج اور عمرہ دونوں کا طواف کرنا ہو۔ تو طَوَافَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَۃِ دونوں لفظ کہے +

پھر داہنی طرف ذرا چل کر حجر اسود کے بالکل سامنے آجاوے۔ اور مثل نماز کے دونوں ہاتھ اٹھا کر کانوں تک لیجاوے۔ اور یہ پڑھے:۔

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ۔ اَللّٰھُمَّ اِیْمَانًا بِکَ وَوَفَاءً بِعَھْدِکَ وَاِتِّبَاعًا لِسُنَّةِ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	شروع اللہ کے نام سے۔ اللہ کو بڑائی ہے۔ اور سب تعریف اللہ کے واسطے ہے۔ درود اور سلام ہو بھیجو اوپر رسول اللہ صلعم کے۔ اے اللہ میں ایمان لایا ہوں تیرے اوپر اور اپنے عہد کو پورا کر رہا ہوں اور پورا کرتو اپنے عہد کو اپنے نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کے طفیل سے۔

پھر حجر اسود کو بوسہ دے۔ حجر اسود کو بوسہ دینا سنت ہے۔ اور
اس کی بڑی فضیلت ہے۔ اسلئے کہ اسوقت انسان کے دل میں یہ خیال
پیدا ہوتا ہے۔ کہ ایسی چیز کو بوسہ دیا جارہا ہے جو کبھی بالواسطہ نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے بوسوں کا شرف حاصل کر چکی ہے۔ اور بوسہ زنی کا یہ مقام
مشترک ہے۔ لیکن اس اشتیاق سے جائز نہیں کہ دوسروں کو دھکے دیئے جائیں۔ یا کمزوروں
اور ضعیفوں کو پاؤں تلے روندا جائے۔ لہٰذا مناسب یہ ہے کہ ہجوم کے وقت سنگ اسود
کے برابر آکر اس کی طرف منہ کرکے کھڑے ہوجانا چاہیئے۔ اگر ممکن ہوسکے۔ تو
اسے بوسہ دو۔ ورنہ کسی چھڑی وغیرہ سے چھوکر اُسے بوسہ دے لو۔ اگر یہ بھی
ناممکن ہو۔ تو اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیاں اس کی طرف پھیلا کر انہیں بوسہ دے لینا چاہیئے
حجر اسود خانہ کعبہ کے جنوب مشرقی کونے میں لگا ہوا ہے۔ جنوب مغربی کونے کو رکن یمانی۔
شمال مغربی کونے کو رکن عراقی اور شمال مشرقی کونے کو رکن شامی کہتے ہیں۔

شمس الائمہ امام سرخسی رح نے صاف لکھا ہے:۔

ثمّ بدأ بالحجر الاسود فاستلمه ان استطعت من غیر تؤذی مسلما لان استلام الحجر والاحتراز من اذی المسلم واجب فلا ینبغی لہ ان یؤذی مسلما لاقامة السنّة۔	طواف کی ابتدا حجر اسود سے کرو۔ اور اسے بوسہ دو۔ بشرطیکہ ایسا کرنا کسی مسلمان کے تکلیف پہنچائے بغیر ممکن ہو۔ اسلئے کہ حجر اسود کا بوسہ دینا سنت ہے۔ اور ایذا مسلم سے احتراز واجب ہے اور درست نہیں کہ ادائے سنت کے لئے کسی مسلمان کو تکلیف پہنچائی جائے۔

بہرحال اگر کسی کو دکھ اور تکلیف پہنچائے بغیر بوسہ دینا ممکن ہوسکے۔ تو
دینا چاہیئے۔ ورنہ اشارہ کافی ہے۔

فقہ حنفی میں سات شوطوں میں سے چار فرض باقی واجب۔ طواف
باوضو کرنا چاہیئے۔ حالت طواف میں اگر نماز شروع ہوجائے۔ تو طواف
چھوڑ کر جماعت میں شریک ہوجائے۔ اور بقیہ طواف بعد نماز پورا کرلے۔
طواف کے سات چکروں میں سے پہلے تین چکروں میں مردوں کیلئے اضطباع

اور رمل کا حکم ہے۔ اضطباع کا مفہوم یہ ہے کہ داہنا شانہ کھول کر احرام کی چادر کو داہنی بغل کے نیچے سے لاکر بائیں شانہ پر ڈال لے؛ اور رمل کے معنی ہیں کہ دونوں شانوں کو ہلاتے ہوئے میدانِ جنگ میں سپاہیوں کی طرح اکڑ کر چلا جائے۔ یہاں طریقے اور طواف کی دعائیں معلم خود بتاتے ہیں بہتر یہ ہے کہ دعائیں زبانی یاد ہوں۔ اکثر حجاج طواف کرتے کرتے ایک معلم کے پیچھے پیچھے ہو لیتے ہیں۔ وہ جلد جلد دعائیں پڑھتا جاتا ہے اور جسکو جی چاہتا ہے یہ کہہ دیتا ہے کہ تمہارے سات چکر پورے ہو گئے۔ لہٰذا معتبر طواف بھی وہی ہوگا جو تمہاری معلومات پر مبنی ہو۔ ایک چکر (شوط) کعبہ کے اول کونہ حجرِ اسود سے شروع ہو کر کعبہ کے دروازے کی طرف جا کر رکن یمانی (چوتھے کونہ) پر ختم ہو جاتا ہے۔ ذیل میں ہر چکر کیلئے ایک ایک دعا دی جاتی ہے یاد رکھو کہ جب تم خود ان دعاؤں کو با معنی سمجھ کر پڑھو گے۔ تو آپکو اصل طواف کا لطف آجائیگا۔ ذرا ان دعاؤں کو سمجھو۔ تو تمہارے کارنامے سب سامنے آجاوینگے۔ اور تم گڑگڑا کر رونے لگ جاؤ گے۔ اور اپنے گناہوں کی مغفرت چاہو گے۔

دعاءِ شوطِ اول

(پہلے پھیرے کی دعا)

حجرِ اسود کو بوسہ دیکر ذیل کی دعا پڑھتے ہوئے رمل کرو یعنی چھاتی نکال کر اکڑتے ہوئے چلو۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ إِيْمَانًا بِكَ وَتَصْدِيْقًا بِكِتَابِكَ وَوَفَاءً بِعَهْدِكَ وَاتِّبَاعًا لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ وَحَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ	پاکی بیان کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کی اور سب تعریفیں اللہ ہی کے واسطے ہیں۔ اور کوئی معبود اللہ تعالیٰ کے سوا نہیں ہے اور اللہ بزرگ تر ہے اور گناہ سے باز رہنا اور نیکی پر قادر ہونا بغیر اللہ بلند و بزرگ کے نہیں ہوسکتا اور درود اور سلام نازل ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اے اللہ تجھ پر ایمان لانے کی وجہ سے اور تیری کتاب کی تصدیق کے سبب سے اور بسبب پورا کرنے تیرے وعدہ کے اور بسبب تابعداری تیرے نبی کے اور تیرے دوست محمد

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَ الْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاةَ الدَّائِمَةَ فِی الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ ؕ	صلے اللہ علیہ وسلم ۔ اے میرے اللہ بیشک میں آپ سے معافی کا طالب ہوں اور عافیت کا اور ہمیشہ کی راحت کا دین میں اور دنیا میں اور آخرت میں اور جنت میں پہنچنے کا اور دوزخ سے رہائی کا ۔

خانۂ کعبہ کے رکن یمانی پر جا پہنچو دعا ختم کر کے رکن یمانی کے کونے والی دیوار پر ہر پھیرے میں استلام کرو یعنی دونوں یا صرف دایاں ہاتھ کعبہ پر پھیرو۔ یہاں سے حجر اسود تک ہر چکر میں یہ دعا پڑھیں

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْاَبْرَارِ يَا عَزِيْزُ يَا غَفَّارُ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ؕ	اے پروردگار ۔ ہم کو دنیا میں بھی اچھی حالت نصیب فرما اور آخرت میں بھی ۔ اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے محفوظ فرما ۔ اور داخل فرما ہم کو جنت میں نیکوں کے ساتھ ۔ اے غالب بخشش کرنے والے اے رب العالمین ۔

حجر اسود پر آکر پہلا پھیرا ختم ہوا ۔ اب پھر حجر اسود کو بوسہ دو ۔ یا اس کی طرف ہاتھ کرکے ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو بوسہ دیکر دوسرا چکر ذیل کی دعا پڑھتے ہوئے شروع کرو ۔ یہ چکر بھی رمل ہی کے ساتھ شروع کرو ۔

دعاء شوط ثانی

(دعا دوسرے پھیرے کی)

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا الْبَيْتَ بَيْتُكَ وَالْحَرَمَ حَرَمُكَ وَالْاَمْنَ اَمْنُكَ	اے اللہ بیشک یہ گھر تیرا ہی گھر ہے اور حرم شریف تیرا ہی حرم ہے ۔ اور امن تیرا ہی امن (یعنی تیری ہی طرف سے)

وَالْعَبْدُ عَبْدُكَ وَاَنَا عَبْدُكَ	اور بندہ تیرا ہی بندہ ہے اور میں تیرا ہی بندہ ہوں
وَابْنُ عَبْدِكَ وَهٰذَا	اور تیرے بندہ کا بیٹا۔ اور یہ تیری رحمت کے
مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ النَّارِ	وسیلہ سے دوزخ سے پناہ مانگنے کا مقام ہے۔
فَحَرِّمْ لُحُوْمَنَا وَبَشَرَتَنَا	پس ہمارے گوشت و پوست کو دوزخ
عَلَى النَّارِ ۔ اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ	پر حرام فرما۔ اے اللہ محبوب بنا
اِلَيْنَا الْاِيْمَانَ وَزَيِّنْهُ فِيْ	ایمان کو ہمارے نزدیک اور دلوں میں اسکو
قُلُوْبِنَا وَكَرِّهْ اِلَيْنَا الْكُفْرَ	ہمارے مزین کر۔ اور مکروہ بنا ہمارے نزدیک کفر
وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ	اور نافرمانی اور گناہ کرنے کو
وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِيْنَ	اور بنا ہم کو ہدایت پانے والوں میں سے
اَللّٰهُمَّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ	اے اللہ بچا مجھ کو اپنے عذاب سے جس دن کہ
تَبْعَثُ عِبَادَكَ اَللّٰهُمَّ	آپ اپنے بندوں کو قبروں سے اٹھائیں گے۔ اللہ
اُرْزُقْنِيَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ	نصیب فرما مجھ کو جنت بدون حساب
رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا	کے۔ اے اللہ دے مجھ کو دنیا میں بھی
حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً	اچھی حالت اور آخرت میں بھی اچھی حالت
وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ وَ	اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے اور
اَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ	داخل فرما ہمکو جنت میں نیک لوگوں کے
الْاَبْرَارِ يَا عَزِيْزُ يَا غَفَّارُ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ	ساتھ اے غالب اے بخشنے والے اے رب العالمین۔

(رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان)

پھر حجر اسود کو بوسہ دیکر تیسرا پھیرا رمل کرتے ہوئے شروع کرے۔

دُعاءِ شوطِ ثالث
(دعا تیسرے پھیرے کی)

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ	اے اللہ بیشک میں پناہ مانگتا ہوں تیری رحمت
مِنَ الشَّكِّ وَالشِّرْكِ وَ	کے وسیلہ سے شک سے اور شرک سے اور
الشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ	دشمنی سے اور نفاق سے

وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ وَالْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْاَهْلِ وَالْوَلَدِ ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّةَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ سَخَطِكَ وَالنَّارِ ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَاءِ وَالْمَمَاتِ ۔

اور بُرے اخلاق سے اور بُری نظر سے۔ اور بُرے انقلاب سے مال میں اور اہل و عیال میں۔ اے اللہ بیشک میں طالب ہوں آپ کی خوشنودی کا۔ اور جنت کا۔ اور پناہ مانگتا ہوں تیرے ساتھ تیرے غصے سے اور دوزخ سے۔ اے اللہ بیشک میں پناہ مانگتا ہوں تیرے ساتھ قبر کے عذاب سے اور پناہ مانگتا ہوں تیرے ساتھ مرنے اور جینے کے فتنے سے۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْاَبْرَارِ يَا عَزِيْزُ يَا غَفَّارُ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ؕ

اے ہمارے پروردگار دنیا اور آخرت میں اچھی حالت نصیب فرما۔ اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا اور جنت میں ہم کو داخل فرما نیکوں کے ساتھ اے غالب۔ اے غفور۔ اے پروردگار عالم۔

پھر حجرِ اسود کو بدستورِ سابق بوسہ دے کر چوتھا پھیرا انکساری کے ساتھ بغیر رمل کے شروع کرے۔

دعاء شوطِ رابع
(چوتھے پھیرے کی دعا)

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّسَعْيًا مَّشْكُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا وَّعَمَلًا مَّقْبُوْلًا وَّتِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ يَا عَالِمَ مَا فِی الصُّدُوْرِ اَخْرِجْنِیْ يَا اللّٰهُ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّجَاةَ

اے اللہ اس حج کو مقبول حج بنا اور کوشش کو باعث ثواب اور گناہ کو بخشش اور عمل کو مقبول اور ایسی تجارت کو جو کبھی فنا نہ ہو اے دلوں کی بات جاننے والے۔ اے اللہ نکال مجھ کو تاریکیوں سے روشنی کی طرف۔ اے اللہ بیشک میں طالب ہوں۔ تیرے رحمت کے اسباب کا جن کی وجہ سے تیری بخشش کی غالب امید ہو۔ اور ہر ایک گناہ سے بچنے کا اور ہر ایک نیکی کے حاصل ہونے کا اور جنت میں پہنچنے کا اور دوزخ سے

مِنَ النَّارِ رَبِّ قَنِّعْنِيْ بِمَا رَزَقْتَنِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْ مَا اَعْطَيْتَنِيْ وَاخْلُفْ عَلٰى كُلِّ غَائِبَةٍ لِّيْ مِنْكَ بِخَيْرٍ۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْاَبْرَارِ يَا عَزِيْزُ يَا غَفَّارُ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ۔

رہائی پانے کا اے پروردگار میرے مجھکو اس چیز پر قناعت دے جو تو نے مجھ کو دی۔ اور مجھکو برکت نصیب فرما اس چیز میں جو تو نے عطا فرمائی اور نگہبانی فرما میری ہر ایک غائب کی چیز اچھی طرح سے۔ اے پروردگار ہمارے دے دنیا اور آخرت میں ہم کو نیک حالت نصیب فرما اور دوزخ سے بچا اور جنت میں داخل فرما نیکوں کے ساتھ۔ اے غالب بخشنے والے۔ اے پروردگار۔

پھر بدستور سابق حجر اسود کو بوسہ دے کر پانچواں پھیرا شروع کرے

دعاء شوط خامس

(پانچویں پھیرے کی دعا)

اَللّٰهُمَّ اَظِلَّنِيْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّ عَرْشِكَ وَلَا بَاقِيَ اِلَّا وَجْهُكَ وَاسْقِنِيْ مِنْ حَوْضِ نَبِيِّكَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرْبَةً هَنِيْئَةً مَّرِيْئَةً لَا نَظْمَاُ بَعْدَهَا اَبَدًا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَئَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ سَيِّدُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَعُوْذُ بِكَ

اے اللہ سایہ دے مجھ کو اپنے عرش کے نیچے جس دن کہ سایہ تیرے عرش کے سایہ کے سوا نہ ہوگا۔ اور تیری ذات کے سوا کوئی باقی نہ رہے گا۔ اور پلا مجھ کو اپنے نبی کے حوض سے جو کہ ہمارے سردار محمد صلے اللہ علیہ وسلم (اللہ تعالےٰ کا انپر درود و سلام ہو) ہیں پلانا خوب اچھی طرح سے خوشگوار کہ پھر کبھی اسکے بعد پیاس نہ لگے۔ اے اللہ بیشک میں مانگتا ہوں آپ سے وہ بھلائی کہ جو تیرے نبی نے (جو ہمارے سردار محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں) تجھ سے مانگی ہے۔ درود اور سلام ہو انپر اور پناہ مانگتا ہوں میں اس

مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ بِكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ سَيِّدُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَنَعِيْمَهَا وَمَا يُقَرِّبُنِيْ اِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ اَوْ فِعْلٍ اَوْ عَمَلٍ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ وَمَا يُقَرِّبُنِيْ اِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ اَوْ فِعْلٍ اَوْ عَمَلٍ۔

اُس چیز کی برائی سے کہ جس سے تیرے نبی نے پناہ مانگی ہے جو ہمارے سردار ہیں محمد درود ہو اُن پر اور سلام اللہ تعالیٰ کا اے اللہ بیشک میں طالب ہوں آپ سے جنت اور اس کی نعمتوں کا اور اُن اعمال کا جنکی وجہ سے مجھ کو جنت اور وہ نعمتیں حاصل ہوں مثلاً قول یا فعل یا عمل سے۔ اور پناہ مانگتا ہوں میں آپ کے ساتھ دوزخ سے۔ اور جو چیز دوزخ کیطرف پہنچائے قول ہو یا فعل یا عمل۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْاَبْرَارِ يَا عَزِيْزُ يَا غَفَّارُ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ۔

اے پروردگار دنیا اور آخرت میں اچھی حالت نصیب فرما اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے محفوظ فرما۔ اور داخل کر جنت میں نیک لوگوں کے ساتھ اے غالب بخشش فرمانیوالے اے پروردگار عالم

پھر حجر اسود کو بدستور سابق بوسہ دے۔ اور چھٹا پھیرا شروع کرے۔

دعا شوط سادس

(چھٹے پھیرے کی دعا)

اَللّٰهُمَّ لَكَ عَلَيَّ حُقُوْقًا كَثِيْرَةً فِيْمَا بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ وَحُقُوْقًا كَثِيْرَةً فِيْمَا بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَلْقِكَ اَللّٰهُمَّ مَا كَانَ لَكَ مِنْهَا فَاغْفِرْهُ لِيْ وَمَا كَانَ لِخَلْقِكَ فَتَحَمَّلْهُ عَنِّيْ وَاَغْنِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ

اے اللہ آپ کے مجھ پر بہت سے حقوق ہیں۔ جو میرے اور آپکے درمیان ہیں اور بہت سے حقوق وہ ہیں جو میرے اور آپ کی مخلوق کے درمیان ہیں۔ اے اللہ جو آپ کے حقوق ہیں اُن کو تو معاف فرما دیجئے اور جو آپ کی مخلوق کے ہیں۔ اُنکے آپ میری طرف سے کفیل ہو جائیں۔ اور اے پروردگار مجھ کو حرام سے حلال روزی کے ساتھ

وَبِطَاعَتِكَ عَنْ مَعْصِيَتِكَ وَ	اور اپنی عبادت کے ساتھ گناہ سے بے پرواہ فرما
وَبِفَضْلِكَ عَنْ مَنْ سِوَاكَ	اور اپنے فضل (وکرم) کے ساتھ اپنے غیر سے
يَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ اَللّٰهُمَّ	اے بہت سے گناہوں کے بخشنے والے۔ اے اللہ
اِنَّ بَيْتَكَ عَظِيْمٌ وَ	بیشک تیرا خانہ کعبہ نہایت عظمت والا ہے۔
وَجْهَكَ كَرِيْمٌ اَنْتَ يَا اللّٰهُ	اور تیری ذات نہایت بزرگ ہے۔ اے اللہ
حَلِيْمٌ كَرِيْمٌ عَظِيْمٌ	آپ مجرّبار بزرگ عظمت والے ہیں۔
تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ	معاف کرنے کو پسند فرماتے ہیں پس میرے گناہ معاف فرما۔
رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً	اے پروردگار دنیا میں بھی اچھی حالت اور آخرت
وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا	میں بھی اچھی حالت نصیب فرما۔ اور ہم کو
عَذَابَ النَّارِ وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ	دوزخ کے عذاب سے بچا اور داخل فرما ہم کو جنت میں ساتھ
الْاَبْرَارِ يَا عَزِيْزُ يَا غَفَّارُ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ط	نیکوں کے اے غالب بخشنے والے۔ اے پروردگار عالم۔

پھر حجر اسود کو بدستور سابق بوسہ دیکر ساتواں پھیرا شروع کرے۔

لکھ پڑھا کر حجر اسود تک

دعاء شوط سابع

(ساتویں پھیرے کی دعاء)

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ اِيْمَانًا	اے اللہ بیشک میں کامل ایمان
كَامِلًا وَّيَقِيْنًا صَادِقًا وَّرِزْقًا	اور صادق یقین اور بہت زیادہ رزق
وَّاسِعًا وَّقَلْبًا خَاشِعًا وَّ	اور فراخ دل اور نرم دل (یعنی خدا کے سامنے عاجزی کرنیوالا)
لِسَانًا ذَاكِرًا وَّحَلَالًا	اور خدا کا ذکر کرنے والی زبان اور
طَيِّبًا وَّتَوْبَةً نَّصُوْحًا وَّ	حلال پاک رزق کا اور خالص توبہ اور
تَوْبَةً قَبْلَ الْمَوْتِ وَ	موت سے پہلے توبہ کا اور مرتے وقت
رَاحَةً عِنْدَ الْمَوْتِ وَ	راحت اور آرام کا اور
مَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً بَعْدَ	بخشش اور رحمت کا بعد مرنے کے
الْمَوْتِ وَالْعَفْوَ عِنْدَ الْحِسَابِ	اور معافی کا حساب کے وقت

وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ بِرَحْمَتِكَ يَا عَزِيْزُ يَا غَفَّارُ رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا وَّأَلْحِقْنِيْ بِالصَّالِحِيْنَ ۔	اور جنت پہنچنے کا اور دوزخ سے رہائی پانے کا سوال کرتا ہوں بخشش اپنی رحمت سے اے غالب بخشنے والے! اے پروردگار میرے علم زیادہ فرما اور مجھ کو نیک لوگوں کے ساتھ شامل کر ۔
رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ وَأَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْاَبْرَارِ يَا عَزِيْزُ يَا غَفَّارُ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۔	اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا میں بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھلائی عطا فرما اور دوزخ کے عذاب سے بچا ۔ اور جنت میں داخل فرما نیکوں کے ساتھ اے غالب بخشنے والے اے جہانوں کے پروردگار ۔

طواف کعبہ کے سات چکر پورے ہو چکے ۔

نقد و نظر یہ ذکر ہو چکا ہے کہ طواف کی جگہ ایک بیضوی دائرہ کی شکل میں شمال سے جنوب تک چلا گیا ہے ۔ اور رسول اللہ صلعم کے عہد مبارک سے وہ حدود حرم میں واقع تھا ۔ ایک مدت سے اس کی زمین پر سنگ رخام کا فرش بچھا دیا گیا ہے ۔ اور سلطان سلیمان قانونی کے زمانہ میں اس کی اصلاح ہوئی تھی ۔ اس کی سطح صحن کعبہ کی سطح سے نیچی ہے ۔ اور بارش کا پانی نکالنے کے لئے زمین میں نالیاں بنی ہوئی ہیں ۔

معجن طواف کرنے والا جب حجر اسود سے چل کر باب کعبہ کے سامنے سے ہوتا ہوا دو تین قدم آگے بڑھے گا ۔ تو اُسے دیوار کعبہ کے ساتھ ایک حوض سا نظر آئیگا ۔ جو ایک فٹ گہرا اور تقریباً آٹھ فٹ مربع ہے ۔ اس حوض کا نام معجن ہے ۔ عجن کے معنے گوندھنا کے ہیں کہا جاتا ہے کہ تعمیر کعبہ کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام گارہ کا گھان اسی جگہ بناتے تھے ۔

کعبۃ اللہ کی مسافتِ مطاف ہر چہار جانب سے حسب ذیل ہے :-

مشرق	۳۹ فٹ
مغرب	۶۲ فٹ
شمالی	۳۹ فٹ
جنوب	۶۲ فٹ
	۲۰۲ فٹ مجموعہ

گویا طواف کرنے والے کو سات چکروں میں قریباً ایک میل کی مسافت طے کرنی پڑتی ہے۔

حالتِ طواف حالتِ طواف میں جملہ جذبات پر ایثار۔ قربانی اور بہادری کے جذبات غالب آجاتے ہیں۔ وہ اضطراب جو شوقِ لقا میں ہوتا ہے۔ اور خوشی جو وصال میں ہوتی ہے۔ اور رمل کے وقت وہ جوش جو میدانِ جنگ میں بہادری کرتے وقت ہوتا ہے۔ اور وہ جنون جو عشقِ الٰہی میں عابد کو ہوتا ہے۔ یہ سب مل کر انسان پر عجیب حالت پیدا کر دیتے ہیں۔ کہ حواس اپنے تاثرات عادی سے الگ ہو جاتے ہیں۔ عقل و ادراک پر تعین و عرفان کا رنگ چڑھ جاتا ہے۔ کیونکہ طواف دنیا میں صرف کعبہ ہی سے مخصوص ہے۔ اور اسکے احکام بھی اسی کے ساتھ ۔

ملتزم حجرِ اسود سے چلکر بابِ کعبہ اور حجرِ اسود کے درمیان دیوار کا جو حصہ ہے اُسے ملتزم کہتے ہیں۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ میں نے اسی جگہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کھڑے ہوکر اور رب العالمین کے حضور میں عجز و نیاز کے ساتھ دعا مانگتے ہوئے دیکھا۔ دیدۂ نبوی میں آنسو تیر رہے تھے حضورؐ نے فرمایا "عمرؓ! یہ ہے وہ جگہ جہاں رونے والے کو آنسو بہانے چاہئیں"۔

آپ بھی طواف ختم کرکے اس جگہ پر آجاویں۔ اور اپنا سینہ اور دہنا رخسار ملتزم کو چمٹا کر اور دہنا ہاتھ اوپر اٹھا کر بیت اللہ کا پردہ پکڑو۔ اور یہ دعا پڑھو :-

اللّٰھم یا رب البیت العتیق
اعتق رقابنا و رقاب اٰبائنا و
امھاتنا و اخواننا و اولادنا
من النار یا ذا الجود
و الکرم و الفضل
و المن و العطاء
و الاحسان اللّٰھم احسن
عاقبتنا فی الامور
کلھا و اجرنا من خزی
الدنیا و عذاب الاٰخرۃ
اللّٰھم انی عبدک
و ابن عبدک و اقف
تحت بابک ملتزم
باعتابک متذلل بین
یدیک ارجو رحمتک
و اخشی عذابک من
النار یا قدیم الاحسان
اللّٰھم انی اسئلک ان
ترفع ذکری و تضع
وزری و تصلح امری
و تطھر قلبی و
تنور لی فی قبری و
تغفر لی ذنبی و اسئلک

اے اللہ خانہ کعبہ کے رب
ہماری جانوں کو اور باپ دادا اماں اور
ہماری ماؤں اور ہمارے بھائیوں اور ہماری اولاد
کی جانوں کو دوزخ سے رہا فرما دے اے
بخشش کرنیوالے اور کرم اور فضل
اور احسان فرمانے والے اور دینے والے
اور احسان فرمانے والے۔ اے اللہ اچھا فرما
ہمارے انجام کو تمام کاموں میں
اور پناہ دے ہم کو دنیا کی
رسوائی سے اور آخرت کے عذاب
سے اے اللہ بیشک میں تیرا بندہ
اور تیرے بندہ کا بیٹا ہوں۔ تیرے
دروازے کے نیچے کھڑا ہوا ہوں تیری چوکھٹوں کو
چمٹا ہوا ہوں تیرے سامنے عاجز دل کی طرح
کھڑا ہوا ہوں۔ تیری رحمت کی امید کرتا ہوں
اور تیرے عذاب سے ڈرتا ہوں جو کہ دوزخ
ہے۔ اے قدیم سے احسان فرمانے والے
اے اللہ میں تجھ سے اس امر کا سوال کرتا ہوں کہ
تو میرے ذکر کو بلند کر دے
اور میرے گناہ کو معاف فرمائے۔ میرے تمام کو درست
فرمائے اور میرے دل کو پاک فرمائے۔ اور
میری قبر کو روشن فرما دے۔ اور میرے
گناہ بخشدے۔ اور سوال کرتا ہوں۔

الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى مِنَ الْجَنَّةِ اٰمِین ۔

بڑے بڑے درجوں کا جنت میں۔ اے اللہ میری دعا کو قبول فرما ۔

شکرانۂ طواف

طواف و دعا ملتزم سے فارغ ہو کر مقام ابراہیم کا رخ کرنا چاہیے۔ اور وہاں دو رکعت نماز نفل ادا کی جاتی ہے پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ کافرون اور دوسری میں سورۂ اخلاص پڑھنی بہتر ہے۔ یہ نماز رسول اللہ صلعم ہر طواف کے خاتمہ یعنی ہر سات پھیروں کی تکمیل پر پڑھتے تھے۔ اور اسی لئے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ نماز واجب ہے۔ گو امام شافعیؒ کے نزدیک سنت کے برابر ہے۔ نماز کے بعد اگر یہ دعا پڑھی جائے۔ تو بہتر ہے:۔

اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ سِرِّي وَعَلَانِيَتِي فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِي وَتَعْلَمُ حَاجَتِي فَأَعْطِنِي سُؤْلِي وَتَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ إِيمَانًا يُبَاشِرُ قَلْبِي وَيَقِينًا صَادِقًا حَتّٰى أَعْلَمَ أَنَّهُ لَا يُصِيبُنِي إِلَّا مَا كَتَبْتَ لِي وَرِضًا مِنْكَ بِمَا قَسَمْتَ لِي أَنْتَ وَلِيِّي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ

اے اللہ بیشک آپ میرے باطن اور ظاہر کو جانتے ہیں پس قبول فرما میرے عذر کو اور میری حاجت کو جانتے ہیں پس میرا سوال پورا فرما اور جانتے ہیں آپ جو کچھ میرے دل میں ہے۔ لہٰذا میرے گناہوں کو بخش دیجئے۔ اے اللہ میں آپ سے وہ ایمان مانگتا ہوں۔ جو میرے دل میں گھر کر جائے۔ اور وہ یقین جو کہ سچا ہو تاکہ جان لوں میں کہ جو کچھ مجھ کو پہنچتا ہے وہ وہی ہے جو کہ ازل میں لکھ دیا ہے اور راضی رہنا اس چیز پر جو آپ نے میرے مقسوم میں لکھ دیا ہے۔ آپ میرے مددگار دنیا اور آخرت میں ہیں۔ وفات دے مجھ کو مسلمان ہونے کی حالت میں۔ اور ملا مجھ کو نیک لوگوں سے

اَللّٰھُمَّ لَا تَدَعْ لَنَا فِیْ مَقَامِنَا ھٰذَا ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَہٗ وَلَا ھَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَہٗ وَلَا حَاجَۃً اِلَّا قَضَیْتَھَا وَ یَسَّرْتَھَا فَیَسِّرْ اُمُوْرَنَا وَاشْرَحْ صُدُوْرَنَا وَ نَوِّرْ قُلُوْبَنَا وَاخْتِمْ بِالصَّالِحَاتِ اَعْمَالَنَا اَللّٰھُمَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ وَ اَحْیِنَا مُسْلِمِیْنَ وَاَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِیْنَ غَیْرَ خَزَایَا وَلَا مَفْتُوْنِیْنَ۝

اے اللہ مت چھوڑ ہمارا اس مقام میں کوئی گناہ بغیر بخشے ہوئے۔ اور نہ کسی فکر کو بغیر دور کئے ہوئے۔ اور نہ کسی حاجت کو بغیر پورا کئے ہوئے اور بغیر آسان کئے ہوئے۔ آسان فرما ہمارے سب کاموں کو اور کھولدے ہمارے سینوں کو اور روشن فرما ہمارے دلوں کو اور ختم فرما نیک عملوں کیساتھ ہمارے عملوں کو۔ اے اللہ وفات دے مسلمان ہونے کی حالت میں اور زندہ رکھ ہمکو مسلمان اور ملا ہم کو نیک لوگوں میں بغیر اس امر کے کہ ہم رسوا ہوں اور فتنہ میں پڑیں +

روایتوں میں آتا ہے۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام نے یہی دعا مانگی تھی۔ اس کے الفاظ کی جامعیت وہمہ گیری ظاہر ہے۔ لیکن اختیار ہے کہ اس کے بعد اپنے دین و دنیا کے لئے جو جی چاہے دعا مانگے۔ اکثر لوگ اس غلطی میں مبتلا ہیں۔ کہ طواف کے بعد عین مقام ابراہیم پر پہنچکر دوگانہ نماز ادا کرنی چاہئے یہ صحیح نہیں۔ اس باب میں امام محمدؒ کے الفاظ واضح ہیں:-

ثُمَّ ائْتِ الْمَقَامَ فَصَلِّ عِنْدَہٗ رَکْعَتَیْنِ اَوْحَیْثُمَا تَیَسَّرَ عَلَیْکَ مِنَ الْمَسْجِدِ

مقام ابراہیم پر آکر دو رکعتیں پڑھو یا مسجد میں جہاں کہیں آسانی سے جگہ ملجائے۔

اس لئے آپ مقام ابراہیم کی حدود میں قبہ کے سامنے جہاں آسانی سے جگہ مل سکے۔ نہایت اطمینان کے ساتھ شکرانہ دوگانہ ادا کرکے حطیم کے اندرونی حصہ میں مقام اسمٰعیل پر جاؤ۔

مقام ابراہیم

طواف گاہ کے اخیر میں باب کعبہ کے سامنے ایک قبہ کا نام ہے جس میں وہ پتھر بند ہے۔ جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کھڑے ہوکر کعبہ تعمیر کیا تھا۔ یہ قبہ چار ستونوں پر قائم ہے شکل مربع ہے۔ ہر طرف پیتل کی جالیوں کے بند دروازے لگے ہوئے ہیں۔ اس قبہ کا ہر ضلع گیارہ فٹ وسات انچ کہتے ہیں۔ اس پتھر پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاؤں کا نقش مبارک اب تک موجود ہے۔ مصلےٰ شافعی اسی کے قریب بنا ہوا ہے۔ اور اس مقام کی فضیلت قرآن پاک سے بھی ظاہر ہے۔

وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى (ترجمہ) بناؤ تم مقام ابراہیم کو جائے نماز

یہ پتھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کمال عبودیت کی تنبیہ ہے کہ انھوں نے باری تعالیٰ کی عبادت میں اسقدر قیام فرمایا کہ پتھر پر پاؤں کے نشان آگئے اس سے ہر شخص یہ سبق لے سکتا ہے۔ کہ عبادت الٰہی میں کسقدر انہماک کی ضرورت ہے۔ اسی نقش سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی تاثیر کس قدر قوی تھی۔ کہ پتھر تک انکے تاثرات قلب سے موم ہوگیا۔ بھلا انکی صحبت سے سنگدل انسانوں کا کوئی اثر قبول نہ کرنا کیسے ممکن ہے۔ اگر عبادت الٰہی سے پتھر جیسی سخت چیزیں نرم ہوسکتی ہیں۔ تو وہ دل جو محض خون اور گوشت کا مرکب ہے۔ بھلا عبادت کے اثرات کو کیوں قبول نہ کریگا۔ اسوقت دنیا میں جتنے نقوش قدم پائے جاتے ہیں۔ انکی صحت کی ایسی عالی سند موجود نہیں۔ جیسی کہ مقام ابراہیم کی ہے۔ یہ پتھر چاندی کے حلقہ میں لگا ہوا سطح ارض پر نصب ہے اوپر سے زیادہ چوڑا نیچے سے کم۔ قریباً تین بالشت اونچا۔ دو بالشت وسیع ہے۔ اسپر چوبی پردہ پڑا رہتا ہے۔ اور اسکے اوپر غلاف جس پر سبز سرخ حریر پر کلا بتونی زردوزی کا کام بنا ہے پڑا ہوا ہے اور نیچے کے حصہ میں قرآنی آیات لکھی ہوئی ہیں پہلے یہ پتھر دیوار کعبہ کے ساتھ لگا ہوا تھا۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد اسے وہاں سے اٹھوا کر مطاف کے باہر موجودہ جگہ پر قائم کر دیا۔ تاکہ

پوشیدہ نہ رہے کہ مسلمان کسی نبی علیہ السلام کے نقشِ قدم کا طواف کرتے ہیں۔ اور مسلمانوں کے دل میں آثارِ صالحین کی طرف سے شرک کا میلان پیدا نہ ہو۔

حطیم

کعبہ کے ساتھ جو قطعہ پڑا ہے۔ اس کو حطیم کہتے ہیں۔ یہ حصہ عہدِ قریش سے باہر چلا آتا ہے۔ اب اس کے اردگرد دیوار بنی ہوئی ہے۔ یہ دیوار پہلو دار بیضوی ہے۔ اور سنگِ مرمر سے بنی ہوئی ہے۔ قریباً پانچ فٹ اونچی اور ایک فٹ چوڑی ہے۔ اس عرض کی سطح پر آیاتِ قرآنی اور دعائیں وغیرہ ابھرے ہوئے حروف میں منقوش ہیں۔

میزابِ رحمت

حطیم اور خانہ کعبہ کی دیوار کے درمیان ایک راستہ آٹھ فٹ کا ہے۔ جو مشرق سے کعبہ کی دیوارِ غربی کی پشت پر جاتا ہے۔ اور اسی دیوار کے وسط میں خانہ کعبہ کی چھت کی منڈیر پر سونے کا ایک پرنالہ لگا ہوا ہے۔ اور اس کا نام میزابِ رحمت ہے سب سے پہلے اسے حجاج نے لگوایا تھا۔ پھر سلطان سلیمان اعظم نے ۹۵۹ھ میں چاندی کا لگوا دیا۔ موجودہ میزاب سلطان عبدالحمید خاں کا لگوایا ہوا ہے۔ اور خالص سونے کا ہے۔ اس پرنالہ یعنی میزابِ رحمت کے نیچے کھڑے ہو کر غلافِ کعبہ کو پکڑ کر دعا مانگنی مقبول ہے۔

حجرۂ اسماعیلؑ

دیوارِ کعبہ اور حطیم کے درمیان خالی جگہ حجرہ اسماعیل علیہ السلام کہلاتی ہے۔ مقام ابراہیم پر نماز و دعا سے فارغ ہو کر حجرہ اسماعیل علیہ السلام پر جاؤ۔ یہ مقبولیت کی جگہ ہے۔ جو میزاب کے نیچے ہے۔ یہاں یہ دعا پڑھو:۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَ	اے اللہ آپ میرے پروردگار ہیں۔ سوائے آپ کے کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ آپ ہی نے مجھ کو پیدا کیا۔

وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا
عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ
مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوْذُ بِكَ
مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ
أَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ
وَأَبُوْءُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ
فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ
إِلَّا أَنْتَ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ
أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ
مَا سَأَلَكَ بِهِ عِبَادُكَ
الصَّالِحُوْنَ وَأَعُوْذُ بِكَ
مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَكَ
بِهِ عِبَادُكَ الصَّالِحُوْنَ
اَللّٰهُمَّ بِجَاهِ نَبِيِّكَ
الْمُصْطَفٰى وَرَسُوْلِكَ
الْمُرْتَضٰى طَهِّرْ قُلُوْبَنَا مِنْ
كُلِّ وَصْفٍ يُبَاعِدُنَا
عَنْ مُشَاهَدَتِكَ
وَمَحَبَّتِكَ وَأَمِتْنَا
عَلَى السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ
وَالشَّوْقِ إِلٰى لِقَائِكَ
يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ
اَللّٰهُمَّ نَوِّرْ بِالْعِلْمِ

اور میں آپ کا بندہ ہوں۔ اور میں
آپ کے عہد اور وعدہ پر ہوں۔
بقدر اپنی طاقت کے پناہ مانگتا ہوں آپ سے
اس چیز کی برائی سے۔ جو میں نے کیا۔
مقر ہوں آپ کی نعمتوں کا جو مجھ پر ہوں اور اپنے
گناہ کا اقرار کرتا ہوں لہذا معاف فرما میرے گناہ کو
بیشک آپ کے سوا کوئی گناہ
نہیں بخش سکتا۔ اے اللہ بیشک میں
مانگتا ہوں اور چاہتا ہوں وہ بھلائی
جس کو کہ تیرے نیک بندوں نے تجھ سے
مانگا ہے۔ اور پناہ مانگتا ہوں۔ اس
چیز کی برائی سے جس سے پناہ مانگی
تیرے نیک بندوں نے۔
اے اللہ بطفیل اپنے نبی
برگزیدہ اور اپنے رسول پسندیدہ
کے پاک فرما ہمارے دلوں کو
ہر ایک بات سے جو دور کرے
ہم کو تیرے مشاہدے سے
اور تیری محبت سے اور وفات دے ہم
کو طریقہ اہل سنت اور جماعت پر
اور اس حالت میں کہ ہم تیرے لقا کے مشتاق
ہوں۔ اے عظمت اور بزرگی والے
اے اللہ روشن فرما علم سے میرے

قَلْبِيْ وَاسْتَعْمِلْ بِطَاعَتِكَ بَدَنِيْ وَخَلِّصْ مِنَ الْفِتَنِ سِرِّيْ وَاشْغَلْ بِالْاِعْتِبَارِ فِكْرِيْ وَقِنِيْ شَرَّ وَسَاوِسِ الشَّيْطَانِ وَاَجِرْنِيْ مِنْهُ يَارَحْمٰنُ حَتّٰى لَا يَكُوْنَ لَهٗ عَلَيَّ سُلْطَانٌ رَبَّنَا اِنَّنَا اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ط	دل کو اور استعمال فرما اپنی طاعت میں میرے بدن کو اور نجات دے فتنوں سے میرے باطن کو اور لگا عبرت حاصل کرنے میں میرے فکر کو اور بچا مجھ کو شیطان کے وسوسوں کی برائی سے اور پناہ دے شیطان سے اے رحم فرمانے والے یہاں تک کہ اس کا مجھ پر کسی قسم کا غلبہ نہ ہو۔ اے پروردگار بیشک ہم ایمان لائے۔ لہٰذا بخشدے ہمارے گناہ کو اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے ؛

حطیم میں دعا سے فارغ ہو کر اب پھر چاہ زمزم پر جاؤ۔ اور خوب سیر ہو کر پانی پیو۔ اور اپنے احرام کے کپڑوں پر بھی ڈالو ۔ اور غسل کرو۔ پانی پیتے وقت یہ دعا پڑھو :—

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ وَّسَقَمٍ بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ط	اے اللہ بیشک آپ سے چاہتا ہوں علم نفع دینے والا اور روزی فراخ اور شفا ہر ایک بیماری اور مرض سے بذریعہ آپ کی رحمت کے اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے رحم کرنیوالوں سے

چاہ زمزم

یہ ایک کنوئیں کا نام ہے۔ اور مستند روایات میں اس کا جو کچھ تذکرہ آیا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام شام سے آکر اپنی بیوی ہاجرہؓ اور شیرخوار صاحبزادہ حضرت اسمٰعیلؑ کو جب مکہ میں چھوڑ کر واپس جانے لگے تو ایک مشک آخر کب تک کام دیتی۔ پانی ختم ہوگیا۔ اور ماں اور بچہ پر پیاس کی شدت نے اپنا عمل شروع کیا۔ کعبہ کے پاس ہی شمال مغربی جانب

صفا و مروہ کی پہاڑیاں تھیں حضرت ہاجرہؓ پانی کی تلاش میں ان پہاڑیوں کی جانب دوڑتی تھیں۔ مگر پانی کہاں؟ ادھر شیر خوار پیغمبر زادہ نے حالتِ اضطراب میں زمین پر پاؤں چوہ گڑے۔ تو ایڑیوں کے نیچے سے ایک چشمہ جاری ہوگیا۔ حضرت ہاجرہؓ جب سات پھیروں کے بعد واپس آئیں تو دیکھا کہ جگر پارے کے قدموں کے نیچے ایک چشمہ جاری ہے۔ حضرت ہاجرہؓ نے جب یہ ماجرہ دیکھا تو باغ باغ ہوگئیں۔ اور چشمہ کے گرد مٹی اور پتھروں کی ایک حد بندی قائم کر کے اُسے کنوئیں کے مانند بنا دیا۔ اور اسی حالت میں آپ نے فرمایا "زم زم"۔ جسکے معنی ہیں ٹھہر ٹھہر۔ بس اُسوقت سے اس چشمہ کا نام جواب کنوئیں کی شکل میں موجود ہے "زمزم" پڑ گیا۔ اُسی وقت سے مکہ کی آبادی شروع ہوئی" ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد کنواں بھی پٹ گیا۔ اور اہلِ عرب اسے بھول گئے۔ لیکن جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ آیا۔ تو عبدالمطلب کو خواب میں اس کنوئیں کا پتہ بتایا گیا۔ اور اُسوقت سے آب زمزم دنیا کو از سرِ نو سیراب کرنے لگا

چاہ زمزم ایک مکان کی چھت کے نیچے ہے۔ مکان کی بالائی منزل پر کھلا دروازہ بنا ہوا ہے۔ جہاں مکبرین تکبیرات پکارتے ہیں۔ اب اُمراء و حکام و مشائخ وغیرہ بھی بیٹھ جاتے ہیں۔ چاہ زمزم کمرہ کے وسط میں ہے اور اس کی منڈیر پانچ فٹ بلند ہے۔ منڈیر کے اوپر کئی فٹ اونچی سیخیں بھی لگی ہوئی ہیں۔

حجاج کو چاہ زمزم سے انتہائی حسنِ عقیدت ہے۔ اور اسکو معدنی برتنوں یا مندصراحیوں میں ہدیۃً لے آتے ہیں۔ اور خاص خاص اوقات پر تبرکاً استعمال کرتے ہیں۔ اہلِ مکہ کا خیال ہے کہ وہ ہر مرض کیلئے مفید ہے چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ ماء زمزم شفاء لما شرب لہٗ آب زمزم جس مرض کے لئے پیا جائے مفید ہے۔

میرا آزمودہ ہے۔ کہ مجھ جیسے دائم القبض کو مکہ معظمہ میں آب زمزم پینے سے فائدہ رہا۔

تنقید ہماری رائے یہ ہے کہ چاہِ زمزم کے ملازمین اس پانی کے اوصاف و اثرات کے متعلق مبالغہ سے بھی کام لیتے ہیں۔ اور اس وجہ سے پینے والوں کا اعتقاد دیڑھ جاتا ہے۔ چنانچہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ کوئی چیز اسقدر لذیذ نہیں۔ اور بعض لوگوں کے نزدیک وہ شہد سے زیادہ شیریں اور دودھ سے زیادہ خوش ذائقہ ہے۔ لیکن بعض لوگوں کی رائے قطعی طور پر اسکے خلاف ہے۔ چنانچہ معری کہتا ہے۔

تبارکت انهار البلاد فسائغ	اور ملکوں کی نہریں شیریں ہوتی ہیں۔
بعذب وخص بالملوحة زمزم	صرف آب زمزم کھاری ہوتا ہے۔

آب زمزم میں سوڈا، پوٹاس اور گندھک وغیرہ کے اجزا اسقدر ملے ہیں جسکی وجہ سے یہ دیگر معدنی چشموں کی طرح صحت افزا بنگیا ہے۔ اسکا تھوڑا سا پینا تو مفید ہے۔ لیکن زیادہ پینا نقصان سے خالی نہیں۔ اطبا کا قول ہے کہ آب زمزم گردہ معدہ۔ امعاء اور جگر کے لئے مفید ہے۔ بہرحال معترضین کو بھی پانی خراب نہ ہونے کی صفت پر اتفاق ہے۔ اور یہ بات بھی انہیں تسلیم کرنی پڑے گی کہ دنیا کے کسی اور کنوئیں میں بھی یہ تاثیر موجود نہیں کسی کنوئیں کو دریا پر قیاس نہیں کرنا چاہئے۔ پانی کی روانی۔ انتقال مکانی۔ مختلف حصص ارضی اور مختلف پہاڑوں اور میدانوں کی معدنی و نباتاتی تاثیرات کی آمیزش میں جو دریا کو حاصل ہوتی ہیں۔ اور عدم آمیزش کی صورت میں جو ایک کنوئیں میں پائی جاتی ہیں۔ زمین و آسمان کا فرق ہے۔

چاہِ زمزم کے ساتھ حجاج کی خوش اعتقادی کی کوئی انتہا نہیں حجاج جانے وقت کپڑے کی طویل و عریض چادریں اس غرض سے لیجاتے ہیں کہ انہیں آب زمزم میں بھگو کر حرم پاک میں خشک کیا جائے۔ اور مرتے

وقت یہ وصیت کر جاتے ہیں کہ انہیں اسی چادر میں کفنا یا جائے۔ یہ حسن عقیدت انتہائی معراج ہے ہمیں اس پر تو اعتراض نہیں لیکن بعض لوگوں کی دیوانگی تو عقیدت کی حد کو عبور کر کے حماقت کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ ۱۳۲۶ھ کا ذکر کرتے ہیں کہ ایک ہندوستانی حاجی ملازمین چاہ زمزم کو ذرا غافل پا کر اس خیال سے کود پڑا کہ مقدس کنواں اسکا مقبرہ بن جائے گا۔ اسکے نکالنے کے لئے جدہ سے غواص بلائے گئے۔ جنہوں نے بمشکل تمام اندر کی لاش کا پتہ لگایا۔ اور اس کے ساتھ چاہ زمزم کا بہت سا پانی نکالا۔ تاکہ کنواں پاک و صاف ہو جائے۔

آب زمزم کے ساتھ یہ حسن عقیدت صرف مسلمانوں کے ساتھ ہی مخصوص نہیں۔ بلکہ ہندو بھی دریائے گنگ اور جمنا وغیرہ دریاؤں کے ساتھ اسی طرح کی خوش اعتقادی رکھتے ہیں۔ نہر اردن جو بیت المقدس کے مشرق میں تقریباً بیس کیلومیٹر کے فاصلہ پر ہے عیسائیوں کو بھی اسکے ساتھ اس قسم کی حسن عقیدت ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ اسکو نہر الشریف بھی کہتے ہیں۔ عیسائی زائرین وہاں جاتے ہیں۔ اور جس مقام پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بپتسمہ لیا تھا۔ وہاں غسل کرتے ہیں۔ اور مختلف برتنوں میں وہاں کا پانی اپنے ممالک کو لے جاتے ہیں۔ روسی اور قبطی عیسائیوں کو اس نہر کے ساتھ خاص وابستگی ہے۔ لیکن فرانسیسی لوگ نہر لورڈز کیساتھ جو جنوبی فرانس میں واقع ہے۔ اسی طرح وابستہ ہیں جس طرح نہر اردن کے ساتھ باقی عالم عیسائیت۔

مگر اس میں شک نہیں کہ زمزم کا پانی طبی اصول سے بہت فائدہ مند ہے۔ یہ غذا کو جلد ہضم کرتا ہے پرانے قبض کو توڑتا ہے۔ اور دیگر بیماریوں کو بھی نافع ہے۔ ایک گلاس آب زمزم بوجہ کھارا ہونے کے مشکل سے پیا جاتا ہے۔ عام طور پر یاد گلاس پانی پی سکتے ہیں۔ آپ زمزم سے سیراب ہو کر پھر حجر اسود کو بوسہ دیکر سعی صفا و مروہ کے لئے جاویں۔

سعی صفا و مروہ

آب زمزم سے سیر ہو کر حجاج سعی کا قصد کرتے ہیں۔ سعی کے لفظی معنے ہیں تیز چلنے یا دوڑنے کے۔ مذہبی اصطلاح میں صفا و مروہ کی پہاڑیوں کے درمیان سات چکر لگانے کا نام سعی ہے۔ سعی کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے خانہ کعبہ میں حجر اسود کو بوسہ دے۔ اس کے بعد حرم شریف کے باب الصفا سے باہر نکل کر ان مقامات کے درمیان سات چکر پورے کرے۔ اس ترتیب سے کہ پہلا پھیرا صفا سے شروع ہو۔ اور اختتام مروہ پر ہو۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلعم نے اس ترتیب سے سعی کی تھی۔ یہ دونوں مقامات کسی زمانہ میں بلند پہاڑ تھے لیکن اب ان پہاڑوں پر مکانات بن چکے ہیں۔ اس لئے پہاڑیوں کا باقی کوئی نشان نہیں رہا۔

حضرت ہاجرہ علیہ السلام انہی پہاڑیوں پر چڑھ چڑھ کر ادھر ادھر نگاہ دوڑاتی تھیں کہ کہیں کوئی قافلہ نظر آ جائے، تو پانی مل سکے لخت جگر کی پیاس سے بے قرار ہو کر آپ نے ان ہی دو پہاڑیوں کے درمیان سعی و جہد فرمائی۔ لیکن اس تگ و دو کے درمیان مشیت ایزدی کی تائید سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی ایڑیوں کے نیچے سے چشمہ پھوٹ پڑا۔ جسے زمزم کہتے ہیں۔ حضرت ہاجرہؓ کی سعی یادگار کے طور پر اب تک قائم ہے۔ دونوں مقامات میں تقریباً ۲ فرلانگ کا فاصلہ ہے حاجی لوگ دعائیں پڑھتے ہوئے اوسط چال چلتے ہیں۔ لیکن تھوڑے فاصلہ پر ۲ علامات بنے ہوئے ہیں۔ جو میلین کہلاتے ہیں۔ انکے درمیان اتنے جاتے دوڑتے ہیں۔ معذور لوگ سواری پر بیٹھ کر یا شبری میں بھی سفر کر سکتے ہیں۔ یہ سارا راستہ خوب آباد بازار ہے۔ حج کے موسم میں خوب رونق رہتی ہے۔ قدم قدم پر چائے، شربت اور برف مہیا ہو جاتے ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ دوران سعی میں کوئی خرید و فروخت نہ کی جائے۔ اگر سعی کے درمیان نماز کا وقت آ جائے۔ تو ادائیگی نماز کے بعد بقیہ سعی کو پورا کر لیا جائے +

سعی میں باوضو رہنا مستحب ہے لازمی نہیں لیکن بہتر یہی ہے کہ وضو سے رہے۔ سعی کے سارے وقت میں دعا یا مناجات میں مشغول رہنا چاہیئے۔ ذیل میں سعی کے مسائل و دعائیں درج کی جاتی ہیں۔

طواف ختم کرنے کے بعد حرم شریف سے درود شریف پڑھتے ہوئے حرم شریف کے باب الصفا پر آئیں۔ باب الصفا سے بایاں پیر پہلے نکالیں۔ باب الصفا پر تو اب بہت عمارات بن گئی ہیں۔ لیکن اس مقام پر جہاں سے سعی کرتے ہیں سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں۔ ان پر چڑھے۔

مسائل وادعیہ چڑھتے وقت یہ دعا پڑھیں۔

اَبْدَءُ بِمَا بَدَءَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ۝	شروع کرتا ہوں اس چیز کے ساتھ جسکو اللہ تعالیٰ نے پہلے بیان فرمایا بیشک صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے نشانیاں ہیں لہذا جو شخص حج کرے بیت اللہ شریف یا عمرہ کرے اسپر کوئی گناہ اور حرج اس امر میں نہیں کہ وہ ان دونوں کا طواف کرے۔ اور جو شخص (علاوہ فرائض و واجبات کے) مستحبات کو بجالائے بیشک اللہ تعالیٰ نے جزا دینے والے ہیں اور خوب جاننے والے ہیں۔

یہی دعا مروہ کی سیڑھیوں پر چڑھتے وقت پڑھیں اور ہر دفعہ صفا و مروہ پر چڑھتے وقت پڑھیں۔ صفا پر چڑھکر پہلی و دوسری سیڑھی کے بعد کعبہ نظر آنے لگتا ہے۔ جب خانہ کعبہ نظر آنے لگے۔ تو اسی طرف منہ کر کے تکبیر اور تہلیل کرے۔ اور رسول اللہ صلعم پر درود بھیج کر جو دعائیں چاہے مانگے۔ یہاں کچھ دیر قیام کرنا چاہیئے۔ ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر یہ دعا مانگے:۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ صَدَقَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ ط	اللہ بزرگتر ہے۔ اللہ بزرگتر ہے۔ اللہ بزرگتر ہے اور سب تعریف اللہ کیلئے ہے نہیں کوئی عبادت کے لائق سوائے اللہ کے۔ وہ واحد ہے اسکا کوئی شریک نہیں وہ سب ملک کا مالک ہے اور وہی تعریف کے لائق ہے وہی جلاتا ہے وہی مارتا ہے اور وہ سب چیزوں پر قدرت رکھنے والا ہے نہیں کوئی معبود سوائے اللہ واحد کے۔ اسنے اپنے وعدہ کو پورا کیا۔ اور مدد کی اپنے بندے کی اور شکست دی کافروں کی جماعت کو تنہا اسنے۔

اور بہتر یہ ہے کہ پھر سعی کی نیت کرے ۔ اور منہ سے یہ الفاظ کہے :-

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ السَّعْیَ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ سَعْیَ الْعُمْرَةِ لِوَجْهِكَ الْکَرِیْمِ فَیَسِّرْهُ لِیْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ ۔

اے خدا ! میں سعی کی نیت کرتا ہوں ۔ صفا و مروہ کے درمیان سات چکر والی عمرہ کی سعی کے تیری بابرکت ذات کیلئے تو اسے میرے لئے آسان کر اور اسے مجھ سے قبول فرما ۔

اگر حج کی سعی کرے ۔ تو عمرہ کی بجائے حج کا لفظ پڑھے ۔

اس کے بعد صفا سے مندرجہ ذیل دعائیں پڑھتا ہوا اترے ۔

اَللّٰهُمَّ اسْتَعْمِلْنِیْ بِسُنَّةِ نَبِیِّكَ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَتَوَفَّنِیْ عَلٰی مِلَّتِهٖ وَاَعِذْنِیْ مِنْ مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۔

اے اللہ عامل بنا تو اپنے نبی صلعم (صلے اللہ علیہ وسلم) کے طفیل سے ۔ اور وفات دے تو مجھے ملت پر اور بچا تو مجھے فتنوں کی گراہیوں سے ۔ اپنی رحمت سے اے سب سے زیادہ رحم کرنیوالے ۔

اسکے بعد اپنی معمولی رفتار سے مروہ کی طرف چلنا شروع کرے ۔ ڈیڑھ دوسو قدم چلنے پر میلین کے نشان ملیں گے ۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت ہاجرہ علیہا السلام دوڑ کر چلی تھیں ۔ یہاں چاہیئے کہ تیز رفتار کر دی جائے لیکن سرپٹ دوڑنے کی ضرورت نہیں میلین کے درمیان یہ دعا پڑھنی چاہیئے ۔

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ ۔

اے میرے اللہ میری مغفرت کر اور رحم کر اور درگذر کر اس چیز سے جسکا تجھے علم ہے بیشک تو ہی عزت والا اور کرم والا ہے ۔

پھر یہ دعا پڑھتا ہوا مروہ کی طرف چلے ۔ اور یہی دعا پڑھتا ہوا مروہ سے صفا کی طرف آوے ۔ اور سات چکر پورے کرے ۔

اَللّٰهُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ کَثِیْرًا وَّسُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِهِ الْکَرِیْمِ بُکْرَةً وَّاَصِیْلًا وَمِنَ اللَّیْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَیْلًا طَوِیْلًا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ صَدَقَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ ۔

اللہ بزرگترین بزرگ ہے اور بہت بہت تعریفیں اللہ ہی کیواسطے ہیں ۔ پاکی بیان کرتا ہوں اللہ بزرگ عظیم کی اور بہت تعریفیں بیان کرتا ہوں صبح و شام اور رات کو پس سجدہ کر اللہ تعالےٰ کیواسطے اور تسبیح کر اسکی بہت رات تک ۔ سوائے اللہ تعالےٰ کے اور کوئی عبادت کے لائق نہیں ۔ جو کہ وحدہٗ لاشریک ہے ۔ اسنے اپنے وعدہ کو پورا کیا اور مدد کی اپنے بندے کی

وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ لَا شَيْءَ
قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ
وَهُوَ حَيٌّ دَائِمٌ لَا يَمُوْتُ وَلَا
يَفُوْتُ اَبَدًا بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَاِلَيْهِ
الْمَصِيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔
رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاعْفُ
وَتَكَرَّمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ
اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا لَا نَعْلَمُ
اِنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ
رَبِّ نَجِّنَا مِنَ النَّارِ سَالِمِيْنَ غَانِمِيْنَ
فَرِحِيْنَ مُسْتَبْشِرِيْنَ مَعَ عِبَادِكَ
الصَّالِحِيْنَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ
عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ
وَالشُّهَدَآءِ وَالصَّالِحِيْنَ وَحَسُنَ
اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ذٰلِكَ الْفَضْلُ
مِنَ اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ حَقًّا حَقًّا
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تَعَبُّدًا وَّرِقًّا
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا
نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ مُخْلِصِيْنَ
لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْفَرْدُ
الصَّمَدُ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً

اور شکست دی کافروں کی جماعت کو تنہا۔ کوئی شے نہ تھی
اُس سے پہلے تھی۔ اور نہ اسکے بعد۔ زندہ کرتا ہے اور مارتا
اور وہ خود ہمیشہ زندہ ہے۔ نہ کبھی مریگا۔ اور نہ
فوت ہوگا۔ اُسی کے قبضہ میں بھلائی ہے۔ اور اسی کی طرف
طرف۔ لوٹنا ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔
اے اللہ بخش دے گناہ ہمارے اور رحم فرما اور معاف فرما
اور کرم فرما اور درگذر فرما ان گناہوں سے جو آپکو معلوم
ہیں بیشک آپ جانتے ہیں اُن چیزوں کو جنکو ہم نہیں جانتے۔
بیشک آپ اللہ نہایت عظمت و بزرگی والے ہیں۔
اے اللہ نجات دے ہم کو دوزخ سے چین اور آرام سے
خوش و خرم اپنے نیک بندوں کے
ساتھ یعنی اُن لوگوں کیساتھ جنپر خداوند عالم نے (یعنی آپنے)
انعام فرمایا۔ جو کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اور
صدیق لوگ ہیں اور شہید ہیں۔ اور نیک لوگ ہیں۔
اور یہ لوگ بہت ہی اچھے رفیق ہیں۔ یہ محض فضل ہی ہے
اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ اور جاننے کے لئے اللہ تعالیٰ کافی
ہیں۔ نہیں کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے یقیناً یقیناً
کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے عبادت اور رحم فرمانے کے
لائق نہیں کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے نہیں۔ اور نہیں
عبادت کرتے ہم سوائے اللہ تعالیٰ کے خلوص کے ساتھ۔
اُسی کی اطاعت کرتے ہیں۔ اگرچہ کافروں کو برا لگے۔
نہیں کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے جو کہ ایک و یکتا
اور بے نیاز ہے۔ کہ جس نے نہ کسی کو بیوی بنایا

وَلَا وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ
فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ
الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا۔
اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ قُلْتَ فِيْ كِتَابِكَ
الْمُنْزَلِ اُدْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ
لَكُمْ دَعَوْنَاكَ رَبَّنَا فَاغْفِرْ
لَنَا كَمَا اَمَرْتَنَا اِنَّكَ لَا
تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ رَبَّنَا اِنَّنَا
سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ
اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا
فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا
سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ۔
رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ
وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ۔ رَبَّنَا
عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا
وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ۔ رَبَّنَا
اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ
سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا
تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔
رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا
اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

اور نہ لڑکا۔ اور نہ اُس کا کوئی شریک ہے
بادشاہت کرنے میں۔ اور نہ کوئی اسکا مددگار ہے سبب
عاجز ہونیکے اور بڑائی بیان کر اسکی بہت زیادہ۔
اے اللہ بیشک آپنے فرمایا ہے اپنی کتاب میں جوکہ
ہم پر نازل ہوئی ہے کہ مجھ سے دعا مانگو قبول کروں گا۔
تمہاری دعا کو اے پروردگار ہم نے دعا کی لہذا ہمارے
گناہوں کو معاف فرما جیسا کہ آپ نے حکم فرمایا ہے بیشک
آپ وعدہ خلافی نہیں کرتے۔ اے ہمارے پروردگار بیشک
سُنا ہمنے پکارنے والے کو جو کہ ایمان کیواسطے پکار رہا ہے۔
کہ تم اپنے رب پر ایمان لاؤ۔ لہذا ہم اپنے رب پر ایمان لائے۔
پس ہمارے گناہ معاف فرما۔ اور بدل دے ہمارے گناہوں کو
نیکیوں سے اور وفات دے ہم کو نیکوں کے ساتھ۔
اے پروردگار ہمارے دے ہمکو جو کچھ آپنے اپنے رسولوں کی
زبانی ہم سے وعدہ فرمایا ہے اور نہ رسوا فرما ہمکو قیامت کے دن
بیشک آپ وعدہ خلافی نہیں کرتے۔ اے پروردگار
آپ پر ہی ہمنے بھروسہ کیا۔ اور آپ ہی کی طرف ہمنے رجوع کیا
اور آپ کی ہی طرف (آخر کار) لوٹنا ہے۔ اے پروردگار
مغفرت فرما ہماری اور ہمارے بھائیوں کی جو کہ ہم سے
پہلے ایمان کی حالت میں گذر چکے ہیں اور نہ ڈال
ہمارے دلوں میں کینہ اُن لوگوں کی طرف سے جو کہ ایماندار ہیں
بیشک آپ مہربان اور رحیم ہیں۔
اے پروردگار ہم کو پورا نور عطا فرما۔ اور ہمارے
گناہوں کو معاف فرما۔ بیشک آپ ہر چیز پر قادر ہیں۔

اللھم انی اسئلك الخیر کلہ
عاجلہ واٰجلہ واعوذبك
من الشر کلہ عاجلہ
واٰجلہ استغفرك لذنبی و
اسئلك رحمتك ۔ اللھم
رب زدنی علما ولا تزغ
قلبی بعد اذ ھدیتنی و
ھب لی من لدنك رحمۃ
انك انت الوھاب ۔ اللھم
عافنی فی سمعی وبصری
لا الہ الا انت اللھم انی
اعوذبك من عذاب القبر
لا الہ الا انت سبحانك
انی کنت من الظالمین ۔
اللھم انی اعوذبك من الکفر والفقر
اللھم انی اعوذ برضاك
من سخطك وبمعافاتك من عقوبتك
واعوذبك منك لا احصی
ثناء علیك انت کما
اثنیت علی نفسك
فلك الحمد حتی ترضی ۔
اللھم انی اسئلك
من خیر ما تعلم

اے اللہ بیشک میں آپ سے بھلائی کا سوال کرتا ہوں تمام
بھلائیوں کا خواہ بالفعل ہوں یا آئندہ ۔ اور پناہ
مانگتا ہوں آپکے ساتھ تمام برائیوں سے خواہ ابھی ہوں
یا آئندہ معافی مانگتا ہوں تجھ سے اپنے گناہ کی
سوال کرتا ہوں میں آپ کی رحمت کا ۔ اے اللہ ترقی
دے میرے علم دین میں اور مت پھیر میرے دل کو ہدایت
کے بعد سکے کہ آپ نے مجھکو ہدایت فرمائی اے پروردگار اور
عنایت فرما مجھ کو اپنی طرف سے رحمت کاملہ
بیشک آپ بہت زیادہ بخشنے والے ہیں ۔ اے اللہ
عافیت دے مجھ کو سننے اور دیکھنے کی قوت میں ۔
کوئی معبود سوائے تیرے نہیں ہے ۔ اے اللہ بیشک
میں پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے ۔
کوئی معبود سوائے آپکے نہیں ہے پاک ہیں آپ اے اللہ
بیشک میں ظلم اور گناہ کرنے والوں میں سے ہوں ۔
اے اللہ بیشک میں پناہ مانگتا ہوں کفر سے اور فقر و فاقہ سے
اے اللہ بیشک میں پناہ مانگتا ہوں تیری رضامندی کے ساتھ
تیرے غصہ سے اور تیری معافی کے ساتھ تیرے عذاب سے ۔
اور پناہ مانگتا ہوں آپکے ساتھ آپکے غصہ سے میں
تیری تعریف بیان نہیں کرسکتا ۔ آپ ویسے ہی ہیں جیسا کہ
خود آپ نے اپنی تعریف بیان فرمائی پس آپ ان
تعریفوں کے مستحق ہیں کہ جس سے آپ راضی ہو جائیں ۔
اے اللہ بیشک میں مانگتا ہوں اور سوال کرتا ہوں
اُن چیزوں کی بھلائی کا جو کہ آپ جانتے ہیں ۔

وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا
تَعْلَمُ وَأَسْتَغْفِرُكَ مِنْ
كُلِّ مَا تَعْلَمُ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ
الْغُيُوبِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ
الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِينُ مُحَمَّدٌ
رَسُولُ اللّٰهِ صَادِقُ الْوَعْدِ الْأَمِينُ۔
اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ لَمَّا
هَدَيْتَنِي لِلْإِسْلَامِ أَنْ لَا
تَنْزِعَهُ مِنِّي حَتّٰى
تَتَوَفَّانِي وَأَنَا مُسْلِمٌ۔ اَللّٰهُمَّ
اجْعَلْ فِي قَبْرِي نُورًا وَفِي سَمْعِي
نُورًا وَفِي بَصَرِي نُورًا۔ اَللّٰهُمَّ
اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي
أَمْرِي وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ وَسَاوِسِ
الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْأَمْرِ وَفِتْنَةِ
الْقَبْرِ۔ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ
شَرِّ مَا يَلِجُ فِي اللَّيْلِ وَمِنْ شَرِّ
مَا يَلِجُ فِي النَّهَارِ وَمِنْ شَرِّ مَا
تَهُبُّ بِهِ الرِّيَاحُ يَا أَرْحَمَ
الرَّاحِمِينَ سُبْحَانَكَ مَا
عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ
يَا اللّٰهُ سُبْحَانَكَ مَا ذَكَرْنَاكَ
حَقَّ ذِكْرِكَ يَا اللّٰهُ سُبْحَانَكَ

اور پناہ بھی مانگتا ہوں ان چیزوں کی برائیوں سے
جنکو آپ جانتے ہیں اور بخشش چاہتا ہوں تمام گناہوں کی
جو کہ آپکو معلوم ہیں بیشک آپ پوشیدہ چیزوں کے
جاننے والے ہیں نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے جو کہ
حق اور کھلم کھلا بادشاہ ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اللہ کے رسول وعدہ کے سچے اور امانتدار ہیں۔
اے اللہ بیشک میں سوال کرتا ہوں بوجہ اسکے کہ ہدایت
کی آپنے مجھکو اسلام کی سوال کرتا ہوں اس امر کا کہ اسلام کو
میرے دل سے نہ نکالیں (بسبب گناہوں کے) یہانتک کہ مجھکو
وفات دیں اس حال میں کہ میں مسلمان ہوں اے اللہ
کر میری قبر میں نور۔ اور میرے کان میں
نور۔ اور میری آنکھوں میں بھی نور۔ اے اللہ
کھول دے میرے سینے کو اور آسان فرما میرے کام کو
اور پناہ مانگتا ہوں آپکے ساتھ سینے کے وسوسوں کی
برائیوں سے۔ اور پریشانی کے کام سے اور قبر کے
عذاب سے۔ اے اللہ بیشک میں پناہ مانگتا ہوں اس
چیز کی برائی سے جو کہ رات میں ہو اور اس چیز کی
برائی سے جو کہ دن میں اور اس چیز کی برائی سے جو
ہواؤں سے پیدا ہو۔ اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے
رحم فرمانے والوں میں سے پاک ہیں آپ اے اللہ ہمیں
عبادت کی ہمنے آپکی جیسا کہ ہمکو عبادت کرنی چاہیے
تھی۔ اے اللہ پاک نہیں ذکر کیا ہمنے تیرا جیسا کہ
ہمکو تیرا ذکر کرنا چاہیے تھا۔ اے اللہ پاک

مَا شَكَرْنَاكَ حَقَّ شُكْرِكَ
يَا اللّٰهُ سُبْحَانَكَ مَا قَصَدْنَاكَ
حَقَّ قَصْدِكَ يَا اللّٰهُ ۔ اَللّٰهُمَّ
حَبِّبْ اِلَيْنَا الْاِيْمَانَ وَزَيِّنْهُ
فِيْ قُلُوْبِنَا وَكَرِّهْ اِلَيْنَا
الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ
وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِيْنَ ۔ اَللّٰهُمَّ
قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ
عِبَادَكَ اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ
بِالْهُدٰى وَنَقِّنِيْ بِالتَّقْوٰى
وَاغْفِرْ لِيْ فِي الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ۔
اَللّٰهُمَّ ابْسُطْ عَلَيْنَا مِنْ بَرَكَاتِكَ
وَرَحْمَتِكَ وَفَضْلِكَ وَرِزْقِكَ اَللّٰهُمَّ
اِنِّيْ اَسْئَلُكَ النَّعِيْمَ الْمُقِيْمَ
الَّذِيْ لَا يَحُوْلُ وَلَا يَزُوْلُ
اَبَدًا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ عَائِذٌ بِكَ
مِنْ شَرِّ مَا اَعْطَيْتَنَا وَ
مِنْ شَرِّ مَنَعْتَنَا اَللّٰهُمَّ
تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ وَاَلْحِقْنَا
بِالصّٰلِحِيْنَ غَيْرَ خَزَايَا
وَلَا مَفْتُوْنِيْنَ رَبِّ يَسِّرْ
وَلَا تُعَسِّرْ رَبِّ تَمِّمْ بِالْخَيْرِ اِنَّ
الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ

نہ شکر بجا لائے ہم آپ کا جیسا کہ ہمکو شکر کرنا چاہیے تھا ۔
اے اللہ پاک نہیں تیرا ارادہ کیا جیسا کہ تیری طرف
کا ارادہ ہم کو کرنا چاہیے تھا ۔ اے اللہ ۔ اے اللہ
محبوب اور پیارا بنا ہمارے نزدیک ایمان کو اور زینت
دے اسکو ہمارے دلوں میں اور مکروہ بنا ہمارے نزدیک
کفر کو اور نافرمانی کو اور گناہ کو
اور کر ہم کو ہدایت پانیوالوں میں سے اے اللہ
بچا ہم کو اپنے عذاب سے اُس دن جس دن کہ آپ قبروں سے
اپنے بندوں کو اٹھائیں ۔ اے اللہ ہدایت فرما اوری
ہدایت اور پرہیزگاری کے ساتھ مجھ کو گناہوں سے پاک کر
اور بخشدے میرے گناہوں کو آخرت میں اور دنیا میں بھی
اے اللہ مالا مال فرما ہم کو اپنی برکتوں سے ۔
اور رحمت سے اور فضل سے اور رزق سے اے اللہ
بیشک میں سوال کرتا ہوں الٰہی اور ہمیشہ کی نعمت کا
جسکو کہ نہ کوئی اسکو روک سکے ۔ اور نہ کبھی وہ نعمت
زائل ہو ۔ اے اللہ بیشک میں آپ سے پناہ مانگتا ہوں
اس چیز کی برائی سے جو آپنے ہمکو عطا فرمائی اور
اس چیز کی برائی سے جو آپنے نہیں دی ۔ اے اللہ
وفات دے ہمکو مسلمان ہونیکی حالت میں اور شامل فرما ہمکو
نیک لوگوں میں بغیر اسکے کہ ہم رسوا ہوں اور بغیر اسکے
ہم فتنہ میں پڑیں اے میرے پروردگار آسان کر تنگی
نہ فرما ۔ اے پروردگار خیر کے ساتھ تمام کر بیشک
صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے نشانیاں ہیں ۔

فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا وَعَافِنَا وَاعْفُ عَنَّا وَعَلٰى طَاعَتِكَ وَشُكْرِكَ اَعِنَّا وَعَلَى الْاِيْمَانِ وَالْاِسْلَامِ الْكَامِلِ جَمِيْعًا تَوَفَّنَا وَاَنْتَ رَاضٍ عَنَّا اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ بِتَرْكِ الْمَعَاصِيْ اَبَدًا مَّا اَبْقَيْتَنِيْ وَارْحَمْنِيْ اَنْ اَتَكَلَّفَ مَا لَا يَعْنِيْنِيْ وَارْزُقْنِيْ حُسْنَ النَّظَرِ فِيْمَا يُرْضِيْكَ عَنِّيْ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۔

پس جو شخص بیت اللہ شریف کا حج کرے یا عمرہ کرے پس کوئی حرج اسپر نہیں ہے کہ طواف کرے ان دونوں کا اور جو شخص زیادہ مستحبات کو بجا لائے۔ تو بیشک اللہ تعالیٰ ثواب دینے اور جاننے والا ہے اے پروردگار قبول کر ہم سے اور عافیت دے ہمکو اور معاف فرما ہمارے گناہوں کو اور اپنی عبادت اور شکر میں ہماری مدد فرما اور ایمان اور اسلام کامل پر ہم سب کا خاتمہ فرما۔ باوجود اس امر کے کہ آپ ہم سے راضی ہوں۔ اے اللہ رحم فرما مجھپر اسطرح کہ مجھ سے گناہ چھوٹ جائیں جب تک آپ مجھکو زندہ رکھیں اور رحم فرما اس سے کہ ایسے امر میں مبتلا ہوں کہ جس سے مجھکو کوئی فائدہ نہ ہو اور نصیب فرما مجھکو ان چیزوں کا دیکھنا جنکی وجہ سے آپ راضی ہوں مجھ سے اے سب سے زیادہ رحم کرنیوالے تمام رحم کرنے والوں سے۔

سعی ختم کر کے مسجد حرم میں آوے اور دوگانہ نفل ادا کرے سعی کے اختتام پر عمرہ کرنیوالے کا عمرہ بھی ختم ہو جاتا ہے جسنے حج تمتع کی نیت کی تھی۔ اسے چاہئے کہ حرم شریف سے باہر آ کر سر منڈا لے یا کم از کم بال کتروا لے۔ اور احرام اتار دے۔ اب وہ ہر قسم کی احرامی پابندیوں سے ۷ ذی الحجہ تک آزاد ہے۔ حج قران کی نیت کرنے والا بدستور با احرام رہے۔ نہ بال منڈائے اور نہ کتروائے۔ سعی میں کم سے کم دو میل کا چکر لگ جاتا ہے۔ ان لوگوں کے لئے جو سست و کاہل ہو گئے ہوں پوری ورزش ہو جاتی ہے۔ حج کی تاریخ سے قبل جتنے دن مکہ معظمہ میں رہے۔ روزانہ طواف کرتا رہے۔ کیونکہ مکہ معظمہ میں دوسری عبادات نفل ہیں۔ طواف بہتر ہے نفل سب جگہ پڑھ سکتے ہو۔ مگر مکہ کے سوا طواف دوسری جگہ نہیں کر سکتے۔ سعی کی اب ضرورت نہیں۔ البتہ حج سے بعد ۱۰ ذوالحجہ کو منیٰ سے آ کر مغرب سے پہلے طواف و سعی کر کے منیٰ واپس جائیے۔ یا ۱۲ تاریخ کو مغرب سے پہلے طواف کے بعد سعی کر کے مکہ میں رہ جاوے۔ پھر سعی کی ضرورت نہیں +

آغازِ حج

طواف، مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز، چاہ زمزم اور سعی صفا و مروہ سے فارغ ہو چکنے کے بعد ۷۔ ذی الحجہ کو حرم شریف میں امام خطبہ پڑھتا ہے۔ جس میں مناسکِ حج بیان کئے جاتے ہیں۔ اور تاریخ حج کا بھی اعلان کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ مختلف ممالک سے آنیوالے حاجیوں کے درمیان اختلاف رؤیت باقی نہ رہے۔ اُسوقت ہجوم بے اندازہ ہوتا ہے۔ اور دوسری زبان کا اختلاف مسائل کے سمجھنے میں سدِ راہ ہوتا ہے۔ تاہم ضروری ہے۔ کہ اس خطبہ کو سنا جائے۔ اور بلا وجہ اس سنت کی ادائیگی سے اعراض نہ کیا جائے۔ اور نہ سہی تو کم از کم انسان کچھ عرصہ کے لئے اس مجمع میں شامل تو رہے گا۔ جس میں ہزاروں بندگانِ خدا اور مقبولانِ حق موجود ہوتے ہیں۔ کیا پتہ ہے۔ کہ وہاں کی ہم نشینی ہی سامانِ آخرت کا ذریعہ بن جائے۔

اقسامِ حج

حج کی تین قسمیں ہیں۔ ایک تو فقط حج۔ اسکو افراد بھی کہتے ہیں۔ اور حج کرنے والے کو مفرد۔ دوسرا قران کہ حج اور عمرہ دونوں ایک ہی احرام میں ادا کرے۔ ایسا حج کرنے والے کو قارن کہتے ہیں۔ تیسرا تمتع، کہ اول عمرہ حج کے مہینوں میں ادا کرے۔ پھر اسی سفر میں بے گھر گئے اسی سال میں حج کا احرام باندھ کر حج ادا کرے۔ ایسے حج کرنے والے کو متمتع کہتے ہیں۔ خواہ تینوں میں سے کوئی طریقہ اختیار کیا جائے فرض ادا ہو جائے گا۔ مگر عام طور پر متمتع ہی کرتے ہیں۔ البتہ جو حج کے ہفتہ میں پہنچے، اُس کے لئے قران افضل ہے۔

نقشہ بازار منیٰ
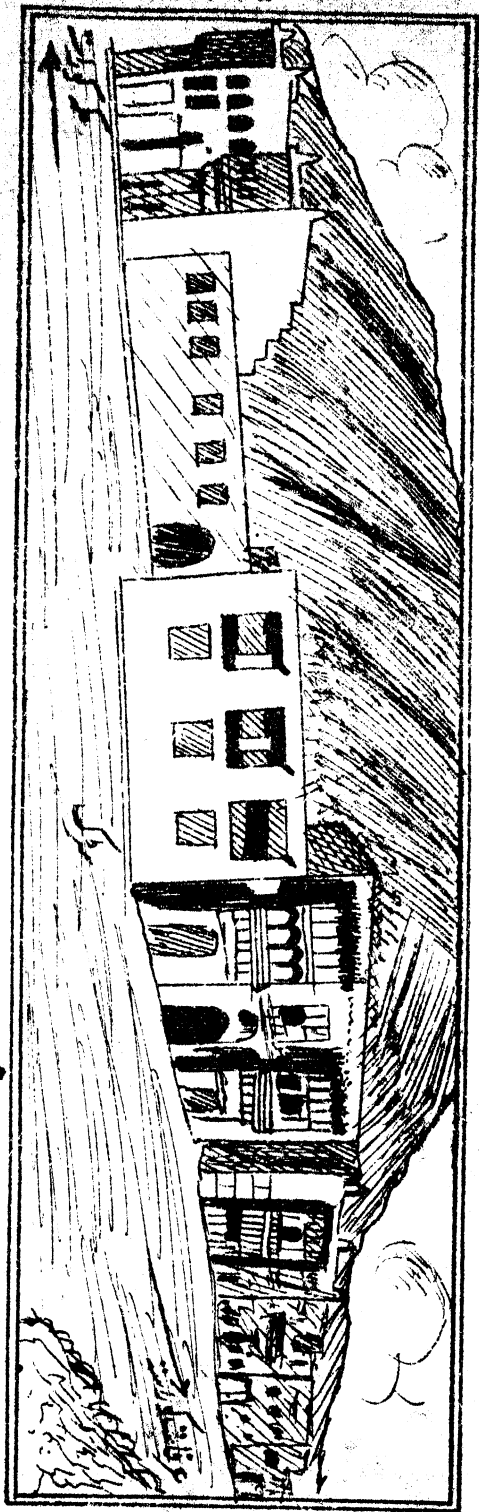
منیٰ کو روانگی

آٹھ تاریخ کو جس کا نام یوم الترویہ ہے حاجیوں کو اپنے اپنے جائے قیام سے لباس احرام میں سج کر منیٰ کی طرف روانہ ہوجانا چاہئے۔ اور سنت یہ ہے کہ مکہ معظمہ سے چلکر منیٰ ایسے وقت پہنچ جائے کہ نماز ظہر منیٰ میں ادا ہو۔ منیٰ کا فاصلہ مکہ مکرمہ سے قریباً چار پانچ میل ہے۔ تمام راستہ بہت کشادہ ہے۔ سو سو دو دو سو قدم کے فاصلہ پر آب سرد اور چائے ملجاتی ہے

جو لوگ قارن ہوں انکے احرام تو بندھے ہوئے ہوتے ہیں۔ انہیں کسی جدید احرام باندھنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ باقی دوسرے لوگوں کو ۸۔ ذی الحجہ کی صبح کو احرام باندھ کر روانہ ہوجانا چاہیئے۔ لیکن اس سے قبل ہی احرام باندھ لیا جائے تو بہتر ہے۔ بعض لوگ احرام گھروں پر باندھ لیتے ہیں۔ لیکن بہتر یہی ہے کہ احرام حطیم سے باندھا جائے۔

معلموں کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ کسی طرح قیام منیٰ کی سنت کو حذف کر دیا جائے۔ اسلئے سواری وغیرہ کا اہتمام نہایت ضروری ہے۔ ہندوستانی حجاج کو اونٹ کی برہنہ پیٹھ پر سوار ہونے کی عادت نہیں ہوتی۔ وہ صرف شغدف میں سواری کر سکتے ہیں۔ یا موٹر پر سواری کا انتظام کرلیں پیدل والے آرام سے رہتے ہیں۔

لیکن قیام منیٰ کے لئے ایک چیز نہایت ضروری ہے کہ دو چار روز قبل وہاں جاکر مکان اور پانی کا انتظام کرلیا جائے۔ اسوقت منیٰ میں بہت سے مکانات ہیں جو ایام حج ہی میں آباد ہوتے ہیں ہر مکانات کئی کئی منزل کے ہیں۔ بعض کا کرایہ بہت زیادہ ہے میدان کھلا ہے۔ آٹھ تاریخ کو ہزاروں خیمے نظر آئینگے۔ یہ خیمے مکہ معظمہ سے کرایہ پر ملجاتے ہیں ہزاروں اشخاص شغدفوں کے سایہ میں بسر کر لیتے ہیں۔ اور ہزاروں انسانوں کا فرش زمین اور سقف آسمان کے سوا اور کوئی سہارا نہیں ہوتا۔

منیٰ اور عرفات جانے آنے کے لئے گدھے کی سواری سب سے بہتر ہے۔ اونٹ کی طرح توازن قائم رکھنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ جہاں دل چاہے ٹھہرالو۔ جب جی چاہے چل دو۔ رفتار نہایت اچھی اور ہموار ہوتی ہے ہندوستانی عورتیں اس قسم

کی سواریوں سے گھبراتی ہیں۔ لیکن ایک دو دفعہ کے استعمال سے وہ عادی ہوجاتی ہیں۔ اونٹوں کے لئے اول تو مغلوں کی ناقابل برداشت محتاجی کرنی پڑتی ہے۔ اور دوسرے ہجوم اسقدر کہ شغدف سے شغدف ٹکرا رہے ہیں۔ اور خوف کے ڈرے سواریوں کا دم نکلا جا رہا ہے۔ ان حالات میں گدھے کی سواری سب سے اچھی اور بہترین ہے۔ بلکہ اگر سفر حجاز کے لئے ایک گدھا خرید لیا جائے۔ تو آرام دہ ثابت ہوتا ہے۔ اور عام طور پر پچاس اور اسی روپے کے درمیان مل جاتا ہے۔

بدوی اونٹ والوں کے خصائل

بدویانہ اخلاق میں بہترین چیز شہسواری اور قول و عمل کی پختگی ہے۔ ہر بدو مساوات کا خواہاں ہے۔ یہ لوگ اونٹوں کے ساتھ ساتھ پیدل چلتے ہیں۔ اور بہت تھوڑے سے انعام اور خوش خلقی سے گرویدہ ہوجاتے ہیں موٹر کے ڈرائیوروں کی طرح یہ ہرگز ضروری نہیں کہ ان کے ہاتھوں پر بھی پانچ پانچ اور دس دس روپیہ کا نذرانہ رکھا جائے۔ اُن کی ہمدردی کی قیمت چند آنے۔ چند بسکٹ چند سرد پانی کے گلاس۔ چائے کی چند پیالیاں یا چند سگریٹ ہیں۔ بدو مساوات کا آرزو مند ہے۔ حاجی اُسے اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلائیں۔ اور تھوڑی بہت ہمدردی کا اظہار کرتے رہیں۔ پھر دیکھیں۔ بدو کس طرح اُن کے گرویدہ اور رہین منت ہوجاتے ہیں۔

اگر تیوروں پر بل ڈال کر کچھ دیا گیا۔ تو اس سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ خندہ پیشانی سے تھوڑی سی تواضع اور خاطرداری بدو کو آپ کے لئے بندۂ بے دام بنا دے گی۔ وہ دوڑ کر آپ کے لئے پانی شربت لائے گا۔ آپ کا اسباب خوشی خوشی اتار دے گا۔ سوار ہونے میں آپ کو مدد دے گا۔ شغدف ڈھیلا ہونے لگے گا۔ تو خود ہی لپک کر اُسکو کس دے گا۔ غرض ہر حیثیت سے آپ کا بہترین رفیق و خادم سفر ثابت ہوگا۔

منیٰ میں مسجد خیف کا نظارہ اور فرودگاہ حجاج

منیٰ کے حالات منیٰ مکہ سے تین چار میل بجانب عرفات واقع ہے۔ وہاں پر دو طرفہ بہت سی عمارتیں کئی کئی منزلہ ہیں۔ منیٰ میں صرف ۸ ذوالحجہ سے ۱۲ ذوالحجہ تک رونق رہتی ہے۔ اور بازار بھی لگتا ہے۔ ٹیلیفون و تار کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے۔ ہر قسم کی خورد و نوش کی چیزیں مل جاتی ہیں۔ حکومت کی طرف سے حج کے دنوں میں ہسپتال بھی قائم ہو جاتا ہے۔

مسجد خیف مکہ معظمہ سے آتے ہوئے آخر بازار پر دائیں طرف مسجد خیف واقع ہے۔ درمیان میں ایک قبہ ہے۔ اور چاروں طرف بارہ دری بنی ہوئی ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں نبی آخر الزمان صلعم نے حجۃ الوداع کے موقع پر سرخ چرمی خیمہ نصب کیا تھا۔ اور یہیں نماز بھی ادا فرمائی تھی۔ مسجد کی حالت حجاج کی غفلت و بے پروائی سے بڑی گندی رہتی ہے۔ بہت سے حجاج وہاں ہی رہتے ہیں۔ اور حوائج ضروری بھی وہاں ہی کرتے ہیں۔ خدا اُن لوگوں کو ہدایت کرے۔ مسجد کے بائیں جانب تھوڑی دور آگے کی طرف مصری خیمہ گاہ بنا ہوا ہے۔ منیٰ کے بائیں جانب تمام پہاڑیاں نجدی لوگوں سے گھری رہتی ہیں۔ اور یہیں انکے خیمے ہوتے ہیں۔ اور یہ ایک چاند کی شکل سے تمام حجاج کو گھیرے رہتے ہیں۔

اسکے علاوہ کوہ جنوبی کے قریب ایک غار ہے جسکو **غارِ مرسلات** کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلعم اس غار میں عبادت کرتے تھے۔ اور سورۂ مرسلات اسی غار میں نازل ہوئی تھی۔ لوگ اس تاریخی غار کی زیارت کے لئے جاتے ہیں۔ اور اُس سے برکت حاصل کرتے ہیں۔ منیٰ کے کوہ شمال میں ایک اور غار ہے۔ جس کا طول چار میٹر اور عرض اڑھائی میٹر ہے۔ لوگوں کا بیان ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہؑ کے ساتھ اس غار میں سکونت اختیار کی تھی۔ جو لوگ اس غار میں داخل ہوتے ہیں۔ انکو اپنے دائیں جانب ایک اور غار ملتا ہے۔ جو پہاڑ کے وسط میں کھودا گیا ہے۔ اسکے باہر ایک مقام پر ایک مصلےٰ بھی تھا جس کی نسبت لوگوں کا بیان ہے کہ وہ **حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربان گاہ ہے۔** واللہ اعلم

اسکے متصل وسطِ کوہ میں ایک بہت بڑی چٹان ہے جس میں ایک بہت بڑا شگاف ہے جس کی نسبت لوگوں کا خیال ہے۔ کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے

اپنے بیٹے کو ذبح کرنا چاہا۔ تو رحم و محبت کی بنا پر آپکے ہاتھ سے چھری گر پڑی اور اس کی دھار سے پتھر کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا۔ مکہ میں آج تک یہ عقیدہ باقی ہے بعض حجاج انہی چٹانوں پر قربانی کر کے تمام گوشت کے ٹکڑوں کو خشک کرتے ہیں۔ اور خشک ہونے کے بعد اسکو عزیز رکھتے ہیں۔ اور اپنے ساتھ اس ہدیہ کو لے جاتے ہیں تاکہ اس تبرک کو اپنے خویش و اقارب میں تقسیم کریں۔ غالباً اہل عرب کی یہ قدیم عادت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایام منیٰ کو تشریق بھی کہتے ہیں جس کے معنے گوشت خشک کرنے کے ہیں۔

اکثر حاجی اپنی بے خبری اور لاعلمی کی وجہ سے قیام منیٰ کو اہمیت نہیں دیتے۔ عرفات کو جانیوالے ہزارہا حاجی دن اور رات چلکر عرفات پہنچ جاتے ہیں۔ اور منیٰ میں قیام نہیں کرتے۔ ان اللہ کے بندوں کے نزدیک رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سنت محبوب پر عمل گویا کوئی معنے نہیں رکھتا۔

منیٰ میں قیام اور آٹھویں اور نویں کی درمیانی شب یہاں بسر کرنی تمام ائمہ کے نزدیک مستحب ہے۔ قاضی ابن رشد مالکی لکھتے ہیں کہ مکہ کے بعد جس طرف حاجی کو متوجہ ہونا چاہیئے۔ وہ یہی ہے۔ کہ آٹھویں تاریخ کو منیٰ میں آئے اور شب یہاں گزارے اور امیر مذاہب اربعہ کا اتفاق ہے کہ امام یعنی خلیفہ جماعت کے ساتھ منیٰ میں آٹھ کو ظہر، عصر، مغرب، و عشاء کی نمازیں پڑھے۔ اور ۹ کو امام یعنی خلیفہ لوگوں کے ساتھ عرفات آئے۔ وہ یہاں وقوف کرے۔ البتہ جو تنگی وقت کی بنا پر سیدھا عرفات چلا جائے۔ وہ تارک سنت ہوگا۔ قابل مواخذہ نہیں۔ ہدایہ میں ہے:-

ولو بات بمكة ليلة عرفة وصلے بها الفجر ثم غدا الى عرفات ومر بمنى اجزاه لانه لا يتعلق بمنى في هذا اليوم اقامة نسك ولكنه اساء بترك الاقتداء برسول الله صلعم۔	اگر نویں شب مکہ ہی میں گذار دی۔ اور وہاں نماز فجر ادا کی۔ اور یہیں سے عرفات کو روانہ ہوا اور منیٰ میں سے گذرا۔ تو صحیح ہو جائے گا۔ اس لئے کہ آج منیٰ کا قیام مناسک حج میں داخل نہیں۔ لیکن رسول اللہ صلعم کی سنت ترک کرنے کا گنہگار ہوگا۔

منیٰ میں دعائیں

منیٰ کے لئے کوئی خاص عبادت یا کچھ مخصوص دعائیں واجب نہیں۔ البتہ بعض دعاؤں کی فضیلتیں منقول ہیں کہ مکہ سے روانہ ہوتے وقت مستحب یہ ہے کہ لبیک پکارنے کیساتھ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ بھی پڑھتا رہے۔ اور اسکے بعد یہ دعا پڑھتا رہے۔

اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ اَرْجُوْ وَ اِيَّاكَ اَدْعُوْ وَ اِلَيْكَ اَرْغَبُ اَللّٰهُمَّ بَلِّغْنِيْ صَالِحَ عَمَلِيْ وَ اَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ۔	اے اللہ میں تجھ سے امید رکھتا ہوں اور تجھ ہی سے دعا مانگتا ہوں اور تیری طرف ہی رغبت کرتا ہوں اے اللہ توفیق دے مجھ کو نیک عمل کی اور نیک کر دے تو میری اولاد کو ۔

اور راستہ میں استغفار اور درود شریف کی جتنی کثرت رکھ سکے۔ بہتر ہے جس وقت منیٰ نظر آنے لگے۔ تو اس وقت یہ دعا پڑھے :۔

اَللّٰهُمَّ هٰذَا مِنًى فَامْنُنْ عَلَيَّ بِمَا مَنَنْتَ بِهٖ عَلٰى اَوْلِيَاءِكَ	اے اللہ یہ منیٰ ہے۔ تو مجھ پر وہ احسان کر جو تو نے اپنے دوستوں پر کئے ہیں۔

اور منیٰ میں داخل ہو کر یہ دعا پڑھے :۔

اَللّٰهُمَّ هٰذَا مِنًى وَهٰذَا مَا دَلَلْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ الْمَنَاسِكِ فَمُنَّ عَلَيْنَا بِجَوَامِعِ الْخَيْرَاتِ وَبِمَا مَنَنْتَ بِهٖ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِكَ وَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّكَ وَ بِمَا مَنَنْتَ بِهٖ عَلٰى اَهْلِ طَاعَتِكَ فَاِنِّيْ عَبْدُكَ وَ نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ جِئْتُ طَالِبًا مَرْضَاتِكَ +	اے میرے اللہ یہ منیٰ ہے اور یہ وہ ہے جو تو نے ہمیں بتلایا ہے احکام حج سے پس احسان کیا ہمارے اوپر تمام بھلائیوں کے مجموعے کیساتھ اور جیسا کہ تو نے احسان کیا تھا اسکا اپنے خلیل ابراہیم پر اور اپنے نبی محمد صلعم پر۔ اور جیسا کہ احسان کیا تھا اسکا تو نے اپنے فرمانبرداروں پر پس میں تیرا بندہ ہوں اور میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے۔ آیا ہوں میں طالب ہو کر تیری مرضیات کا +

منیٰ برکت کی جگہ ہے۔ اور یہ رات بھی برکت والی رات ہے چاہئیے کہ ذرا

بیدار ہو کر دعا و استغفار کیا جائے۔ اور ان فرصت کی چند گھڑیوں سے اپنی عاقبت سنوارنے کی کوشش کی جائے۔ ۹ تاریخ یعنی یوم الحج کی صبح کو نماز فجر کے بعد منیٰ سے عرفات کی تیاری شروع ہو جاتی ہے۔ روانگی طلوع آفتاب کے بعد ہونی چاہئے۔ بعض لوگ قبل از طلوع ہی روانہ ہو جاتے ہیں لیکن یہ سنت نبوی کے خلاف ہے۔ اسلئے احتراز واجب ہے۔ منیٰ سے عرفات کو جاتے وقت راستے میں تلبیہ۔ درود و استغفار پڑھتا رہے۔ اور یہ دعا پڑھے:۔

اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ تَوَجَّھْتُ وَ عَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَ وَجْھَکَ اَرَدْتُّ فَاجْعَلْ ذَنْبِیْ مَغْفُوْرًا وَّ حَجِّیْ مَبْرُوْرًا وَّارْحَمْنِیْ وَلَا تُحَرِّمْنِیْ وَ بَارِکْ لِیْ فِیْ سَفَرِیْ وَاقْضِ بِعَرَفَاتٍ حَاجَتِیْ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ؕ	اے اللہ میں نے اپنا منہ تیری طرف پھیرا اور تیرے اوپر بھروسہ کیا اور تیری توجہ کی طلب ہے پس میرے گناہوں کو معاف کر اور میرے حج کو قبول کر اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے محروم نہ کر اور سفر میں مجھ پر برکت نازل فرما۔ اور عرفات میں میری حاجت پوری کر۔ تو ہر چیز پر قادر ہے۔

یوم الحج

عرفات میدان عرفات مکہ مکرمہ سے ٹھیک جانب مشرق کوئی ۱۵، ۱۶ میل کے فاصلے پر ہے منیٰ سے اسکا فاصلہ ۱۰ میل ہوگا۔ میدان عرفات ایک لق و دق صحرا ہے۔ مبصروں کا اندازہ ہے کہ قریباً ۱۲ میل مربعہ کا رقبہ ہوگا۔ یہ ایک وسیع کھلا ہموار میدان ہے۔ درمیان میں چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں بھی ہیں مشرق و شمال کی جانب میدان کے آخری حدود پر اونچے اونچے پہاڑ بھی نظر آتے ہیں یہ طائف کے پہاڑ ہیں۔ اونٹوں کی تعداد حساب و شمار سے خارج ہے۔ جہاں تک نگاہ کام کرتی ہے۔ اونٹ اور خیمے ہی خیمے دکھائی دیتے ہیں۔ جو لوگ خیموں کی استطاعت سے محروم ہیں۔ انہوں نے چادریں تان رکھی ہیں یا شغدفوں کے سایہ میں دھوپ سے پناہ لے رہے ہیں عجیب منظر ہے میدان عرفات کے گرد پہاڑی کا حلقہ ہلال کی مانند ہے۔ حج کے موقع پر سانڈنی سوار نجدی سپاہیوں سے بھری

ہوتی ہیں۔ یہ سپاہی احرام کے لباس میں تمام دن سر برہنہ اونٹوں پر سوار رہتے ہیں۔ اور
محال کیا ہے کہ مستقل مزاجی میں کوئی فرق آجائے۔ یا چہرے پر گھبراہٹ اور اضطراب کے آثار نمودار ہوں

میدان عرفات کی عظمت

میدان میں ایک ریت کا نرم فرش بچھا ہوا ہے۔ کوسوں تک فراش ہے۔ جہاں تک ایک شتر سوار کی نظر کام کر سکتی ہے۔ آدم ہی آدم نظر آتے
ہیں خیمہ جات کی لمبی لمبی قطاریں دیکھنے والوں کی نظروں کو تھکا دیتی ہیں۔ اس میدان میں آج
(۹ نہم ذوالحجہ) غروب آفتاب تک ٹھہر کر عبادت کرنے کا نام حج ہے۔ امام مالکؒ کے
نزدیک نویں دسویں ذوالحجہ کی درمیانی شب میں بھی قبل از طلوع آفتاب اگر کوئی
اس میدان میں آپہنچا۔ تو اس کا حج محسوب ہو جاتا ہے۔ یہی وہ میدان ہے۔ جہاں نسل
انسانی کے پدر اعظم ابونا حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی گئی تھی۔ میدان عرفات
میں ۹ ذوالحجہ کی حاضری کو اصطلاح میں "وقوف عرفات" کہتے ہیں۔ حج اگرچہ کسی
مفرد عمل کا نام نہیں۔ بلکہ ایک طویل مسلسل مجموعۂ اعمال کا نام ہے۔ کچھ فرائض ہیں۔
اور کچھ واجبات۔ کچھ سنن ہیں اور کچھ مستحبات۔ لیکن عرفات کی حاضری فرض ہے۔ اگر
کسی وجہ سے یہ رہ جائے۔ تو گویا سرے سے حج ہی رہ گیا۔ ایک صحابی طارقؓ بن شہاب
روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودی نے سیدنا عمر فاروقؓ سے کہا کہ اگر ہمارے اوپر کہیں

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ؕ

آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کی تکمیل کر دی۔ اور میں نے اپنی نعمتوں کو تمام کر دیا۔ اور تمہارے لئے مذہب اسلام پسند کیا۔

کی آیۂ کریمہ نازل ہوتی۔ تو ہم اس دن کو اپنے لئے یوم عید مقرر کر لیتے۔
آپ نے فرمایا کہ مجھے یاد ہے کہ یہ آیت کب نازل ہوئی تھی۔ وہ رات جمعہ کی رات
تھی۔ اور وہ دن عرفہ کا دن تھا۔ اور ہم لوگ رسول اللہ صلعم کے ہمراہ عرفات میں حاضر
تھے۔ یہ کہہ کر گویا آپ نے یہ ارشاد فرمایا۔ کہ وہ دن ہماری سب سے بڑی عید کا تو تھا
ہی کسی اور جشن کے مقرر کرنے کی کیا حاجت۔ آج کے دن کی عظمت و جلالت عفو و غفران
اور شیطان کی ذلت و رسوائی کا دن ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے:۔

کوہ عرفات کا نقشہ

(اس میں حاجیوں کی خیمہ گاہوں کی تفصیل ہے)

عَنْ طَلْحَةَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلعم قَالَ مَا رُاِیَ الشَّیْطَانُ یَوْمًا هُوَ فِیْهِ اَصْغَرُ وَلَا اَدْحَرُ وَلَا اَحْقَرُ وَلَا اَغْیَظُ مِنْهُ فِیْ یَوْمِ عَرَفَةَ مَا ذَالِكَ اِلَّا لِمَا رَاٰی تَنَزُّلَ الرَّحْمَةِ وَتَجَاوُزَ اللّٰهِ عَنِ الذُّنُوْبِ الْعِظَامِ اِلَّا مَا رَاٰی یَوْمَ الْبَدْرِ	حضرت طلحہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ نہیں دیکھا گیا شیطان عرفہ کے دن سے زیادہ پست اور بے اختیار اور حقیر۔ اور یہ سبب اسلئے کہ آج وہ اللہ کی رحمت کے نزول اور بڑے بڑے گناہوں سے اسکے عفو و مغفرت کو دیکھتا ہے، البتہ سوائے ایک روز بدر کے کہ اس روز بھی وہ ایسا ہی پریشان و مایوس تھا۔ (موطا امام مالک)

عرفات کا قیام تو رحمتوں کا سرچشمہ اور برکتوں کا منبع ہے۔ یہ وہ دن اور وہ مقام ہے جہاں عفو عام کی بشارت ہوتی ہے۔ جہاں وہ جو ہمہ رحمت و رحمت اور ہمہ شفقت و مغفرت ہے۔ اُس کی تجلیات اُمت کے بڑے سے بڑے سرکش اور سیاہ کار کو اپنے آغوش رحمت میں لے لیتی ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے :-

عَنْ عَائِشَةَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلعم قَالَ مَا مِنْ یَوْمٍ اَكْثَرَ مِنْ اَنْ یُعْتِقَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِیْهِ عَبْدًا مِنَ النَّارِ مِنْ یَوْمِ الْعَرَفَةِ وَاِنَّهٗ لَیَدْنُوْ ثُمَّ یُبَاهِیْ بِهِمُ الْمَلٰئِكَةَ فَیَقُوْلُ مَا اَرَادَ هٰؤُلَاءِ (صحیح مسلم)۔	حضرت عائشہؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلعم نے کوئی دن ایسا نہیں جس میں اللہ بندوں کو آگ سے اتنا آزاد کرتا ہے جتنا عرفہ کے دن کرتا ہے۔ اور بندوں کا حال فرشتوں پر ظاہر کر کے فخر کرتا ہے۔ اور (فرشتوں کو قائل کرنے کیلئے) پوچھتا ہے کہ یہ بندے کس ارادے سے جمع ہوئے ہیں۔

آج رحمتِ باری کے نزول کا وقت ہے۔ اور معصیت آلود روحیں بارانِ رحمت سے دُھل کر صاف ہو رہی ہیں۔ آج یاس و قنوط کفر ہے۔ آج کی حاضری کے بعد یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ بس گناہوں سے نجات اور لغزشوں سے آزادی حاصل ہوگئی۔ اور مستقبل اسی معصومیت اور بے گناہی کی روشنی میں گذرے گا۔ رسول پاکؐ کا ارشاد ہے :-

اَعْظَمُ النَّاسِ ذَنْبًا مَنْ وَقَفَ بِعَرَفَةَ فَظَنَّ اِنَّ اللّٰهَ لَمْ یَغْفِرْ لَهٗ۔	سب سے بڑھ کر گنہگار وہ ہے جو عرفات میں وقوف کرے اور پھر بھی یہ سمجھے کہ اللہ نے اسکی مغفرت نہیں فرمائی۔

آج کا دن توبہ و استغفار۔ دعا و مناجات۔ الحاح و زاری۔ رونے اور

گڑگڑانے کا ہے۔ آج اپنے ربِ اکبر سے مانگنے میں کمی نہیں کرنی چاہیئے۔ وہ بے حساب دینے والا بخشش کرنے والا۔ رحیم اور کریم ہے۔ وہ گنہگاروں کا پردہ پوش اور ستار العیوب ہے وہ وُہ ہے جسکے آگے سرکش سے سرکش اور باغی سے باغی انسان بھی جھکے۔ اور اس کی شانِ ربانی کا اقرار کرنے کے بعد اپنے جیب و دامان کو مقصود سے بھر بھر لیگئے وہ بے حساب دینے والا ہے۔ اس کی شانِ رحمت کی پہنائی اور وصفِ مغفرت کی وسعت کائنات کے ذرے ذرے پر حاوی ہے۔ آج کا دن وہ دن ہے۔ جب کہ انسان کو گداگری اور بھیک مانگنے میں تمیز نہیں کرنی چاہیئے۔ آج وہ اس آستانہ جلال پر دستِ طلب دراز کر رہا ہے۔ جہاں دُنیا کے مغروروں اور قیاصرہ و کاسرا کی مغرور گردنیں جھک چکی ہیں۔ اور وہ ایک سادہ لباس میں ننگے سر ہے۔ آج اُس میدان میں دستِ دعا بلند ہوتے ہیں جسکے متعلق رسول اللہ صلعم نے فرمایا تھا کہ افضل الدعاء یوم العرفۃ۔ میدانِ عرفات کی دُعا سب دعاؤں سے بڑھکر ہے۔ آج کسی خاص دعا کا حکم نہیں۔ آزادی سے جو جی چاہے۔ طلب کرے۔ عرفات میں پہنچکر جب جبل رحمت نظر آوے۔ تو یہ دعا پڑھے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ	نہیں کوئی معبود مگر اللہ وہ ایک ہے نہیں کوئی اسکا شریک بزرگی اور تعریف اسی کیلئے ہے وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے وہ خود زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہیگا اسی کے ہاتھ میں بھلائی ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

جہانتک ہوسکے ان کلمات کو حضورِ قلب کیساتھ پڑھتا رہے اور لبیک لبیک پکارتا رہے +

عرفات میں ٹھہرنے کا وقت

وقوفِ عرفات کا وقت مذہب حنفیہ میں ۹ ذوالحجہ کو زوال آفتاب سے شروع ہوتا ہے۔ اور حنفیہ ہی کی بعض کتابوں میں ہے کہ امام مالکؒ کے نزدیک وقت وقوف بعدِ طلوعِ آفتاب تک شروع ہوجاتا ہے۔ لیکن خود قاضی القضاۃ ابن رشد مالکی رح لکھتے ہیں:۔

وَاَجْمَعُوْا عَلٰى اَنَّ مَنْ وَقَفَ بِعَرَفَاتٍ قَبْلَ الزَّوَالِ وَاَفَاضَ مِنْهَا قَبْلَ الزَّوَالِ اَنَّهٗ لَا يُجْزِيْهِ بِوُقُوْفٍ ذٰلِكَ (ہدایۃ المجتہد جلد اول صفحہ ۲۸۱)	اسپر سب ائمہ کا اتفاق ہے۔ کہ اگر کوئی عرفات میں قبل الزوال وقوف کرے۔ اور قبل زوال ہی وہاں سے روانہ ہوجائے تو اُس کا شمار وقوف میں نہ ہوگا+

ظہر و عصر کا اجتماع | بہرحال حاجی کو چاہیئے۔ کہ دوپہر تک یا اس سے قبل میدانِ عرفات میں پہنچ جائے۔ بہتر تو یہ ہے کہ غسل کرے ورنہ وضو کافی ہے۔ اسکے بعد مسجد نمرہ میں جس کا دوسرا نام مسجد ابراہیم بھی ہے۔ اور جو منیٰ سے آتے ہوئے عرفات کے شروع میں ہی پڑتی ہے۔ حاضر ہو جائے۔ امام کو چاہیئے کہ جونہی زوال آفتاب ہو منبر پر آ بیٹھے۔ اور نماز جمعہ کی مانند مؤذن اسکے سامنے اذان دے۔ امام اب خطبہ پڑھے گا۔ جس میں مناسکِ حج کی تعلیم و تفصیل ہوگی۔ اسکے بعد اقامت۔ اور ظہر کی دو رکعتیں بالقصر ہوں گی۔ امام کے سلام پھیرنے پر سنت و نوافل کا وقت دیئے بغیر دوسری اقامت ہوگی۔ اور اسی وقت اپنے معمولی وقت سے قبل نماز عصر کی دو رکعتیں بالقصر ادا کی جائیں گی۔ پس اسکے بعد شام تک دعا و مناجات کی فرصت حاصل ہے۔ میدانِ عرفات میں روزہ رکھنا جائز نہیں۔ اسلئے کہ خلافِ سنت ہے۔ دو نمازوں کا ایک وقت میں اجتماع حنفیہ کے نزدیک صرف نویں ذوالحجہ کو میدانِ عرفات ہی میں امام کے ساتھ باجماعت جائز ہے۔ باقی مقامات و اوقات میں اس کی اجازت نہیں لیکن مصیبت یہ ہوتی ہے کہ ہر حاجی کی اس مسجد تک رسائی ناممکن ہے۔ موسم کی گرمی اور حجاج کی بے پناہ کثرت میں نماز باجماعت ادا کرنا بھی جوئے شیر لانے کے برابر ہے۔ لہٰذا اپنے اپنے خیمے میں بھی نماز ادا ہو سکتی ہے۔ اگر کوئی شخص جماعت میں شریک نہ ہو اور اپنے خیمہ پر ہی نماز ادا کرے۔ تو امام ابو حنیفہؒ کے قول کے مطابق اُسے ظہر و عصر کی نمازیں حسب معمول اپنے اوقات مقررہ پر الگ الگ ادا کرنی چاہئیں۔ مگر صاحبین (امام محمدؒ و ابو یوسفؒ) کا فتوےٰ اسکے برعکس یہ ہے۔ کہ ایسی صورت میں بھی دونوں نمازوں کو جمع و تقدیم کے ساتھ پڑھ لینا چاہیئے۔

دعائے عرفات | میدان عرفات میں کسی خاص دعا کی تاکید نہیں فرمائی۔ ہر شخص اپنی دُھن اور اپنی آرزو دل کے مطابق دستِ سوال دراز کر سکتا ہے۔ حج کی شرط یہ ہے کہ کوئی شخص اگر بحالتِ بیہوشی اور بصورتِ خواب بھی اس میدان سے گزر جائے تو سمجھ لو کہ اُسکا حج ہو گیا۔ لیکن کون ہے۔ جو قصد و ارادہ سے زندگی کے ان عزیز ترین

لمحات کو ضائع کریگا حضرت ابن عباس رضؓ نے سرور کائنات صلعم کی دعا کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے :-

رَأَيْتُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِعَرَفَةَ يَدْعُو يَدَاهُ اِلٰى صَدْرِهٖ كَالْمُسْتَطْعِمِ الْمِسْكِيْنِ	میں نے حضور کو عرفات میں دعا مانگتے ہوئے دیکھا جیسے کوئی بھوکا مسکین اپنے ہاتھ کسی دانا کے آگے پھیلائے ہو

امام غزالی علیہ الرحمۃ وادی عرفات کے ذکر میں فرماتے ہیں :- " در دعا مبالغہ بکنید کہ سیر حج اجتماع دلہا و ہمت ہائے عزیزان است و درین وقت عزیز "
(ترجمہ) اِسوقت خوب جی لگا کر دعا کرے - اور راز اس کا یہ ہے - کہ اِس وقت کیسے کیسے مقبول و برگزیدہ بندے ایک ساتھ دعا میں مصروف ہوتے ہیں -

(۱) یاد رکھو کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نہایت عاجزی اور فروتنی سے دعا مانگتے تھے - ایسا معلوم ہوتا تھا - کہ ایک مسکین خدائے عزوجل سے نہایت عاجزی سے رزق طلب کرتا ہے - تم کو بھی لازم ہے کہ نہایت فروتنی اور عاجزی سے دعا مانگو - (۲) سعادت کی نشانی یہی ہے کہ آنکھوں میں آنسو لاؤ - اور یہ امر قرین اجابت دعا بھی ہے - لہٰذا آہ وزاری سے کام لینا چاہیئے - (۳) ظاہر و باطن کی پاکیزگی پر نگاہ رکھو - اکل حلال و صدق مقال کو مدِ نظر رکھو - (۴) احباب و اقربا کے واسطے دعا مانگنے میں بخل نہ کرنا - اور مصنف کتاب کو بھی اِس موقعہ پر یاد رکھنا - (۵) اِس ہنگامہ کو دیکھ کر میدانِ حشر کا خیال دل میں لاؤ - کیونکہ اِسوقت لباس کفن میں ہو - (۶) اس تھوڑے سے وقوف کے وقت میں اپنے تئیں اِس عالم فانی سے عالم جاودانی کیطرف چلتے ہوا خیال کرو - گھر بار یا امور دنیوی کا خیال دل میں دما نہ لانا - بلکہ یہ اقرار اپنے دل میں کر لو - کہ حج سے فارغ ہو کر جو نصب العین ترقی اسلام کا خطبہ کے ذریعہ بتایا جائے - اُس کو عمل میں لانے کے لئے اپنی جان تک قربان کر دینگے - کیونکہ اس اقرار کرنے کے لئے کفن پہنکر راہِ خدا میں شہید ہونیکے لئے اس میدان میں حاضر ہوئے ہیں

طبرانی و بیہقی و ابن شیبہؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ و ابن عباس و جابر رضی اللہ عنہم سے کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عرفات میں یہ دعا پڑھتے تھے - خوب یاد رکھو کہ دعا پڑھتے وقت اُس کے معانی پر غور و خوض کرو -

تو جب معانی سمجھ کر پڑھو گے۔ تو آپ ہی خود ہی رقت طاری ہو جاوے گی۔ اور دعا کا لطف بھی آ جاوے گا۔

دعائیں

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ
وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ
وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ
وَلَہُ الْحَمْدُ۔ اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ
بِالْھُدٰی وَنَقِّنِیْ وَاعْصِمْنِیْ بِالتَّقْوٰی
وَاغْفِرْ لِیْ فِی الْاٰخِرَۃِ وَالْاُوْلٰی
اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا
وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا۔ اَللّٰھُمَّ لَکَ
صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ
وَمَمَاتِیْ وَاِلَیْکَ مَاٰلِیْ۔
اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ
مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَوَسْوَسَۃِ
الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْاَمْرِ
اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا بِالْھُدٰی
وَزَیِّنَّا بِالتَّقْوٰی وَاغْفِرْ لَنَا فِی الْاٰخِرَۃِ
وَالْاُوْلٰی۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ
رِزْقًا حَلَالًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا۔ اَللّٰھُمَّ
اَمَرْتَنِیْ بِالدُّعَاءِ وَاِلَیْکَ الْاِجَابَۃُ
وَاِنَّکَ لَا تُخْلِفُ وَعْدَکَ۔

اللہ بزرگ تر ہے۔ اللہ بزرگ تر ہے۔ اللہ بزرگ تر ہے۔
اور تعریف اللہ ہی کے واسطے ہے اور تعریف اللہ ہی کے واسطے ہے
اور تعریف اللہ ہی کے واسطے ہے۔ کوئی معبود برحق نہیں مگر اللہ
اکیلا نہیں ہے کوئی ساتھی اس کا سب ملک اسی کا ہے۔
اور اسی کے واسطے حمد ہے۔ اے اللہ دکھا مجھ کو راستہ
اور پاک کر مجھ کو اور کر مجھ کو مضبوط پکڑنے والا
تقوے کا۔ اور بخش مجھ کو دنیا و عقبےٰ میں۔
اے اللہ کر اس میرے حج کو قبول اور
گناہ میرے کو بخشا ہوا۔ اے اللہ واسطے تیرے ہے
میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی
اور موت میری اور واپسی میری تیری ہی طرف ہے۔
اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے۔
قبر کے عذاب سے اور دلی شکوک سے۔
اور میرے حالات کی پریشانی سے۔
اے اللہ راہ دکھا ہم کو ساتھ ہدایت کے۔
اور ہم کو پرہیزگاری سے آراستہ کر اور بخش ہم کو
دنیا میں اور آخرت میں۔ اے اللہ میں مانگتا ہوں
تجھ سے رزق حلال اور پاک متبرک۔ اے اللہ
تو نے مجھے حکم دیا ہے دعا مانگنے کا۔ اور قبول کرنا
تیرا کام ہے۔ اور تو خلاف نہیں کرتا اپنے وعدے کو

اَللّٰھُمَّ مَا اَحْبَبْتَ مِنْ خَیْرٍ
فَحَبِّبْہُ اِلَیْنَا وَیَسِّرْہُ لَنَا۔
وَمَا کَرِھْتَ مِنْ شَرٍّ فَکَرِّھْہُ
اِلَیْنَا وَجَنِّبْنَاہُ وَلَا تَنْزِعْ
مِنَّا الْاِسْلَامَ بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا
شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ
الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ
عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ اَللّٰھُمَّ
اجْعَلْ فِیْ صَدْرِیْ نُوْرًا وَّفِیْ سَمْعِیْ
نُوْرًا وَّفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَّفِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا
وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ وَسَاوِسِ
الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْاَمْرِ وَ
عَذَابِ الْقَبْرِ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ
اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا یَلِجُ فِی
اللَّیْلِ وَشَرِّ مَا یَلِجُ فِی
النَّھَارِ وَشَرِّ مَا تَھُبُّ الرِّیَاحُ
وَشَرِّ بَوَائِقِ الدَّھْرِ۔ رَبَّنَا
اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی
الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ
اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ
مَا سَاَلَکَ بِہٖ نَبِیُّکَ وَاَعُوْذُ
بِکَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ بِہٖ ا

اے اللہ جسکو تو دوست رکھتا ہے بھلائی سے پس اس کو
محبوب کر واسطے ہمارے اور آسان کر اسکو واسطے ہمارے
اور جسکو تو برا جانتا ہے برائی سے پس مکروہ کر
اسکو ہمارے واسطے اور دور رکھ ہم کو اس سے
اور نہ چھین ہم سے اسلام بعد اسکے کہ تو نے ہمکی
ہدایت کی ہم کو نہیں ہے کوئی معبود برحق مگر اللہ اکیلا
اس کا کوئی شریک نہیں سب ملک اسی کا ہے اور اسی کیواسطے
حمد ہے زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ اور وہ
کل چیزوں پر قدرت رکھتا ہے۔ اے اللہ
پیدا کر سینے میں میرے نور اور میرے کان میں نور
اور میری آنکھ میں نور اور میرے دل میں نور۔
اور پناہ مانگتا ہوں میں تجھ سے شکوک باطنی
سے اور حالات کی پریشانی سے۔ اور
قبر کے عذاب سے۔ اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں۔
تجھ سے اس چیز کی برائی سے جو داخل ہوتی ہے۔
رات میں۔ اور اس چیز کی برائی سے جو داخل ہوتی ہے
دن میں۔ اور برائی سے اس چیز کی جو اڑاتی
ہیں ہوائیں حوادث زمانہ سے۔ اے رب
دے ہم کو دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھلائی۔
اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے۔
اے اللہ میں مانگتا ہوں تجھ سے وہ بھلائی
جو مانگی ہے تجھ سے تیرے نبی ﷺ نے اور پناہ
مانگتا ہوں اس برائی سے کہ مانگی تھی۔

نَبِيِّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
رَبَّنَا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ
وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ
الرَّحِيْمُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ
إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ
اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ وَتَرٰى
مَكَانِيْ وَتَسْمَعُ كَلَامِيْ تَعْلَمُ سِرِّيْ
وَعَلَانِيَتِيْ وَلَا يَخْفٰى عَلَيْكَ
شَيْءٌ مِنْ أَمْرِيْ وَأَنَا الْبَائِسُ الْفَقِيْرُ
الْمُسْتَغِيْثُ الْمُسْتَجِيْرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ
الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِهٖ أَسْأَلُكَ
مَسْأَلَةَ الْمِسْكِيْنِ وَأَبْتَهِلُ إِلَيْكَ
اِبْتِهَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِيْلِ وَأَدْعُوْكَ
دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِيْرِ مَنْ خَضَعَتْ لَكَ
رَقَبَتُهٗ وَفَاضَتْ عَيْنَاهُ وَنَحَلَ
لَكَ جَسَدُهٗ وَرَغِمَ لَكَ أَنْفُهٗ
اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِيْ بِدُعَائِكَ
شَقِيًّا وَكُنْ لِيْ رَءُوْفًا رَحِيْمًا
يَا خَيْرَ الْمَسْئُوْلِيْنَ وَيَا خَيْرَ
الْمُعْطِيْنَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اٰمِيْنَ
رَبَّنَا أَذِقْنَا بَرْدَ عَفْوِكَ وَ
حَلَاوَةَ مَغْفِرَتِكَ وَلَذَّةَ

اور سے تیرے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے۔
اے رب ہمارے تو سننے والا جاننے والا ہے۔
اور توبہ قبول کر ہماری بیشک تو توبہ کی توفیق
دینے والا مہربان ہے نہیں ہے قوت گناہوں
سے بچنے کی اور طاقت ہے عبادت پر مگر ساتھ
مدد اللہ بزرگ تر کے اے اللہ تحقیق تو جانتا ہے اور دیکھے
اس جگہ میرے قیام کو دیکھتا ہے اور سنتا ہے کلام میرا اور میری چھپی
والا اور ظاہری حالت جانتا ہے اور نہیں پوشیدہ تجھ سے
میرا کوئی کام۔ اور میں ہوں بہت محتاج فقیر فریاد
کرنے والا خوف کرنے والا ڈرنے والا۔ اقرار
کرنیوالا معترف اپنے گناہوں کا مانگتا ہوں میں تجھ سے
مثل فقیر کے اور آہ و زاری کرتا ہوں طرف تیرے
مثل گنہگار ذلیل کے اور مانگتا ہوں دعا تجھ سے مثل دعا
خوف کرنیوالے اندھے کے جسکی گردن جھکی ہو تیرے
واسطے اور دونوں آنکھیں آنسو بہاتی ہیں اور اسکا بدن
تیری یاد میں خشک ہو گیا ہو اور اسنے ناک تیرے واسطے زمین پر
ملی ہو اے اللہ نہ کیجیو مجھ کو تیرے روبرو دعا مانگنے سے
بدنصیب ہوں اور ہو تو میرے واسطے مہربان رحم کرنیوالا۔
اے بہتر سوال کئے گیوں سے اور اے بہتر عطا کرنے
والوں سے اے بہتر رحم کرنیوالوں سے اور سب تعریف
اللہ کیواسطے ہے جو تمام عالم کا پروردگار ہے آمین
اے اللہ چکھا ہم کو ٹھنڈک اپنی بخشش کی۔
اور اپنی مغفرت کی حلاوت اور لذت

مُنَاجَاتِكَ وَرَحْمَتِكَ۔
اِلٰهِي مَنْ مَدَحَ اِلَيْكَ نَفْسَهٗ
فَاِنِّي لَائِمٌ لِنَفْسِي اَخْرَسَتِ
الْمَعَاصِي لِسَانِي فَمَالِي
وَسِيلَةٌ مِنْ عَمَلِي وَلَا
شَفِيعٌ سِوَى الْاَمَلِ +
اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ
الْحَمْدُ + اَللّٰهُ اَكْبَرُ
اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيرًا
اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ
كَبِيرًا اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اَعْلٰى وَاَجَلُّ
مِنْ اَنْ يَّكُونَ لَكَ وَلَدٌ اَوْ يَكُونَ
لَكَ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ اَوْ يَكُونَ
لَكَ وَلِيٌّ مِنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنَا
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ
لَا شَرِيكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ
الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ
عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ +
اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا بِالْهُدٰى
وَزَيِّنَّا بِالتَّقْوٰى وَاغْفِرْ لَنَا
فِي الْاٰخِرَةِ وَالْاُولٰى +

مناجات اور رحمت اپنی کی
اے اللہ جس نے تعریف کی اپنی تیرے سامنے وہ کیا کرے
میں تو اپنے نفس کو ملامت کرتا ہوں اور حال یہ ہے کہ
گونگا کر دیا ہے میری زبان کو گناہوں نے پس مجھے
اپنے عمل پر تو ذرا بھی بھروسہ نہیں۔ اور نہ ان سے
شفاعت کی اُمید۔ ہاں تجھ پر امید باندھے ہوئے ہوں
اللہ بزرگتر ہے اللہ بزرگتر ہے نہیں کوئی معبود سوائے اللہ
کے اور اللہ بزرگتر ہے اللہ بزرگتر ہے اور سب
تعریف اللہ کے واسطے ہے + اللہ بزرگتر ہے
اللہ بزرگتر ہے اللہ بزرگتر ہے اور کبیر ہے۔
اللہ بزرگتر ہے اللہ بزرگتر ہے اللہ بزرگتر ہے
اور کبیر ہے۔ اے اللہ تو بلند اور بزرگ ہے
اُس سے کہ ہو تیرے واسطے بیٹا۔ یا یہ کہ ہو تیرے
واسطے شریک ملک میں۔ یا یہ کہ تیرے واسطے
مددگار ہو ذلت سے اور تکبیر کہہ اُسکی تکبیر کہنی۔
اے اللہ بخش ہم کو۔ اے اللہ رحم کر ہم پر۔
نہیں لائق عبادت کے سوائے اللہ کے جو اکیلا ہے۔
اُس کا کوئی شریک نہیں۔ اُسی کے واسطے ہے بادشاہت
اور اُسی کی سب تعریف ہے۔ وہ جلاتا ہے اور مارتا ہے
اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے +
اے اللہ راہ دکھا ہم کو ساتھ ہدایت کے۔ اور
آراستہ کر ساتھ پرہیزگاری کے۔ اور بخش
ہم کو آخرت میں +

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ وَتَرٰى مَكَانِىْ وَتَسْمَعُ كَلَامِىْ وَتَعْلَمُ سِرِّىْ وَعَلَانِيَتِىْ وَلَا يَخْفٰى عَلَيْكَ شَيْءٌ مِّنْ اَمْرِىْ وَاَنَا الْبَائِسُ الْفَقِيْرُ الْمُسْتَغِيْثُ الْمُسْتَجِيْرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِىْ اَسْئَلُكَ مَسْئَلَةَ الْمِسْكِيْنِ. لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ اِنَّمَا الْخَيْرُ خَيْرُ الْاٰخِرَةِ ۔	یا اللہ تو بیشک جانتا ہے۔ اور دیکھتا ہے میری جگہ کو اور سنتا ہے میرے کلام کو۔ اور جانتا ہے تو میرے چھپے اور کھلے کو اور تجھ پر چھپا نہیں ہے میرا کچھ حال ۔ اور میں تکلیف والا محتاج فریاد کرنے والا پناہ مانگنے والا۔ خوف کرنے والا۔ ڈرنے والا اقرار کرنیوالا اقبال ہونیوالا اپنے گناہوں کا۔ اور مانگتا ہوں تجھ سے مانگنا مسکین کا حاضر ہوں یا اللہ حاضر ہوں میں تحقیق نہیں کوئی خوبی۔ سوائے خوبی آخرت کے ۔

قاضی الحاجات مجیب الدعوات کی سکھائی ہوئی اور اس کے برگزیدہ نبیوں کی مانگی ہوئی دعائیں۔ جو خدا کی درگاہ میں مقبول ہوئیں جو قرآن کریم میں درج ہیں میدانِ عرفات میں یہ دعائیں بامعنی ضرور پڑھیں :۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ	خدا کی پناہ شیطان راندے گئے سے۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	شروع نام سے اللہ نہایت رحم والے بڑے مہربان کے۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝	سب تعریف واسطے اللہ کل عالموں کے پروردگار کے۔
الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝	نہایت رحم والا بڑا مہربان۔ مالک انصاف کے دن کا۔
اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝	ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ ۝ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝	ہم کو سیدھی راہ پر چلا ۔ ان کی راہ جن پر تیرا انعام ہے۔ نہ ان کی راہ کہ جن پر تیرا غصہ ہے اور نہ گمراہوں کی راہ۔
رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ	اے رب اس مقام کو امن کا شہر بنا دے۔ اور یہاں کے باشندوں کو میووں کی روزی دے۔ جو ایمان لائے ہیں ان میں سے اللہ پر اور دن پچھلے پر۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۖ إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ	اے رب تو قبول فرما ہم سے بیشک تو ہی ہے دعائیں سننے
الْعَلِيمُ ۔ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ	والا خوب جاننے والا۔ اے رب تو ہم کو اپنا فرمانبردار رکھیو۔
وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً	اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک گروہ فرمانبردار رکھنا
لَكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا	اور ہم کو اپنی عبادتوں کے دستور معلوم کرا دے۔
إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝	اور ہم پر رجوع لا بیشک تو ہی ہے رجوع لانیوالا نہایت مہربان
رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ	اے رب ہمیں دنیا میں نکوئی دے۔ اور
فِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا	آخرت میں نکوئی دے۔ اور آگ کے عذاب
عَذَابَ النَّارِ ۔ رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا	سے بچا لے۔ اے رب ہم کو مضبوطی
صَبْرًا وَّثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا	بخش۔ اور ثابت قدمی دے۔ اور
عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۔ سَمِعْنَا	منکروں کی قوم پر فتح بخش ہمنے سن لیا ہم نے
وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ	مان لیا ہم تیری ہی مغفرت چاہتے ہیں اور تیری ہی طرف
الْمَصِيرُ ۔ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا	پھر کر جانا ہے۔ اے رب ہمارے اگر ہم بھولیں
إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا ۔ رَبَّنَا وَلَا	یا چوکیں تو ہماری گرفت نہ کرنا۔ اے ہمارے رب
تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ	ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال۔ جیسا کہ تو نے
عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا ۔ رَبَّنَا وَلَا	پہلوں پر ڈالا تھا۔ اے رب تو ہم سے
تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ	ایسا بوجھ نہ اٹھوا جس کی ہم کو برداشت نہ ہوسکے
وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا	اور ہم سے درگذر کر اور ہم کو بخشدے اور ہم پر مہربانی
أَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى	رکھ تو ہی ہے ہمارا مولا۔ سو منکروں کی
الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ	قوم پر ہم کو فتح دے۔ اے رب ہمارے دل
قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ	ٹیڑھے نہ کر ہدایت بخشنے کے بعد۔ اور اپنی
لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ	ذات سے رحمت عطا کر۔ تو ہی ہے بہت بڑا عطا
الْوَهَّابُ ۔ رَبَّنَا إِنَّنَا آمَنَّا	کرنیوالا۔ اے رب ہم بیشک ایمان لائے۔
فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَقِنَا عَذَابَ	سو تو ہم کو ہماری خطائیں بخش اور دوزخ کے عذاب

النَّارِ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ
ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَاءِ
رَبَّنَا اٰمَنَّا بِمَا اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا
الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ
رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا
فِيْ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا
عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۔ رَبَّنَا مَا
خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا
عَذَابَ النَّارِ ۔ رَبَّنَا اِنَّكَ مَنْ
تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ وَمَا
لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۔ رَبَّنَا
اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ
اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۔ رَبَّنَا
فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا
وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۔ رَبَّنَا
وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى
رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۔
وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا
وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ۔
رَبَّنَا اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۔
نَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ
الصّٰلِحِيْنَ ۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اَنْزِلْ

سے بچا۔ اے رب مجھے اپنی جناب سے پاکیزہ
اولاد بخش۔ بیشک تو ہی ہے دعا قبول کرنیوالا۔
اے ہمارے رب ہم نے مانا جو تُو نے اُتارا۔ اور تیرے
رسول کی پیروی کی تو ہم کو شاہدوں میں لکھ لے۔
اے رب ہمارے گناہ اور ہمیں اسراف بخش دے۔
اور ثابت قدمی عطا کر اور منکروں کی
قوم پر فتح دے۔ اے رب تو نے مخلوق کو عبث
نہیں بنایا۔ تو اُس سے پاک ہے۔ ہمیں آگ کے
عذاب سے بچا لے۔ اے رب تو نے جسے
آگ میں ڈالا اُسے بیشک رسوا کیا۔ اور ظالموں
کے لئے کوئی مددگار نہیں۔ اے رب
ہم نے ایک پکارتے ہوئے کو سنا۔ یہ کہ تم ایمان لاؤ
رب پر۔ سو ہم ایمان لائے۔ اے رب
ہمیں ہمارے گناہ بخش دے ہم سے ہماری بدیاں مٹا دے۔
اور پاک لوگوں کے ساتھ ہمیں موت دیجیو۔ اے رب
ہمیں وہ سب چیزیں دے جن کا تو نے اپنے رسولوں کی
معرفت وعدہ فرمایا ہے اور قیامت کے دن ہمیں رسوا نہ کرنا
بیشک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ اے رب
تو اپنی جناب سے ہمارے لئے کوئی حمایتی کھڑا کر دے۔
اور اپنے پاس سے ہی کوئی مددگار بنا دے۔
اے رب ہم ایمان لائے تو ہم کو لکھ لے شاہدوں میں۔
ہم امیدوار ہیں کہ ہمارا رب ہمیں صالحوں کی جماعت
میں داخل کر لے۔ یا خدایا۔ اے ہمارے رب تو ہم پر

عَلَيْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ تَكُوْنُ لَنَا
عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً
مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ
خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۔ رَبَّنَا
ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا
وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۔
رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ
رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا
بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ۔
رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا
مُسْلِمِيْنَ ۔ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ
اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔
رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا فِيْ
رَحْمَتِكَ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۔
اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا
وَاَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ ۔ وَاكْتُبْ
لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ
فِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَا اِلَيْكَ ۔
عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا
فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ وَنَجِّنَا
بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۔
رَبِّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْئَلَكَ
مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ۔ وَاِلَّا

وہ خوانِ نعمت آسمانوں سے اتار جو کہ ہمارے لئے
اور ہمارے اگلے پچھلوں کے لئے عید ہووے۔ اور تیری
طرف سے نشانی۔ اور ہمیں روزی دے اور تو ہی ہے
بہت بہتر روزی دینے والا۔ اے ہمارے رب
ہم نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ اور اگر تو نہ بخشے اور
مہربانی نہ کرے تو ہم برباد ہو جائیں گے۔
اے رب ہمیں ظالموں کے ساتھ شامل نہ کیجیو۔
اے رب ہم میں اور ہماری قوم میں کیا پکا فیصلہ
کر دے۔ بیشک تو ہی ہے بہتر فیصلہ کرنے والا۔
اے رب تو ہم پر صبر اُنڈیل دے۔ اور ہم کو
مسلمان ہی ماریو تیری ذات پاک ہے میں نے تیری
جناب میں توبہ کی اور سب سے پہلے ایمان لایا۔
اے رب تو مجھے اور میرے بھائی کو بخش دے اور دونوں کو اپنی
رحمت میں شامل رکھ۔ تو ہی ہے بہت رحم کرنیوالا نہایت مہربان
تو ہی ہے ہمارا کارساز ہمیں بخش دے ہم پر رحم رکھ۔
تو ہی ہے بہت بڑا بخشنے والا۔ اس دنیا میں ہمارے
نام نکوئی لکھ دے۔ اور آخرت میں بھی۔
اے رب ہم تیری طرف رجوع لائے۔
ہم نے اللہ پر بھروسہ کیا۔ اے رب ہمیں تو
ظالموں کے پنجے میں مت ڈال۔ اور اپنی
رحمت سے منکروں کی قوم سے نجات دے۔
اے رب میں پناہ مانگتا ہوں اُس چیز کا سوال
کرنے سے جس کا مجھکو علم نہیں۔ اور اگر

تَغْفِرْ لِيْ وَ تَرْحَمْنِيْ وَ اَكُنْ مِّنَ
الْخٰسِرِيْنَ - فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ
اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ -
تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ -
رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّ
اجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ -
رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَ مِنْ
ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَآءِ - رَبَّنَا
اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ
يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ - رَبِّ
ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا -
رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ
اَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ
مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا - رَبَّنَا
اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّ هَيِّئْ لَنَا
مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا - رَبِّ هَبْ لِيْ
مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا يَّرِثُنِيْ - رَبِّ
اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَ يَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ
وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ يَفْقَهُوْا
قَوْلِيْ - وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ
اَهْلِيْ اشْدُدْ بِهٖ اَزْرِيْ -
رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا - اِنِّيْ مَسَّنِيَ
الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ -

تو ہی معاف نہ دیگا اور مجھپر رحم نہ کریگا تو میں
خراب ہو جاؤں گا - اے آسمانوں اور زمین کے
پیدا کنندہ تو ہی ہے میرا کارساز دنیا میں اور آخرت
میں، مجھکو مسلمان ماریو اور نیکوں کا ساتھ دیجیو
اے رب تو کر دے اس شہر کو پُرامن اور
مجھے اور میرے بیٹوں کو بت پرستی سے الگ رکھ
اے رب مجھے اور میری اولاد کو نماز پر
قائم رکھ اور قبول کر دعا ہماری - اے رب
مجھے اور میرے والدین کو اور سب مومنوں کو
حساب والے دن بخش دیجیو - اے رب میرے ماں باپ پر
ایسا رحم کر جیسے کہ انہوں نے مجھے ناتوانی کی حالت میں پرورش
کیا - اے رب مجھے سچائی کا داخل کرنا داخل کیجیو
اور سچائی کا نکالنا نکالیو اور میرے لئے
اپنے پاس سے غالب مدد دینے والا مقرر کر اے رب
تو اپنی جناب سے ہم پر رحمت نازل کر اور ہمارے
اس کام میں بھلائی تیار کر دے - اے میرے رب تو
اپنی ذات سے مجھے ایسا وارث عطا کر جو کہ میرا وارث ہووے
اے میرے رب میرا سینہ کھول دے اور میری مشکل آسان کر
اور میری زبان کی گرہ کھول دے تا کہ لوگ میری بات
سمجھیں میرے لئے میرے اہل سے ایک بار اٹھانے
والا کر دے - اور میری پیٹھ اس سے مضبوط رکھیو
اے رب مجھے بہت سا علم عطا کر - اے رب مجھے تکلیف
نے سخت گھیرا ہے اور تو ہی ہے بہت بڑا رحم کرنیوالا

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ۔ رَبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ۔ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِیْ فِی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۔ رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ۔ رَبَّنَا اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ۔ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا۔ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا۔ رَبِّ هَبْ لِیْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ۔ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ۔ وَاغْفِرْ لِاَبِیْ وَلَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ۔ رَبِّ نَجِّنِیْ وَاَهْلِیْ مِمَّا یَعْمَلُوْنَ وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ۔ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ۔ رَبِّ نَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۔

تیرے سوا کوئی معبود نہیں ۔ تو پاک ہے ۔ البتہ میں ہی ہوں ظالم ۔ اے رب ۔ مجھے تنہا نہ رکھ اور تو ہی ہے سب سے بہتر وارث ۔ اے رب مجھے خیر و برکت کا اتارنا اتاریو اور تو ہی ہے سب سے بہتر اتارنے والا ۔ اے رب تو مجھے ظالموں کی قوم میں داخل نہ کیجیو ۔ اے رب میں شیطانی خطروں سے تیری پناہ مانگتا ہوں ۔ اور ان کے پاس آجانے سے تیری پناہ مانگتا ہوں ۔ اے رب ہم ایمان لائے سو ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم فرما ۔ اور تو ہی ہے سب سے بہتر رحم کرنیوالا ۔ اے رب تو دوزخ کا عذاب ہم سے دور رکھ بیشک اس کا عذاب بڑی آفت ہے ۔ اے رب ہماری بیبیوں سے اور ہماری اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر ۔ اور ہم کو پرہیزگاروں کا پیشوا بنا دے ۔ اے رب تو مجھے حکمت دے اور نیک لوگوں میں شامل کر لے ۔ اے رب آنے والی نسلوں میں تو میری بات سچی رکھیو ۔ اے رب مجھ کو جنت کا مالک بنائیو ۔ اور میرے باپ کو بخش دے اور مجھے قیامت کے دن رسوا مت کیجیو ۔ اے رب مجھ کو اور میرے خاندان کو انکے کرتوتوں سے نجات دے ۔ اے رب تو مجھے اپنے نیک بندوں میں شامل کر لے ۔ اے رب بیشک میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ۔ تو مجھے بخش دے ۔ اے رب تو مجھے ظالموں کی قوم سے نجات دے ۔

رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ
فَقِیْرٌ - رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ -
رَبِّ انْصُرْنِیْ عَلَی الْقَوْمِ الْمُفْسِدِیْنَ
رَبَّنَا وَسِعْتَ کُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا -
فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا
سَبِیْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ -
رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ
الَّتِیْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ
اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّیّٰتِهِمْ
اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ - وَقِهِمُ
السَّیِّاٰتِ - وَمَنْ تَقِ السَّیِّاٰتِ
یَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ وَذٰلِكَ
هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ - رَبِّ اَوْزِعْنِیْ
اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْ اَنْعَمْتَ
عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ
صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ
ذُرِّیَّتِیْ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ وَاِنِّیْ
مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ - اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ
فَانْتَصِرْ - رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا
الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ
وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا
لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ
رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ - رَبَّنَا

اے رب میں بیشک اس بھلائی کا محتاج ہوں جو تو مجھ
پر اتارے - یارب مجھے نیک اولاد عطا کر -
اے رب تو مجھے مفسدوں کی قوم پر مدد دے -
اے ہمارے رب تیری رحمت تیرا علم ہر شے پر چھا دی ہے -
تو بخشدے اُن لوگوں کو جنہوں نے توبہ کی اور تیرے
راستے پر چلے اور اُنہیں دوزخ سے بچا -
اے ہمارے رب انکو جنت عدن میں داخل کر جسکا تونے
ان سے وعدہ کیا ہے اور جو نیک ہوں انکے باپ دادوں
اور اُن کی بیبیوں اور اُنکی اولادوں میں سے انکو بھی -
بیشک تو ہی ہے زبردست حکمت والا - اور انکو
بُرائیوں سے بچا - اور جسکو تو نے برائیوں سے بچا لیا
بیشک تو نے اسپر مہربانی کی اور یہی ہے
بڑی کامیابی - اے رب مجھے توفیق دے کہ
میں شکر بجا لاؤں تیری اُن نعمتوں کا جو کہ تو نے
مجھے اور میرے ماں باپ کو دیں - اور ایسے نیک
عمل کروں کہ جن سے تو خوش ہو جائے - اور میری
اولاد میں صلاحیت پیدا کردے میں تیری طرف رجوع ہوا
اور میں پکا مسلمان ہوں - اے میرے رب میں مغلوب ہوا
تو میری مدد کر - اے رب ہمیں بخشدے اور ہمارے
ان بھائی مومنوں کو بخشدے جو ہم سے پہلے باایمان
گذرے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے
کینہ قائم نہ ہونے دے اے ہمارے رب بیشک تو ہی ہے
بہت بڑا مہربان رحم کرنے والا - اے ہمارے رب

عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا
وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۔ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا
فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا
رَبَّنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ
رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا
اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔
رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي
الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَ
وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ
سُبْحٰنَ رَبِّنَا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۔
عَسٰى رَبُّنَا اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَا
اِنَّا اِلٰى رَبِّنَا رَاغِبُوْنَ ۔ رَبِّ
اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ
دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ
وَالْمُؤْمِنٰتِ ۔ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ
مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۔ وَمِنْ شَرِّ
غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۔ وَمِنْ شَرِّ
النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۔ وَمِنْ
شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۔ اَعُوْذُ
بِرَبِّ النَّاسِ مَلِكِ النَّاسِ ۔
اِلٰهِ النَّاسِ ۔ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ
الْخَنَّاسِ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ
صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ

ہمنے تجھ پر توکل کیا اور تیری طرف پھرے اور تیری
طرف ہی ہے پھر آنا اے رب تو ہمیں بے ایمانوں
کی آزمائش میں مت ڈالیو اور ہم کو بخشدیجیو ۔
بیشک تو ہی ہے زبردست حکمت والا ۔
اے ہمارے رب ہماری روشنی پوری کیجیو اور
ہمکو بخشدیجیو ۔ بیشک تو ہی ہے ہر شے پر قادر ۔
اے میرے رب تو میرے لئے جنت میں اپنے پاس
ہی گھر بنائیو اور مجھ کو فرعون اور اسکے عملوں
سے بچائیو اور ظالموں کی قوم سے رہائی بخشیو ۔
ہمارا رب پاک ہے بیشک ہم ہی ظالم ہیں ۔
امید ہے ہمارا رب ہمکو پہلے سے بہتر دیگا ۔ ہم
اپنے رب کی طرف ہی رجوع ہوئے ۔ یارب
مجھے اور میرے ماں باپ کو اور اسکو جو ایمان والا
میرے گھر میں داخل ہو بخشدے اور ایمان والے مردوں
اور عورتوں کو بھی بخشدے میں صبح کے رب کی پناہ مانگتا ہوں
شر سے مخلوق کے اور اندھیرے کے شر سے
جب کہ وہ پھیل پڑے اور جادوگرنیوں
کے گرہوں پر پھونکنے کے شر سے اور حاسدوں
کے شر سے جبکہ وہ حسد کریں ۔ میں پناہ مانگتا
ہوں لوگوں کے رب کی ۔ لوگوں کے مالک کی
لوگوں کے معبود کی ۔ خطرہ ڈالکر پیچھے ہٹ جانے
والے کے شر سے ۔ جو کہ لوگوں کے دلوں میں
وسوسہ ڈالتا ہے ۔ جنوں میں سے بھی اور

وَالنَّاسِ۔ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ اٰمِيْن	آدمیوں میں سے بھی۔ پاک ہے تیرا رب رب العزت اُن صفتوں سے جو وہ کرتے ہیں۔ سلام اور سلامتی ہو بھیجے رسُولوں پر اور سب تعریف اللہ رب العالمین کیلئے ہے یا اللہ قبول کر دُعا میری۔

میدانِ عرفات میں حج کے لئے بنی آدم کو ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام سے ہی ترکہ میں ایک روز ملا ہے۔ کہ انسان کو قصور کے بعد کس حضورِ قلب۔ کس لعہ کمال اور کس عجز و انکساری کے ساتھ باری تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا چاہیئے گناہ کا اعتراف کرنا رحمن رب العالمین کو اپنی لغزشوں اور غلط کاریوں پر حاوی تصور کرنا اور اپنے آپ کو نقصان زدہ ۔ خسران رسیدہ تصور کرنا اولاد آدم کا حصہ ہے۔ اگر آدم علیہ السلام خود ایک گناہ کے مرتکب نہ ہوتے۔ تو وہ اپنی اولاد کیلئے عفوِ ذنب کا روز بھی ورثہ میں نہ چھوڑ جاتے ۔ کچھ بعید نہیں کہ ابو البشر علیہ السلام کے اس فعل میں یہی حکمتِ ربانی مضمر ہو کہ اولاً صدورِ گناہ فطرت انسانی کے خلاف نہیں ۔ ثانیاً توبہ از گناہ عین فطرتِ انسانی ہے +

عرفات میں مساوات

یہ وہی میدان ہے جس پر انقلاباتِ روزگار اور تغیراتِ عالم کا آج تک کچھ اثر نہیں ہوا۔ بلکہ عین اُسی حالت پر موجود ہے۔ جو انسانی آبادی سے پیشتر دنیا کی حالت تھی۔ اور غالباً یہی وجہ ہے کہ اس میدان میں جمع ہونیوالے اُس لباس میں ملبس ہو کر جمع ہوتے ہیں۔ جو انسان کی ابتدائی حالت میں تھا۔ یہ لباس کفایت شعارانہ ہے۔ اسلئے کفایت شعاری کا سبق مل سکتا ہے۔ سادہ ہے۔ سادگی سے راست شعاری پیدا ہوتی ہے۔ زینت و تفاخر سے خالی ہے ۔ اس لئے ظاہری نمود و نمائش سے نفرت کے اظہار کی تعلیم دیتا ہے۔ کفن کا نمونہ ہے۔ اسلئے موت ہر وقت یاد رہتی ہے +

توحید کی تعلیم

اگر نورِ عرفات کو چشمِ عرفان سے دیکھا جائے ۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہو کر بھی اقوام و قبائلِ عالم

میں جس قدر اختلافات پائے جاتے ہیں۔ اُن کی بنیادیں کن کن زمینوں پر استوار کی گئی ہیں۔ اگر ان سب کی تحلیل کی جائے۔ تو معلوم ہوگا کہ ہم ان اختلافات کو بصورتِ ذیل تقسیم کر سکتے ہیں:۔

الف۔ اختلافاتِ رنگ	ب۔ اختلافاتِ زبان
ج۔ اختلافاتِ خیال	د۔ اختلافاتِ لباس

اختلاف رنگ کے ماتحت دنیا کے متمدن ترین حصے یورپ اور اُس کی بیشمار نو آبادیوں کے آئین وضوابط ملاحظہ کرو۔ صرف اپنے رنگ کی فوقیت قائم رکھنے کے لئے انسان کے ساتھ کیا کچھ کیا۔ ؟ اختلافِ زبان کا نتیجہ ہندوستان میں ظاہر ہے۔ سنسکرت کی تعلیم صرف برہمنوں اور اونچی ذاتوں کے لئے وقف ہو گئی اور اُن نیچ ذاتوں پر اسکی تعلیم کو حرام کر دیا۔ جن کی تعداد آٹھ کروڑ سے کم نہیں۔ اختلاف خیال کے ماتحت بھی آج تک جو معرکہ آرائیاں ہوئیں۔ [illegible] کے قطعات خون آلود ہو کر آج تک شہادت دے رہے ہیں۔ [illegible] کے درمیان خیال کا معمولی سا اختلاف ہزاروں معصوم جانوں کے اتلاف کا باعث ثابت ہوا ہے۔ اختلاف لباس کے فرائض اسوقت سمجھ میں آ جائینگے۔ جب فوج پولیس اور خاص خاص صیغہ کے خاص خاص ملازموں کی وردیوں کے راز کو آپ سمجھ جائیں گے۔ جب کہ محض اختلاف لباس کی بنا پر گولی کا چلانا اور تلوار کا کھینچنا جائز ہوتا ہے۔ اور اگر اپنا کبھی کسی پرائے لباس میں ملبوس ہو تو پرواہ نہیں کی جاتی۔

میدانِ عرفات نے اِن تمام اختلافات کو دُور کر کے بنی نوعِ آدم کو ایک ہی لباس میں ملبوس کر دیا۔ عرفات کے حاضرین ایک ہی خیال کو سینہ و دماغ میں جگہ دیئے ہوئے ہیں۔ ایک ہی زبان میں دل کی گہرائیوں کے مخفی اسرار کا اظہار ہو رہا ہے۔ ہر چیز خدائے لایزال کی رحمتِ بے پایاں کے رنگ میں رنگی ہوئی نظر آتی ہے۔ میدانِ عرفات پر نگاہ ڈالنے والا لاتعداد مخلوق کو ایک ہی لباس میں اور ایک ہی سطح پر

خصوصی و یکساں ، مساوی و ہم خیال اور ہم اعتقاد و ہم آواز پائے گا۔

میدان عرفات زندہ معجزات کا گہوارہ اور برگزیدہ انبیاء کی صداقت کا آئینہ ہے۔ یہی وہ میدان ہے۔ جسکے ذرات دین حسن کی تکمیل کے شاہد ہیں اور جس پہ ساسینہ شاہِ دو عالم ﷺ کے پیٹ مبارک سے نورانی بوجھ سے کلفت اندوز ہو چکا ہے۔ اسکا ایک ایک ذرہ شمس حقیقت ہے۔ اور ایک ایک تودہ آسمان معرفت ہے۔

خطبۂ حج

جہاں میدان ختم ہوتا ہے۔ وہاں ایک مدت ایک اونچی پہاڑی ہے۔ اس کا نام جبل رحمت ہے۔ سرور کائنات صلعم نے اسکے نیچے وقوف فرمایا تھا۔ اور اسی جگہ اونٹنی پر سوار ہو کر حجۃ الوداع کا مشہور و معروف خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔ اور یہی وجہ ہے کہ اس مقام کو موقف النبی اور موقف اعظم کہا جاتا ہے۔ جبل رحمت کے نیچے بڑے بڑے پتھروں کے سیاہ ڈھیر ہیں۔ اگر جگہ مل جائے اور ہمت ہو تو اسی جگہ بیٹھ کر فراغت و یکسوئی کے ساتھ دعا و مناجات میں مشغول ہو۔ ...ر کے وقت امام یہیں آتا ہے۔ اور قبلہ رُخ اونٹ پر سوار ہو کر خطبہ پڑھتا ہے۔ اور دعائیں مانگتا ہے۔ لوگوں کو بھی چاہیئے کہ دعا کے وقت جتنے الوسع قبلہ رُخ ہی رہیں۔ اگر امام کے قریب پہنچ سکیں تو بہتر ہے۔ ورنہ بہاد کی ضرورت ہرگز نہیں۔ امن و چین سے اپنی اپنی جگہ پہ اپنے کام میں مصروف رہنا چاہیئے۔ اور میدان عرفات بجز وادی عرفہ کے جو مسجد نمرہ سے متصل ہے۔ موقف ہی موقف ہے۔

خطبہ کا طریق اب تک وہی ہے جو نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اختیار فرمایا تھا۔ یعنی پہاڑ کی چوٹی پر ناقہ اور ناقہ پر خطیب۔

مادی دنیا کے لئے یہ امر قابل غور ہے کہ سطح زمین پہ پہاڑ سب سے اونچی جگہ سمجھی جاتی ہے۔ اور عرب میں سب سے اونچی چیز اونٹ ہے جس پر وہ انسان سوار ہوتا ہے۔ جو اسرور سب کا سردار ہے۔ اس کا مطلب صاف ہے کہ عالم مادہ کی انتہائی بلندی سے روحانیت کی سرحد کا آغاز ہوتا ہے۔ اور یہ انسان ہی ہے کہ مادہ کی بلندی سے

بڑی زحمت پر پہنچکر بھی روحانیت کی آواز بلند کرتا اور اپنی تبلیغی آواز سب تک پہنچاتا ہے
اختتام خطبہ پر دعا ہوتی ہے۔ اور اللہ اکبر کے نعروں سے دشت و جبل گونج جاتے
ہیں۔ اس نقشہ کو قاضی محمد سلیمان صاحب منصور پوری نے جن الفاظ میں کھینچا ہے۔ وہ
انہی کا حصہ تھا۔ اور دل نہیں چاہتا کہ ان تاثرات سے اپنے قارئین کرام کو
محروم رکھا جائے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

" اس وقت کی حالت صرف دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے قلم میرے ہاتھ کا
اور ہاتھ میرے دل کا کیونکر ترجمان بن سکتا ہے۔ کہ اسکی کیفیت کو بیان کر سکے۔ جسکو
زبان بھی ادا نہیں کر سکتی۔ اور جسکو ادا کرنے کے لئے کسی لغت میں الفاظ بھی
نہیں پائے جا سکتے۔ انہی نعروں کی آوازسے غفلت کی نیند اترتی ہے۔ اور انہی
نعروں کی آواز میں روح کو بیداری ملتی ہے"

آج کا دن کس قدر مبارک اور یہ ساعت کس قدر سعید ہے جبکہ کرۂ ارض کا
وہ گروہ اور نوعِ انسانی کا وہ طبقہ جس کا سب سے بڑا فخر حضور آقائے
دوجہاں (بآبائنا ھو و امھاتنا) کی غلامی ہے۔ ایک مرکز
پہ جمع ہوکر اپنے معاشرتی، جغرافیائی، لسانی، لونی اور تمدنی اختلافات کے باوجود اس
سیزدہ صد سالہ دعوے کے اعادہ کے لئے موجود ہے۔ جو الست کے روز
انہوں نے فاطرِ السّمٰوٰتِ وَالاَرض سے باندھا تھا۔

آج عرش بریں سے ملائکہ مقربین میدان عرفات میں مسلمانانِ عالم کی اس
کبری محفل پر رحمت باری کے پھول برسانے کیلئے قطار در قطار اترینگے۔ آج وہ جو سرِ پردہ
تیرہ بیں بظاہر محوِ خواب مگر در پردہ وہ اپنی جہاں نگر آنکھ کا گوشہ التفات ملتِ بیضا
کے لئے وقف کئے ہوئے ہے۔ اپنے روحانی تصرف سے پرستارانِ توحید
کے قلوب میں ایک نیا درد۔ ایک نیا سوز۔ ایک نئی تڑپ پیدا کرے گا۔ آج رشتۂ
اسلامی کے نئے سرے سے نئے انداز کے ساتھ استواری کا موقع پیدا ہوا ہے
آج اس ربع مسکوں کے علم بردارانِ توحید کے لئے حیاتِ اجتماعی کا نیا دور

نئی اُمیدوں نئی اُمنگوں۔ نئی آرزوؤں اور نئے حوصلوں کے ساتھ شروع ہوتا ہے۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی اِحْسَانِہِ الْعَظِیْم ۔

حجۃ الوداع کا خطبہ

عرفات ہی وہ میدان ہے۔ جہاں رب العالمین کے پیارے اور برگزیدہ رسول نے اپنا آخری وعظ اور الوداعی خطبہ فرمایا تھا۔ یہ آواز اب تک ہر مومن کی زندگی کا ضابطۂ عمل بنی ہوئی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے :۔

۱۔ ”لوگو! میں سمجھتا ہوں کہ ہم اور تم اس جگہ پر پھر کبھی جمع نہ ہونگے۔“

۲۔ ”لوگو! تمہارے خون تمہارے مال۔ اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر ایسی ہی حرام ہیں جیسا کہ تم آج کے دن عرفہ کی حرمت۔ اس شہر مکہ کی حرمت اور اس مہینے ذی الحجہ کی حرمت سمجھتے ہو۔“

۳۔ ”لوگو! اس بات کو یاد رکھنا کہ تم نے اپنے رب کے سامنے حاضر ہونا ہے۔ اور تم سے تمہارے اعمال کے متعلق سوال کیا جائیگا۔“

۴۔ ”لوگو! یاد رکھنا۔ میری وفات کے بعد گمراہ نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگ جاؤ۔“

۵۔ ”لوگو! جاہلیت کی ہر ایک بات میں اپنے قدموں کے تلے پامال کرتا ہوں۔“

۶۔ ”سنو! جاہلیت کے زمانہ کے قتلوں کے تمام جھگڑے ملیامیٹ کرتا ہوں۔ پہلا خون جو میرے خاندان کا ہے۔ یعنی ربیعہ بن الحارث کے بیٹے کا خون میں ترک کرتا ہوں۔“ یہ بچہ بنو سعد میں دودھ پیتا تھا۔ اور بنو ہذیل نے اسے مار ڈالا تھا۔

۷۔ ”سنو! جاہلیت کے زمانہ کا سود ملیامیٹ کر دیا گیا۔ سب سے پہلا سود جو میں مٹاتا ہوں۔ وہ ہمارے خاندان کا ہے یعنی عباسؓ بن مطلب کا سود۔ وہ سب کا سب چھوڑ دیا گیا۔“

۸۔ لوگو! اپنی بیویوں کے متعلق اللہ سے ڈرو۔ خدا کے نام کی ذمہ داری سے تم نے انکو بیوی

بنایا۔ اور خدا کے کلام سے تم نے اُن کا جسم اپنے لئے حلال بنایا ہے۔ دیکھو تمہارا حق عورتوں پر یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی غیر مرد کو نہ آنے دیں۔ کہ اس کا آنا تمہارے لئے ناگوار ہے لیکن اگر وہ ایسا کریں۔ تو انکو ایسی مار مارو جو نمایاں نہ ہو۔

دیکھو! عورتوں کا حق تم پر یہ ہے کہ تم انکو دستور کے مطابق کھلاؤ اور پہناؤ۔"

۹۔ لوگو! میں نے تمہارے درمیان ایسی چیز چھوڑدی ہے۔ اگر اُسے مضبوط پکڑ لوگے۔ تو گمراہ نہ ہوگے۔ وہ کیا ہے۔ "اللہ کی کتاب قرآن مجید"

۱۰۔ لوگو! اس بات کو یاد رکھنا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور تمہارے بعد کوئی اُمت نہیں۔"

۱۱۔ عبادت صرف اپنے رب کی کرو۔ پانچوں نمازیں پڑھ لیا کرو۔" اور رمضان شریف کے روزے رکھا کرو۔ اپنے مالوں کی خوش دلی سے زکوٰۃ دیتے رہو۔ اور خانۂ خدا کا حج بجالاؤ۔ احکام اسلام کی اطاعت کرو۔

اِن باتوں کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم فردوسِ بریں میں داخل ہوجاؤ گے۔"

۱۲۔ لوگو! قیامت کے دن تم سے میری بابت بھی سوال کیا جائے گا۔ مجھے ذرا بتاؤ، کہ تم اِس کا کیا جواب دوگے؟"

سب نے کہا۔" ہماری شہادت یہ ہے کہ آپ نے اللہ کے احکام ہم کو پہنچا دیئے۔ آپ نے اپنی رسالت کا حق ادا کردیا۔ آپ نے ہمکو کھوٹے کھرے کی بابت اچھی طرح سمجھایا۔"

اُسوقت نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے انگشتِ شہادت کو اُٹھایا۔ آسمان کی طرف انگلی بلند کرتے اور پھر لوگوں کی جانب اُسے جھکاتے تھے۔ اور زبان سے فرماتے تھے۔" اے خدا سُن لے (جو یہ شہادت دے رہے ہیں) اے خدا گواہ رہنا جس طرح میری تبلیغ کا یہ اقرار کر رہے ہیں۔ اے خدا شاہد رہ۔ جس طرح یہ حق و باطل کی تمیز سیکھ جانے کو تسلیم کرتے ہیں۔ (تین بار)۔"

۱۳۔ اِسکے بعد فرمایا۔" سُنو! جو لوگ آج یہاں موجود ہیں۔ انکو لازم ہے کہ وہ اُن لوگوں کو بھی سُنادیں جو یہاں موجود نہیں۔ (تاکہ اِس سلسلہ سے قیامت تک پیغام آخری جاری رہے)۔"

جونہی رسول اکرم صلعم اپنے آخیری خطبہ سے فارغ ہوئے۔ تو اللہ تعالےٰ کا

آخری فرمان اِن الفاظ میں نازل ہوا۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ (ترجمہ) آج ہی تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کر دیا۔ اور آج ہی ہم نے تم پر اپنی نعمتوں کا اتمام کر دیا۔ اور ہماری خوشی تمہارے سے اس امر میں ہے کہ یہی آج کا اسلام تمہارا دین ہو۔

اگر میدانِ عرفات کو صرف یہی ایک خصوصیت حاصل ہو کہ اس جگہ رحمۃ اللعالمین اور دنیا کے آخری نبی کا آخری وعظ سنایا گیا تھا تب بھی اسے دنیا کی ہر جگہ پر فضیلت حاصل ہے۔ ذرا اس مختصر وعظ پر غور کیا جائے۔ تو معلوم ہوگا کہ تمدن سیاست۔ مذہب اور تبلیغ کا کوئی اصول باقی نہیں رہ گیا جس پر روشنی نہ ڈالی گئی ہو۔ جتنا زیادہ غور کیا جائے گا۔ اسی قدر اس وعظ کے معانی کی پہنائی اور وسعت معلوم ہوتی چلی جائے گی۔ دنیا کے کسی حکیم۔ کسی فلاسفی۔ کسی مؤید۔ کسی رشی اور کسی نبی نے آج تک ایسا جامع اور مکمل وعظ نہیں کہا۔ جو صدیاں گذرنے کے بعد آج بھی دنیا کی رہنمائی کا حق ادا کرنے پر قادر ہو۔

آج سولن کے قانون پر چلنے والے بسقراط کے قانون کو قانونِ حیات ٹھیرانے والے کی کانٹ اور ہیگل کے بنائے ہوئے دستوروں پر مرمٹنے والے۔ دنیا کے لئے ایک متمدن اور جامع مذہب کی تلاش کرنے والے ذرا غور کریں کہ آج تک کسی نے یہ دعوٰے کیا ہے کہ دین کامل ہو چکا۔ اور نعمت تمام ہو گئی۔ تمہاری آرزو کو پورا کر دیا گیا اب تم کو ادھر اُدھر بھٹکنے کی ضرورت نہیں ہے۔

کیا پیغمبر علیہ السلام کے الوداعی خطبہ کی اختتامی شق یہ نہ تھی۔ کہ الا لیبلغ الشاھد الغائب (جو لوگ آج یہاں موجود ہیں۔ اُن کو لازم ہے کہ وہ اُن لوگوں کو سنادیں۔ جو یہاں موجود نہیں۔) پھر کیا کوئی حاجی اس حکم کی تعمیل کا دعوٰے کر سکتا ہے۔

ضرورت اِس بات کی ہے کہ نمائندگان و علماء عالمِ اسلام کی ایک ایسی مجلس مقرر کی جائے۔ جو اس نوع کے خطبات مرتب کر سکے۔ جو میدانِ عرفات میں پڑھے جائیں۔ خطبے کے اول حصہ میں بعد حمد و ثنا عالمِ اسلام کے واقعات پر تبصرہ ہو۔ اور حصہ دوم میں مسلمانانِ عالم کیلئے لائحہ عمل اور دعاء خیر ہو۔ جو وہ اپنے اپنے ملکوں میں جا کر سنادیں۔ اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ اور اس

امر کا لحاظ رکھا جائے۔ کہ ہر ملک کی جمعیت العلماء ان خطبات کو اپنی اپنی زبان کے سانچوں میں ڈھال لے تاکہ سامعین ائمہ مساجد کے پیش کردہ صراطِ عمل پر غور کرنے کے قابل ہو جائیں اور انہیں صحیح طور پر تفکر و تدبر کا موقع ملے۔ مروجہ طریق کار عملی طور پر بے نتیجہ اور بے اثر ہے۔ اسلئے کہ حج کے موقع پر ایسے حاجیوں کی تعداد نہایت ہی کم اور محدود ہوتی ہے جو عربی سمجھ سکیں۔ اور اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ ہر حاجی عربی خطبہ کے سمجھنے پر قدرت رکھتا ہے۔ تو خطیب کی آواز کہاں تک پہنچ سکتی ہے۔ آخر انسانی آواز کی لہریں تو ایک خاص حد اور فاصلہ پر پہنچکر فنا ہو جائیں گی۔ اور لاکھوں انسان تو خطبے کے صحیح مقصد اور مفہوم سے بہرہ ور نہیں ہو سکیں گے۔

لہٰذا ضرورت ہے کہ ہر حاجی کے پاس خطبہ کی ایک کاپی موجود ہو جسکا ترجمہ بھی ملکی یا دری زبان میں ہو۔ جو قیمتاً حاجی لے سکتے ہیں۔ تاکہ وہ خطبہ کے وقت اُسپر خود غور کرے۔ اور واپس آکر اپنے عزیز و اقارب کو غور کرنے اور پابند رہنے کی تلقین کرے۔ اگر اس پر حکم امام پر عمل کیا جائے۔ تو عالم اسلام ایک دو سال میں حیرت انگیز ترقی کر سکتا ہے۔ اور صدیوں کی منزلیں دنوں میں طے ہو سکتی ہیں۔ اس خطبہ کی کاپی میدانِ عرفات کے دروازہ پر داخل ہوتے وقت ہر حاجی کو اس کی زبان کے ترجمہ میں ملجانی چاہیئے یا معلموں کی معرفت تقسیم ہو جانی چاہیئے۔

اگر خطبے کے شروع کرنے پر توپ داغی جاوے۔ جس سے لوگوں کو معلوم ہو جاوے کہ خطبہ پڑھنا شروع ہو گیا۔ تو وہ سب کے سب اگر اُن کے پاس خطبہ کی کاپیاں ہوں تو توجہ کے ساتھ اسکو پڑھنا شروع کر دینگے۔ اسی طرح ختم خطبہ پر بھی (جیسا کہ سلطانی زمانہ میں ہوتا تھا) توپ داغی جائے گویا خطبہ ختم ہونے پر پھر صدق دل سے اسپر عمل پیرا ہونیکی دعا کریں۔

اِس سلسلہ میں مروجہ فروعات۔ بدعات اور غیر مذہبی رسومات کے استیصال کی بھی اشد ضرورت ہے۔ اور ہم توقع کرتے ہیں کہ علمائے امت ترتیب خطبات کے وقت حیاتِ اسلامی کے اِس اہم پہلو کو بھی نظر انداز نہ فرمائیں گے۔ آمین +

اکل و شرب عرفات میں

اِس دن اکل و شرب یعنی کھانے پینے کے انتظامات جگہ بہ جگہ بکثرت مہیا ہوتے ہیں پانی

کے متعلق کسی زمانہ میں قلت تھی ۔ اور ایک مشک دو روپے میں ملتی تھی ۔ اب یہ صورت نہیں ۔ پانی بکثرت ہے اور مفت ہے ۔ خدا زبیدہ خاتون کی تربت پر اپنی رحمت نازل فرمائے کہ اس کی تعمیر کردہ نہر جاری ہے ۔ اور اس کی وجہ سے شیریں پانی کثرت سے ملتا ہے ۔ اور بے شمار مخلوقِ خدا سیراب ہو جاتی ہے ۔ اسکے لئے بارش کا جمع شدہ پانی بھی کام آ جاتا ہے ۔ کھانے کے لئے تو ستو بڑی مفید چیز ہے ۔ نہایت ہلکی غذا ہے معدے میں گرانی پیدا نہیں ہونے دیتی اور غذائیت کے علاوہ پیاس بھی بجھ جاتی ہے ۔ اور پھر ان فوائد کے علاوہ چند لمحات میں تیار ہو جاتی ہے ۔

انتظام کی ضرورت

منیٰ ۔ عرفات اور مزدلفہ وغیرہ کے قیام میں ایک بڑی مصیبت یہ ہے ۔ کہ فرودگاہِ حجاج میں ہرگز کوئی ترتیب نہیں ہوتی ۔ ایک ہی رنگ اور ایک ہی حجم کے خیموں میں قطاریں نظر آ رہی ہیں ۔ اور وہ بھی بے ترتیب اور بے ڈھنگی ۔ اگر کوئی حاجی کسی ضرورت کے لئے چند قدم ادھر اُدھر ہو جائے تو خیموں وغیرہ کی یکسانی اُسے بھٹکا دیتی ہے ۔ اپنے خیمہ تک واپسی محال ہے آبادی کی کثرت لیکن رہنمائی کون کرے ۔ زبان کے اختلافات کے علاوہ اگر ایک ملک اور ایک صوبے کے باشندے بھی ہوں ۔ تو پھر بھی پتہ چلنا محال ہے ۔ کہ باہمی تعلقات روشناس نہیں ہوتے ۔ یہ ایک ایسی مصیبت ہے ۔ جس کا علاج بجز حکومت اور کوئی نہیں کر سکتا ۔ اگر موجودہ انتشار اور بے نظمی کی بجائے مختلف ممالک کے مختلف کیمپ قائم کر دیئے جائیں ۔ اور پھر ممالک کی بھی صوبہ وار تقسیم ہو جائے ۔ اور اُن کیمپوں پر ذمہ دار سپاہیوں کے پہرے لگائے جائیں ۔ جو اُس ملک اور صوبہ کی زبان سے واقف ہوں ۔ تو مشکلات کا آسانی علاج ہو سکتا ہے ۔ ہر کیمپ پر ملک اور صوبہ کا نام لکھ کر لگا دیا جائے ۔ جو دور سے نظر آسکے ہر کیمپ کی ضروریات کے مطابق چند دکانیں بھی وہیں کھل جائیں ۔ تو کوئی دِقت باقی نہ رہے ۔

اگر عارضی سڑکیں اور روشنیں بھی بنائی جائیں ۔ اور بغرض سہولت ٹیلیفونوں کا عارضی سلسلہ بھی قائم کر دیا جائے ۔ تو موجودہ تکالیف کا بڑی حد تک ازالہ ہو سکتا ہے ۔

بحالتِ موجودہ ہر حاجی کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنے معلم کا نام یاد رکھے۔ اگر معلم کا نام یاد ہے تو اپنے رفقاء سے ملاقات ممکن ہے۔ ورنہ بعض بے علم نادار تو ایسا راستہ بھول گئے کہ پھر قیامت ہی میں ملاقات ہو گی۔ ہمیں اکثر ایسے واقعات کا علم ہے۔ جو حاجی اپنے قافلے سے بچھڑ گئے۔ قافلہ سے دوبارہ ملاقات تو کیا۔ گھر والوں اور پسماندگان کو ان کی خیر و عافیت اور حیات و ممات کا پتہ نہ چل سکا۔

اگر زائرین کا صاحبِ اثر طبقہ حضرتِ سلطان حجاز کی توجہ ان معاملات کی طرف منعطف کراتا رہے۔ تو سلطان کی بیدار مغزی۔ رعایا پروری۔ امن دوستی اور معاملہ فہمی سے امید ہے کہ اصلاحِ احوال کا موقعہ مل سکے گا۔

عرفات سے واپسی

عازمانِ حج کا رکنِ اعظم یہی وقوفِ عرفات ہے۔ قریباً عصر کے وقت جب امام خطبہ پڑھ چکتا ہے۔ تو میدان مبارکباد کی صداؤں سے گونج جاتا ہے۔ حجاج ایک دوسرے کو گرمجوشی سے ملتے ہیں۔ معلم حجاج کو بچے الٹی سیدھی دعائیں پڑھاتے ہیں۔ ان کے کارندے حجاج سے کچھ وصول کرنے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ رفتہ رفتہ مغرب کا وقت آجاتا ہے۔ اور افقِ مغرب پر زردی کے آثار نمودار ہونے لگ جاتے ہیں۔ خیمے اکھڑنے شروع ہو گئے۔ اور چند ہی منٹوں میں آباد میدان ویران ہو جاتا ہے۔ جس کی سطح دن بھر لکھو کھا بوجھ سہارے ہوئے تھی۔ اب بالکل سنسان و ویران رہ جاتی ہے گی۔ اپنی چہل پہل اور رونق و آبادی کے لئے آئندہ سال کے ماہ ذی الحجہ کی نویں تاریخ کا انتظار کرے گی۔

میدانِ عرفات میں ظہر و عصر کے اجتماع کی مانند یہ حکم بھی ہے۔ کہ نمازِ مغرب عرفات میں ادا نہ کی جائے۔ بلکہ نمازِ عشاء کے ساتھ مزدلفہ میں ادا کی جائے۔ بعض ناواقف بیچارے جلدی جلدی عرفات سے روانگی کے وقت نمازِ مغرب پڑھ لیتے ہیں۔ حالانکہ یہ خلافِ سنت ہے۔ ممکن ہے کہ لاعلمی کے باعث ایسے لوگ مواخذہ سے تو بچ جائیں۔ لیکن سنت کی خلاف ورزی سے کھو یا ہوا ثواب تو

واپس آنے سے رہا۔ بعض جلد باز دن ہی سے مزدلفہ کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں۔ یہ بھی سنت کی صریح خلاف ورزی ہے۔ روانگی کا مسنون وقت بعد از غروب آفتاب ہے۔ حجاج کو ان مسائل پر پوری توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ بلا وجہ سنت کی خلاف ورزی سے احتراز لازمی ہے۔

مزدلفہ یا مشعر الحرام

غروب آفتاب کے وقت حجاج کے کیمپوں میں مشعل روشن ہو جاتے ہیں۔ میدانِ عرفات سے اب حجاج کا لشکر کوچ شروع کر دیتا ہے۔ دو تین گھنٹے کی مسافت کے بعد مزدلفہ میں آ پہنچتے ہیں۔ یہ ایک وسیع میدان کا نام ہے۔ جو منی اور عرفات کے درمیان واقع ہے۔ عرفات سے اس مقام کا فاصلہ تقریباً ۳ ½ میل ہو گا۔ اس میدان کا معروف نام مزدلفہ ہے۔ قرآن پاک میں اس کا نام مشعر الحرام آیا ہے۔ اور یہاں کے قیام کی اہمیت اس سے ظاہر ہے کہ خود کلام پاک میں تصریح موجود ہے کہ عرفات سے واپسی میں مشعر الحرام میں ذکر الٰہی کرو۔ مشعر الحرام کے مفہوم میں سارا میدان داخل ہے۔ اور ایک مسجد بھی یہاں اس نام سے مخصوص و موسوم ہے۔ اور راستہ میں اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ پڑھتا ہوا چلے۔ بار بار لبیک کہے۔ اور استغفار بہت پڑھے۔ اور یہ دعا بھی پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اِلَیْكَ اَفَضْتُ وَ مِنْ عَذَابِكَ اَشْفَقْتُ وَ اِلَیْكَ رَغِبْتُ وَ مِنْكَ رَهِبْتُ فَاقْبَلْ نُسُكِیْ وَ اَعْظِمْ اَجْرِیْ وَ اقْبَلْ تَوْبَتِیْ وَ ارْحَمْ تَضَرُّعِیْ وَ اسْتَجِبْ دُعَائِیْ وَ اَعْطِنِیْ سُؤْلِیْ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ (ترجمہ) اے اللہ میں تیری طرف حاضر ہوا ہوں۔ اور عذاب تیرے سے پناہ مانگتا ہوں۔ اور تیری طرف رجوع ہوتا ہوں اور تجھ سے ڈرتا ہوں۔ پس قبول کر اے اللہ میرے حج کو۔ اور اسکے بدلے ثواب عظیم عنایت فرما۔ اور میری توبہ قبول کر۔ اور رحم کر تو میری زاری پر اور قبول کر تو میری دعا کو۔ اور پورا کر تو سوال میرا۔ اے ارحم الراحمین +

اور اگر کسی نے بلا عذرِ خاص یہاں کا قیام ترک کر دیا۔ تو اسے قربانی دینی ہوگی۔ بعض فقہاء و محدث کے بیان کے مطابق یہ رات شب قدر سے بھی

بڑھکر ہے جہاں تک ممکن ہو یہ رات تلاوت عبادت مناجات اور استغفار میں بسر کرنی چاہیئے۔ جیسا کہ پہلے ذکر آچکا ہے نماز مغرب و عشاء مزدلفہ ہی میں ادا کرنی چاہیئے۔ ہدایہ میں لکھا ہے کہ "ایک ہی اذان اور ایک ہی اقامت سے دونوں نمازوں کو ادا کیا جائے" لیکن سیرۃ النبیؐ میں لکھا ہے کہ "عرفات سے چل کر پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام تھوڑی دیر کے بعد مزدلفہ پہنچے یہاں پہلے مغرب کی نماز پڑھی۔ اسکے بعد لوگوں نے اپنے اپنے پڑاؤ پر جا کر سواریوں کو بٹھایا۔ ابھی سامان کھولنے بھی نہ پائے تھے۔ کہ فوراً ہی نماز عشاء کی تکبیر ہو گئی۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ لیٹ گئے۔ اور صبح تک آرام فرمایا۔"

اس اقتباس سے یہ ظاہر ہے کہ مغرب اور عشاء کی نماز میں نہایت تھوڑا سا وقفہ دیا گیا۔ اور اذان۔ جماعت اور تکبیر بھی الگ الگ ہوئی۔ لہٰذا یہی بہتر ہے۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ نماز مغرب میدانِ عرفات یا راستہ میں ادا نہ کی جائے۔ اگر ضعیفی۔ کمزوری اور بیماری کی بناء پر قیام مزدلفہ کو ترک کر دیا جائے۔ تو کوئی حرج نہیں لیکن بغیر کسی قوی اور معقول عذر کے محض تن آسانی کے خیال سے اس مقام کو ترک کرنا مناسب نہیں۔ صاحب کنز فرماتے ہیں:۔ لا تجز المغرب فی الطریق (آج کے دن مغرب کی نماز راستہ میں پڑھ لینی جائز نہیں

صاحب بحر الرائق لکھتے ہیں: لا تجزء الصلوٰۃ المغرب قبل الوصول الی المزدلفۃ (مزدلفہ پہنچنے سے قبل نماز مغرب کی ادائیگی جائز نہیں)۔

یہاں پر لوگ فرشِ زمین پر یا شغدفوں میں گذر کرتے ہیں۔ کھانے کی دکانیں مسجد کے قریب بکثرت اُس وقت لگ جاتی ہیں۔ اور پانی بافراط ملجاتا ہے بازار بھی لگا ہوا ہے۔ جابجا روشنیاں بھی لگی ہوئی ہیں لیکن فرودگاہ کی بدنظمی اور انتشار حاجیوں کی آزادانہ نقل و حرکت میں رات کا وقت جاتا ہے۔ اگر پتہ بھول گئے تو بس پتہ نہیں پھر کیا حشر ہو۔ ان حالات میں معلم کا نام یاد ہونا چاہیئے۔ تاکہ آسانی رہے۔

مزدلفہ میں قیام صرف شب بھر رہتا ہے۔ دسویں کی صبح کو امام کو چاہیئے کہ مسجد

مشعر الحرام میں نماز اول وقت یعنی صبح صادق طلوع ہوتے ہی اندھیرے میں پڑھ لے۔ صحیحین میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت موجود ہے کہ آج کے دن حضور صلعم نے نماز فجر معمولی وقت سے پہلے پڑھی تھی۔ علماء حنفیہ نے بھی اسی وقت پر زور دیا ہے۔ نماز کے بعد فارغ ہو کر چاہیئے کہ خوب جی لگا کر اور نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ دعائیں کی جائیں۔ اسکے بعد آفتاب نکلتے نکلتے منیٰ کی طرف روانہ ہو جانا چاہیئے۔ اور منیٰ پر پہنچکر شیطانوں پر جو کنکریاں ماری جائیں گی۔ اسی جگہ سے وہ کنکریاں چن لینا مسنون و افضل ہے۔ کنکریاں چھوٹی ہوں تو بہتر ہے۔ ان کنکریوں کو دھو کر پاس رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ ناپاک اور نجس کنکریوں کا پھینکنا مکروہ ہے۔ اور مشعر الحرام کے وقت یہ دعا پڑھے۔ تو افضل ہے۔

اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَالْبَيْتِ الْحَرَامِ وَالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالرُّكْنِ وَالْمَقَامِ بَلِّغْ عَلٰى رُوْحِ مُحَمَّدٍ مِّنَّا التَّحِيَّةَ وَالسَّلَامَ وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ	اے اللہ مشعر الحرام کے حق سے اور خانہ کعبہ کے اور اس پاک مہینہ کے حق سے حجر اسود اور مقام ابراہیم کے حق سے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی روح کو ہمارا درود وسلام پہنچا دے اور اے بزرگی و عظمت والے ہمکو جنت کے گھر میں داخل کر۔

اسکے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ

اور لبیک کہے۔ اور درود شریف پڑھے۔ اور پھر جو حاجت چاہے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے۔

مشعر الحرام سے ذرا آگے بڑھ کر ایک ملی ہوئی وادی محسر بھی ہے۔ یہ وہی حسرت خیز میدان ہے۔ جہاں ابرہہ کے ساٹھ ہزار لشکر کا کنکریوں کے ساتھ ستیاناس کر دیا گیا تھا۔ فقہاء رحمہم اللہ لکھتے ہیں کہ یہاں پہنچکر رفتار تیز کر دینی چاہیئے۔ اور یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ ۔	اے اللہ ہم کو نہ مارنا اپنے غضب سے اور نہ ہلاک کرنا اپنے عذاب سے اور معاف کر دینا اس سے پہلے ہی۔

منیٰ بعد حج

مزدلفہ سے چلکر ڈھائی تین گھنٹہ کی مسافت کے بعد منیٰ کا مقام آجاتا ہے یہ وہی جگہ ہے جہاں آٹھ اور نو ذی الحجہ کی درمیانی شب گذاری تھی۔ وہ تو ایک رات کا عارضی قیام تھا۔ لیکن اب دس کی صبح سے لیکر بارہ کی شام تک تو ضروری ہے لیکن مسنون طریقہ تو یہ ہے کہ تیرہ کو بعد از زوال اسی جگہ پر قیام کیا جائے۔ مزدلفہ سے منیٰ تک کوئی تین گھنٹے میں پہنچ جاتا ہے سفر بہ اعتبار شور وغوغا اور بدنظمی و بے ترتیبی حشر کا نمونہ ہوتا ہے شغدفوں کی باہمی ٹکریں۔ حجاج کی چیخ پکار۔ زبان دراز حمالوں اور معلموں کی غوغا آرائی اور بے زبان جانوروں کی بلبلاہٹ۔ گرد وغبار کی کثرت انسان کو پریشان کردیتی ہے بعض تو جانوں کی سلامتی کے خوف سے بالکل دم بخود ہوکر بیٹھ جاتے ہیں۔ اور بعض اضطراب و پریشانی کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ لیکن پیدل حجاج ان تکلیفات سے بچے رہتے ہیں۔

ارکان کی ادائیگی

ان تین چار دن کے قیام میں اکثر ارکان حج کی ادائیگی ہوتی رہتی ہے مثلاً شیطان کے کنکریاں مارنا۔ قربانی کرنا۔ سر منڈانا اور طواف زیارت سے فراغت سب ضروری چیزیں ہیں۔ اس سے پہلے جتنے طواف کئے تھے۔ وہ حج کے فرائض میں داخل نہ تھے۔ حج کا فرض طواف وہی ہے۔ جو عرفات سے واپسی کے بعد کیا جائے۔

منیٰ میں داخل ہوتے وقت اگر یہ دعا پڑھی جائے۔ تو بہتر ہے:۔

اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ مِنًی قَدْ اَتَیْتُھَا وَ اَنَا عَبْدُکَ وَابْنُ عَبْدِکَ اَدْعُوْکَ اَنْ تَمُنَّ عَلَیَّ بِمَا مَنَنْتَ بِہٖ عَلٰی اَوْلِیَآئِکَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْحِرْمَانِ وَالْمُصِیْبَۃِ فِیْ دِیْنِیْ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَبْلَغَنِیْ سَالِمًا مُّعَافِیًا ؕ	اے اللہ آج میں منیٰ کے مقام پر آیا ہوں۔ اور میں تیرا بندہ ہوں۔ اور تیرے بندہ کی اولاد سے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ میری خواہش پوری کر جیسا کہ تو نے اولیاؤں کی خواہش پوری کی ہے۔ اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے اپنے دین میں محرومیت اور مصیبت سے۔ اے بڑے رحم کرنیوالے شکر ہے اللہ تعالیٰ کا کہ جس نے مجھے یہاں تک سلامتی سے پہنچایا ہے۔

رجم

(یعنی شیطان پر کنکریاں مارنا)

رجم کا رواج ہر قوم اور ہر مذہب میں قدیم الایام سے قائم ہے۔ روایت ہے کہ جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ اپنے لختِ جگر حضرت اسمٰعیل کو ذبح کرنے لے چلے۔ تو راستہ میں تین مرتبہ شیطان ملا۔ اور باپ بیٹے کو راہِ حق سے بہکانا چاہا۔ اور تینوں مرتبہ ناکام و نامراد رہا۔ اس واقعہ کی یادگار میں مقام منیٰ میں انہی تین مقامات پر پتھر کے قدِ آدم ستون بے ہنگم اور بے ڈول سے تعمیر کردیئے گئے ہیں۔ اور ربِ جلیل کے بندے سنتِ خلیل اللہ کے قائم رکھنے کو آج تک برابر شیطان کو کنکریاں مارتے چلے آرہے ہیں۔ ہر ستون کو جمرہ کہتے ہیں۔ جمرات اور جمار اسی لفظ جمرہ کی جمع ہیں "رمی" کے لفظی معنے پھینکنے کے ہیں۔ تینوں جمرے عین سڑک پر بازار منیٰ کے بیچوں بیچ واقع ہیں۔ ان تینوں جمرات کے درمیان ایک ایک دو دو فرلانگ کا فاصلہ ہوگا۔ دونوں طرف مکانات و دکانیں ہیں +

کنکریاں پھینکتے وقت وہ ہنگامہ رستخیز بپا ہوتا ہے کہ الامان و الحفیظ۔ ہر طرف سے حجاج پیدل۔ اونٹوں پر اور بعض شغدفوں پر سوار ہوکر رفری اور کنکریاں پھینکتے ہیں۔ چونکہ کنکریاں ایک وقت معینہ کے اندر اندر پھینکنی پڑتی ہیں۔ اس لئے ہر حاجی ایک دوسرے سے پہلے کنکریاں مارنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس تگ و دو کے باعث مقام منیٰ میں ان جمرات پر لاکھوں آدمیوں کا جمِ غفیر جمع ہوجاتا ہے۔ بعض حاجی مجبوراً اپنے شغدفوں سے اتر کر کنکریاں پھینکنے وقت راستے میں ایسے الجھ جاتے ہیں کہ انکو اپنے شغدف تک کا پتہ ملنا محال ہوجاتا ہے۔ مگر اعجاز قدرت کا یہ ایک ادنیٰ کرشمہ ہے کہ ایسی حالت میں آج تک کوئی جانکاہ حادثہ نہیں ہوا +

جمرات کا نقشہ دیکھو بر صفحہ ۲۸۷ ۔ کنکریاں پھینکنے کا نقشہ دیکھو بر صفحہ ۲۸۹

رمیٔ جمار

حاجیوں کی اصطلاح میں رجم کے معنے یہ ہیں کہ منیٰ میں ایک شیطانی نشانے کو کنکریوں سے مارا جائے۔ اس مخصوص نشانے کو جمرہ کہتے ہیں۔ جن کی تعداد تین ہے۔ جمرۃ العقبیٰ یعنی بڑا شیطان۔ جمرۃ الوسطیٰ منیٰ درمیانہ شیطان۔ اور جمرۃ الصغریٰ یعنی چھوٹا شیطان۔ ہر جمرہ کا ایک متعین مقام ہے۔ اور تمام مذاہب میں انپر سات سات کنکریاں مارنا واجب ہے۔ اسلئے پہلے روز یعنی ۱۰ تاریخ کو طلوع آفتاب سے لے کر زوال آفتاب تک صرف جمرۃ العقبیٰ پر ہی سات کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ جو کہ مزدلفہ سے حجاج اپنے ساتھ لائے ہیں۔ اگر راستہ سے بھی اٹھالی جائیں۔ تو کوئی حرج نہیں۔

رمی جمرۃ العقبیٰ عید کے روز (۱۰ ذوالحجہ) کرنی واجب ہے اور اسکو دوسرے روز پر ملتوی کرنے سے قربانی لازم ہوگی۔ اور ۱۱۔۱۲۔ و ۱۳ ذوالحجہ کو روزانہ بعد زوال آفتاب سے غروب آفتاب تک ہر سہ جمرات پر کنکریاں ماری جاویں گی۔

رمیٔ وجمار کی تشریح ہو چکی۔ لہٰذا منٰے میں داخلہ پر سیدھے مکہ دروازہ کی طرف جانا چاہیے۔ اس طرف جمرۃ العقبہ یعنی شیطان کبیر کا ستون کھڑا ہے۔ جو کنکریاں مزدلفہ سے اٹھائی گئی تھیں۔ ان میں سے سات کنکریاں اسی شیطان پر مارنی چاہئیں +

رمی کرنے والا ایک نشیب جگہ پر کھڑا ہو کر جمرہ عقبہ پر کنکریاں مارے۔ آج صرف اسی جمرہ کی رمی ہوگی۔ کنکری مارنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہر کنکری داہنے ہاتھ میں انگوٹھے اور کلمہ کی انگلی سے پکڑ کر پھینکے۔ غرض کنکریاں مارنے سے ہے۔ خواہ کسی طریقہ سے ماری جائیں۔ بعض لوگ تو اس معاملہ میں اس قدر غلو کر جاتے ہیں کہ جوتیاں پہنچے سے نشانہ بازی شروع کر دیتے ہیں۔ اس قسم کی چاند ماری سے کچھ حاصل نہیں۔ اگر نفس کے شیطان کو ڈھیل دی گئی۔ اور اسے نہ مارا گیا۔ تو اس نوع کی نشانہ بازی سے

منیٰ
اور
امرائی خیمہ گاہوں کا نقشہ
جس میں جمروں کی جگہ بھی دکھائی گئی ہے ۔
مصری خیمہ گاہ
حکومت حجاز کی خیمہ گاہ
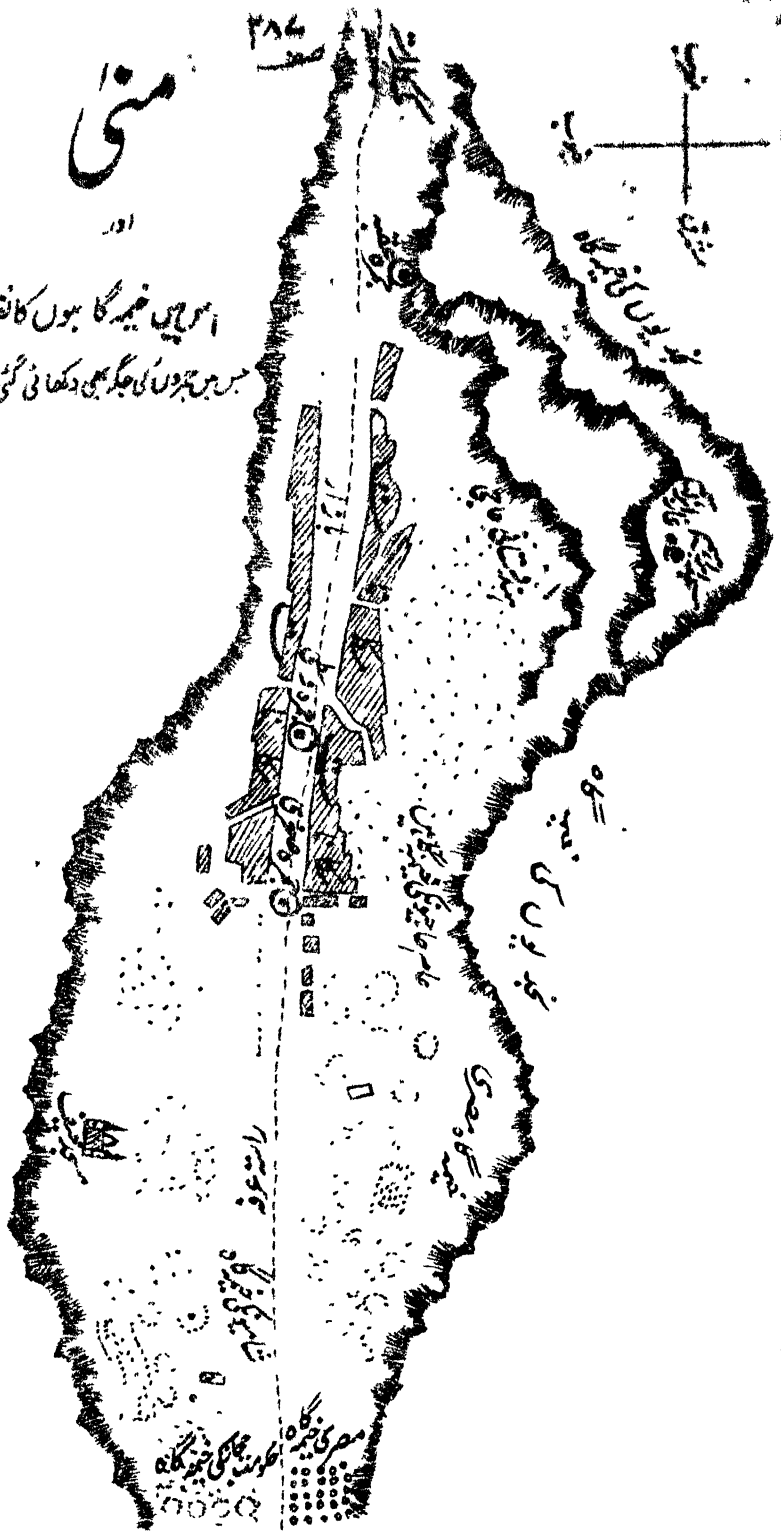
جمرۃ الوسطیٰ پر کنکریاں پھینکنے کا نظارہ

(۱) پتھر کا ایک ستون ہے جسے جمرۃ الوسطیٰ کہتے ہیں۔ (۲) اسکے گرد ایک جنگلہ ہے جس میں ماری ہوئی کنکریاں جمع ہوتی ہیں ؛

کیا حال۔ ہر کنکری پھینکتے ہوئے تکبیر کہے پہلی کنکری پر تلبیہ موقوف کر دے۔ اور ہر کنکری پھینکتے ہوئے یہ کہے:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ رَغْمًا لِّلشَّیْطَانِ حِزْبِہٖ۔	اللہ بزرگ ہے شروع کرتا ہوں بنام اللہ کے جو بخشش کرنے والا اور مہربان ہے۔ اور مارتا ہوں کنکریاں شیطان لعین کے اوپر۔
اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّ سَعْیًا مَّشْکُوْرًا وَّ ذَنْبًا مَّغْفُوْرًا رَغْمًا لِّلشَّیْطَانِ مَرْدُوْدٌ۔	اے اللہ میرا حج قبول فرما میری سعی کو مشکور کر اور میرے گناہوں کو معاف فرما۔ اور شیطان مردود سے بچا۔

اگر ہجوم کی وجہ سے زیادہ پڑھنے کا موقعہ نہ ملے جیسا کہ عام طور پر ہوتا ہے۔ تو ہر کنکری مارتے وقت صرف سُبْحَانَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ کر کنکریاں مارے۔

ابو داؤد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بطن وادی میں سواری کی حالت میں رمی کرتے تھے۔ اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہے جاتے تھے۔ سواری کی حالت میں بھی رمی جائز ہے۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ سوار ہو کر رمی کی جائے۔ رسول پاک کی سواری کا مقصد یہ تھا۔ کہ افراد امت دور دراز سے طریقہ رمی سے واقف ہو جائیں۔

جمار کی تشریح

رمی یعنی سنگساری کا رواج قدیم سے چلا آتا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے اُن کی تبلیغ کا جو جواب دیا۔ اسکو خداوند تعالےٰ نے سورۃ شعراء میں اس طرح بیان فرمایا ہے:۔

لَئِنْ لَّمْ تَنْتَہِ یَا نُوْحُ لَتَکُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِیْنَ۔	اے نوح اگر تم باز نہ آئے۔ تو تم ان لوگوں میں سے ہو گے جو سنگسار کئے گئے۔

اہل مدین نے اپنے پیغمبر شعیبؑ کی نصیحت کا جو جواب دیا۔ اس کا ذکر خداوند تعالےٰ نے سورہ ہود میں یوں کیا ہے:۔

قَالُوْا یَا شُعَیْبُ مَا نَفْقَہُ کَثِیْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰکَ فِیْنَا ضَعِیْفًا	اُن لوگوں نے کہا اے شعیب جو باتیں تو کہتا ہے ان میں سے ہم بہت سی باتوں کو نہیں سمجھتے اور ہم تجھ کو

وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنَاكَ وَمَا أَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيزٍ ۔	اپنے اندر ضعیف پاتے ہیں اگر تیری قوم نہ ہوتی۔ تو ہم تجھکو سنگسار کرتے۔ تو ہم پر غالب نہیں ہے۔

حضرت مسیح نے انجیر کے ایک درخت سے پھل کھانا چاہا۔ اب جب اسکے پاس گئے۔ تو بجز پتوں کے اور کچھ نہ پایا۔ انجیر کا موسم نہ تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اب سے کبھی تو بار آور نہ ہوگا۔ چنانچہ انجیر کا وہ درخت خشک ہوگیا۔ اب وہ درخت تو قائم نہیں رہا۔ لیکن عیسائی اب تک اس جگہ کو سنگسار کر رہے ہیں۔ یہ جگہ بیت المقدس سے جبل زیتون کو جاتے ہوئے بائیں ہاتھ پر پڑتی ہے۔ انجیل متی کے اکیسویں باب کی انیسویں آیت میں اس واقعہ کا ذکر ہے۔

زمانہ جاہلیت میں عرب کے لوگ جن لوگوں کو قابل نفرت سمجھتے تھے۔ اُن کو موت اور زندگی دونوں حالتوں میں سنگسار کرتے تھے۔ زانی کو زندہ سنگسار کیا جاتا تھا۔ (شریعت اسلام کا بھی یہی حکم ہے) اسیطرح وہ جن لوگوں کو ناپسند کرتے تھے۔ اُنکی قبروں پر پتھر برساتے تھے چنانچہ وہ لوگ ہجرت سے پہلے قرن اول سے آجتک ابورغال کی قبر کو جو مکہ اور طائف کے درمیان مخمس واقع ہے سنگسار کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ مکہ تک اپنی فوج کو ابرہہ کی قیادت میں لے آنا چاہتا تھا۔ لیکن مکہ تک پہنچنے سے پہلے وہ اس مقام پر مرگیا۔ چنانچہ جریر فرزدق کی ہجو میں لکھتا ہے:۔

اذا مات الفرزدق فارجموه كما ترجمون قبر ابي رغال۔	جب فرزدق مرجائے تو اسکو سنگسار کرو۔ جیسا کہ لوگ ابورغال کو سنگسار کرتے ہیں

مکہ سے باہر لوگ ابولہب کی قبر کو اس لئے سنگسار کرتے ہیں۔ کہ وہ اُن کے پیغمبر کا دشمن تھا۔

عمرہ کے راستہ میں ابوجہینہ کی قبر پر اسلئے پتھر برسائے جاتے ہیں۔ کہ وہ مکہ کے ظالم حکام میں سے تھا۔ مسعودی نے مروج المذہب میں جہاں یمن اور سلاطین یمن کا ذکر کیا ہے۔ وہاں لکھا ہے کہ عراق کا جو راستہ مکہ سے لظامیہ کی طرف جاتا ہے۔ وہاں ایک جگہ ہے۔ جسکو قبر عبادی کہتے ہیں۔ اور جو لوگ وہاں سے گذرتے ہیں۔ اُسے

سنگسار کرتے ہیں۔

کنکریاں مارنے سے مطلب یہ نہیں کہ اس حجرہ پر کنکریاں مار کر آپ نے شیطان کو مار لیا۔ بلکہ کنکریاں مارتے ذہنیت نفس امارہ کے شیطان کی طرف متوجہ ہوں کہ یہی نفس اصل میں شیطان ہے۔ اسلئے کہ جب آپ کا نفس حکم خداوندی پر عمل کرنے میں کوتاہی کرے۔ تو تم اپنے نفس سے مخاطب ہو کر اس کو شرمندہ کرو۔ آج تم کنکریاں پھینک کر یہ وعدہ کر رہے ہو کہ جس طرح حضرت ابراہیمؑ و اسماعیلؑ خدا کی راہ میں قربان ہونے تک کے لئے شیطان کے دھوکے میں نہ آسکے۔ اسی طرح آپ بھی اپنے نفس شیطانی کے قابو میں نہ آؤ گے۔ اور حکم خدا پر بغیر کسی حیلے کے عمل پیرا ہو گے۔

اگر ہجوم زیادہ ہو۔ اور پوری دعا پڑھ کر کنکریاں مارنا مشکل نظر آئے۔ تو ہر کنکری مارتے وقت صرف اللہ اکبر پڑھتے جائیں۔ اور دل میں یہ خیال ہو کہ آج میں ذاتِ باریتعالیٰ کی درگاہ میں صدق دل سے یہ پیمان باندھتا ہوں۔ کہ نفسِ امارہ جو تمام برائیوں اور شقاوتوں کا سرچشمہ ہے۔ اس کی ترغیبات سے منہ موڑ کر خالصتہ لوجہ اللہ اس کی ذات میں حاضر ہوتا ہوا یہ عہد کرتا ہوں کہ آئندہ اس کے احکام اوامر و نواہی کو دل و جان سے ادا کروں گا۔ بیشک نفسِ امارہ کو مارنا ہی سب سے بہتر مجاہدہ ہے جسکی احادیث میں بہت تاکید آئی ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

بڑے موذی کو مارا نفسِ امارہ کو گر مارا
نہنگ و اژدہا و شیرِ نر مارا تو کیا مارا

خداوند کریم ہر حاجی کو توفیق دے کہ کنکریاں پھینکنے کی اصل علت غائی کو سمجھ کر اس پر عمل پیرا ہو۔ رسمی طور پر کنکریاں پھینک دینا اور اس سے کوئی نتیجہ اخذ نہ کرنا لاحاصل ہے +

قربانی

دس تاریخ کو رمی جمرۃ العقبہ سے فارغ ہو کر شکریہ حج کی قربانی کرنی چاہیے **قربانی کے جانور** بکثرت مل جاتے ہیں۔ بکرا۔ دنبہ۔ گائے اور اونٹ کی قربانی جائز ہے۔ بکرے اور دنبے عرب میں چھوٹے قد کے ہوتے ہیں۔ اگرچہ عمر کے لحاظ سے وہ بالغ اور قربانی کے قابل ہوتے ہیں قیمت ہندوستان کے بکروں اور دنبوں سے بہت کم ہوتی ہے اونٹ بھی پچیس۲۵ تیس۳۰ میں آجاتا ہے اچھا دنبہ آٹھ۸ دس۱۰ روپیہ تک اور بکرا دو۲ روپیہ سے چار۴ روپیہ تک مل جاتا ہے گوشت کے لحاظ سے دنبہ کا گوشت بہترین ہوتا ہے۔ اور جو حاجی ایک دفعہ عربی دنبے کا گوشت کھا لیتے ہیں۔ عمر بھر ان کی زبان میں اس لذت کو ترستی رہتی ہے۔

پہلے ہر شخص جہاں چاہتا تھا میدانِ منیٰ میں قربانی کر ڈالتا تھا۔ خون۔ گوشت۔ کھال ہر چیز یونہی گل سڑ کر فضا کو متعفن اور گندہ کر دیتی تھی۔ اور ہر سال وبائیں نمودار ہوتی رہتی تھیں۔ اب ایک مستقل مذبح بن چکا ہے اور ہر قربانی وہیں ذبح کی جاتی ہے لہٰذا اب وباؤں اور بیماریوں کا اندیشہ نہیں رہا۔ مگر کثرت حجاج کی وجہ سے پھر بھی جگہ بجگہ قربانی ہوتی ہے۔

خدا پرستی کا بلند ترین مقام

دنیا کی کوئی قوم نہیں جو مسرت و الم کی انتہا ت منا تی ہو لیکن یہ [illegible]

دنیا کی گزشتہ اور موجودہ تاریخ اس شاندار تقریب کی مثال نہیں پیش کر سکتی۔ جو قربانی کے متعلق حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یادگار کے طور پر ۴ ہزار برس سے منائی جا رہی ہے۔ تاریخ انسانی اس حیرت انگیز اعجاب پرور اور محیر العقول واقعہ کی نظیر نہیں پیش کر سکتی۔ کہ ایک باپ نے جس کا ضعف پیری آخری حد کو پہنچ گیا ہو۔ اپنے عزیز ترین اکلوتے بچے کو اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے اپنے کزور اور لرزتے والے ہاتھوں میں تیز اور خون کی پیاسی چھری لے کر ذبح کر دینے کا عزم کر لیا ہو لیکن واقعہ کی صورت صرف یہی نہیں ہے بجائے صرف ایک ضعیف باپ کا نہیں جس نے اپنے اکلوتے

بیٹے کو ذبح کر دینے کا عزم بالجزم کر لیا ہو۔ بلکہ شروع سے آخر تک واقعات کی جزئیات و تفصیلات اس انداز میں جمع کر دی گئی ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ دستِ قدرت نے چن چن کر نازک ترین حالات جمع کئے۔ اور ان سب کو بیک وقت ایک پاکباز "مسلم" کے سامنے لا کے ڈال دیا اور حکم دیا کہ امتحان میں پورے اترو۔ اور کائناتِ انسانیت کو فخر کرنا چاہیئے کہ وہ پورا اترا۔ اس نے انسانی شرف و مجد کا انتہائی مقام ان معترضین پر واضح کر دیا۔ جن کی کوتاہ نظری آدم کو صرف خونریزی و فساد کا مجسمہ سمجھتی تھی۔

غور فرمایئے کہ حضرت ابراہیمؑ کی پوری زندگی یعنی ۹۰ برس کے قریب اس حال میں گذر جاتے ہیں کہ کوئی اولاد نہیں ہوتی۔ دعاؤں۔ آرزوؤں اور منتوں کے ایسا کہ باپ ضعف کے باعث بارس اور ماں بانجھ پن کے باعث ناامید ہو چکی تھی عین عالم یاس میں رحمتِ الٰہی جوش پر آئی۔ اور اسمٰعیلؑ جیسا ہونہار اور محبوب بیٹا عطا ہوا۔ اپنی منت اللہ اور حکم الٰہی کے بموجب حضرت ابراہیمؑ نے اپنی بیوی ہاجرہؑ کو مع اپنے لختِ جگر کے خدا کی راہ میں مکہ کے ایسے مقام پر لا چھوڑا۔ جہاں آبادی۔ درخت اور غلہ کی پیداوار تو درکنار پانی تک نہ ہو۔ اور جہاں سے ہدایت کا چشمہ جاوداں پھوٹنے والا تھا۔ قرآن کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا حقیقت کی مظہر ہے

رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِندَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۔	اے ہمارے پروردگار میں نے اس بے برگ و بار وادی میں اپنی ایک بیوی اور بچے کو تیرے پاک گھر کے پاس لا بسایا ہے ۔
رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ	اے ہمارے پروردگار تاکہ یہ تیری عبادت کریں۔

اب جذباتِ بشریت جو جذباتِ خود حق ہیں غالب ہوئے اور پکار اٹھے کہ:۔

فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُم مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ ۔	لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کر دے اور ان کو پھل وغیرہ سے روزی پہنچا تاکہ یہ شکر گذار ہوں ۔

اور اللہ والی بیوی بھی اس مقام سے کسی دوسری جگہ نہیں جاتی مگر بچہ کی پیاس

سے بے قرار ہو کر اسی وادی کے حدود کے اندر دوڑی پھرتی ہے۔ اور قدرت خداوند سے چشمۂ زمزم نمودار ہوتا ہے۔ جو اس واقعہ کی یادگار میں آج تک جاری ہے۔

ضعیف والدین نے اپنے عزیز بیٹے کو ہزاروں امیدوں اور امنگوں کے ساتھ پرورش کیا۔ جب وہ سن بلوغ کو پہنچا۔ تو ایک روز ایکا ایک خواب میں ارشاد ہوا کہ "اے ابراہیم تجھے جذبۂ خداپرستی کا امتحان لینا چاہتے ہیں۔ حیات مستعار کی عزیز ترین متاع یعنی اپنے بیٹے اسمٰعیل کو ہمارے نام پر ذبح کردو۔" انھوں نے اپنے بیٹے سے کہا "میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں"! بیٹے نے اس بے ساختہ پن کے ساتھ کہ گویا وہ پہلے ہی سے اسبات کا منتظر تھا۔ کہا "اے باپ حکم الٰہی پر عمل کیجئے۔ میں انشاء اللہ صبر و استقامت سے اس امتحانِ عظیم کو برداشت کروں گا۔ اسکے بعد کے واقعات فطرتِ انسانی کے لئے اس قدر زہرہ گداز اور صبر آزما ہیں کہ انکو کسی ایسے شخص کا قلم صبر و ضبط کے ساتھ قلمبند نہیں کرسکتا جو اولاد کی محبت سے واقف ہو۔ اور جس کا دل عزیز بچے کی موت کا تصور کر کے بھی کانپ اٹھتا ہو۔ کیونکہ آزمائش کی گھڑی آن پہنچی۔ چشم فلک نے دیکھا کہ بوڑھا باپ چٹیل میدان میں اتر آیا۔ اس کی آستینیں چڑھی ہوئی تھیں۔ ہاتھ میں چمکتی ہوئی تیز چھری تھی۔ دل میں جذبات محبت کا طوفان موجزن تھا۔ مگر آنکھیں عزمِ آہنی کی آئینہ دار تھیں۔ وہ خدا کا حکم بجالانے کے لئے اس حال میں بڑھا کہ اسکے پیروں میں لغزش نہ ہاتھ میں رعشہ۔ لیکن دونوں کی حالت یہ کہ ایک سر کٹنے کا منتظر اور ایک خنجر حلقوم سے پار کرنے کے لئے بیتاب ہے۔ تمام کائنات پر سناٹا چھاجاتا ہے۔ ملائکہ انگشت بدندان ہیں۔ عرش و کرسی حیرت زدہ ہو کر رہ گئے۔ بالآخر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بسم اللہ کہہ کر اپنے لختِ جگر حضرت اسمٰعیلؑ کے گلے پر چھری چلادی لیکن ربوبیتِ کاملہ کو اپنے بندے کی یہ ادا پسند آئی۔ اور خالقِ کائنات کا دل ایک پر فخر مسرت سے اچھل پڑا۔

ارشاد ہوتا ہے بس ابراہیم بس۔ "قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا ۚ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ - (تم نے خواب کو سچا کر دکھایا اور احسان کرنیوالوں کو ہم اسیطرح جزا دیتے ہیں یعنی ان کے قلوب میں رضائے الٰہی حاصل کرنے کی پوری قوت بھر دیتے ہیں)۔

قربانی تو مقبول ہوئی۔ لیکن خدا نے نہ چاہا کہ حضرت اسماعیلؑ کی جان ضائع ہو۔ حضرت ابراہیمؑ نے آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ چھری کے نیچے بیٹے کی بجائے دنبہ (جانور) پھڑک رہا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:۔

وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ سَلَامٌ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ۔	اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اُنکے عوض میں دیا۔ اور ہم نے پیچھے آنے والوں میں یہ بات انکے لیے رہنے دی۔ ابراہیم پر سلام ہو۔ ہم مخلصوں کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں بیشک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے۔

ابراہیم علیہ السلام نے جو کچھ کیا۔ وہ خدا پر کوئی احسان نہیں تھا۔ بلکہ خود ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کی خوبیٔ قسمت تھی۔ اللہ اکبر خدا پرستی کا کتنا بلند ترین مقام پیش کیا گیا ہے۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی رب العزت کی بارگاہ میں مقبول ہوئی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جذبۂ خدا پرستی کامیاب ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَإِذِ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا۔	اس وقت کو یاد کرو جب کہ ابراہیم کو اسکے پروردگار نے چند امور میں آزمایا تو ابراہیم ان میں پورا اترا۔ اسکے پروردگار نے اس کا میابی پر بشارت دی کہ میں تجھے انسانوں کا امام و پیشوا بناؤں گا

چنانچہ اُن ہی دنوں میں باپ بیٹوں نے ملکر کعبۃ اللہ کو قبلہ گاہ مسلم بنایا۔ اور آج یہ ویران جگہ انہی کی برکت سے آباد و سرسبز ہے۔ جہاں لاکھوں بندگانِ خدا ہر سال اس مقام پر پہنچ کر طواف کرتے ہیں۔ یہ تھا وہ واقعہ جس کی یادگار میں قربانی اب تک اپنی اصل و مکمل صورت میں موجود ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:۔

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ۔ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا	اور ہم نے ہر امت کے لئے قربانی کرنا اس غرض سے مقرر کیا کہ وہ ان مخصوص چوپایوں پر اللہ کا نام لیں۔ جو اس نے ان کو عطا فرمائے تھے۔ سو تمہارا معبود

وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَا اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۔

ایک ہی خدا ہے۔ تو تم ہمہ تن اسکے ہو کر رہو۔ اور آپ گردن جھکانے والوں کو خوشخبری سنا دیجئے جو ایسے ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو انکے دل ڈر جاتے ہیں۔ اور جو ان مصیبتوں پہ کہ انپر پڑتی ہیں صبر کرتے ہیں۔ اور جو نماز کی پابندی رکھتے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

اسلامی قربانی اس قربانی سے مختلف ہے۔ جو مختلف چیزوں کے مختلف دیوتاؤں کی خوشنودی مزاج کی خاطر کی جاتی تھی۔ قربانی کا مقصد یہ قرار دیا گیا کہ لوگ ان جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو معبود ہے۔ اور جو ایک ہی ہے۔ اور بتوں اور دیوتاؤں کو چھوڑ دیں کہ صرف اللہ کے آگے گردن جھکانے والوں کو خوشخبری ہے۔ ان آیات مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قربانی، وقتی، مقامی، اور تمدنی ضروریات کے ماتحت نہیں باقی رکھی گئی۔ بلکہ ان مصالح کے ماتحت باقی رکھی گئی۔ جو بدستور قائم ہیں۔ یعنی صرف جذبہ خلوص کا اظہار۔ تمام دوسرے مصنوعی معبودوں سے رشتہ توڑ کر ایک ہی خدا سے لو لگا کر، اس کا نام لینا، اس کا تذکرہ کرنا۔ اور اسکے حکم کی تعمیل میں قربانی کرنا۔

ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۔

یہ بات بھی ہو چکی۔ اور جو شخص دین خداوندی کی ان یادگاروں کا پورا پورا لحاظ رکھے گا تو انکا یہ لحاظ رکھنا دلوں کے ساتھ ڈرنے سے ہوتا ہے۔ تم کو ان سے ایک معین وقت تک فوائد حاصل کرنا جائز ہے پھر انکے ذبح حلال ہونے کا موقع بیت عتیق کے قریب ہے۔

اس جگہ یہ فرق بھی پیش نظر رہنا چاہئے۔ کہ اسلام کی قربانی اور دوسری قربانیوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ مشرکین کی قربانیوں کا مقصد ہوتا ہے۔ مختلف قوتوں کے دیوتاؤں کی خوشنودی حاصل کرنا۔ علاوہ ازیں ان کی قربانی زیادہ تر انفرادی حیثیت رکھتی ہے۔ اور پھر یہ بھی ہے کہ ان کی قربانی کا کوئی مصرف نہیں ہوتا۔ جو اجتماعی طور سے

بت‌پرستوں کے برعکس اسلام کی قربانی ایک جداگانہ اور ممتاز حیثیت رکھتی ہے۔ اسکی حیثیت اجتماعی ہے۔ اس کا مصرف بھی مقرر اور متعین ہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ رضائے الٰہی کا جذبہ اس کے ساتھ ساتھ کارفرما ہوتا ہے۔ اور اجتماعی طور سے جب سے مفلس اور قلاش لوگوں کا قربانی کے جانور کے گوشت یا کھال وغیرہ کی قیمت سے بھلا ہو جاتا ہے۔ یہاں اس خیال کی بھی تردید ہو جاتی ہے کہ خدا ان چیزوں کا جوہر استعمال کرتا ہے۔ اسلئے کہ قرآن شریف میں اسکی صاف اور واضح الفاظ میں تردید موجود ہے۔ اللہ تعالٰی کو گوشت و خون نہیں پہنچتا۔ بلکہ تقوے پہنچتا ہے مطلب یہ ہے کہ جس جذبے جس روح اور جس نیت کے تحت قربانی کی جاتی ہے۔ اللہ تعالٰی اسے دیکھتا ہے۔ اور اسی کے تحت عذاب و ثواب کا حکم صادر فرماتا ہے۔

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۔ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ

اور قربانی کے اونٹ اور گائے ہم نے اللہ کی یادگار بنایا ہے۔ ان جانوروں میں تمہارے لئے فائدے ہیں سو تم ان پر کھڑے ہوکر اللہ کا نام لیا کرو پس جب وہ کروٹ کے بل گر پڑیں۔ تو تم خود بھی کھاؤ۔ اور بے سوال اور سوالی کو بھی کھانے کو دو۔ ہم نے ان جانوروں کو اس طرح تمہارے زیر حکم کردیا۔ تاکہ تم شکر کرو۔ اللہ کے پاس ان کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ انکا خون پہنچتا ہے۔ لیکن اسکے پاس تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔ اس طرح اللہ نے ان جانوروں کو زیر حکم کردیا تاکہ تم اللہ کی بڑائی کرو کہ اسنے تم کو توفیق دی۔ اور مخلص والوں کو خوشخبری سنا دیجئے۔

مذکورہ بالا سطروں میں جو آیات پیش کی گئی ہیں۔ ان سے صاف طور پر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ قربانی من شعائر اللہ ہے۔ اور اس میں تمہارے لئے بہتری ہے

اور آخر میں ارشاد ہوا ہے کہ "اخلاص والوں کو خوشخبری سنا دیجئے" یعنی ان کے حسن عمل اور حسن نیت کے بدلے میں انہیں ثواب ملے گا۔ اور رضائے الٰہی جیسی دولت بے بہا حاصل ہوگی +

قربانی کا یہی وہ فلسفہ ہے۔ جو اسلام حج و عیدالضحیٰ کی تقریب سے عملاً کامیاب اور رائج کرنا چاہتا ہے۔ اسلام عملی مذہب ہے۔ وہ مسلمانوں کے دماغوں کو خالی وعظ و نصیحت اور فلسفہ و منطق سے ہی پریشان نہیں کرتا۔ بلکہ فلسفی اور نفسیاتی حقائق کو عمل کے رنگ میں پیش کر کے ہر عامی سے عامی اور جاہل سے جاہل انسان کے لئے مواقع مہیا کر دیتا ہے۔ کہ وہ شرف انسانی کے بلند ترین مقامات کو پا لینے کی اپنے میں صلاحیت پیدا کر سکے۔ یہ قربانی کی رسم جو ہر سال دنیائے اسلام کے طول و عرض میں ادا کی جاتی ہے۔ اپنے اندر ایک شاندار حقیقت پنہاں رکھتی ہے۔ اور کوئی محسوس کرے یا نہ کرے۔ اس کا اعتراف کرے یا نہ کرے۔ لیکن قربانی کے جانور کا گلا کٹتے وقت سرخ اور گرم خون کا چشمہ بہہ کر زمین کو لالہ زار بنا دیتا ہے۔ وہ ایک مسلمان کے دل میں ایک لمحے کے لئے تو یہ احساس ضرور پیدا کر دیتا ہے کہ اے خدا جس طرح اس جانور کا خون تیری رضا کے حصول کے لئے بہایا جا رہا ہے۔ بالکل اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ شوق و الہیت کے ساتھ ہم اپنا خون بھی تیری راہ مقدس میں بہا دینے کے لئے آمادہ ہوں۔ فی الحقیقت یہی وہ گمشدہ حقیقت ہے۔ جو قربانی سے اسلام ہمارے قلوب کے اندر پیدا کرنا چاہتا ہے۔ کائنات کا پورا نظام صرف قربانی پر قائم ہے۔ خلقت کا تمام دار و مدار، نظریہ ارتقاء کا پورا نشو و نما انسانی روح و جسم کی تمام ترقیاں اسی فلسفۂ قربانی پر منحصر ہیں۔ قربانی محور ہے جس پر تمام ارض و سماء گھوم رہے ہیں۔ شمع جلتی ہے۔ تاکہ نور پیدا ہو۔ دانہ زمین میں دفن ہوتا ہے تاکہ کھیت فصل سے لہلہا اٹھے۔ درختوں کی شاخوں کو تراشا جاتا ہے۔ تاکہ پھل اور پھول زیادہ پیدا ہوں۔ سورج کی کرنیں اور چاند کی نرم و لطیف شعاعیں بے حس اور جا بجا

زمین کے چہرے پر پڑ کر قربان ہو جاتی ہیں تاکہ ہرا ئے محبت کی نگاہیں ان کے تغافل شعار چہرے پر مسلسل پڑ کر اسے پہلے منفعل اور بعد میں متبسم کر دیتی ہیں۔ زمین کے تمام حصے ارضی کو نباتات سے متبسم کر دیں پھول کھلکھلا کر ہنسنے لگیں۔ سبزہ لہلہا اٹھے۔ آسمان سے پانی برستا ہے۔ بلندیوں سے پستی پر اترتا ہے۔ زمین میں جذب ہو کر فنا ہو جاتا ہے کس لئے؟ محض اسلئے کہ مردہ زمین کے اندر حیات تازہ ڈال دے۔ حضرت اسمٰعیل قربان ہو جاتے ہیں۔ تاکہ اقوام و امم کے سامنے زندگی اور عظمت کی شاہراہیں کھول دیں۔ ابراہیم محبت اور شفقت کے تمام مقتضیات کو قربان کر دیتے ہیں تاکہ انسان کے سامنے رضائے الٰہی کے بند دروازے وا کر دیں۔ اللہ تعالےٰ کے نزدیک اشخاص و افراد کی زندگی اور ان کے ہر عمل کا مقصد صرف یہ ہے کہ خلافت آدم کا منتہائے مقصود پورا ہو۔ وہ کمالات انسانی کے تمام مدارج طے کرے۔ اور اللہ تعالےٰ کی محبت میں سرشار ہو کر اس حیات ابدی کو پائے۔ اور اس جنت و مسرت کو حاصل کرے جس سے اس کی اولین فردگذاشت اسکو محروم کر چکی ہے۔ تمام دنیا مسرت اور خوشی کیلئے بے چین ہے لیکن اس کا حصول صرف قربانی سے ممکن ہے جس کا بلند ترین معیار حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام دنیا کے سامنے پیش کر چکے ہیں۔ یعنی رضائے الٰہی کیلئے اپنا سب کچھ فدا کر دینا مسلمانوں کے لئے اس میں بھی درس عبرت ہے۔ کہ سال کی ابتداء یعنی ماہ محرم بھی قدیہ عظیم یعنی شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام سے شروع ہوتا ہے۔ اور سال کا اختتام یعنی ماہ ذوالحجہ بھی حضرت اسماعیل ذبیح اللہ کی قربانی پر ختم ہوتا ہے۔ اس میں بھی یہی راز مضمر ہے کہ مسلمانوں کی تمام فلاح و بہبودی۔ عروج و ارتقاء قربانی اور صرف قربانی سے وابستہ ہے۔

مسلمانو! مندرجہ بالا اغراض در واقع جو اسلام نے پیش کئے ہیں۔ ان پر غور کرو۔ اور اپنے قلوب کا جائزہ لو۔ کیا واقعی آپ اسی جذبہ و مقصد کو لیکر قربانی کرتے ہیں۔ یا محض رسمی طور پر۔ یاد رکھو۔ اگر مسلمان جذبہ و محبت خداوندی کے ماتحت قربانی کرتے۔ تو آج دنیا میں غلامی کی لعنت میں مبتلا ہو کر ذلیل و خوار نہ ہوتے۔ آج مذہب پر صرف رسماً عمل کیا جا رہا ہے۔ اور اس کی صحیح غرض و غایت سے پہلو تہی کی جا رہی ہے۔ خداوند کریم اپنا فضل کرے +

اظہار افسوس

ہائے افسوس۔ صد افسوس۔ آج دنیا میں الٹا زمانہ نظر آ رہا ہے۔ جن کی گھٹی میں وحدت تھی۔ وہ انتشار میں سرشار ہیں۔ اور دنیا کی

ناکامی نامرادی کا اعلان لوح محفوظ سے آچکا تھا۔ وَ اِنَّ اللّٰہَ مُوھِنُ کَیْدِ الْکٰفِرِیْنَ اور یہ کہ اللہ تعالےٰ کو کافروں کی تدبیر کا کمزور کرنا تھا (سورۃ انفال پارہ ۹ رکوع ۲)۔ وہ آج سر بریدہ اراے وحدت نظر آتے ہیں سچ تو یہ ہے کہ نام سے کام نہیں چلتا۔ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے :۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلَا اِلٰی اَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ	بیشک اللہ تعالےٰ نے تمہاری صورتوں اور دولت کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور کاموں کو دیکھتا ہے۔

جب عموماً مسلمانوں نے رشتہ وحدت کو عملاً چھوڑا۔ اتحاد و توحید اور اتباع سنت سے منہ موڑا۔ تب اللہ تعالےٰ نے اپنی رحمت کا ہاتھ انکے سروں سے اٹھا لیا۔ عزت و رفعت برباد گئی۔ ذلت و نکبت چھاگئی۔ وَمَا ظَلَمَھُمُ اللّٰہُ وَلٰکِنْ اَنْفُسَھُمْ یَظْلِمُوْنَ۔ (اور اللہ تعالےٰ نے انپر ظلم نہیں کیا لیکن وہ خود ہی اپنے آپ کو ضرر پہنچا رہے ہیں)۔

جوانانِ ملت کیلئے اُسوۂ شباب

جوانانِ ملت ابراہیمی! یوم قربانی صرف جانوروں کی قربانی اور ایک جشن جہانگیری کا نام نہیں ہے۔ قربانی اگر حقیقی روح "للہیت" "حنفیت" کی یادگار ابراہیمی ہے۔ تو اصل مسلمانی ہے۔ حضرت ابراہیم کی ساری زندگی قربانیوں کی زندگی ہے۔ ان کی زندگی میں آپ کے لئے بہترین اسوۂ شباب موجود ہے۔ آج آپ کروڑوں کی تعداد رکھتے ہیں۔ مگر جس وقت وہ تعمیر عالم کیلئے اُٹھا تھا۔ تو ساری دنیا کے مقابلے میں اکیلا تھا۔ آپ مصائب و آلام کے اندر گرفتار ہیں۔ وہ تو اس سے زیادہ مشکلات و شدائد میں مبتلا تھا۔ مگر ان کا ایمان اُسے آسمانی و ارضی طوفان اور سیلابوں میں کھتامے ہوئے تھا۔ آپ بے سروسامان ہیں۔ مگر وہ مجاہد حق آپ سے زیادہ بےکس و بے نوا تھا۔ تو پھر وہ کیا تھا جس نے اس کو ساری دنیا کے مقابلہ میں غالب کیا۔ وہ اس کا ایمان اور اسلام تھا۔ محبت اور قربانی تھی۔ اگر آپ اس دنیا میں ایک نئی دنیا پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ تو ایمان اور عشق کو لیکر جہاد کیجئے۔ اگر آپ بھی کچھ بننا چاہتے ہیں۔ راہ حق میں مٹنے کی

تڑپ پیدا کیجئے۔ اسلام ہی کے لئے زندہ رہئے۔ اور اسلام ہی کیلئے مرنے کا جذبہ پیدا کیجئے۔ حیاتِ ابراہیمی سے یہ بات آفتاب کی طرح روشن ہے۔

حیاتِ ابراہیمی کی حقیقتِ عظمیٰ وہ حقیقتِ عظمیٰ یہ ہے کہ نفس سے باہر خاندان، خاندان سے باہر قبیلہ۔ قبیلے سے باہر قوم و وطن۔ اور قوم و وطن سے باہر انسانیت کے حلقہ ہائے اجتماع میں ایک مسلم صادق کو سب کے حقوق ادا کرنے چاہئیں مگر یہ یاد رہے کہ حقوق العباد کا ادا کرنا معبودِ حقیقی کی خوشنودی کا باعث ہے۔

جوانانِ ملت! ارضِ بابل و کلدان کے ایک جوان نے دنیا کے اندر ایک نئی دنیا کو پیدا کرنا چاہا اور پیدا کر دیا۔ اسنے اپنے ایمان و عشق کی روشنی سے ایک نئی زندگی اور ایک نئی تعمیرِ بشری کی اساس قلوبِ آفاق میں ڈال دی۔ ملتِ ابراہیمی میں جہاں آفرینی اور تعمیرِ آفاقی کی قوتیں اب بھی مضمر ہیں۔ مگر یہ آپ کے اختیار میں ہے کہ آپ اسے استعمال میں لائیں یا نہ لائیں۔ آج عالمِ اسلام میں ملتِ ابراہیمی پر نازک ترین دور آگیا ہے۔ اور ہمیں یقینِ کامل ہے کہ آپ کے ایمان و عشق کی فاتح عالم قوتوں کے بھروسہ پر یقینِ کامل ہے کہ دنیا میں آپ اپنی سچی قربانیوں سے اسلام کا بول بالا کریں گے۔ آج مخالفینِ اسلام نے ملتِ اسلام کی ہستی کو چیلنج دیا ہے۔ آپ کا فرض ہے کہ اس یوم الحج میں یہ مقدس حلف اٹھائیں کہ آپ کا جینا اور مرنا۔ نماز اور روزہ۔ جہاد اور قربانی سب کچھ اللہ اور اس کے دینِ حق کیلئے ہوگا۔ آپ کی تمام محبتوں پر اسلام کی محبت غالب ہوگی۔ آپ کی تمام چاہتوں پر امتِ اسلامیہ کی چاہت حاوی ہوگی اور آپ کی تمام وفاداریوں میں اخوتِ اسلامی کے ساتھ وفاداری سب سے زیادہ محکم اساس ہوگی۔

آج ملتِ اسلامیہ پر ایک امتحان کی گھڑی آگئی ہے ؎

آگ ہے۔ اولادِ ابراہیمؑ ہے نمرود ہے۔ کیا کسی کو پھر کسی کا امتحان مقصود ہے؟

مگر ہمیں جوانانِ اسلام کے اوپر بھروسہ ہے جس طرح تقدیرِ اسلام پر ہمارا ایمان ہے کہ وہ تمام مشکلات پر غالب آئیں گے۔ اور فرعونوں اور نمرودوں کی بنیادوں کو کھوکر انوت جہانگیری کی بنیادیں استوار کریں گے کیونکہ ان کی فطرت اور انکا وجود اسکا داعی ہے اور ان

کی خلقت کا مقصود یہی ہے ؎

یہی مقصودِ فطرت ہے یہی "رمزِ مسلمانی"۔ اخوت کی جہانگیری محبت کی فراوانی

ملت اسلامیہ کی کامیابی کا راز

یہ وہ طریقہ تھا۔ جسکے اتباع کا حکم جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ہوا۔ حضور صلعم نے اسکی تعمیل فرما کر عرب کے سرکش اور خونخوار قبائل کی گردنیں جھکا دیں۔ اور انکو قعرِ ذلت اور غلامی سے نکال کر شاہراہ ترقی پر لا کھڑا کیا۔ یہ ملتِ ابراہیمی ہی کے اتباع کا اثر تھا کہ صحابہ کرامؓ کی قوت کا مقابلہ قیصر و کسریٰ کی زبردست سلطنتیں نہ کر سکیں۔

جنگِ بدر میں ۳۱۳ کا مقابلہ ایک ہزار سے تھا۔ دونوں طرف ایک ہی خون رگوں میں دوڑ رہا تھا۔ ایک ہی آب و ہوا طعام لباس اور تمدن میں فریقین پل کر بڑے ہوئے تھے۔ مسلمانوں کی تعداد ایک تہائی سے کم تھی۔ لیکن بلحاظ خوراک و اسلحہ بہ نفی کے برابر تھے۔ اِسپر فتحیابی محض ملتِ ابراہیمی کے اتباع کی قوت کی وجہ سے ہوئی۔ نہیں ان کو اللہ تبارک و تعالےٰ کے سوا اور کوئی چیز درکار نہ تھی۔ نہ کسی چیز کا خوف تھا۔ ایسوں کا مقابلہ کون کرسکتا ہے

اسی ملت کی یاد ہر مسلمان کے دل میں قائم کرنے کیلئے نماز کیوقت اس گھر کی طرف منہ کرنے کا حکم ہوا۔ جس کو ان دونوں فنافی اللہ باپ اور بیٹے نے عبادت الٰہی کے لئے بنایا تھا۔ اور اسی یادگار کو مستحکم کرنے کیلئے ہر سال حج رکھا گیا۔ جو نہ جائیں انکے لئے قربانی رکھی گئی تاکہ یہ روحانی قوت جسپر زندگی کی کامیابی اور ترقی کا دارومدار ہے۔ مفقود نہ ہو جائے۔ آج یہ سب رسمیں رہ گئی ہیں۔ اور ملتِ ابراہیمی کا نام باقی ہے۔ خوب کہا ہے۔ جناب علامہ اقبال نے ؎

رہ گئی رسمِ اذاں روحِ بلالیؓ نہ رہی
فلسفہ رہ گیا تلقینِ غزالیؒ نہ رہی

پیغام فتح اگر مسلمان حج و عید قربان کو جذبات ابراہیمی کی تازہ یادگار قرار دیں۔ اور ہر سال شمع رضاء الٰہی پر پروانہ وار قربان ہونے کے لئے دل و جان اور ظاہر و باطن سے تیار رہیں۔ تو مالک الملک ذوالجلال والاکرام عزاسمہٗ و جل مجدہٗ انکی پشت پناہ ہوگا۔ پھر ایسے سرفروش فدائیانِ اسلام کی جماعت جس میدان میں قدم رکھے گی۔ خدا تعالےٰ اُن کی حمایت کیلئے زمین و آسمان کے لشکر بھیجے گا۔ یہ دُنیا میں چالیس کروڑ نہیں چالیس سو بھی ہونگے۔ تو ہر میدان میں فتح و نصرت کا سہرا انہی کے سر ہوگا۔ دُنیا میں کوئی قوم انکے مقابلہ کی تاب نہیں لاسکے گی جو قوم مقابلہ میں آئے گی مُنہ کی کھا کر جائے گی۔

ہر مسلماں رگِ باطل کیلئے نشتر تھا | اسکے آئینۂ ہستی میں عمل جوہر تھا
جو بھروسہ تھا اُسے قوت بازو پر تھا | ہے تمہیں موت کا ڈر اسکو خدا کا ڈر تھا

آج بھی ہو جو ابراہیمؑ کا ایماں پیدا
آگ کرسکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

تنقید قربانی کے موقع پر قرب و جوار سے منیٰ میں لاکھوں کی تعداد میں بکرے دُنبے آجاتے ہیں۔ دُنبہ دس بارہ روپے کا اچھے سے اچھا مل جاتا ہے۔ اور بکرا ڈھائی تین روپے تک ملتا ہے۔ لوگ قربانی کے لئے سستا سمجھ کر خرید لیتے ہیں۔ اور اسی روز دم (کفارہ) ممنوعات احرام کے لئے بھی کثرت سے بکرے قربان کردیئے جاتے ہیں۔ یہ تمام گوشت زمین میں دبا دیا جاتا ہے لاکھوں جانور اس طرح ذبح کرکے دبا دیئے جاتے ہیں۔ البتہ دنبے کا گوشت بعض تقسیم کردیتے ہیں۔ اور دوسرے عرب بھی بخوشی اسے لے لیتے ہیں۔ اس لئے یاد رہے کہ حاجی پر صرف ایک قربانی شکرانہ حج کی کرنی واجب ہے۔ مگر بعض حاجی کثرت سے دُنبے و بکرے قربانی کرتے ہیں۔ جو سب کے سب دبا دیئے جاتے ہیں۔ اور دم کے بکرے بھی وہیں ذبح کرکے دبا دیتے ہیں۔

دم اُسے کہتے ہیں۔ جو کہ احرام کی حالت میں حدود حرم کے اندر ممنوعات میں

سے کوئی فعل کرے ۔ اسکے عوض میں جو قربانی کی جاتی ہے ۔
حالانکہ دم جس جگہ چاہیں ادا کر سکتے ہیں ۔ اسلئے حاجیوں پر لازم ہے ۔ کہ وہ منیٰ میں صرف ایک ذبیحہ کی قربانی کریں ۔ اور اس کے گوشت کو خود کھائیں ۔ اور دوستوں میں تقسیم کریں ۔ باقی دم وغیرہ یا زائد قربانی کرنی ہو ۔ وہ مکہ معظمہ میں آکر کریں ۔ تو ان کا گوشت غرباء میں تقسیم ہو سکتا ہے ۔ اور پھینکنے یا دبانے کی بجائے لوگوں کے کام آسکتا ہے ۔ عموماً یہ غلط طور پر سمجھا جاتا ہے ۔ کہ جس قدر زیادہ قربانیاں کی جائیں فلاحِ دارین کا باعث ہیں ۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے :۔

لَن يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَٰكِن يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنكُمْ ۔	یعنی نہ ان کا گوشت اور نہ خون خدا قبول کرتا ہے ۔ بلکہ وہ تمہارا تقویٰ (یعنی برائیوں سے بچنا) قبول کرتا ہے

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے :۔

وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ	یعنی اور جو خدا کی راہ میں اپنی دولت اور اپنے نفس کے ساتھ کوشش کرتے ہیں ۔ وہی سچے مومن ہیں ۔

ان دونوں آیتوں کا پہلی آیت میں پہلی خاص قربانی کے متعلق ہے ۔ اور دوسری بطور عام حکم کے ہے ۔ یہی مطلب ہے کہ جانوروں کی خونریزی خدا کی نظروں میں کوئی فعل احسن نہیں ہے ۔ کیونکہ وہ گوشت اور خون قبول نہیں کرتا ہے ۔ بلکہ اس کے نزدیک سچا مومن وہ ہے ۔ جو برائیوں سے بچتا ہے ۔ اور خدا کی راہ میں اپنے جان و مال سے کوشش کرتا ہے یعنی بنی نوع انسان کی خدمت کرتا ہے ۔
آج سے چودہ سو برس پہلے کے مقامی طرز معاشرت کی موجودگی میں جو بہترین انسانی خدمت جانوروں کو قربان کرکے ان کا گوشت تقسیم کرکے کی جاسکتی ہے ۔ وہ آج اس ترقی تہذیب کے زمانہ میں جب کہ مسلمانوں کی تعداد کروڑوں سے تجاوز کرگئی ۔ اور ان کی ضروریات تبدیل ہوگئیں ۔ اور کثیر التعداد ہوگئیں ۔ اور ان کا طریق زندگی بدل گیا ۔ ان جدید ذرائع سے کی جاسکتی ہے ۔ جو گوشت کو دبا دینے یا تقسیم گوشت کے مقابلہ میں زیادہ ضروری اور منفعت بخش ہیں ۔ مثلاً درسگاہیں ۔ یتیم خانے ۔

غیر ان پشاوفانہ وحشت وحرت کے مدرسے۔ اب قربانی کی اس آیت پر غور
کریں۔ جو کلام مجید میں خاص قربانی کی ہدایت کے متعلق نازل ہوئی ہے ؂۔

وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ
رِجَالًا وَّعَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ
كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ لِّیَشْهَدُوْا مَنَافِعَ
لَهُمْ وَیَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِیْ
اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰی مَا
رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِیْمَةِ الْاَنْعَامِ
فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِیْرَ

اور انسان کے درمیان حج کا اعلان کردے
وہ تیری طرف پیدل اور دبلے پتلے ہوئے
اونٹوں پر آئیں گے۔ ہر ایک دور کے راستے سے
آتے ہیں۔ تاکہ وہ اپنے واسطے فائدے
دیکھیں۔ اور مقررہ اوقات پر خدا کا نام لیں اُن
پر جو کچھ اُنکو چوپایوں سے دیا ہے تب اس میں
سے خود کھاؤ۔ اور مصیبت زدہ اور محتاجوں کو کھلاؤ

ان آیات میں قربانی کے متعلق صرف دو ہدایتیں ہیں۔ کہ جو کچھ چوپایوں کی قسم سے
خدا نے انکو دیا ہے۔ اسپر مقررہ وقت پر خدا کا نام لیں۔ اور دوسرے یہ کہ اس
میں سے خود کھائیں۔ اور مصیبت زدہ اور محتاجوں کو کھلائیں۔ غریبوں اور محتاجوں
کی مدد کرنے کا اصول "آو نجات حاصل کریں" عملی طور پر سمجھانے کیلئے
اور خدائے واحد کا تصور ذہن میں پیدا کرنے کے لئے ابتدائی طریقہ قدرتی طور پر
یہی ہو سکتا تھا۔ کہ جو رسم قربانی ان میں قدیم الایام سے جاری تھی۔ اور ان کی
دنیوی اور مقامی ضروریات کے اعتبار سے ان کے لئے مفید تھی۔ اسی کے ذریعہ انکو
یہ دونوں باتیں سمجھائی جائیں۔ لہٰذا خدائے واحد کے تصور کی طرف رہنمائی کرنے
کے لئے مقررہ اوقات میں اسپر خدا کا نام لینے کی ہدایت کی گئی۔ اور غریبوں اور
محتاجوں کی امداد کا سبق سکھانے کے لئے اس میں سے مصیبت زدہ اور محتاجوں کو
کھلانے کا حکم نازل ہوا جبکہ منیٰ میں لاکھوں جانوروں کا گوشت کھلانے کیلئے
اس قدر محتاجوں مسکینوں کا ملنا قطعی ناممکن ہے۔ اسلئے بہتر یہی ہے کہ صاحب استطاعت
صرف ایک ہی جانور کی قربانی کرے۔ اور وہ بھی خود کھائے۔ غریبوں اور دوستوں
کو کھلا دے۔ باقی زائد جانوروں کی قربانی کا جہاں تک تعلق ہے۔ وہ صرف ان دو

اصولوں کو عملی طور پر سمجھانے کا ایک ابتدائی ذریعہ ہے۔ اگر خدا کی منشاء صرف گوشت ضائع کرنے اور خون بہانے کی ہی ہوتی۔ تو وہ اپنے حکم کے متعلق یہ کبھی نہ فرماتا۔ کہ میں ان کا گوشت اور خون قبول نہیں کرتا ہوں۔"

چونکہ زندگی بالکل بدل گئی۔ لہٰذا زندگی کی مشکلات کا مقابلہ کرنے کے ذرائع بھی بدل گئے۔ لہٰذا اب اسکو بنی نوع انسان کی خدمات کے وہی ذرائع استعمال کرنے چاہئیں۔ جو اس کی موجودہ ضروریات کے لحاظ سے مفید ہوں۔ تاکہ وہ خدا کی خوشنودی کا باعث ہوں۔ مثلاً حج کے متعلق جو آیت اوپر نقل کی گئی ہے۔ اُس میں خدا نے یہ پیشینگوئی کی ہے۔ کہ اسلام تمام دنیا میں پھیل جائے گا۔ اور لوگ دور دراز ممالک سے پیدل اور اونٹوں پر حج کے لئے آیا کریں گے۔ اگرچہ اس عالم الغیب خدا کو یہ علم تھا۔ کہ لوگ ریلوں۔ موٹروں اور طیاروں میں بھی حج کے لئے آیا کریں گے۔ لیکن اس پیشینگوئی میں آپ نے ان سواریوں کا ذکر اس لئے نہیں کیا۔ کہ اس زمانہ کے لوگ ان چیزوں کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ بلکہ سواری کیلئے صرف ضامر (سواری) کا لفظ استعمال کیا۔ کیونکہ عرب میں دور دراز سفر کے لئے اس زمانہ میں صرف اونٹ ہی استعمال ہوتا تھا۔ لہٰذا دور دراز سفر کی سواری کیلئے صرف ضامر (سواری) کا لفظ استعمال کیا گیا۔ اور چونکہ خدا نے اس پیشینگوئی میں سواری کیلئے صرف ضامر کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اس لئے ضامر کے معنی لازمی طور پر سواری کے لینے پڑیں گے۔ یعنی لوگ مختلف قسم کی سواریوں میں جو جس زمانہ میں رائج ہوں گی۔ حج کے لئے دور دراز راستے سے آیا کریں گے۔ لہٰذا جب اس آیت میں ایک مخصوص چوپایہ یعنی ضامر کا لفظ مختلف سواریوں کا مفہوم اپنے اندر شامل رکھ سکتا ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ انہی وجوہات کی بناء پر چوپایوں کا لفظ جو اس زمانہ میں معیار دولت سمجھے جاتے تھے۔ دولت کا مفہوم اپنے اندر شامل نہ رکھتا ہو۔ اور جب اونٹ کی سواری کے بجائے جس کا نام کلام مجید میں مخصوص طور پر بیان کیا گیا ہے۔ ریل۔ موٹر اور طیارے جو اس زمانہ میں بہترین اور مفید ترین سواری کے ذرائع ہیں۔ حج کے لئے استعمال ہو سکتے ہیں۔

عیدالضحیٰ اور حج کے موقع پر اب جانوروں کو زیادتی سے قربانی کرنے کی قطعی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اس زمانہ میں زیادتی قربانی سے قوم کو وہ فائدہ نہیں پہنچتا ہے۔ زاید جانوروں کی قربانی کی بجائے مال و زر کی قربانی کی ضرورت ہے۔ کیونکہ تمام دنیا سے مسلمان حج کے واسطے مکہ معظمہ کثرت سے جاتے ہیں۔ وہاں لاکھوں کی تعداد میں چوپائے قربان کر دیئے جاتے ہیں۔ تو ان کا محض گوشت ہی ضائع نہیں جاتا۔ بلکہ وہ جگہ اتنی غلیظ ہو جاتی ہے کہ رہنے کے قابل نہیں رہتی۔ اور دوسرے مسلمانوں کی ضروریات اب محض گوشت کھانے ہی تک محدود نہیں رہی ہیں۔ بلکہ اس سے اور زیادہ اہم ضروریات ہیں۔ جن کے پورا کرنے سے مسلمانوں میں محتاجوں کی تعداد خودبخود کم ہو سکتی ہے۔ اور جن پر ان کی قومی اتحاد و استحکام کا دارومدار ہے۔ اور جو مسلمانوں کی خاص توجہ کی محتاج ہیں۔ کس قدر افسوس اور عبرت کا مقام ہے کہ مسلمان ہر سال عیدالضحیٰ اور حج کے موقع پر اپنا کروڑہا روپیہ چوپایوں کی بیکار خونریزی پر صرف کرتے ہیں۔ جبکہ ان کے کروڑہا مفلس بیمار اور کمزور بھائی جو واقعی امداد کے مستحق ہیں۔ بھوکے اور پیاسے۔ گرمی۔ سردی اور بیماری کی تکلیفیں برداشت کرتے ہوئے ٹھوکریں کھاتے پھر رہے ہیں۔ اور جبکہ ان کے ہزاروں قومی بہبودی اور ملکی ترقی کے کام روپیہ کی کمی کی وجہ سے نامکمل پڑے ہیں یا برباد ہو رہے ہیں۔ کیا وہ مذہب جس نے یگانگی اور انسانی برادری کا سبق اول اور آخر مرتبہ دنیا میں انسان کو سکھایا۔ قوم کے محتاج اور اپاہج لوگوں کی پرورش۔ نگرانی۔ تعلیم۔ قومی اور ملکی ترقی کے واسطے زکوٰۃ کو فرض کیا۔ اور خیرات کرنے اور اپنی جان و مال سے بنی نوع انسان کی خدمت کرنے کو سچے مومن کا شعار بتلایا ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ محض گوشت کو بیکار دبا دیا جائے۔

بہرحال رسم قربانی کے متعلق جو آیات کلام مجید میں نازل ہوئی ہیں۔ انپر جس پہلو سے بھی غور کیا جائے۔ یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ جانوروں کی زاید اور بیکار قربانی بذات خود کوئی خدا کا استمراری حکم یا نیکی یا اسکے خوش کرنے کا ذریعہ نہیں ہے۔

خدا تو براﺋیوں سے بچنے اور اپنی جان و مال سے بنی نوع انسان کی خدمت کرنے سے خوش ہوتا ہے۔ اور اس خدمت کا جو بہترین اور مفید ترین ذریعہ جس ملک اور جس زمانے میں ہو۔ اس ذریعے کے استعمال کرنے میں خدا کے منشاء کے مطابق خدا کی فرمانبرداری ہوتی ہے۔ لہٰذا اگر اس زمانہ کے مسلمان خدا کی منشاء کے مطابق قربانی کی رسم جاری رکھنا چاہتے ہیں جیسا کہ ہر سچے مومن کا فرض ہے۔ تو ان کو عید الضحےٰ اور حج کے موقعوں پر اتنے ہی جانور قربان کرنے چاہئیں۔ جس قدر کہ وہ آسانی سے بغیر ضائع جانے کے استعمال کر سکیں۔ اور غریبوں اور دوستوں میں تقسیم کر سکیں۔ اور اس کے علاوہ مالی قربانی کریں۔

قربانی کی تاریخ

قربانی ایک ایسی چیز ہے۔ جس کے ذریعہ سے لوگ زمانہ قدیم سے تقرب الٰہی حاصل کرتے چلے آئے ہیں۔ اور زمان و مکان کے اعتبار سے قربانی کی نوعیت میں بھی فرق رہا ہے سب سے پہلی قربانی حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل سے منسوب کی جاتی ہے۔ کہ انہوں نے اپنی زمین کی پیداوار کے ایک حصے کو خدا کے سامنے بطور قربانی پیش کیا تھا۔ اور اس کے بھائی ہابیل نے اپنی بھیڑوں میں سے ایک بھیڑ کی قربانی کی تھی۔ اللہ پاک نے خود فرمایا ہے:۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ط	آدم کے دونوں بیٹوں کی خبر ان کو پڑھ کر سنا جبکہ دونوں نے ایک قربانی کی اور ان میں ایک کی قبول کر لی گئی۔ اور دوسرے کی قبول نہیں کی۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی کا قصہ تو مشہور زماں ہے۔ اور اس کے معاوضہ میں اللہ پاک نے حکم دیا تھا۔ کہ وہ اپنے فرزند کے فدیے میں ایک مینڈھا ذبح کریں۔ اسلام سے پہلے اہل عرب اسی سنت ابراہیمی کا اتباع کرتے تھے اور ان کے بعد مسلمانوں نے بھی اپنی قربانیوں میں ان کا اتباع کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد خدا کی راہ میں جانوروں کی قربانی کرتی تھی۔ اور ان کو جلا دیا کرتی تھی۔

لیکن جب موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ آیا۔ تو انہوں نے قربانیوں کی دو قسمیں قرار دیں۔ دموی اور غیر دموی۔ دوسری قسم میں صرف وہ جانور تھے۔ جو خدا کی راہ میں چھوڑ دیئے جاتے تھے۔ اور کھیتوں اور چراگاہوں میں کھلے بندوں پھرتے تھے۔ اور لوگوں کو ان کے تقدس کی وجہ سے منع کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ دموی قربانیوں کی تین قسمیں تھیں:۔ (۱) وہ قربانیاں جو جلا دی جاتی تھیں۔ (۲) وہ قربانیاں جو گناہوں کا کفارہ ہوتی تھیں۔ (۳) وہ قربانیاں جو جلا دینے سے محفوظ رہتی تھیں۔

پہلی قسم کی قربانی کو لوگ بالکل جلا دیا کرتے تھے صرف اس کا چمڑہ باقی رہ جاتا تھا۔ جو کاہن لے لیتا تھا۔ دوسری قسم کی قربانیوں کا صرف ایک حصہ جلا دیا جاتا تھا۔ اور محفوظ حصہ کو کاہن لوگ کھا جاتے تھے۔ تیسری قسم کی قربانیاں بالکل اختیاری تھیں۔ اور ان کا گوشت ان کے لئے حلال تھا۔ وہ لوگ ان قربانیوں کے لئے یہ شرط لگاتے تھے۔ کہ وہ تمام عیوب سے خالی ہوں۔ اور جب کوئی شخص جانور کے قربانی کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا تھا۔ تو صرف چڑیا کی قربانی پر اکتفا کرتا تھا۔

عیسائیوں کے نزدیک قربانی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے خون اور گوشت کا نام ہے جس کو کاہن روٹی اور شراب کی صورت میں لوگوں کے سامنے کھانے کے لئے پیش کرتا ہے۔

اسکے بعد بت پرستی اور ستارہ پرستی کا دور آیا۔ تو لوگ ان پر اپنی کھیتوں کی پیداوار کو بطور قربانی نثار کرنے لگے۔ اسکے بعد نباتات کے اقسام میں سے خوشبودار چیزوں مثلاً عود اور دوسرے قسم کے معطر گوندوں کا استعمال ہونے لگا پھر مختلف قسم کی مذہبی مجالس میں بھی اس کا رواج ہوگیا۔ اگر کی بتیاں شاید اسی زمانہ کی یادگار ہوں۔ یونانیوں کے نزدیک چونکہ نمک دوستی اور مہمان نوازی کا ایک تلمیحی اشارہ تھا۔ اسلئے وہ اپنی قربانیوں میں نمک کو شامل کرتے تھے۔ اور اس

کو جو کے ساتھ ملا کر حاضرین کے سامنے پیش کرتے تھے۔ مصر میں بھی اس قسم کی رسوم جاری تھیں۔ جو آج بھی کسی نہ کسی شکل اور صورت میں باقی ہیں۔

قربانی صرف جانوروں تک ہی محدود نہ تھی بلکہ کنعان۔ ایران۔ روم۔ اور مصری قوموں نے اس میں اسقدر غلو کیا تھا کہ انسان کی قربانی چڑھاتے تھے۔ ایک مدت تک خود یورپ میں بھی اس کا رواج رہا۔ لیکن ۶۵۷ء میں روما کے دارالامراء نے ایک قرارداد کی منظوری سے اس قسم کی قربانی کو ممنوع اور قابل تعزیر قرار دیا۔ لیکن قانونی پابندیاں بھی مذہب کے پیدا کردہ اعتقادات کو ایک عرصہ تک قطعی طور پر زائل نہ کر سکیں۔ اور فرانس و جرمنی میں ایک عرصہ تک اس قسم کی قربانی کا ہیبت ناک رواج قائم رہا۔ مصری لوگ نیل کی پرستش کرتے تھے۔ اور ہر سال ایک نوخیز لڑکی کو خوب بناؤ سنگار کر کے نیل کی بھینٹ چڑھاتے تھے۔ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ دریائے نیل میں اس طرح پانی کی قلت نہ ہونے پائیگی حضرت عمرو بن العاص رضہ نے اس قبیح رسم کا قلع قمع کیا۔ مصر کی بہت سی سال خوردہ عورتیں اب تک ایک مٹی کی گڑیا بنا کر ایک مخصوص رات میں جس کو "لیلۃ النقطۃ" کہتی ہیں۔ پانی میں ڈبو دیتی ہیں۔ اور ان کا خیال ہے کہ اگر صبح کو برتن میں پانی بڑھ جائے گا۔ تو نیل کے پانی میں بھی اضافہ ہوگا۔ ورنہ وہ معمولی سے کم رفتار پر چلے گا۔

ان تمام واقعات سے یہ حقیقت پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ اسلام نے متمدن دنیا پر باقی احسانات کے علاوہ ایک بڑا عظیم الشان احسان یہ بھی کیا ہے کہ اُس نے انسانی قربانی کو حرام قرار دیا۔ اور جانوروں کی قربانی سے بھی صرف یہ سبق حاصل کرنے کی ترغیب دی کہ قربانی خود کوئی مقصود بالذات چیز نہیں۔ بلکہ اصل چیز جس کو خدا قبول کرتا ہے۔ وہ تقویٰ اور پرہیزگاری ہے۔ قربانی کے متعلق اللہ پاک نے فرمایا ہے:۔

لَن يَنَالَ اللّٰهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلٰكِن يَنَالُهُ التَّقْوٰى مِنكُمْ ؕ	خدا کو قربانی کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا۔ بلکہ تمہاری پرہیزگاری اُس تک پہنچتی ہے۔

قربانی کے جانور (دُنبے ہوں تو بہتر ہے) حجاج کو حتی الوسع خود ذبح کرنے چاہئیں۔ اور کوشش کرنی چاہیے کہ گوشت صاف کرا کر خود کھایا جائے اور دوستوں پر تقسیم کیا جائے۔ بکرے کا گوشت ہندوستانی عموماً کیلئے سازگار نہیں کیونکہ سنار کھاتے ہیں۔ لہٰذا پرہیز ضروری ہے۔

حلق کرنا یا سر منڈانا حلق کے معنے سر منڈوانے کے ہیں۔ اور قصر کے معنے بال کٹوانے کے ہیں۔ قربانی کے بعد سر منڈوائے یا بال کتروائے۔ لیکن سر منڈوانا بہتر ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرِ الْمُحَلِّقِيْنَ (اے خدا سر منڈوانے والوں کی بخشش فرما)۔

حلق یا قصر کے وقت یہ دعا پڑھنا مستحب ہے:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا هَدَانَا وَاَنْعَمَ عَلَيْنَا۔ اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ وَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ اَللّٰهُمَّ اكْتُبْ لِيْ بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةً وَّامْحُ بِهَا عَنِّيْ سَيِّئَةً وَّارْفَعْ لِيْ بِهَا دَرَجَةً اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلِلْمُحَلِّقِيْنَ وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ اٰمِيْنَ۔	سب تعریف اللہ کیلئے سزاوار ہے جس نے ہم کو ہدایت کی اور ہم پر اپنی نعمتوں کا نزول فرمایا۔ اے اللہ میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے۔ پس قبول کر مجھ سے اور بخشدے میرے گناہوں کو۔ اے اللہ میرے ہر بال کے عوض نیکی عطا کر اور مٹا اسکے ذریعہ سے مجھ سے برائی۔ اور بلند کر میرے لئے اسکے ذریعہ سے درجہ۔ اے اللہ بخش مجھ کو۔ اور سر منڈانے والوں کو اور بال ترشوانے والوں کو اے وسیع مغفرت کے مالک آمین۔

سر منڈوانے یا بال ترشوانے کے بعد اللہ اکبر کہے اور یہ دعا پڑھے:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ قَضٰى عَنَّا نُسُكَنَا۔ اَللّٰهُمَّ زِدْنَا اِيْمَانًا وَّيَقِيْنًا وَّاغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدِيْنَا وَجَمِيْعِ الْمُسْلِمِيْنَ۔	سب تعریف اللہ کیلئے سزاوار ہے جسنے قبول کیا ہم سے ہماری قربانی کو اے اللہ زیادہ کر ایمان اور یقین کو اور بخشدے ہم کو اور ہمارے ماں باپ کو اور تمام مسلمانوں کو۔

عورتوں کے لئے سر منڈوانا جائز نہیں۔ اُن کے لئے

بالوں کی لٹ انگلی کی پور کے برابر کاٹ ڈالنا کافی ہے۔ سر منڈواتے وقت کچھ دعائیں پڑھتے رہنا اور تکبیر کہتے رہنا مستحب ہے۔ سر کے بال اگر دفن کردے تو مستحب ہے۔ اگر پھینک دے تو مضائقہ نہیں۔ سر کے بال منڈوانے سے حکمت کی رُو سے فائدہ مند ہے۔ اوّل تو یہ کہ احرام کی حالت میں جب سر کھلا رہتا ہے۔ گرد وغبار جم جاتا ہے۔ خشکی پیدا کرتا ہے۔ اسلئے مناسک سے فارغ ہوتے ہی سر منڈوانا ضروری ہے۔ سر منڈوانے سے سر اور گردن میں طاقت پیدا ہوتی ہے۔ اور دماغ میں قوت پیدا ہوتی ہے۔

حجامت کرنے کے بعد لباسِ احرام اتار کر غسل کر کے اپنا معمولی لباس پہن لینا چاہیئے۔ اب ہر حاجی ہر قسم کی احرامی پابندی سے آزاد ہو جاتا ہے۔ زن و شوہر کو بھی اظہار محبت اور اقتباسِ لذت کی اجازت ہو جاتی ہے۔

طواف زیارت سر منڈانے کے بعد غسل کر کے اپنا معمولی لباس پہنکر مکہ معظمہ روانہ ہو جانا چاہیئے۔ اور ظہر کی نماز خانہ کعبہ میں پڑھیں اور طواف کریں۔ اور سعی صفا و مروہ کر کے عصر کی نماز پڑھ کر منیٰ واپس چلے آویں۔ اور مغرب منیٰ ہی میں پڑھیں۔

اس سے پہلے کے سب طواف غیر ضروری تھے۔ یہ طواف جزوِ حج ہے۔ اگرچہ اجازت ہے کہ ۱۰ سے لیکر ۱۲ تک کسی وقت کر لیا جائے۔ تاہم افضل یہی ہے کہ دس تاریخ کو ہی ادا کیا جائے۔ کیونکہ پیغمبر علیہ السلام نے بھی اسی دن ادا کیا تھا۔ طواف اور سعی کا طریقہ وہی ہے۔ جس کی پہلے وضاحت ہو چکی ہے۔ اسی طرح خانہ کعبہ کے گرد سات چکر پھیریں۔ اور مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھیں۔ اسی طرح آبِ زمزم سے فیضیابی اور سعی صفا و مروہ کریں لیکن اس طواف کے بعد منیٰ میں واپس آجانا چاہیئے۔ مکہ معظمہ میں قیام کی اجازت نہیں۔ کیونکہ اس جگہ کی فضیلت اور عظمت مسلّمہ ہے۔ اِس طواف کا نام طوافِ زیارت ہے۔ لیکن رات کو قیام منیٰ ہی میں ہونا ضروری ہے۔

دس تاریخ کی رمی ہو چکی۔ قربانی کے بعد احرام سے بھی آزادی حاصل

چوتھی۔ اور شمشت کے دیوانوں نے طوافِ زیارت کی سعادت بھی حاصل کرلی۔
اب گیارھویں اور بارھویں تاریخ کی رمی جمرات کے سِوا اور کوئی کام نہیں۔
اِن دونوں دنوں میں وقتِ رمی بعد از زوال ہے۔ دونوں دنوں میں ترتیب
یہ رہے گی۔ کہ پہلے جمرۂ صغرٰی کی رمی کرے۔ جو مسجد خیف کے قریب ہے۔
اسکے بعد جمرۂ وسطٰی اور آخر میں جمرۂ عقبٰی کی۔ تینوں جمروں میں سات سات
سات کنکریاں مارے۔ اور ہر کنکری پر مندرجہ سابقہ دعا پڑھتا جاوے۔
ہر جمرہ کے گرد ایک پتھر کا جنگلہ بنا ہوا ہے۔ کنکریوں کو اس کے اندر گرانا چاہیئے۔
باہر گرے۔ تو اُس کنکری کا اعادہ کر لینا چاہیئے۔ اگر رمی
میں اتنی دیر ہو کہ آفتاب غروب ہو جائے۔ تو یہ وقت مکروہ تصوّر کیا جاتا ہے۔ پہلے
دونوں جمروں کی رمی کے بعد مسنون یہ ہے کہ قبلہ رُو کھڑا ہو کر کچھ دیر تک تسبیح و تہلیل و
مناجات و استغفار میں مشغول رہے۔ البتہ جس رمی کے بعد کوئی رمی نہیں یعنی آخری
جمرہ (جمرہ عقبٰی) کی رمی۔ اُسکے بعد وقوف مسنون نہیں۔ فوراً پلٹ آنا چاہیئے۔
۱۰۔ ۱۱۔ اور ۱۲ کی اِن تین تاریخوں میں رمی واجب ہے۔ ۱۳ کو رمی مستحب کے درجہ
میں ہے۔ ۱۲ کی شام کو یا شب کو کسی وقت اگر مکہ واپس ہو گیا۔ تو بالکل جائز ہے لیکن
اگر ۱۳ کی صبح تک منیٰ میں قیام ہو گیا۔ تو پھر ۱۳ کو بغیر رمی کئے ہوئے مکہ واپس ہونا
درست نہیں۔ عام طور پر ۱۲ کو روانگی ہے۔ جو حاجی ۱۰ تاریخ کو طواف زیارت کے
لئے خانہ کعبہ نہ جا سکیں۔ اُنکو لازم ہے۔ کہ ۱۲ تاریخ کو عصر کے وقت مکہ معظمہ پہنچ لیں۔
مغرب سے پہلے پہلے طواف زیارت اور سعی صفا مروہ کر لیں۔ یاد رکھو۔ ان تاریخوں میں
وقتِ رمی کثرت سے ہجوم ہوتا ہے۔ کنکریاں اُسی جگہ جہاں پر کہ مارنی چاہیئں۔ آسان
کام نہیں۔ کھوے سے کھوا چھلتا ہے۔ بڑی ہمت کا کام ہے۔ کیونکہ یہاں بازار ہے۔
اور راستہ تنگ ملتا ہے۔ اور شغدف والوں کی تو یہ حالت ہوتی ہے کہ ذرا اونٹ بدکا۔
اور دوسرے بیسیوں شغدفوں سے ٹکر ہو جاتی ہے۔ ایک شغدف دوسرے شغدف
میں پھنس جاتا ہے۔ اِس لئے نہایت ہوشیاری چاہیئے۔

وادی محصب اگر ۱۱ تاریخ کو مکہ میں طواف زیارت کر آئے ہو۔ تو تیرھویں تاریخ کو بعد از زوال رمی جمرات سے فارغ ہو کر حاجی لوگ مکہ معظمہ کا قصد کرتے ہیں۔ راستہ میں مکہ کی آبادی شروع ہونے سے ذرا پہلے جنت المعلی (مکہ معظمہ کی قبرستان) کے قریب ایک مقام آتا ہے۔ جسے وادی محصب کہتے ہیں۔ حضور انور صلعم نے حج کے موقعہ پر مکہ سے آتے وقت یہاں قیام فرمایا تھا۔ اور ظہر کی نماز یہیں ادا کر کے کسی قدر استراحت فرما کر مکہ میں داخل ہوئے تھے۔ مکہ معظمہ پہنچ کر بہتر ہے کہ طواف وغیرہ کرتا رہے۔ یہ سب طواف نفلی ہیں۔ حج تو ہو چکا ہے۔ اب اپنے جانے سے پہلے اگر عمرہ کرنا چاہو تو کر لو +

عمرہ فَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ لِلّٰہِ (حج اور عمرہ کو اللہ کے لئے پورا کرو)۔ عمرہ حج خورد ہے۔ ترتیب آیت قرآنی پر نظر کر کے لوگ سمجھتے ہیں کہ حج کے بعد ایک عمرہ ضرور کیا جائے۔ عمرہ کے لئے احرام مقام تنعیم سے باندھا جاتا ہے +

تنعیم اہل حدیث کے نزدیک تنعیم جانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اپنے جائے قیام ہی سے احرام پہن کر طواف سعی کر سکتا ہے۔ لیکن ائمہ اربعہؒ اس حد تک باہر جانے کو ضروری ٹھہراتے ہیں۔ تنعیم کے مقام پر پختہ مسجد اور چاہ بنے ہوئے ہیں۔ غسل وضو اور پینے کا پانی اور چائے کا کافی انتظام ہوتا ہے۔ یہ تنعیم وہی جگہ ہے۔ جہاں نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کو کفار نے مشغول نماز دیکھ کر یکایک حملہ کر دیا تھا۔ اور پھر وہ اسی آدمی گرفتار کر کے لے گئے تھے۔ اور پھر انکو رحمۃ اللعالمین نے بالکل معاف و آزاد فرما دیا تھا۔

حج سے فارغ ہو چکے۔ تو مدینہ کی تیاری یا واپسی سے پہلے طواف وداع کرنا ضروری ہے +

طواف وداع

طواف تو رات دن حاجی کرتے ہی رہتے ہیں۔ مگر خانہ کعبہ سے رخصت ہوتے وقت یہ آخری اور الوداعی طواف ہے۔ اسکو طواف الصدر اور طواف الافاضہ بھی کہتے ہیں۔ یہ طواف واجب ہے۔ اس طواف کا طریقہ بھی وہی ہے۔ جو طواف کے متعلق بار ہا بیان کیا جا چکا ہے یہ وقت ہے جب اللہ کے محبوب اور پیارے بندے اپنے مولے سے علیٰحدہ ہو کے ہیں۔ اس جدائی اور فراق کا اندازہ مشکل ہے۔ یہ روحانی تعلقات ہیں۔ اور والہانہ عقیدت کا کرشمہ ہے۔ کہ ہر حاجی خانۂ کعبہ سے الوداعی طواف کے وقت آبدیدہ ہو کر نکلتا ہے۔ طواف سے فارغ ہوکر ملتزم کے پاس آئے۔ اور اس سے لپٹ کر دعا کرے۔ اور اظہار عجز وانکساری میں کمی نہ کرے۔ ملتزم ان مقامات میں سے ایک جگہ ہے۔ جہاں دعا قبول ہوتی ہے۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے خدائے ذوالجلال کی جب کبھی میں نے اس مقام پر دعا کی خداوند کریم نے اسے ہمیشہ قبول فرمایا۔ اس کے بعد حجرِ اسود کو بوسہ دے۔ اور واپس آنے کی حسرت وآرزو کا اظہار کرتا ہوا باب الوداع سے باہر نکل آئے۔ بہتر یہ ہے کہ روانگی کے وقت کچھ خیرات ضرور کر دیجائے۔ الحمد للہ کہ حج کا بیان بطفیلِ رسول اکرم ختم ہوا +

اے خداوند کریم اپنے حبیب پاک صلعم کے صدقہ سے ہمیں پھر اس مقام پر آنے کی توفیق عطا فرما۔ اور ہمیں [illegible] ہدایت فرما مسلمانوں اور اسلام پر جو ادبار کی گھنگھور گھٹائیں چھائی ہوئی ہیں انکو [illegible] ہوجائے نیکیوں کے معاون و مددگار ہم سب پر اپنے افضال و کرم کی بارش فرما۔ [illegible] کام کی تکمیل کیلئے استقامت عطا فرما تاکہ ہم تیرے حکموں کی بجا آوری دل وجان سے کریں۔ اللھم انصر من نصر دین محمد صلے اللہ علیہ وسلم واجعلنا منھم واخذل من خذل دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ولا تجعلنا منھم ط اللھم وفقنا بالطاعات والعبادات واحفظنا من جمیع الآفات والبلیات وبارک لنا فی الرزق والعمر والحسنات ط ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ط آمین یا رب العالمین +

خیرات وصدقات

حج سے فارغ ہونے کے بعد مکہ معظمہ میں خیرات کرنی چاہیئے۔ خیرات وصدقات کے لینے کیلئے ہر شخص مکہ کا رہنے والا اپنے آپ کو مستحق قرار دیگا۔ اُن میں وہ شخص بھی ہیں جن کی کئی کئی لاکھ روپے کی جائیدادیں ہیں۔ میں ایک شخص کے مکان میں تھا جو باب الزیارۃ سے متصل ہے (نہایت اچھا سہ منزلہ مکان ہے) جس کی قیمت کا اندازہ ایک لاکھ روپے سے زیادہ ہی ہے۔ اور پندرہ دن کے لئے قریباً تین گنی (۴۰ روپے) کرایہ پر لیا تھا۔ جس میں ہم کئی آدمی ٹھیرے تھے۔ اُسکے اُوپر کی منزل میں وہ خود رہتا تھا۔ نہایت شاہانہ ٹھاٹھ سے اُسکی رہائش تھی۔ اعلےٰ درجہ کے قالین بچھے ہوئے تھے۔ چاندی کی چائے دانیوں میں چائے پی جاتی تھی۔ متواضع آدمی تھا۔ باوجود اس قدر جائیداد کے مالک ہونے کے چلتے وقت خیرات کا مستحق بنگیا۔ جب میں نے اُس کی متمولیت کی نسبت اُسے کہا۔ تو جواب دیا کہ بیشک یہ ٹھیک ہے۔ مگر یہاں پر ہر ایک کے لئے خیرات جائز ہے۔ اور ہمارے خرچ اخراجات اسقدر ہیں کہ باوجود کافی آمدنی کے خیرات لینے پر بھی گذارہ نہیں ہو سکتا۔ یاد رکھو کہ حرم میں جتنے آدمی مطوف وغیرہ ملیں گے۔ وہ سب اپنے لوگوں سے اچھی حالت میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ جو آدمی زمزم پلاتے ہیں۔ وہ پہلے تو پلا دیتے ہیں۔ بعد میں اُسی وقت اُس کا معاوضہ طلب کرتے ہیں۔ نہ دینے پر بُرا بھلا بھی کہہ دیتے ہیں۔ آسنے دو آنے کو ٹھکرا دیتے ہیں۔ یہ لوگ بھی بڑے متمول ہوتے ہیں۔ ایک ہندوستانی ضعیفہ مسماۃ فاطمہ جو جبل پور کی رہنے والی تھی۔ اور وہ بیس پچیس برس سے مکہ معظمہ میں ہی سکونت رکھتی ہے۔ اور اپنا گذارہ لوگوں کی خدمات سودا وغیرہ لا کر کرتی ہے۔ میری بیوی کے پاس آتی رہتی تھی۔ اُس نے بتایا۔ کہ خیرات کو اگر اصلی مصرف پر صرف کرنا ہے۔ تو یہاں پر ان لوگوں کی بجائے مستورات کو دو۔ جو کہ اپنی مصیبتوں کی وجہ سے گوشہ نشینی اختیار کر کے سڑکی رباط میں رہتی ہیں +

مکہ کے قابل امداد مساکین ترکی رباط میں وہ مستورات رہتی ہیں۔ جو خاندانی لوگوں کی بہو بیٹیاں ہیں۔ اور انکے متعلقین لڑائی یا طبعی موت سے مر چکے ہیں۔ اور اُن کا کوئی ذریعہ گزر اوقات کا نہیں ہے۔ مگر ایسی تنگدستی اور عسرت کی حالت میں بھی اُن کی غیرت تقاضا نہیں کرتی۔ کہ کسی کے آگے دستِ سوال دراز کریں۔ جن مصائب میں خدا نے انکو مبتلا کر دیا ہے۔ صبر و شکر سے راضی برضا ہو کر بسر کر رہی ہیں۔ اسلئے سب سے زیادہ مستحق خیرات و صدقات ترکی رباط میں تلاش کرنے پر دوسری جگہوں پر رہنے والی اشخاص فاقہ زدوں کا شمار زیادہ مستورات ہیں۔ فی الحقیقت جب میں نے انہیں دیکھا۔ تو واقعی انکی حالت کو قابلِ رحم پایا۔ اگر انکو ایک پیسہ بھی خیرات کا دیا جائے تو وہ نہایت درد مندانہ حالت سے بیکر خدا کی درگاہ میں سر بسجود ہو کر خیرات دینے والے کے لئے ہزار ہزار دعائیں کرتی ہیں اور رقتِ قلبی سے اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ اسلئے سب سے زیادہ مستحق خیرات یہی مستورات ہیں۔ تمام حاجیوں پر لازم ہے کہ اپنے روپے کو ایسے لوگوں میں جو کہ فی نفسہٖ مستحق اور مرفع الحال ہیں اور دنیا جمع کرنے اور جائیداد بنانے کے لئے اپنے آپ کو مستحق خیرات بتانے پھرتے ہیں۔ اپنا روپیہ دیکر خسر الدنیا و الآخرۃ (دنیا میں بھی نقصان اور آخرت میں بھی) کے مصداق نہیں بلکہ خیرات و صدقات کا جو صحیح منشائے ایزدی ہے۔ روپیہ تقسیم کر کے فلاحِ دارین حاصل کریں۔ لہذا میرے نزدیک جہاں تک میں نے قیامِ مکہ میں تجربہ کیا ہے۔ اُن مستورات کو بہترین طریق پر خیرات کا مستحق پایا۔ لہذا وہاں جائیں۔ اور اُن کی اقتصادی حالت کا اندازہ لگائیں۔ اور تمام صدقات کا روپیہ وہاں پر تقسیم کریں۔ تاکہ خدا و رسول کی خوشنودی کا باعث ہو۔ اسکے علاوہ دوسرا ذریعہ نہر زبیدہ کے فنڈ میں دینے کا ہے۔ جسکے ذریعہ سے لاکھوں حاجی و دیگر ساکنین مکہ پانی پیتے ہیں۔ اور اس کی مرمت کی ہر وقت ضرورت پڑتی رہتی ہے۔ اس صدقہ جاریہ کے فنڈ میں روپیہ دینے کا بہت ثواب ہے ؎

اسی طرح مدینہ منورہ میں خیرات دینے کے لئے حاجتمند مرد اور عورتوں کی تلاش کریں۔ تو ایک شیخ نے کئی سو ایسے بزرگوں کے نام بتائے۔ جو کہ نہایت افلاس اور عسرت کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ اور مظلوم بھی تھے۔ ہم نے جو کچھ حصہ رسدی پہنچ سکا انہیں تقسیم کیا۔ اسکے علاوہ بعض دوسرے لوگ بھی خیرات کے لیے ملے۔ ان میں زیادہ تر نوجوان لڑکیاں تھیں۔ جو اچھے خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔ مگر ان کی غربت و افلاس کی حالت دیکھی نہیں جاتی تھی پریشان حال اور بے حد تنگدست تھیں۔ کہ انکی حالت کو دیکھ کر رونا آتا تھا۔ میرا اور میری اہلیہ کا پہلے ارادہ تھا کہ حج بیت اللہ اور زیارت روضۂ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے فارغ ہو کر بیت المقدس مصر اور دمشق وغیرہ کے راستے سے اسلامی ممالک کی سیر کرتے ہوئے واپس وطن کو مراجعت کرینگے۔ مگر ان کی حالت کو دیکھتے ہوئے ہم نے اپنا ارادہ ملتوی کر دیا اور وہ سب روپیہ ان بیکس اور نادار لڑکیوں میں خیرات کر دیا۔ خدا قبول فرمائے۔

بعض لڑکیوں سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ شریف ہاشمی خاندان سے ہیں۔ انکے ورثاء کچھ تو تیغ بیدریغ کا لقمہ بنے۔ اور کچھ جان بچا کر اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو چھوڑ کر خدا کے سپرد کر کے وطن مالوف سے ہجرت کر گئے۔ یہی وہ بچے اور بچیاں ہیں جن کا کوئی خبرگیر اور وارث نہیں ہے۔ اور وہ خیرات پر زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں۔ جس کی وجہ سے ایسے عالی خاندان کی نوجوان لڑکیوں کو ہر کس و ناکس کے سامنے دستِ سوال دراز کرنا پڑتا ہے۔ اور ایسی مجبوری کا انکے اخلاق و افعال پر بھی بہت برا اثر پڑنے کا اندیشہ ہے۔ حکومتِ وقت کو اس باب میں فوری توجہ کرنی چاہیئے۔ اور ایسے لاوارث اور بیکس بچوں کے لئے یتیم خانے کھول دینے کا انتظام کر دینا چاہیئے۔ تاکہ وہ کسی ذمہ دار اتالیق کے زیر نگرانی تعلیم حاصل کر سکیں۔ اور انکے اخلاق و اطوار کی حفاظت رہ سکے۔

بھیک مانگنے والوں میں حبشی سوڈانی بھی ہیں۔ جو بہت ہی عجیب ہیں۔ کسی کو خیرات دینے کے لئے مجبور نہیں کرتے۔ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ تک۔ مدینہ

سفر کرتے ہیں۔ اور سفر کی صعوبتیں سہتے ہوئے مدینہ منورہ پہنچتے ہیں۔ اس جذبۂ عشقِ الٰہی میں اُن کی عورتوں کی یہ حالت ہوتی ہے کہ کہ بچہ بندھا ہوا پیچھے۔ کچھ اسباب سر پر ہے۔ ہاتھ میں پانی کا مشکیزہ یا برتن پکڑا ہوا ہے۔ اور عرب کی تپتی ہوئی دھوپ میں بغیر سوال کئے۔ کئی کئی دن بھوکے پیاسے عشقِ محمدی میں محو توکل علی اللہ چلے جا رہے ہیں۔ مگر افسوس کہ ہماری خیرات کا بیشتر حصّہ اُن لوگوں کے پاس چلا جاتا ہے۔ جو خود امیر ہوتے ہیں۔ اور اُن کو خورد و نوش اور رہائش وغیرہ کی کسی قسم کی تکلیف میسر نہیں ہوتی۔ لہٰذا ہمیں لازم ہے کہ خیرات ایسے مستحقین کو دی جائے۔ جو فی الحقیقت خیرات کے مستحق ہوں تاکہ ہماری خیرات خدا کے ہاں درجۂ قبولیت حاصل کر سکے۔

خیرات کے مستحق زیادہ تر مندرجہ ذیل اشخاص ہیں:۔

(۱) سوڈانی جنہیں تکرونی بھی کہتے ہیں اور حبشی بھی یہ طبقہ بہت ہی غریب اور تکلیف سے سفر کر کے مکہ معظمہ پہنچتا ہے۔

(۲) ترکی و عربی بیوائیں اور یتیم لڑکیاں جن کا مکہ و مدینہ میں کوئی والی وارث نہیں۔ مکہ میں زیادہ تر ترکی رباط میں رہتی ہیں۔ اور مدینہ میں شہر کے پرانے ٹوٹے پھوٹے مکانوں میں۔

(۳) غریب بیمار وغیرہ اور نہر زبیدہ کے لئے چندہ۔

شہر مکہ معظمہ کے حالات

مکہ جس کو بکہ اور اُم القریٰ بھی کہتے ہیں۔ سطح سمندر سے قریباً ۳۰۰ میٹر بلند ہے۔ اس کی آبادی حضرت ابراہیم اور ان کے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کے زمانہ میں شروع ہوئی تھی۔ اوّل اوّل اُن کی اولاد خیموں میں آباد تھی۔ مگر ہجرت سے دو صدی قبل جب قصی بن کلاب شام سے آیا۔ تو مکہ معظمہ میں خانہ کعبہ کے گرد مکانات بنائے۔ اور اس وقت سے آج تک اس کی آبادی میں اضافہ ہوتا رہا۔

یہ شہر مشرق سے مغرب تک تین کیلومیٹر کی مسافت اور عرض دو کیلومیٹر کی مسافت میں ایک وادی کے درمیان جو شمال سے جنوب کی طرف مڑتی ہوئی پھیلی ہوئی ہے۔ اور پہاڑوں کے دو سلسلوں سے جو مشرق مغرب اور جنوب یعنی مکہ کے تینوں دروازوں میں آکر باہم مل جاتے ہیں گھرا ہوا ہے۔ اور جدہ کی جانب فصیل بنی ہوئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب تک زائر فصیل کے دروازوں تک نہیں پہنچ جاتے۔ شہر کی عمارت نظر نہیں آسکتی۔

شہر مکہ معظمہ کے پہاڑ

مکہ معظمہ کے پہاڑوں کا شمالی مغربی سلسلہ بہ ترتیب جبل قلیع جبل مہدی جبل قیعقعان اور جبل معلیع اور جبل قدح سے جو مکہ کے بالائی حصہ میں واقع ہے مرکب ہے اور جنوبی سلسلہ کی مغربی جانب بہ ترتیب جبل ابی حدیدہ اور جبل کودی ہے جو جنوب کی طرف مڑی ہوئی ہے پھر جبل ابوقبیس سے جو ان دونوں کی مشرقی جانب میں واقع ہے۔ پھر جبل خندمہ سے مرکب ہے۔ ان تمام پہاڑوں کی چوٹیاں حرم کی طرف مکانات سے لبریز ہیں۔

جبل ابو قبیس

شہر مکہ میں سب سے بلند خشک پہاڑ ہے۔ جون کے مہینہ میں وہاں کی ہوا شملہ جیسی ٹھنڈی معلوم ہوتی تھی۔ اس پہاڑ کو فاران کے نام سے پکارا جاتا تھا حرم سے تقریباً ایک میل کی چڑھائی ہے۔ یہی وہ مبارک پہاڑ ہے جس پر چڑھ کر فتح مکہ کے بعد سب سے پہلے حضرت بلال رضی اللہ تعالٰے عنہ نے اذان دی تھی جس کی یادگار میں اس چوٹی پر مسجد بلال بنی ہوئی ہے۔ اس پہاڑ پر مسجد بلال سے تھوڑی دور کے فاصلے پر رسول کریم صلعم سے شق القمر کا معجزہ وقوع میں آیا تھا۔ پہلے یہاں یادگار کے طور پر قبہ بنا ہوا تھا۔ اب مسمار کر دیا گیا ہے۔

بازار کوہ صفا سے یہ رستہ بالکل ڈھلوان ہے۔ بازار سے سیکڑوں سیڑھیاں چڑھ کر اس پہاڑی کے درمیان پہنچتے ہیں۔ پھر پہاڑی راستہ آجاتا ہے۔

اُمراءِ مکہ اور کلید بردار خانہ کعبہ کے مکان بھی اسی جگہ ہیں جب آپ پہاڑ کی چوٹی پر مسجد میں پہنچیں تو عرب بچے اور عورتیں آپ کو دعائے خیر دیتی ہوئی خیرات کی طلبگار ہونگی۔ آپ کے کچھ عطیہ پر وہ آپ کے آرام کے لئے تکیہ کپڑا بچھا دیں گے۔ اور پانی وغیرہ لادیں گے۔ آپ اس چڑھائی کو چڑھ کر ان چیزوں سے آرام پاؤ گے۔ اس پہاڑ سے تمام علاقہ مکہ معظمہ کا نظارہ بخوبی دیکھ سکو گے۔ حرم مبارک اور خانہ کعبہ کا نظارہ تو عجب و غریب معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ حرم شریف اس پہاڑ کے تحت میں واقعہ ہے۔ اگر حرم شریف میں نماز ہو رہی ہو۔ تو صحن تک اس سے صاف دکھائی دیتی ہے۔ اور مکبر کی آواز گونج کر وہاں پہنچ جاتی ہے

یہاں حرم شریف کی وسعت۔ طواف کا نظارہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ کوہ ابوقبیس کے سامنے حرم شریف کے دوسری طرف ایک پہاڑی نظر آتی ہے جس پر ترکی قلعہ بنا ہوا ہے۔ حرم شریف کے چاروں طرف پہاڑیاں ہیں +

کوہ حرا یہ پہاڑ مکہ معظمہ کے شمال کی طرف واقع ہے۔ مکہ سے منیٰ کو جاتے ہوئے بائیں جانب پڑتا ہے۔ پہاڑ کے اوپر ایک چوٹی گنبد نما بلند اور کافی بلند بنی ہوئی تھی۔ دامن کوہ تک سواریاں جا سکتی ہیں۔ اس کے آگے چڑھائی شروع ہو جاتی ہے۔ جو نوجوان اور تندرست شخص کے چڑھنے کی ہے۔ جب پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ جائیں۔ تو وہاں ایک چھوٹا سا گنبد جسکے چاروں طرف چار دروازے ہیں دکھائی دیتا ہے۔ اسکے زیرین حصہ میں فرش کے نیچے ایک پتھر ہے۔ جو شگاف شدہ ہے۔ چوٹی سے قریبا بیس پچیس فٹ نیچے جنوب کو بجانب مکہ معظمہ اتر کر وہ غار آتا ہے۔ جو کہ غارِ حرا کے نام سے موسوم ہے جس میں نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے زمانۂ نبوت سے پیشتر کئی سال تک خلوت میں باری تعالےٰ کی عبادت کی تھی۔ بالآخر رب العالمین کی طرف سے روح الامین جبرائیل علیہ السلام خدا کا پیغام لائے۔ اور جناب کو خلعت نبوت سے مزین فرمایا۔ یہ غار کیا ہے۔ ایک مسطح جگہ ہے۔ بلندی قد آدم ہے۔ پہاڑ میں درمیان

سے جوف پیدا ہوگیا ہے جس سے ایسی ڈھلوان چھت ہوگئی ہے۔ جس طرح عموماً خیمہ کی چھت ہوتی ہے۔ مشرق و مغرب کی جانب سے کھلا ہوا ہے۔ روشنی اور ہوا بلا روک آتی ہے۔ اس سے ذرا پیچھے ہٹ کر کے اتنا بڑا خول ہے۔ کہ انسان لیٹ سکے یا بیٹھ سکے۔ چوٹی پر کھڑے ہوکر دیکھو۔ تو جنوب کی جانب مکہ کی آبادی نظر آتی ہے۔ شمال کی جانب پہاڑ۔ اور پہاڑیوں کے درمیان کھلی کھلی وادیاں جن میں سفید سفید ریت چمک رہی ہے۔ اور جن میں موسم برسات میں پانی بہا کرتا ہے۔ نظر آتی ہیں۔ مشرق میں عرفات اور طائف کے پہاڑ ہیں۔ مغرب میں اگر مطلع صاف اور دور تک نظر لے جاؤ۔ تو سمندر کا نظارہ دکھائی دیتا ہے۔ یہ پہاڑ ایسے گوشہ میں واقع ہوا ہے کہ اس طرف معمولی طور پر کوئی آمد و رفت کا راستہ نہیں چلتا۔ اور اس کی بالائی چوٹی گنبد کی طرح ایسے بلند ہے جہاں مویشی بھی نہیں آسکتے۔ مگر اب گنبد وغیرہ نہیں رہے مسمار کر دیئے گئے۔

کوہ ثور یا جبل ثور

یہ پہاڑ شہر مکہ سے بجانب جنوب واقع ہے۔ اور یمن جاتے وقت راستہ میں پڑتا ہے۔ اسی پہاڑ میں وہ غار ہے جس کے اندر جناب سید المرسلین صلعم و امام الصدیقین رضی اللہ عنہ تین شبانہ روز پوشیدہ رہے تھے جب کفار کی ایذا رسانیاں حد سے تجاوز کر گئی تھیں۔ تو باری تعالیٰ کے حکم سے جناب رسالتمآب نے اپنے دوست رفیق و صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ہجرت فرمائی۔ تو اسی غار ثور میں قیام فرمایا تھا جس کا ذکر قرآن کریم میں ان الفاظ آیا ہے:۔

لَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۝	اللہ نے اپنے رسول کی مدد اس وقت بھی کی جب کافروں نے انہیں نکال دیا تھا۔ اور وہ دو شخصوں میں سے دوسرا شخص تھا۔ اور وہ دونوں غار میں تھے۔ اس وقت رسول نے اپنے ساتھی سے کہا کہ تو غم و ملال نہ کر خدا ہمارے ساتھ ہے۔

یہ ارشاد معجز نما کس کمال کے ساتھ پورا ہوتا ہے کہ کفار نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام

کی تجسس و تلاش میں سرگرداں پھر رہے ہیں۔ چاروں طرف تلاش کرتے پھرتے غار ثور کے منہ تک پہنچ گئے ہیں۔ اور صدیق اکبرؓ کو غار کے اندر تلاش کرنے والوں کے پاؤں کی آہٹ سنائی دے جاتی ہے۔ اور وہ متفکر و مغموم ہیں۔ مگر زبان مبارک سے اُس وقت بھی یہی الفاظ جاری ہیں کہ اے صدیق الیکا تحزن ان اللہ معنا ذرہ بھر غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے) اور خدا تعالیٰ کفار کو نامراد کر دیتا ہے۔ انہیں غار کے اندر معلوم ہی نہیں ہوتا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ غار کے اندر آرام فرما ہیں کہ یہ پہاڑ مکہ معظمہ سے جنوب کی جانب ۳ میل کے فاصلہ پر ہے۔ حرم شریف سے پہاڑ کا دامن ۲ میل سے کچھ زیادہ فاصلہ پر ہے۔ اور چڑھائی تقریباً سوا گھنٹہ کی ہے۔ وہ غار جس میں رحمۃ اللعالمین اور حضرت صدیق اکبرؓ نے تین شبانہ روز قیام فرمایا تھا۔ بدستور موجود ہے۔ البتہ اس میں اتنی ترمیم ضرور ہو گئی ہے کہ غار کے دوسری جانب ایک دروازہ لگا دیا گیا ہے۔ تاکہ زائرین ایک طرف سے داخل ہو کر دوسری طرف سے نکل جائیں۔ اور کثرت انبوہ سے زائرین کو تکلیف نہ ہو۔

جنت المعلیٰ

یہ مکہ معظمہ کا ایک بڑا قبرستان ہے۔ اس پہاڑ کو جبل حجون بھی کہتے ہیں۔ منیٰ کو جائیں تو بائیں ہاتھ پڑتا ہے۔ اور اگر مدینہ منورہ کو اس راہ سے جائیں جس راہ سے فتح مکہ کے لئے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے تھے۔ تو دہنے ہاتھ پڑتا ہے۔ شمال مشرقی جانب واقع ہے سب سے بڑا اور مقدس قبرستان ہے۔ جس کا آثار قدیمہ میں شمار رہا ہے۔ اسی قبرستان میں حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور ان کی والدہ۔ حضرت اسماءؓ بنت ابوبکرؓ مدفون ہیں۔ یہ مکہ معظمہ میں تیرہ سو سال کا پرانا قبرستان ہے۔ جس میں اسلام کے عالی شان سپوت استراحت فرما ہیں۔ مگر اب تمام قبوں کو مسمار کر دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ مولود النبیؐ۔ مولود فاطمہؓ وغیرہ وغیرہ بہت سی زیارت گاہیں مکہ معظمہ میں موجود تھیں۔ جن کو سلطان ابن سعود کے حکم سے منہدم کر دیا گیا ہے۔ ان زیارت گاہوں کا ثبوت کتب معتبرہ سے نہیں مل سکتا تھا۔ کہتے ہیں کہ زیادہ تر مصنوعی چیزیں بنی ہوئی تھیں۔ جن کا ذکر کرنا لاحاصل ہے۔

مکہ کی آبادی آبادی دو لاکھ کے قریب ہے۔ اور ایام حج میں تو اس کا کوئی صحیح اندازہ نہیں رہتا۔ مختلف اوضاع و اطوار کے انسان نظر آتے ہیں۔ بلکہ ایام حج میں تو مکہ معظمہ کو اسلامی نمائش گاہ کہنا زیادہ موزوں ہوگا۔ حجاج مختلف اقوام و ممالک کے باشندے ہوتے ہیں۔ لیکن اب تو وہاں کی مستقل آبادی بھی مختلف اقوام و ممالک کا مجموعہ بنگئی ہے۔ جاوا۔ ہندوستان۔ بخارا۔ چین۔ شام۔ افغانستان اور دیگر ممالک کی آبادی قریباً ایک لاکھ ہوگی۔ شہر کے حقیقی اور قدیم باشندے تو ہر صورت میں پچاس ہزار سے زاید نہیں ہونگے۔ ممالک خارجہ کے باشندے عموماً مالی کاروبار اور تجارت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس طبقہ کی حالت بہتر ہے۔ ملک کی اقتصادیات پر اس کا قبضہ ہے۔

مکانات مکہ معظمہ میں مکانات حرم شریف کے چاروں طرف کئی کئی منزلے بطرز جدہ و بمبئی بنے ہوئے ہیں۔ بہت کم مکانوں پر صحن ہوتا ہے۔ یعنی امراء کے مکانات کے سوا اور مکانوں میں عام طور پر صحن نہیں ہوتا۔

مکہ معظمہ کی رہائش کا بہترین حصہ باب الزیادۃ و باب جیاد کی طرف کا ہے۔ جو بلند جگہ پر واقع ہے۔ یہاں کے مکانات اور راستے خوب کشادہ ہیں۔ یہاں ترکی وضع کے خوبصورت مکانات بنے ہوئے ہیں۔ شریف ناصر پاشا کی عربی صناعی کا بہترین نمونہ ہے۔ اس حصہ میں جنوبی طرف کو ڈاک خانہ۔ تار گھر۔ خانقاہ مصری کی عالیشان عمارت ہے۔ اس عمارت میں اکثر مصر کے حجاج اسی خانقاہ میں ٹھہرتے ہیں۔ اس خانقاہ میں گورنمنٹ مصر کی طرف سے زمانہ حج میں غرباء و مساکین کو روزانہ دونوں وقت مفت کھانا تقسیم کیا جاتا ہے۔ عرف مصر کی طرف کے غرباء و مساکین کی بہترین امداد ہوتی ہے۔ اسکے مساکنہ "حمیدیہ" یعنی ٹرکی گورنمنٹ ہاؤس کی عالیشان عمارت ہے۔ آجکل امراء یہاں ہفتہ میں شاید دو دفعہ سلطان ابن سعود ملاقات کیا کرتے ہیں۔ اسکے متصل حفظان صحت کا محکمہ بھی ہے۔ مگر نام کا محکمہ ہے۔ چونکہ غلاظت شہر میں بہت زیادہ ہے۔ اور کوئی خاص توجہ اس زمانہ میں شہر کی صفائی کی طرف

نکلی۔ شاید آجکل اس کا کچھ انتظام ہو گیا ہو۔ یہاں پر قریب ہی ترکی توپ خانہ بھی رہتا تھا۔ باب الزیارۃ میں بڑے بڑے مکانات کے علاوہ ولایتی سامان کی دکانیں کثرت سے ہیں۔ ہر قسم کا کپڑا۔ ظروف۔ قالینیں۔ تسبیحاں اور جواہرات وغیرہ فروخت ہوتے ہیں۔

مکہ کے باشندے

مکہ میں ترکی۔ ایرانی۔ شامی۔ جاوی۔ مصری اور بنگالی وغیرہ زیادہ تر آباد ہیں۔ اور وہاں کی تجارت بھی انہی لوگوں کے ہاتھ میں ہے عرب بہت ہی کم کاروبار کرتے ہیں۔ ان کا خرچ بہت بڑھا ہوا ہے۔ جو کچھ روپیہ پیسہ تجارت کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے فوراً خرچ کر ڈالتے ہیں۔ ان کے مکانات عمدہ ہیں۔ ہر گھر اعلیٰ درجہ کے قالین اور چاندی وغیرہ کے سامان اور دیگر لوازمات سے آراستہ رہتا ہے۔ مگر پیشہ گداگری عام ہے۔

مکہ والوں کے ہاں جب بچہ چالیس دن کا ہوتا ہے۔ تو کپڑے میں لپیٹ کر باب کعبہ کے سامنے ڈال دیا جاتا ہے۔ اور جب کوئی مرتا ہے۔ تو اسکا جنازہ کچھ دیر کے لئے باب کعبہ کے سامنے رکھ دیا جاتا ہے۔ اور وہاں نماز جنازہ ادا کی جاتی ہے۔ پھر باب السلام کے راستے گورستان لے جاتے ہیں۔

مکہ کی مستورات

مستورات میں فرانسیسی فیشن رائج ہے۔ ریشمی صایہ و فراک۔ اونچی ایڑی کا بوٹ۔ اسپر زرق برق ریشمی و اطلسی کپڑوں کے برقعے پہنے جاتے ہیں۔ جو برقعہ کسی وقت زیب وزینت چھپانے کے لئے پہنا جاتا تھا۔ وہ اس وقت زیب وزینت کو دوبالا کر کے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے۔ یہ برقعہ انگریزی فیشن کا ہوتا ہے یعنی نیچے گون۔ آستین پیٹی۔ اسپر میانڈی نما برقعہ۔

اخلاق

اس میل جول اور مختلف اقوام کی باہمی رشتہ داری نے اہل مکہ کو اخلاق وجسمانی اعتبار سے ایک مخلوط النسل قوم بنا دیا ہے۔ مثلاً ان میں ایک ہی ساتھ باشندگان اناطولیہ کی امن پسندی کی عظمت۔ اہل جاوہ کی شرافت۔ ایرانیوں کی تمکنت مصریوں کی نرمی۔ چینیوں کا سکون۔ مغربیوں کی تیز مزاجی۔ ہندوستانیوں کی سادگی۔ یمنیوں کی چالاکی شامیوں کی مستعدی۔ اور زنگی کی کاہلی

جمع ہوگئی ہے۔ بلکہ اُن میں ایک ہی ساتھ تمدن کا کوچ اور بدویت کا کھرا پن نظر آتا ہے۔ مثلاً ایک آدمی جو ابھی آپ کو اپنی لجاجت آمیز گفتگو اور انتہائی خاکساری سے مسحور کر رہا تھا۔ دفعتاً مشتعل ہو کر سخت کلامی پر اتر آتا ہے۔ جس کا باعث یہ ہے کہ اُس کی مصنوعی تمدنی فطرت پر بدویت غالب آجاتی ہے۔ اُن کی وضع بھی تمام ممالک اسلامیہ کا مجموعہ بنگئی ہے۔ جو خاندان اس اختلاط سے محفوظ ہیں۔ اُن میں یہ بوقلمی نہیں پائی جاتی۔ بلکہ وہ اُن اخلاق و عادات سے مانوس ہوچکے ہیں۔ جو انہوں نے اپنے آباؤ اجداد سے وراثتاً حاصل کئے تھے۔ اسی طرح زبان بھی بگڑ گئی ہے۔ بگڑی ہوئی عربی میں فارسی اور ترکی الفاظ بکثرت پائے جاتے ہیں۔ بدوی قبائل خالص عربی بولتے ہیں۔ لیکن اُن میں بھی ہر قبیلے کا تلفظ اور لب ولہجہ الگ الگ ہے بعض قاف کو (گ و ف) سے بدل دیتے ہیں۔ مثلاً عقربہ (منکں) کو زرب قل کو گل کہیں گے۔ بعض کاف کو سین سے بدل دیتے ہیں۔ مثلاً کواکب (ستارے) کو سواسب کہیں گے۔ اور بعض میم کو ب سے بدل دینگے۔ جیسے مکہ کو بکہ کہیں گے۔

عربوں کی تعلیمی حالت

تعلیمی حالت عربوں کی نہایت ناگفتہ بہ ہے آجکل بھی زمانہ جاہلیت جیسی حالت ہے۔ بدو لوگ جو کہ شہر میں نہیں۔ بلکہ جو اپنی زندگی زیادہ تر صحرا میں گذارتے ہیں۔ علم کی روشنی سے بالکل بے بہرہ ہیں۔ وہ عرب جنہوں نے اسلام لانے کے بعد دنیا میں علم کی روشنی پھیلائی تھی۔ آج خود اس نعمت سے محروم ہیں۔ بلکہ بعض بدو تو ارکان اسلام سے ہی ناواقف ہیں۔ پابندیٔ مذہب بہت کم پائی جاتی ہے۔ احترام مساجد و مذہب کو جانتے ہی نہیں۔ آج اصل حجاز میں سے اسلامی روایات مفقود ہیں۔ مدتوں سے انہیں علم سے نفرت۔ کسب معاش سے بیزاری ہے چونکہ حجاز اپنی تقدیس کے باعث عالم اسلام کی زیارت گاہ ہے اسلئے اصل باشندے صرف حجاج و زائرین ہی کو اپنے معاش کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ ہر حجازی میں گداگری اور

کرنے کا مرض کثرت سے پایا جاتا ہے۔ حکومت ترکی کے زمانہ میں تحفظ و خدمت حرمین الشریفین کے لئے کروڑہا روپیہ ترکی خزانہ سے آتا تھا۔ اور ترکوں نے کبھی بھی سرزمین حجاز سے کوئی نفع حاصل نہیں کیا۔ ہزارہا باشندگان حجاز ترکی سلطنت سے صرف تقدیس حرمین کی وجہ سے وظیفہ حاصل کرتے تھے۔ آج ترکوں کے جانے کے بعد وہ ترکوں کی فیاضی کو سر پہ ہاتھ دھر کر رو رہے ہیں۔ خدا نے انکو انکی ناشکری کا بدلہ دیا۔ کہ آج وہ ترکوں کی سرپرستی سے محروم ہیں۔ سلطنت ترکی نے کئی دفعہ کوشش کی کہ عرب میں تعلیم پھیلائی جاوے۔ مگر شریفی عربوں کے بیرونی پروپیگنڈا کے اثر نے تعلیم نہ پھیلنے دی۔ اور مدینہ یونیورسٹی اس بنا پر آج تک پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکی۔

حجاز ریلوے نکلنے سے عربوں میں کچھ علم و تجارت کے پھیلنے کی بڑی بڑی امیدیں تھیں۔ مگر بیرونی پروپیگنڈے کے اثر نے بدوؤں میں اسلئے نفرت پھیلادی کہ ریل کے نکلنے سے مسافر بدوی اونٹوں سے بے نیاز ہو جائیں گے۔ اور بدو بالکل بیکار زندگی بسر کرکے تباہ ہو جائینگے چنانچہ اس ریل کے نکالنے پر بڑی بڑی مشکلات کا ترکی حکومت کو سامنا کرنا پڑا۔ مصطفےٰ کمال پاشا نے صرف عربوں کی ناشکری اور غداری کی وجہ سے خلافت کے بوجھ کو ترکی حکومت کے کندھوں سے اسی لئے اتار دیا۔ کاش کہ ترکوں نے زر پاشی کی بجائے علم پاشی کی ہوتی۔ بہر حال ترکوں کی غفلت مندی اور شریف مکہ کی ریشہ دوانیوں نے بدو قوم کو علم و ہنر سے محروم رکھ کر ایک بڑا نقصان پہنچایا۔ کاش موجودہ حکومت عربوں کو تعلیم و تربیت اور صنعت و حرفت کی طرف متوجہ کر سکے۔

بردہ فروشی آہ! مکہ معظمہ جس کی شان میں بمصداق اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ (ترجمہ۔ یعنی سب سے پہلا گھر جو تمام جہان کی ہدایت کیلئے بنایا گیا وہ مکہ مبارک میں ہے)۔ ایسا متبرک اور بابرکت شہر جس کی زحمت خود

خدائے کریم شاہد ہے۔ افسوس صد ہزار افسوس کہ آج وہی شہر بد ترین رسومات کا گہوارہ بنا ہوا ہے۔ بردہ فروشی کی رسم نہایت زور و شور سے جاری ہے۔ میرے زمانہ حج میں دلیعہد کے لئے بہت سی عورتیں خریدی گئی تھیں۔ قائد اعظم مولانا مولوی محمد علی مرحوم نے بچشم خود بردہ فروشی کے بازار کو دیکھا۔

بردہ فروشی کے بازار میں حبشی عورتیں علیحدہ علیحدہ کرسیوں پر بٹھائی ہوتی ہیں۔ ایک حبشی بچہ ۱۰ پونڈ سے چالیس پونڈ اور حبشن ۳۰ پونڈ سے ۸۰ پونڈ تک میں فروخت ہوتے ہیں۔ رنگ کے امتیاز سے بھی قیمت میں کم و بیشی ہوتی رہتی ہے۔ خوبصورت دوشیزہ لڑکی جس کا رنگ گورا ہو۔ ۳۰ گنی سے ۲۰۰ گنی تک میں بک جاتی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ع

چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

بعض بدعقائد اور مذبذب الایمان حجاج انکو آزاد کرنے کی غرض سے خرید کر دوہرے گناہ کے مرتکب بنتے ہیں۔ ان کو خرید کر کے انہیں آزاد کرنے سے کوئی فائدہ مترتب نہیں ہوتا۔ کیونکہ انہی آزاد شدہ لڑکیوں کو بردہ فروش دکاندار پھر کسی نہ کسی طرح پھسلا کر اپنی راہ پر لگا لیتے ہیں۔ دوبارہ پھر پوری قیمت پر انہیں فروخت کر دیتے ہیں۔ یہ رسم نہایت قبیح اور مذموم ہے معلوم ہوتا ہے کہ سرحدی بدوی قبائل بعض شہریوں کے کمسن بچوں کو چرا کر لے جاتے ہیں۔ اور پرورش کر کے انہیں فروخت کر دیتے ہیں۔ ورنہ حقیقی والدین کی فطرت کا یہ تقاضہ قطعی نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ اپنی لڑکیوں کو نابلد اور غیروں کے ہاتھ فروخت کر دیں۔

بردہ فروشی کی دکان ہندوستان کی بازاری عورتوں کے کوٹھوں سے بھی حد درجہ ذلیل اور بدتر ہوتی ہے۔ بعض دکاندار تو سودا کرتے وقت اپنے خریدار کو پسند کرنے کے لئے لڑکیاں گھر لے جا کر دو دو چار چار روز رکھ کر دیکھنے کی اجازت دیدیتے ہیں۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ رسم کیسی قدر مخرب اخلاق اور زیاں کن ہے۔ افسوس کا مقام ہے کہ جس رسم کو اسلام نے نیست و نابود کرنا چاہا تھا۔ وہی

بدترین رسم اسی متبرک شہر میں پھر جاری وساری ہے۔ کاش کہ یہ بد رسم وہاں سے قطعی طور پر مفقود ہو جائے۔ حکومت کو اس رسم کے مٹا دینے کے لئے اپنی مکانی کوشش صرف کر دینی چاہیئے۔ اور اس شہر کے وقار اور عزت کو بڑا رسے خدا لا یزال کی بارگاہ سے حاصل ہے برقرار رکھنا چاہیئے۔

اسکے علاوہ بہت سی جوان لڑکیاں آزادی سے کہ اگری کرتی پھرتی ہیں جن کے اخلاق میں بھی شبہ ہو سکتا ہے۔ نوجوان لڑکیوں کا اس طرح آزادی کے ساتھ پھرنا تمام بد اخلاقی کا پیش خیمہ ہے۔ بعض جوان لڑکیاں سر بازار سگرٹ ہاتھ میں لئے ہوئے، فیشن ایبل برقعہ اوڑھے حاجیوں سے خیرات طلب کرتی پھرتی ہیں۔ اور انکو روپیہ وصول کرنے کے لیے اعتبار سے طرح طرح کے شرمناک افعال پر مجبور ہونے میں بھی عبرت نہیں آتی۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا۔

بازار اور سڑکیں مکہ معظمہ سرزمین حجاز کا بہت بڑا شہر ہے۔ اونچے اونچے پختہ مکانات اور عالیشان ہوٹلوں کی کثرت ہے۔ بازار وسیع و خوشنما ہیں۔ اور سب مسقف ہیں جن میں جگہ جگہ روشندان بنے ہوئے ہیں۔ چونکہ وہاں دھوپ سخت ہوتی ہے۔ اسلئے یہ دھوپ کا بچاؤ ہے۔ ہر قسم کے کپڑے، کھانے پینے، جوتے، بساط خانہ اور صراف کی دکانیں بکثرت ہیں۔ شب کو بجلی کے قمقموں کی روشنی سے شہر جگمگا اٹھتا ہے۔ قہوہ، شربت اور برف کا ٹھنڈا پانی ہر دو راہیں قدم قدم کے فاصلے پر ملجاتا ہے۔ بلکہ اگر شام کو خوشگوار ہوا کے جھونکے شروع ہو جائیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انسان ریگستان عرب میں نہیں بلکہ ہندوستان کے کسی تمدن و تہذیب شہر میں گھوم رہا ہے۔ سڑکیں پختہ نہیں، بلکہ وہی پتھریلے اور ریتیلے راستے ہیں جھلکن ہے کہ حکومت کی ترقی کے ساتھ ساتھ یہ شعبہ بھی ترقی کر جائے۔ بازار سامان تجارت سے بھرے ہوئے ہیں۔ دنیا کی کوئی ایسی شئے نہیں۔ جو یہاں دستیاب نہ ہو سکے۔ جو لوگ ہندوستان سے اپنے ہمراہ انگریزی سامان لاتے ہیں وہ مفت میں باربرداری و حفاظت کی زحمت اٹھاتے ہیں۔ مکہ میں ہر جنس بافراط ہیں۔

ولایتی کپڑا۔ سوتی و ریشمی۔ ولایتی چٹائیاں۔ بسکٹ۔ سگرٹ۔ قالین تسبیحاں۔ ہر قسم کا اناج۔ انار سیب۔ ناشپاتی۔ تربوز و دیگر پھل و خشک میوہ۔ وغیرہ سب کچھ ملتا ہے۔
حجاز کی پیداوار تو صرف تربوز۔ اور طائف میں انگور و دیگر پھل ہیں۔ اور زمزم کی صراحیاں۔ باقی تمام چیزیں ولایت سے آتی ہیں۔ غرض ہر طرح سے مسلمانوں کا روپیہ ولایت ہی جاتا ہے۔ خدا محفوظ رکھے +

صفائی صفائی کی طرف سے حکومت نے غفلت کر رکھی ہے۔ نجاست ہر حصہ میں پھیلی ہوئی ہے۔ مکانوں کے پاخانہ سنڈاس نما ہیں۔ جہاں مکانوں کی بنیادوں میں جاکر پاخانہ جمع ہوتا ہے۔ اور وہیں سوکھا کر کھاد کے کام میں لاتے ہیں۔ ان پاخانوں میں مچھروں کی بھرمار رہتی ہے۔ یہ بھی ایک قسم کی مصیبت ہے۔ اسکے علاوہ جہاں کوئی مکان ٹوٹا ہوا ہو۔ یا خالی جگہ۔ اس سے گوڑی یعنی کوڑا جمع ہونے کی جگہ کا کام لیا جاتا ہے۔ بدوؤں اور خاصکر بخیریوں کو زمانہ حج میں دیکھا گیا۔ کہ کثرت سے یہ لوگ کپڑے کی بتیوں کو روغن سرو میں بھگو کر اپنے نتھنوں میں رکھتے ہیں۔ یہ بتیاں بھی بہت غلیظ ہوتی ہیں۔ جنکو صاف جگہ پر نتھنوں سے نکال کر گلے میں لٹکائے رکھتے ہیں۔ یہ ایک خلاف حفظانِ صحت طریقہ ہے۔ جو فائدے کی بجائے نقصان پہنچاتا ہے +

مصنوعات مکہ معظمہ میں پیشے بہت معمولی ہیں۔ مثلاً زرگری اور حدادی وغیرہ۔ لوہے کے ہتھیار عمدہ بنتے ہیں۔ کارخانوں میں صراحی اور گھڑے بنانے کا ایک کارخانہ ہے۔ لیکن یہ تمام چیزیں اجنبیوں کے ہاتھ میں ہیں۔ خود شہر کے باشندوں کی گذر اوقات گداگری اور مطوفی پر موقوف ہے۔ زمانہ حج میں تجارت کی گرم بازاری ہوتی ہے۔ اور جو کچھ اس زمانہ میں حاصل ہو جائے۔ اسپر سال بھر کی زندگی اور معاش کا دارومدار ہے۔ بعض زمانہ حج کے بعد غیر ملکوں میں پھیل جاتے ہیں۔ اور اپنی واقفیت کے ذریعے سے مذہبی تبرکات اور ہدایا کو فروخت کرکے اچھی خاصی قیمتیں وصول کرلاتے ہیں +

جہاں تک مصنوعات کا تعلق ہے۔ وہ نہایت افسوسناک ہے۔ حجاز میں کوئی قابلِ ذکر چیز تیار نہیں ہوتی۔ نہ صرف یہ بلکہ اسلامی ممالک کی بھی مصنوعات مکہ معظمہ میں دستیاب نہیں۔ تمام تر غیر اسلامی ممالک کی اشیاء فروخت ہوتی ہیں۔ امریکہ، جرمنی، انگلستان، اٹلی اور فرانس کی مصنوعات کو حجازی مصنوعات سمجھ کر انتہائی دلبستگی اور فریفتگی کے ساتھ خریدا جاتا ہے۔ حالانکہ دکانوں پر جو شال کمبل۔ پشمینے۔ چادریں۔ جوتے دستانے۔ مفلر۔ سگار۔ بنیانیں۔ مخمل۔ اطلس۔ جوتے۔ ٹوپیاں۔ پمپ۔ ہر قسم کے کھلونے۔ موٹروں کے ٹیوب۔ لاریوں کے ٹائر۔ بجلی کے قمقمے۔ گیس کے ہنڈے۔ عطر کی شیشیاں۔ سگار۔ دیا سلائیاں۔ جرابیں۔ چھتریاں۔ گلاس اور طشتریاں۔ غرض ہر چیز ممالک مغربی کی تیار شدہ ہے۔

تنقیدِ مصنوعات

اللہ! اللہ! یہ ہے اُمّ القریٰ اور بلد الامین کی تجارتی کیفیت۔ یہ ہے دنیا کی اولین و آخرین عبادت گاہ کا حال۔ جو آفرینش عالم سے لیکر تا قیام قیامت دنیا کی ترقی کا سرچشمہ بنا رہے گا۔ یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے اخراج پر تو آج بھی عمل ہو رہا ہے۔ لیکن ان ناپاک و نجس ہاتھوں کی مصنوعات اور تیار شدہ اشیاء کو سر آنکھوں پر لیا جا رہا ہے۔ نہ صرف یہ مذہبی عقائد کی تحقیر و تضحیک ہے۔ بلکہ تجارتی اور اقتصادی نقطۂ نظر سے ایک ایسا لازوال نقصان ہے جس کی تلافی قطعی طور پر محال ہے۔ کیا یہ واضح نہیں کہ ان اشیاء کا منافع اُن جیبوں اور ہاتھوں میں جائے گا۔ جو معاذ اللہ دن رات تخریب کعبہ کی تدابیر سوچتے رہتے ہیں؟ کیا حجاج کے گاڑھے پسینے کی کمائی جو وہ انتہائی جانفشانی اور عرق ریزی کے بعد جمع کر کے اس پاک مقدس شہر میں لاتے ہیں۔ اُس کا مقصد یہی تھا۔ کہ وہ براستہ حجاز مغرب کی استعماری حکومتوں کی بھینٹ چڑھ جائے؟ کیا ایک توحید پرست اور کلمہ گو کے کسبِ حلال کے لئے یہی انجام مقدر ہو چکا ہے کہ وہ اپنے کمائے ہوئے روپے سے خود اپنی تباہی کے اسباب پیدا کرے؟ کیا سادہ لوح پرستارانِ توحید اسی فریب کاری میں مبتلا رہینگے کہ وہ ہر سال اپنے روپے سے اغیار کے ہاتھوں کو مضبوط اور اُن کی جارحانہ تدابیر کو تقویت پہنچاتے چلے جائیں۔

گیا دنیا کا کوئی انسان یہ صحت عقل و فکر اپنے گھر کو اپنے ہی چراغ سے نذر آتش کرنے پر آمادہ ہو جائے گا؟ یہ بے اہل اسلم کی سادگی پر جتنے بھی آنسو بہائے جائیں کم ہیں۔ اس کی سادہ لوحی بلکہ بے بصری اور بے دماغی کا جتنا بھی ماتم کیا جائے تھوڑا ہے۔ رب السموات والارض کعبہ کی حفاظت وصیانت کا ذمہ دار ہے لیکن وہ ان لوگوں کی انفرادی و اجتماعی زندگی کا کفیل نہیں۔ جو اپنی خودکشی پر خود آمادہ ہو جائیں۔ اور خانہ کعبہ میں بیٹھ کر اعداء اسلام کی طلائی و نقرئی سکوں سے امداد کرنے جائیں۔ تاکہ وہ تیر و تلوار اور توپ و تفنگ تیار کر کے ہمارے خون کی خریداری کا دعوے کریں۔

حجاج کو اس بات کی خاص طور پر احتیاط کرنی چاہیئے۔ کہ وہ مکہ معظمہ کے بازاروں سے کوئی چیز ہرگز نہ خریدیں تسابیح اور جائے نماز تک۔ فرانس اور مانچسٹر کے تیار شدہ ہوتے ہیں۔ پھر کیا ان اشیاء پر ہندوستانی مصنوعات کو ترجیح حاصل نہیں۔ جو کم از کم یہاں کے مسلمانوں کی محنت و مشقت کا نتیجہ ہیں؟ اقتصادی ترقی کے لئے یہ لازمی ہے کہ ملک کی پیداوار اور خام اشیاء کو برآمد کی بجائے اس طرح پر استعمال کیا جائے کہ وہ مقامی و ملکی ضروریات کے کفیل ہونے کے علاوہ دیگر ممالک کی ضروریات زندگی کو بھی پورا کر سکیں صنعت و حرفت کے تنوع، کارخانوں کی کثرت، اشیائے عام کی بہتات اور عمال کی افراط، ممالک کو مال و منال کا سرچشمہ اور سونے چاندی کا خزینہ بنا سکتی ہے۔ اگر مقامی خام اشیاء کو برآمد کی بجائے خود استعمال کیا جائے تو ابتداء سے لیکر انجام تک ایک ایک پائی ملک میں رہ کر افراد میں تقسیم ہونے کے بعد ملکی محاصل کا جزو قصوی ہو گی۔ اور اگر خام اشیاء کی برآمد اور خارجی مصنوعات کی درآمد پر خاص پابندیاں عاید نہ کی جائیں۔ تو باشندگان ملک کے اقتصادی ثروات۔ قوت عمل و قوت ذکاوت سے قطعی طور پر محروم ہو جائینگے۔ اور مرور ایام کے دوش بدوش ان میں تساہل، تغافل اور تکاسل کی وجہ سے محتاجی بڑھ جائے گی۔ اور یہی امراض کسی ملک یا کسی قوم کی سیاسی و تمدنی موت کا پیش خیمہ ہیں۔

حجاج کے اظہار عقیدت کی یہ انتہا ہے کہ وہ اپنی لاعلمی اور بے خبری سے بخوشی انہی اشیاء کو اپنی آنکھوں سے لگاتے اور انہیں بوسہ دیتے ہیں۔ اگر حجازی مصنوعات

فَضْلِهٖٓ اِنْ شَآءَ ط اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ
حَكِيْمٌ ۝ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ
بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ
مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ
دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى
يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ط
وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ
مِنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي
الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

خدا اپنے حکم کی مصلحتوں کا جاننے والا اور حکمت والا
ہے۔ تم اُن میں سے جنکو کتاب الٰہی دی جا چکی تھی اُن
سے لڑو۔ جو خدا اور قیامت پر یقین نہیں رکھتے۔ اور نہ اُن کو
حرام کہتے ہیں جنکو خدا اور اسکے رسول نے حرام کیا۔ اور نہ وہ
دین حق کی پیروی کرتے ہیں۔ اور یہ لڑائی اُنسے اسوقت تک
رکھو جب تک وہ محکوم ہو کر جزیہ نہ دیں۔ جو کوئی تم میں
سے اُنکے ساتھ (یہود و نصاریٰ کے ساتھ) موالات کریگا۔ تو
یقین کرو کہ وہ انہی میں سے ہے بیشک اللہ تعالیٰ ظلم کرنے
والی قوم کو ہدایت نہیں بخشتا +

ظاہر ہوگیا۔ کہ ہر قسم کے مشرکین سے اور خصوصاً اہل کتاب مشرکین سے مسجد حرم کا قرب
وجوار پاک ہونا چاہیئے۔ اور جزیرہ عرب میں اُن کی آمد و رفت اور سکونت مسدود ہونی چاہیئے۔
مسجد حرم کے قرب و جوار میں اہل شرک میں سے جو لوگ آمد و رفت رکھتے تھے۔ اور سکونت
کرتے تھے۔ وہ دو قسم کے لوگ تھے۔ ایک وہ جو مصالحانہ تجارتی کاروبار کے ذریعہ سے
آتے جاتے تھے۔ دوسرے وہ تھے۔ جو جزیرہ عرب کے حدود میں فوجی اور شاہانہ قوت
واقتدار رکھتے تھے۔ اسلام نے ان دونوں کے لئے اپنے مقدس شہروں کے دروازے بند
کردیئے۔ اس ملک کا تمام کاروبار لین دین تجارت اور بیوپار۔ یہودیوں اور نصرانیوں کے
ہاتھ میں تھا۔ اسلئے لامحالہ مسلمانوں کو اپنی مالی و اقتصادی قوت کے زوال۔ اور اشیاء کی
آمد و رفت کے انسداد۔ اور باہر سے غلہ کی آمد بند ہوجانے کا خطرہ ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ
نے اس مصالحانہ تجارتی ذرائع کے بند ہوجانے سے جو خطرہ لاحق ہوا۔ اس کو اس
تسلی سے جس میں کہ آئندہ کی عظیم الشان پیشگوئی چھپی ہوئی تھی رفع کردیا۔
کہ اگر تم کو اس آمد و رفت کے بند ہوجانے سے فقر و فاقہ کا خیال ہے۔ تو خدا
اپنی دولت سے مالا مال کردے گا۔ یعنی تم کو سرزمین کی وسیع حکومت اور تجارت
سپرد کردے گا +

ذرائع بہم رسانی آب

اہل مکہ یا تو اُن کنوؤں کا پانی پیتے ہیں۔ جو خود مکہ میں موجود ہیں مثلاً زمزم۔ یا مکہ کے باہر ہیں مثلاً زاہر عسقلانی۔ جعرانہ وغیرہ۔ یا اُن تالابوں کا پانی استعمال کرتے ہیں۔ جو بارش یا چشموں کے پانی سے لبریز ہوجاتے ہیں۔ عین زبیدہ کا پانی بھی مختلف خزانوں میں جو سڑکوں پر بنے ہوئے ہیں۔ جمع ہوجاتا ہے۔ اور بہشتی بھر بھر کر اہل شہر کے استعمال کے لئے لے جاتے ہیں۔ یہ نہر زبیدہ خاتون (زوجہ ہارون الرشید) کی یادگار ہے۔ اور اسکے دل میں اسکے جاری کرنے کا خیال اس طرح پیدا ہوا کہ اُس نے اپنے زمانہ حج میں دیکھا کہ اہل مکہ پانی کے لئے سخت تکلیف اور مصیبت برداشت کررہے ہیں۔ اس لئے اُس نے حکم دیا کہ نہر حنین سے جو عرفہ سے آگے شمال مشرقی جانب مکہ سے ۳۵ کیلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ایک نہر نکال کر مکہ معظمہ میں لائی جائے۔ زبیدہ خاتون نے نہایت اہتمام کے ساتھ ہر طرف سے اسکے لئے مزدور اور کاریگر بھیجے۔ اور اُنہوں نے ایک عظیم الشان نہر نکال لی عرفات کے مشرقی جنوبی جانب ۱۲ کیلومیٹر کے فاصلہ پر ایک سلسلہ کوہ ہے۔ جس کا نام جبال کرا ہے۔ اور اس پہاڑ سے جو پانی گرتا ہے وہ وادی نعمان میں آکر جمع ہوجاتا ہے۔ اِن مزدوروں نے اُس خزانہ آب میں سے ایک نہر نکال کر اسکے ساتھ ملادی۔ اسکے علاوہ جن اطراف میں سیلاب کا پانی آتا ہے۔ وہاں سے بھی سات نالیاں نکالیں۔ تاکہ اصلی چشمہ کے پانی میں اور بھی اضافہ ہوتا رہے۔ منیٰ کے جنوبی جانب ایک چٹان میں بھی خزانہ آب بنایا گیا ہے۔ جس میں اس نہر کا پانی گرتا ہے۔ اور اس کا نام بئیر زبیدہ ہے۔ اور اسی سے ایک نالی نکال کر مکہ معظمہ میں لائی گئی ہے۔ اس کی دو شاخیں ہیں۔ ایک عرفات میں جاتی ہے۔ اور دوسری مسجد نمرہ میں۔ زمانہ حج میں ان دونوں میں پانی رہتا ہے۔ حنین سے نہر کو پختہ چھتی ہوئی بنایا گیا ہے۔ ساتویں صدی کے اخیر میں اس نہر کا سرچشمہ پٹ گیا۔ نالیاں ٹوٹ پھوٹ گئیں۔ اور شہر میں اسکے پانی کی آمد بند ہوگئی۔ امیر چوبان نے جو شاہ تاتار کی طرف سے عراق کا نائب السلطنت تھا۔ ایک شخص باذان نامی کو اس

غرض سے روانہ کیا۔ کہ وہ نہر کی مرمت کرا دے۔ اُس نے ۱۲۶۵ھ میں اِس کام کی تکمیل کی چنانچہ مشائخ مکہ کا نام اب تک بازان کے نام پر ہی مشہور ہے یہ چال نہر زبیدہ پر ہی زیادہ تر حجاج کی زندگی کا دارومدار ہے۔ اور اِس سے بہتر میٹھا پانی مکہ میں نہیں مل سکتا۔

اس موقع پر حجاج کو چاہیئے کہ وہ بلدیہ مکہ کو اِس طرف توجہ دلائیں کہ کہ معظمہ میں نہر کا جو حصہ کھلا ہوا ہے۔ اُسکے بالائی حصہ میں لوگ کپڑے وغیرہ نہ دھوئیں۔ اِس لئے کہ یہ اصول حفظانِ صحت کے بھی خلاف ہے۔ اور شریعت بھی اِس کی اجازت نہیں دیتی۔ اِس شہر میں امراض کا سبب یہی ہے کہ لوگوں کو صاف پانی میسر نہیں آتا۔ اِس کی نگرانی ضروری ہے۔ جو لوگ ان حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اُنہیں یا تو بند کر دینا چاہیئے۔ یا کم از کم خاص پابندیاں عائد کر دی جائیں۔ جن سے پانی صاف و ستھرا رہ سکے۔ اور صحت کے لئے مُضر نہ ہو۔ نہر زبیدہ کی مرمت کے لئے ایک مجلس قائم ہے۔ لہٰذا حجاج کو چاہیئے کہ اپنی خیرات کے وقت اس کارِ خیر کو فراموش نہ کریں +

اخبارات و مدارس

مصری اخبارات و رسائل کے علاوہ ہندوستان کے اردو پرچے بعض جگہ مل جاتے ہیں۔ ایک ہفتہ وار اخبار اُم القریٰ کے نام سے جاری ہے۔ ہر جمعہ کو شائع ہوتا ہے۔ دفتر حرم شریف سے قریب ہے۔ ولیعہد کے محل کی پُشت پر واقع ہے۔ بڑی تقطیع کے چار صفحات پر مشتمل ہے۔ اخبار کی حیثیت قریب قریب نیم سرکاری ہے۔ یہ چھوٹا سا پریس پہلے ترکوں نے قائم کیا تھا۔ اب نجدی اسپر قابض ہیں۔ حجاز میں سالانہ چندہ ساڑھے تین روپے کے قریب اور بیرونِ حجاز کے لئے سات روپے کے قریب ہے۔ حجازی نظم و نسق سے باخبر رہنے کے لئے اِس اخبار کا مطالعہ ضروری ہے +

مدرسہ صولتیہ

اِس مدرسہ کا نام ہندوستان بھر میں مشہور ہے۔ سرزمینِ عرب میں ہندوستانیوں کی قائم کردہ درسگاہوں میں یہ مدرسہ بہت پُرانا اور مشہور ہے۔ مولانا رحمت اللہ صاحب

کیرانہ ضلع مظفر نگر کے باشندہ ہندوستان کے ایک نامور عالم تھے مشہور دشمنِ اسلام
پادری فنڈر کو انھوں نے ہی میدانِ مناظرہ میں شکست دی تھی آپ ہجرت کر کے مکہ معظمہ
چلے گئے۔ اور یہیں کلکتہ کی عالی ہمت و فیاض خاتون صولت النسا بیگم کی مالی امداد سے
۱۲۹۱ھ میں اس دینی مدرسہ کی بنیاد ڈالی اور اُس وقت سے اب تک یہ مدرسہ جاری
چل رہا ہے مدرسہ کی عمارت بڑی وسیع اور عالیشان ہے سالانہ خرچ اور آمدنی سات ہزار
روپیہ کے قریب ہوگی۔ دولتِ نظام اور دولت بھوپال کی جانب سے سالانہ وظائف
بھی مقرر ہیں۔ ہندوستانی حجاج اکثر و بیشتر اپنی ڈاک بھی اس مدرسہ کی معرفت منگواتے
ہیں۔ اور یہ طریقِ کار قابلِ اعتماد اور مقبول بھی ہے۔ مدرسہ کے مہتمم مولانا محمد سعید صاحب
کیرانوی ہیں۔ یہ اپنے اخلاق سے ہر آدمی کو گرویدہ کر لیتے ہیں۔ آپ کو ہر قسم کی
مدد اُن سے مل سکتی ہے۔ مگر اب انکے صاحبزادے آکل عجب حضری میں مدرسہ کا
انتظام کرتے ہیں۔ اس مدرسہ کی ایک عالیشان مسجد ہے وسط میں حوض کی دو منزلہ
والی نہایت خوبصورت بنی ہوئی ہے۔ اور مدرسہ کی عمارت نئی تیار کی گئی ہے۔
اسکے علاوہ ایک اور مدرسہ مدرسہ فخریہ کے نام سے باب ابراہیم
میں کھلا ہوا ہے +

مدرسہ دار الحدیث | مدرسہ صولتیہ و فخریہ کے علاوہ ایک اور مدرسہ سال رواں میں
"دار الحدیث" کے نام سے کھولا گیا۔ جس کے مہتمم شیخ ابو السمح
عبد الظاہر جو امام حرم مکہ ہیں۔ اور شیخ عبید اللہ دہلوی مہتمم ثانی ہیں۔
اس کے علاوہ دیگر سربرآوردہ اصحاب کی ایک انتظامیہ کمیٹی ہے۔
اس مدرسہ سے کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کے شیدائی اور سرگرم
مبلغ تیار کئے جاویں گے +

ڈاک خانہ | مکہ معظمہ کے تمام شہر میں ایک ڈاکخانہ ہے جس میں ایک پوسٹ ماسٹر
اور دو ہرکارے ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ جو عملہ ایک معمولی قصبہ کے
لئے بھی ناکافی ہو۔ وہ ایک دار السلطنت اور پھر اسکے علاوہ لاکھوں حاجیوں کیلئے

کیونکہ کافی ثابت ہوگا۔ وہ ڈاک باندھ کر رکھ لیتے ہیں۔ اگر کوئی شخص خود پہنچ جائے لوٹے آ ئے۔ ورنہ کسی معلم کے حوالے کر دیتے ہیں۔ غرض خط کا مکہ معظمہ کے ڈاکخانہ میں پہنچ کر بھی ملنا یقینی نہیں۔ مدرسہ صولتیہ یا کسی دکاندار کی معرفت اگر انتظام کر لیا جائے تو وہ بہتر ہے۔ ڈاک قریباً دو ہفتہ میں پہنچتی ہے۔ کیونکہ ڈاک کا جہاز پورٹ سعید ٹھہرتا ہے۔ اور وہاں سے ایک اور جہاز جدہ آتا ہے۔ اسی ہیر پھیر میں عرصہ لگ جاتا ہے۔ یہ ڈاک خانہ باب الوداع کے قریب ہے۔ ہندوستانی ڈاک پر لفافوں سے ٹکٹ چیلیاں کرنے پڑتے ہیں۔ ڈاک کا وقت و محصول ہم جدہ کے بیان میں درج کر چکے ہیں ملاحظہ فرماویں۔ مندرجہ بالا حالت ۱۹۲۶ء کی ہے۔ اب کچھ انتظام ہو گیا ہو۔ تو پتہ نہیں۔

حکومت سرزمین حجاز مدت طول سے ترکی حکومت کے زیر نگیں رہی۔ ترکوں نے اس سرزمین پر کبھی بھی تلوار کے زور سے حکومت نہیں کی۔ بلکہ وہ ہمیشہ جاروب کش اور خادم الحرمین الشریفین کی حیثیت سے رہے۔ ترکی سلطنت کے ہر سلطان نے حرمین شریفین کی خدمات میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ بلکہ ہر ایک نے کچھ نہ کچھ شہروں اور حرمین کے توسیع اور اُن کی ترقیب۔ و تزئین میں اضافہ کیا ہے۔ اور کروڑہا روپیہ ترکی سلطنت کا صرف تقدیس الحرمین کی وجہ سے سالانہ خرچ ہوتا تھا۔ مکہ و مدینہ کے سادات و شرفاء و فقراء۔ بیواؤں اور یتیموں کے وظائف کے علاوہ اور اُن ہزارہا نفوس کی تنخواہوں پر جو حکومت نے خدمت حرمین کیلئے تعین کی ہوئی تھیں روپیہ صرف کرنا پڑتا تھا۔ مگر ایک حبہ تک بھی سرزمین حجاز سے نہ لے گئے۔ باوجودیکہ عرب لوگ ہمیشہ ترکوں کو نقصان پہنچاتے رہے۔ اور لوٹ مار کا سلسلہ ہمیشہ جاری رکھا۔ مگر ترکوں کی تلوار جو صرف خدمت اسلام کے لئے مخصوص تھی۔ صرف تقدیس و تحفظ حرمین کی وجہ سے ان غداران ملک کی سرزنش نہ کر سکی۔ اگر وہ چاہتے۔ تو اپنی طاقت سے کام لیکر ان لوگوں کی سرزنش اور قرار واقعی گوشمالی کر سکتے تھے۔ مگر صرف حرمت کعبہ کی وجہ سے انکو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچاتے تھے۔ اور خود گولیاں کھا کھا کر شہید ہو جاتے تھے۔ لیکن اپنی گولیاں انکے خلاف چلانا

حرمت کعبہ کے خلاف سمجھتے تھے۔ سرزمین حجاز کی انتظامی و ملکی باگ ڈور شریف مکہ
کو تفویض کی ہوئی تھی۔ کیونکہ وہ خاندان ہاشمی کو شریف کے منصب پر مقرر کرتے تھے
اور اُسے تنخواہ و وظائف و دیگر انعامات وغیرہ سے مالا مال کرتے رہتے تھے۔
در اصل اندرونی طور پر شریف مکہ ہی کی حکومت تھی۔ پہلی ۱۹۱۴ء کی جنگِ عظیم کے
دوران میں شریف مکہ ملک حسین نے عین اس موقعہ پر جب کہ ترکی سلطنت دیگر
غیر مسلم سلطنتوں سے برسرِ پیکار تھی۔ اُن کو مدد دینے کی بجائے ترکوں کے تمام
احسانات کو بالائے طاق رکھ کر اور اپنی حرص و آز اور ناپاک خواہشات کو
پورا کرنے کے لیے مخالف سلطنتوں سے ساز باز کر کے علم بغاوت بلند کر دیا۔ اور
سرزمین حجاز کو جہاں کوئی غیر مسلم قدم نہیں رکھ سکتا تھا غیر مسلم افراد کے قدموں سے
ناپاک کرا دیا۔ اور جو ترک وہاں موجود تھے انکو بری طرح شہید کیا۔ مگر خدا تعالےٰ نے
جلد تر اُن غداروں کو اس مقدس سرزمین سے نکال دیا۔ بہرحال سرزمین حجاز کا گوشہ
گوشہ سلاطین ترکی کی فیاضی اور اولوالعزمی کا رہینِ منت ہے۔ درحقیقت ترکوں نے
حرمین شریفین کی ایسی خدمت کی ہے کہ دنیائے اسلام کبھی اس احسان کو فراموش نہیں کریگی
ایک طرف اپنے خون سے اسلامی سلطنت کی حفاظت کرتے رہے۔ اور دوسری طرف
اپنی دولت سے مکہ و مدینہ کو زر و جواہر سے مالا مال کرتے رہے۔ اللہ تبارک و تعالےٰ
اُن کو اِن خدمات کا اجر عطا فرمائے۔ اور انکو دنیا میں بہت عروج و اقبال نصیب ہو۔ آمین

نجدی حکومت

[illegible] کے ربیع آخر میں شریفی خاندان کے زوال کے بعد
عنانِ حکومت سلطانِ نجد سلطان عبد العزیز ابنِ سعود
ایدہ اللہ بنصرہ کے قبضہ میں آگئی۔ جو حنبلی عقیدہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

سلطان عبد العزیز بذاتِ خود بہت شریف الطبع ہستی ہیں۔ مگر نجدی قوم دیگر
مسلمانوں کو اسلامی نظر سے نہیں دیکھتی۔ اور نہ انکو ہمدردی ہے۔ کیونکہ نجدی دوسرے
عقیدہ والوں سے نفرت کرتے ہیں۔ بلکہ مشرک سمجھتے ہیں۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ عربوں
اور خاصکر نجدیوں کی تلوار کفار و مشرکین کے مقابلہ کی بجائے ہمیشہ مسلمانوں ہی کے

خون سے تر ہی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے اِس حکم کے جو قرآن میں درج ہے خلاف کرتے ہیں

وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَاَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا ٥

جو شخص قصداً کسی مسلمان کو قتل کرے۔ اُس کی جزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیگا۔ اور اُس پر خدا کا غضب اور پھٹکار ہوگی۔ اور اس کیلئے بڑا عذاب مقرر کر رکھا ہے۔

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ وَقَالَ صلعم مَنْ اَشَارَ اِلٰى اَخِيْهِ بِحَدِيْدَةٍ لَعَنَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَقَالَ صلعم سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ وَقَالَ صلعم كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ وَقَالَ صلعم اِنَّ دِمَاءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا وَبَلَدِكُمْ هٰذَا ۔

اور فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرے بعد تم لوگ کافر نہ بنجانا (صحیح) کہ مسلمان دوسرے مسلمان کو قتل کرے۔ اور آپ نے فرمایا جو شخص لوہے سے اپنے بھائی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ ملائکہ اسپر لعنت کرتے ہیں اور فرمایا آپ نے مسلمانوں کو گالی دینا فسق ہے۔ اور اسکا قتل کرنا کفر ہے۔ اور فرمایا آپ نے ہر مسلمان کا خون مال اور آبرو دوسرے پر حرام ہے۔ اور فرمایا آپ نے کہ تمہارے خون تمہارے مال اور تمہاری آبرو تم لوگوں پر حرام ہیں جیسے آج کے دن اس مہینہ اور اس شہر میں حرام ہے۔

لہٰذا ہر مسلمان جو خدا و رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے (وہ اس بات کا خیال رکھے) کہ دوسرے مسلمانوں کا مال و متاع اور آبرو اپنے لئے حرام سمجھے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اِس فرمان کو کہ مومن کی مثال (باہمی محبت و مودت میں) ایک جسم کی طرح ہے ہر آن اور ہر وقت اپنا نصب العین بنا رکھے۔

نتیجہ یہ ہے کہ ملک گیری کی جنگ کا نام جہاد رکھا ہوا ہے۔ اور ذرا ذرا سی

بات پر الجھ پڑتے ہیں۔ اور تلواریں میان سے نکال لیتے ہیں۔ سلطان عبدالعزیز ابن سعود انتہائی کوشش فرما رہے ہیں کہ تمام مسلمانانِ عالم سے رشتۂ اخوت پیدا کریں۔ اور فروعی مسائل کو بالائے طاق رکھ کر ایک حلقہ میں سب مسلمان آجاویں۔ خدا کرے یہ وقت جلد آجاوے۔ ورنہ خطرہ ہے کہ صرف فروعی جھگڑے ہی فتنہ و فساد کا باعث بنکر سرزمین حجاز کو آپس ہی ایک دوسرے کا خون بہانے میں موقع دیں۔ اور غیر مسلم طاقتیں مسلمانوں کے اس لعنتی فساد سے فائدہ اُٹھائیں۔

سلطان کو حجاج سے قریباً دو کروڑ روپیہ کی سالانہ حج پر آمدنی ہے۔ یہ تمام روپیہ حجاج سے ٹیکس کے ذریعہ وصول ہوتا ہے۔ حاجی کو اس کا پتہ نہیں۔ جہاز کے کرایہ کے ساتھ بھی ٹیکس شامل ہے معلم کی فیس میں۔ بدوؤں کے اونٹوں کے کرایہ میں موٹروں کے کرایہ میں۔ داخلہ میں بھی حکومت حجاز کا ٹیکس شامل ہے۔ اس طرح قریباً دو سو پونڈ فی حاجی ٹیکس وصول کیا جاتا ہے۔ حالانکہ ترکوں کے زمانہ میں کوئی ٹیکس نہیں لیا جاتا تھا۔ اور صرف تین صد روپیہ میں بخوبی حج ہو جاتا تھا اور اب نجدی زمانہ میں زیادتی ٹیکس کی وجہ سے سات سو روپیہ سے کم میں حج نہیں ہو سکتا۔ مگر یہ تمام روپیہ ہر سال نجد چلا جاتا ہے۔ حالانکہ مکہ۔ مدینہ کی رعایا نہایت بدحال ہے۔ اور غربت و فلاکت میں زندگی بسر کر رہی ہے۔ کاش کہ اس آمد سے سلطان ابن سعود مکہ میں پختہ سڑکیں صفائی کا انتظام۔ اور مکہ و مدینہ کے درمیان ریلوے کے اجراء کا انتظام فرما دیں۔ تو اس طرح سے ساکنین حجاز کی غربت دور ہونے کے علاوہ حکومت کو خود بھی آمدنی ہو سکتی ہے۔

بہرحال نجدی اپنے عقیدہ و مذہب کے بڑے پکے ہیں۔ عرفات کے میدان میں صبح سے شام تک اونٹوں پر سوار احرام کی حالت میں بغیر کسی آرام کے چٹان کی طرح جمے ہوئے حمد و ثنا کرنا انہی کا حصہ ہے۔ مگر زبردست عیب یہ ہے کہ وہ اپنے عقیدہ کے سوا دوسرے مسلمانوں کو مشرک سمجھتے ہیں۔ اور مذہبی تعصب حد سے زیادہ ہے۔ گو سلطان ابن سعود حقیقتاً رموزِ سلطنت کو مدِنظر رکھ کر

اپنے عقیدہ میں اِس قدر غلو کرنے والے اور شدت کے خواہاں نہ ہوں جتنا کہ علمائے نجد ہیں۔ مگر اِن کی تمام تر قوت نجدی ہی ہے۔ اِس لئے وہ اپنی قوم کے خلاف آواز نہیں اٹھا سکتے۔ سُلطان میں ایک بات ہمیں بہت معیوب نظر آئی کہ جب آپ خانہ کعبہ میں طواف کی غرض سے تشریف لاتے ہیں تو طواف گاہ دیگر حجاج سے اُس وقت بالکل خالی کرالی جاتی ہے۔ اور سُلطان اپنے باڈی گارڈ کی حفاظت میں جو بندوقوں و ہتھیار وغیرہ سے مُسلح ہوتے ہیں۔ طواف فرماتے ہیں۔ افسوس ایک "حامل کتاب و سُنت" کا حرم شریف میں اِس شان سے طواف کرنا اسلامی روایات کے قطعی خلاف ہے۔

حکومت نجد نے حجاز کے راستوں پر امن قائم کرنے کے لئے اُن تمام قبائل کا جو لُوٹ مار و غارتگری کرتے تھے قلع قمع کر کے ایسا انتظام کر دیا ہے کہ اب جدہ سے مکہ اور وہاں سے عرفات اور طائف ؛ اور مدینہ منورہ سے ینبوع اور جدہ تک حجاج اور زائرین کے قافلے بے کھٹکے سفر کر سکتے ہیں۔ اور اِس مدت ہی میں زائرین اور حجاج کو وہ اطمینان نصیب ہو گیا ہے۔ کہ سات آٹھ اونٹ کے قافلے بھی اور پاپیادہ مسافر بھی پُورے اطمینان کے ساتھ ہاتھوں میں سونا اچھالتے ہوئے سفر کر سکتے ہیں بعض مقامات پر تو بدوی لکڑی، پانی اور دیگر اشیاء فروختنی لیکر بھی اندر نہیں آتے۔ اور باہر ہی سے اِن چیزوں کو فروخت کرتے ہیں۔ اگر اُن کو بلاتا ہے۔ تو کہتے ہیں کہ حکومت نے اندر آنے سے منع کر دیا ہے۔ جو لوگ نجدی حکومت سے پہلے حج و زیارت کر چکے ہیں۔ اور وہ بھی جنہوں نے پہلے یہ سفر نہیں کیا ہے مگر جو مدتوں سے لُوٹ مار کے بیشمار قصے سُنتے چلے آئے ہیں۔ محسوس کرتے ہیں کہ یکایک خوف و خطر کی فضاء امن و امان سے بدل گئی ہے۔ اور بلا امتیاز عقاید ہر مسافر اِس انتظام سے سلطان نجد کا مداح ہے۔

نجدیوں کی کوئی باقاعدہ فوج نہیں ہے۔ ہر نجدی فوجی سپاہی ہے۔ شہادت کو زندگی سے عزیز سمجھتے ہیں۔ حجاز و نجد میں ہر قبیلہ کا سردار وہاں کے انتظام کا ذمہ دار ہے۔ اگر کسی قبیلہ کے علاقہ میں حجاج پر کوئی واردات ہو۔ تو اُس قبیلہ کا سردار جواب دہ

ہوگا۔ یہ انتظام بغیر فوج و پولیس کے بہت بہتر ہے۔

مکہ کی رعایا چونکہ ترکوں کے زمانہ میں عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتی تھی اور اب نجدیوں کا سلوک بھی اُن سے ہمدردانہ نہیں ہے۔ اس لئے وہ نجدی حکومت سے خوش نظر نہیں آتے۔

بہرحال خداوند کریم سے دُعا ہے۔ کہ نجدیوں کے دل دیگر مسلمانوں کی محبت سے کھینچ کر دے تاکہ وہ اصلی معنوں میں حرمین الشریفین کی خدمت بھی کرسکیں۔

طائف

طائف مکہ معظمہ کا سرمائی مقام ہے۔ مکہ کے لوگ موسم گرما یہیں بسر کرتے ہیں۔ یہ مقام مکہ معظمہ سے قریباً چالیس میل ہے۔ اونٹوں پر ۳۶ گھنٹہ کا راستہ ہے۔ اور موٹریں آجکل عام چل رہی ہیں۔ ۴ گھنٹہ میں آسانی سے پہنچ جاتا ہے۔ یہاں پر باغات بہت ہیں۔ انگور۔ انار وغیرہ مشہور ہیں۔ پانی نہایت شیریں ہے۔ اکثر اُمراء بھی اسی جگہ پر رہتے ہیں۔ آب و ہوا شملہ جیسی ہے۔ یہاں کے لوگ خوبصورت ہوتے ہیں۔

رسالت پناہ صلعم کے صاحبزادگان یعنی طاہر و طیب کا مزار یہیں ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن عباس رض کا مدفن بھی یہیں ہے۔ دیکھنے کے قابل جگہ ہے۔

اسلام کے ارکانِ خمسہ پر مختصر تبصرہ

توحید باری تعالیٰ اور رسالت نبوی

توحید باری تعالیٰ اور رسالت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہمیں سکھاتی ہے۔ کہ سوائے خداوند کریم کے اور کسی مخلوق کا خوف دل میں نہ لایا جائے۔ اسلام ہمیں یہی سبق یاد کرانا چاہتا ہے۔ کہ کوئی دنیوی طاقت یا مخلوق بغیر مرضیٔ مولا ہمیں ضرر یا نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَۃٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ ۔ اور نہ ہی حیاتِ بشری ہی میں کسی قسم سے تقدیم و تاخیر ہو سکتی ہے۔ قرونِ اولیٰ کا اِسپر محکم ایمان اور یقین تھا۔ اور اِسی وجہ سے تمام لامدی سلطنتیں اُن کے سامنے پرکاہ کا حکم رکھتی تھیں۔ قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کا اِس آیت پر محکم ایمان تھا۔ یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَۃٍ ۔ یعنی جب موت آتی ہے۔ خواہ تم مضبوط قلعوں کے بُرجوں میں نہ چھپ جاؤ۔ وہاں بھی پہنچ جائیگی۔

اِس اعتقاد کے ہونے سے آپ بہی اور اسلام کی ترقی و بہی خواہی کے لئے خطرناک سے خطرناک مصیبت کا بھی مقابلہ کر سکتے ہیں۔ چونکہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم تک خداوند کریم کے احکام اوامر و نواہی کو پہنچایا ہے۔ اور ساتھ ہی عملی اور فعلی حالت میں بحکم الآیۃ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ۔ اعلےٰ طور پر نمونہ بنکر دکھایا ہے۔ کہ کس طرح ایک مسلم خدا پر توکل اور بھروسہ کر کے اسلام کی خاطر آگ میں کودنے سے دریغ نہیں کرتا۔ اور بڑی سے بڑی سلطنتوں کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ اور پھر کامیاب ہو کر دُنیا میں حکومت کر سکتا ہے۔ اور تمام دُنیا کو زیر نگین لا سکتا ہے۔ اِسی لئے اسلام کی ترقی کا راز خدا کی توحید پر محکم ایمان اور ہر ایک ضرر و نفع اُسی کی طرف سے ہونے پر ایمان تمام کامیابیوں کی کلید ہے۔ قرآن کریم میں نہایت وضاحت سے مذکور ہے۔ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ یعنی اگر تم خدا پر محکم ایمان رکھو۔ اور سوائے خدا کے اور کسی سے نہ ڈرو۔ اور نہ کسی سے

کو طاقت روحانی حاصل کرنا ہو اسی سے کیا جاوے۔ اور ماسویٰ اللہ کا خوف اپنے دل سے نکال دو۔ اسی کا نام محکم ایمان ہے تو ایسے ایماندار مومنین ہمیشہ غالب رہینگے۔

نماز نماز کا فرض ہونا مسلم کو یہ سکھاتا ہے کہ مسلمان ہر وقت سپاہیانہ زندگی بسر کرنا اور وقت کی پابندی سیکھے بیشک نماز مسلم کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ۔

یعنی نماز مومنین کیلئے ہر قسم کی ترقی وعروج کا ذریعہ ہے۔ نماز یہ سکھاتی ہے کہ آپس میں اتحاد واتفاق کے لئے ایک مرکز پر جمع ہوکر خداوند کریم کے آگے جبین نیاز جھکا دو۔ اور اُسی کی ذات سے اپنی کامیابی اور ترقی کی التجا کرو۔ اور ساتھ ہی وقت کی بھی پابند رہو کیونکہ وقت کی پابندی سے کسی کام کا انجام دینا ہی پر تمام دنیا کی ترقی کا انحصار ہے۔ نماز ہمیں وقت کی پابندی کے لئے سخت تاکید کرتی ہے۔ کہ ہمیشہ وقت کے پابند رہکر پانچ وقت خدائے ذوالجلال کی عبادت بھی کرو۔ اور ایک قسم کی قواعد بھی ہوتی رہے۔ تاکہ تم سچے سپاہی اور مجاہد بنے رہو۔ اور جبن وغفلت آپکے نزدیک کھٹکنے پائے۔ اور ساتھ ہی اپنے سپہ سالار کی اطاعت سیکھنے کیلئے امام کی اطاعت اور فرمانبرداری بھی کرو۔ گویا نماز میں پابندی وقت۔ اتحاد بین المسلمین۔ ورزش۔ قواعد دانی۔ اور اطاعت جرنیل وغیرہ سکھائی جاتی ہے۔ اور وضو جو واجبات نماز سے ہے انسان کو پاک وصاف رہنا سکھاتا ہے۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کو صفائی بہت پسند ہے۔ جو صحت کے واسطے بھی مفید ہے۔

روزہ ماہ رمضان المبارک کا نزول مسلمانوں کیلئے موجب برکت اور فلاح دارین ہے۔ روزہ سے ایک طرف تو تزکیہ نفس ہوتا ہے۔ اور دوسرے انوار الٰہی کی تجلیات بھی قلب مومن پر اترتی ہیں۔ بقول سعدی علیہ الرحمۃ ؎

شکم از طعام خالی دار ۔ تا در آں نور معرفت بینی

یعنی اگر شکم بھری ہوگی تو نور معرفت کا دیکھنا ممکن ہے؟ روزہ سے یہ نعمت حاصل ہوتی ہے کہ تزکیہ نفس ہوا رہتا ہے۔ اور دوسرے بھوکوں کی تکلیف کا احساس

بھی ہو جاتا ہے۔ تیسرے افطار کے وقت تمام مسلمان بلا تمیز خواہ وہ غریب ہوں یا امیر ہوں سب کے سب یک وقت متفق ہو کر اور ساتھ بیٹھ کر روزہ افطار کرتے ہیں۔ اخلاطِ فاسدہ جو بدن میں جمع ہو کر باعث امراض ہوتی ہیں۔ روزہ سے وہ بھی تحلیل ہو کر بدن ہر ایک ردی مادہ سے صاف ہو جاتا ہے۔ گویا روزہ ایک ایسی نعمت ہے کہ جس سے دینی اور دنیوی تمام فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ اور ساتھ ہی یہ پریکٹس بھی ہوتی رہتی ہے کہ مصیبت کے وقت۔ بھوک پیاس کے وقت۔ جنگ وجدال کے وقت آپ ہر ایک خطرہ کا مقابلہ کر سکو۔ اسی وجہ سے خداوند کریم نے فرمایا ہے۔ اَلصَّوْمُ لِیْ وَ اَنَا اَجْزِیْ بِہٖ۔ یعنی روزہ دار روزہ میرے لئے اور خاص میری رضا کے لئے رکھتا ہے۔ اس لئے اس کی جزا بھی میں ہی دوں گا۔

زکوٰۃ زکوٰۃ ہمیں سکھاتی ہے۔ کہ ہر مسلم محنت اور تجارت کے ذریعے زیادہ سے زیادہ دولت پیدا کرے۔ تاکہ زکوٰۃ نکل سکے۔ اس کے فرض ہونے میں یہی راز مضمر ہے کہ ہر مسلم صاحبِ نصاب پر زکوٰۃ فرض ہے۔ کیونکہ اسلئے ہر مسلم کو دولت مند ہونا چاہیئے۔ تاکہ وہ کسی دوسرے کا دست نگر نہ رہے۔ بلکہ اس کی ذات سے دوسرے غربا و مساکین اور قرابتداروں کو فائدہ پہنچے۔ دولت پیدا کرنے کے لئے تجارت کرو۔ اور تجارت کی خاطر اور جلب منفعت کے لئے دیگر ممالک میں پھیل جاؤ۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے۔ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ۔ یعنی زمین میں پھیل جاؤ۔ اور تجارت سے فوائد حاصل کرو۔ اسلئے زکوٰۃ کا فرض ہونا بھی مسلم کے لئے ایک نعمتِ لازوال ہے۔ تاکہ مسلم تجارت کرنا سیکھے۔ اور اپنے حسنِ اخلاق اور طرزِ معاشرت۔ باہمی لین دین اور خوش معاملگی سے دنیا پہ اپنی مذہبی فوقیت کا اظہار بھی کر سکے۔ اور ساتھ ساتھ تبلیغ کا فرض بھی ادا ہوتا رہے۔ اور ہر ایک ملک کے حالات سے باخبر رہے۔

زکوٰۃ کی رقم کو ایک بیت المال میں جمع کرو۔ تاکہ تمہارے محتاج اور لاوارث یتیم بچوں کو اس سے فائدہ پہنچے۔ اور دنیا کی نظروں میں ذلیل نہ ہوں۔ اور ساتھ ہی

اسلامی مدارس۔ اسلامی سلطنت و اسلامی احکام بغیر مشکلات کے چل سکیں۔ اور باہمی اخوت میں اضافہ ہوتا رہے۔ غیر مسلم حکمران تو اپنے انفرادی طور پر کسی کی امداد کیلئے خیرات دینا بند کر رکھا ہے۔ بلکہ وہ اجتماعی طور پر کافی تعداد میں خیرات کرتی ہیں۔ اس رقم سے یونیورسٹیاں۔ نئے علوم و فنون کے کالج و کارخانے بناتے ہیں۔ جن کی وجہ سے ان کی قوم ترقی پر ہے۔

حج بیت اللہ حج بھی تمہاری تمام مشکلات کو حل کرنے کے لئے فرض کیا گیا ہے۔ تاکہ تمہیں اجتماع عظیم کے وقت ہر ملک کے افراد سے باہمی رابطہ اتحاد بڑھانے کا موقعہ مل سکے۔ اور اپنی تکالیف دوسرے ممالک کے افراد پر اور اُن کی تکالیف کا خود احساس کر کے کوئی راہ عمل سوچنے پر تیار ہو سکے بے شک حج بیت اللہ شریف دراصل ایک اسلامی بین الاقوامی موتمر ہے۔ جیسا کہ ہم فلسفہ حج کے بیان میں ذکر کر آئے ہیں۔

اسلامی بین الاقوامی موتمر اخوتِ اسلامی (بزبان اسلامزم) کا وسیع مفہوم مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک مسلمانوں کی قومی۔ اجتماعی۔ مذہبی اور سیاسی تصورات کے مطالب و معانی اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور اس میں وہ طاقت موجود ہے۔ جس سے کالے۔ گورے۔ زرد و سُرخ۔ امیر و غریب۔ شاہ و گدا۔ مولوی و صوفی۔ مزدور و تجار کے امتیاز کو مٹا کر انکو ایک مرکز پر لاکر اُن کی روحانی اور قومی امتزاج و اختلاط سے اجتماعیت کی تشکیل ہوتی ہے بدقسمتی سے یورپ کی دیکھا دیکھی اور کورانہ تقلید کے باعث فی زمانہ اسلامی دنیا کی حکومتوں میں بھی اصول اسلامی کے خلاف محدود قومیت اور مخصوص وطنیت کی جو پرستش کی جارہی ہے۔ اسکے زہریلے اثرات سے زمین کے ٹکڑوں کی تحدید کے ساتھ ساتھ ہی اسلامی اجتماعیت کو بھی مختلف حصوں میں تقسیم کیا جارہا ہے۔ اور امتیازی رنگ کا اثر بڑھتا چلا جارہا ہے۔ جیسے ترکی ترکوں کے لئے۔ عرب عربوں کے لئے۔ ایران ایرانیوں کے لئے اور افغانستان افغانیوں کے لئے۔ اور ہر قوم اپنی جزوی حیثیت کی حفاظت

اور خبر گیری کے لئے دوسروں سے بر سرِ پرخاش ہے۔ (جیسے یمن و نجد اور کابل و سرحد وغیرہ) اور ایک دوسرے کو اپنے اندر جذب کر لینے کی خواہش رکھتا ہے۔

اُدھر غیر مسلم سلطنتوں کی باہمی چپقلشوں کا دَور دورہ ہے۔ کہیں توسیع اقتدار اور اصلاحِ تمدن کے بہانے سے۔ کہیں آزادی کے بہانہ سے اور کہیں اعداد و شمار کی آڑ لے کر اتحادِ اسلامی پر وہ چنگاری ڈالی جا رہی ہے جس کے دامن میں نفرت و عداوت اور جنگ و جدال کی چنگیاں پرورش پا رہی ہیں۔

چنانچہ جنوری ۱۹۳۱ء میں جب کہ یہ کتاب زیرِ طبع تھی۔ ایک خبر اخبارات میں شائع ہوئی جو میرے ملاحظہ سے گذری۔ یہ کہ حکومت فرانس کی طرف سے الجزائر اور ٹیونس کے مسلمانوں پر سختیاں کی جا رہی ہیں۔ اور حج جیسے مقدس فرض کو روک دینے کے لئے وہاں کے مسلمانوں پر سختی کے ساتھ اس لئے پابندیاں کی جا رہی ہیں کہ حج کے موقعہ پر یہ مسلمان دیگر ممالک کے مسلمانوں سے اپنی تکالیف اور مصائب بیان کرتے ہیں۔ اور اس کے اندفاع کے لئے تجاویز سوچتے ہیں۔ اور اسلامی مدارس کو بھی اس لئے بند کیا جا رہا ہے کہ مسلمان حریت اور اخوت و آزادی کی تعلیم سے بے بہرہ رہ جائیں۔

افسوس غیر مسلم اقوام کے دلوں میں تو حج بیت اللہ شریف کے اجتماع کا اس قدر اثر اور رعب طاری ہے کہ وہ اس اجتماع کو اپنی موت کے مترادف سمجھ رہے ہیں۔ اور مسلمان حج کی علت غائی سے بے خبر ہیں۔ حالانکہ حج جیسے فریضہ مقدس کو ادا کرنے کے لئے یورپ۔ امریکہ۔ افریقہ و ایشیاء کے بعض ایسے مقامات جیسے شمال مغربی چین۔ تبت۔ مشرقی روس۔ ترکستان کے علاقے جہاں پر راستے خطرناک ہوں۔ اور ہمیشہ برف پڑتی رہتی ہو۔ زائر مسافر اور مہینوں میں پیدل یا گھوڑوں۔ خچروں اور گدھوں پر سفر طے کرتے ہوئے جو اس سے بعض راستے ہی میں لقمۂ اجل ہو جاتے ہیں) ایسے مقام پر جمع ہونے کے لئے جہاں پر نہ پانی کی کثرت ہے۔ نہ دریا۔ نہ سبزی۔ نہ باغات۔ نہ چمن۔ نہ اشجار راستہ ہی ہے۔ نہ ریل مگر پھر بھی لاکھوں کی تعداد میں صرف محبت و احکام خداوندی

کا اتحاد دینے کے لئے طرح طرح کی تکلیفیں اٹھا کر اس مقدس جگہ پر پہنچ ہی جاتے ہیں۔ مگر افسوس کہ اس مقدس فریضہ کو زیادہ تر رسمی طور پر ادا کیا جاتا ہے۔ اور حج کے اصلی فلسفہ سے بالکل بے بہرہ ہونے کا ثبوت دیتے ہیں۔

اگر آج اخوتِ اسلامی کا تصور عملی صورت اختیار کر لے۔ تو اسلامی دنیا میں ایک ایسی مضبوط اجتماعیت کی تشکیل ہو سکتی ہے۔ جسکے روحانی و سیاسی اثرات ان تمام فتنوں پر حاوی ہو سکتے ہیں۔ جو آئے دن اغیار کے اشاروں پر آپس میں ہی جنگ و جدال کے طوفان لیکر اٹھتے ہیں۔ دول یورپ کی تمام سلطنتوں نے مسلمانوں اور اسلامی سلطنتوں کو کمزور کرنے۔ مٹانے یا غلام بنانے کے لئے تجارتی مقاصد اور استعماری خواہشات کے پیش نظر یہ تہیہ کر لیا ہے کہ اسلامی ممالک میں تجارت کے بہانے سے داخل ہو کر رفتہ رفتہ اُن کی قوتِ خودداری کو سلب کر لیا جاوے۔ اس زمانہ میں ملک گیری کے مقاصد تلوار کی بجائے ایسے دلفریب اور شیریں وعدوں سے پورے کئے جاتے ہیں۔ اور تمام سیاسی قوتوں کو ایسے طریق سے کمزور کر دیا جاتا ہے کہ وہ یورپ کی کسی حکومت کی حمایت کے بغیر زندہ ہی نہ رہ سکیں۔

مسلمان اب تک اپنی سیاسی کمزوری اور نا اتفاقی کی وجہ سے اخوتِ اسلامی کے صحیح مفہوم کو نہیں سمجھ سکے۔ تاہم اُسے اپنے دل اور رُوح کے ساتھ لگائے ہوئے ہیں اس لئے دُنیا کے خواہ کسی گوشہ میں کسی فرزندِ توحید کو مجروح کیا جائے تو مسلمانوں کا دل تڑپ اُٹھتا ہے۔ لہٰذا آج کو اپنی اصل حالت پر لانے کیلئے وہ مسلم لیگ آف نیشن (انجمن اقوام عالمِ اسلام) کی بُنیاد رکھ کا خلیفۃ المسلمین کی زیر قیادت قائم کرنا ازبس ضروری ہے۔ تاکہ مسلمانانِ عالم اسلامی اخوت کے عالمگیر اتفاق سے آشنا ہو سکیں۔ اور یہ ادبار کی گھٹائیں جو اسلام پر چھا رہی ہیں منتشر ہو جائیں۔

بطلِ حریت جناب حضرت علامہ سید جمال الدین افغانی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے دریافت کیا کہ غیر مسلم اقوام جو کہ اسلام کے دشمن ہیں۔ اسلام جیسے مکمل و مدون مذہب کے مقابلہ میں کیوں ترقی کرتے جا رہے ہیں۔ اور مسلمان جو

اپنا مذہب اسلام رکھتے ہیں۔ کیوں تباہی کے گڑھے میں گرتے جا رہے ہیں؟ آپ نے جواب میں صرف ایک ہی جملہ فرمایا۔ اس لئے کہ "دونوں نے اپنے اپنے مذہبی اصولوں کو ترک کر دیا ہے"۔ غیر مسلم اقوام کا مذہب چونکہ نامکمل ہے۔ اور اسکے اصول اس قدر مبہم اور ناقص ہیں کہ موجودہ زمانہ میں ترقی اور عروج کے حصول میں سدِ سکندری بن جاتے ہیں۔ اسلئے غیر مسلم اقوام اپنے مذہبی اصولوں کو چھوڑ کر اسلامی اصول (جو کہ مسلمانوں کے لئے ایک نعمتِ غیر مترقبہ بنکر آئے تھے۔ جو ہر قسم کی ترقی و عروج سکھاتے ہیں) اختیار کر کے دنیا کی جدوجہد میں حقیقۃً لیکر کامیاب ہو رہے ہیں اور مسلمان اپنے محکم اور پختہ اصولوں کو چھوڑ کر غیر مسلموں کے ناقص اور غلط اصولوں پر چل رہے ہیں۔ جہاں مسلمانوں میں اخوتِ اسلامی کی تعلیم کُلُّ مُؤْمِنٍ اِخْوَۃٌ بڑے شدومد اور تاکید سے دی گئی تھی۔ وہاں آج وہ شیعہ سُنّی۔ مقلد اور غیر مقلد کے مخصوصوں میں اُلجھ کر اپنے شیرازہ کو منتشر کر رہے ہیں۔ اور ہندوؤں کی طرح علماء و اُمراء وغیرہ اپنے آپ کو سید اور شیخ مغل کہہ کر دُوسرے غریب پیشہ وروں مثلاً جولاہے۔ تیلی تنبولی وغیرہ کو اپنے آپ سے ذلیل سمجھ کر انہیں حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور اُن سے علیحدگی اختیار کر کے خدائی احکام اور اسلامی اصولوں کی خلاف ورزی کے مرتکب بن رہے ہیں۔ حالانکہ خداوندکریم کا صاف ارشاد ہے کہ کسی مسلم کو دوسرے مسلم پر کوئی فضیلت یا فوقیت نہیں ہے سب کے سب خواہ کوئی سید ہو خواہ کوئی جولاہہ سب آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ خدا کے نزدیک نسب وذات پات کا امتیاز کوئی چیز نہیں ہے۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ۔ خدا کے نزدیک وہی مسلم زیادہ عزت یافتہ ہے۔ جو زیادہ پرہیزگار اور خدا سے ڈرنے والا ہے۔ افسوس کہ مسلمان مذہبی فرائض سے بے نیاز ہو کر اور صراطِ مستقیم سے بھٹک کر دردر مارے مارے پڑے ہیں۔ اور شیخ چلی کی طرح قوم کی اصلاح اور ترقی کا نقارہ بجاتے رہتے ہیں۔ حالانکہ یہ ڈھونگ غلط طریق پر رچایا جا رہا ہے۔ جس سے کوئی فائدہ مترتب نہیں ہوتا۔ کیونکہ باہمی فروعی اختلافات میں

خود ہی اس قدر منہمک ہیں کہ ذرا سے اختلاف کے سبب اپنی قوتوں کو غیر مسلموں کی بجائے آپس ہی میں لڑا کر فنا کر دیتے ہیں۔ اور اصل مقصد کو جو اسلام نے سکھایا تھا، چھوڑ چکے ہیں۔ دُنیا کے قریباً ہر حصہ میں مسلمان اپنی غفلت اور تن آسانی کے عیوب میں پڑے ہوئے ہیں اور روز بروز قعر ذلت میں غرق ہوتے جا رہے ہیں۔ اور اپنی کرتوتوں کی پاداش میں اغیار کی غلامی کا طوق گلے میں ڈالے ہوئے قسمت کا گلہ کرتے پھرتے ہیں۔ حالانکہ اسلام نے کبھی یہ حکم نہیں دیا۔ کہ تم دوسروں کی غلامی کرنے کے لئے بنائے گئے ہو۔ بلکہ اسلام نے حریت و مساوات کا سبق دیا تھا۔ جو آج مسلمان فراموش کر چکے ہیں یاد رکھو! لاکھوں انجمنیں مسلم لیگیں مسلم کانفرنسیں بنائی جائیں۔ مگر اسلامی اصولوں کو چھوڑ کر مسلمان کبھی بھی ترقی نہیں کر سکتے۔ اور نہ اغیار کی غلامی کا جوا اپنے کندھوں سے اتار سکتے ہیں مسلمانو! خدا سے ڈرو اور اسی کے حکم کے مطابق وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا خدا کی رسی کو مضبوط پکڑو۔ یعنی اصول اسلامی پر پورے طور پہ کار بند ہو کر متفق اور متحد ہو جاؤ۔ اور اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ (خدا اور رسول کی اطاعت کرو۔ اور تم میں سے جو حاکم وقت ہو۔ یعنی خلیفۃ المسلمین ہو اسکی اطاعت اپنے اوپر واجب کر لو) اگر مسلمان آپس کے اختلافات فروعیہ کو دور کر کے اسلام کے ارکانِ خمسہ (جن کا ذکر تفصیلی طور پہ ہو چکا ہے) پر پوری طرح سے کاربند ہو جائیں۔ تو پھر دُنیا کی ہر قوت جو ان کے مٹانے پر تیار ہو مقابلہ نہیں کر سکتی۔ بلکہ مسلمان ایک سنگ گراں کی طرح بن سکتے ہیں کہ جس پر گر گیا اُسے چور چور کر دیا۔ یا جو چیز کہ اس پر گری وہ پاش پاش ہو گئی۔ اور حکومت و اقبال دُنیا میں ان کے قدم چومنے لگیں گے۔

لباس

مسلمانوں کے بہترین اصول دیگر اقوام نے اختیار کر لئے ہیں لباس ہی کو لے لیجیے۔ یورپین اقوام کا لباس عام طور پہ بالکل سادہ اور زرق برق سے مُبرا ہوتا ہے جس سے امارت و غربت کا کوئی امتیاز نہیں ہو سکتا۔ دنیا کے کسی طبقہ میں چلے جاؤ۔ یورپین اقوام کے لباس میں ایسی ہی سادگی نظر آئے گی۔ مگر اس کے مقابلے میں مسلمانوں کو دیکھ لیجیے۔ کہ اُمراء طبقہ کے مسلمانوں کے

لباس بمقابلہ غربا طبقہ کے طرح طرح کے زرق برق اور بھڑک دار اشیاء سے آراستہ ہونگے۔ اور ایسا ہی لباس پہنکر وہ غرباء کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ افسوس کہ اسلام نے یہ تعلیم نہیں دی تھی۔ اسلام نے سادہ لباس مگر صاف اور پاک لباس پہننے کی تاکید فرمائی تھی۔ مسلمانوں کو آج وہ واقعہ فراموش ہوچکا جب کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ملک شام کی طرف وہاں کے بادشاہ کو ملنے کے لئے تشریف لے جاتے ہیں۔ اور اُن کا لباس جو زیب تن تھا۔ بالکل معمولی اور سادہ تھا جب شام کے قریب پہنچے۔ تو اصحابہ نے مجبور کر کے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو شاہانہ لباس پہنا دیا۔ تاکہ والیٔ شام کے سامنے خفت نہ ہو۔ ایسا زرق برق لباس پہنکر خلیفۃ المسلمین دو قدم ہی چلے ہونگے کہ اپنے صحابہ کو حکم دیا۔ کہ فوراً میرے بدن سے یہ لباس اتار دو۔ اور مجھے وہی معمولی لباس پہنا دو۔ کیونکہ اس لباس کے پہننے سے میرے دل میں رعونت اور خود پسندی کا خیال آگیا۔ حالانکہ حضور رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس مسلم کے دل میں ایک ذرہ کے برابر بھی تکبر یا خود نمائی ہوگی۔ وہ کبھی بہشت میں داخل نہ ہوگا۔ اللہ! اللہ!! ایک وہ زمانہ تھا۔ کہ خود حاکم وقت جو خلیفۃ المسلمین کہلاتے تھے ایسی زرق برق پوشاک پہننے کو بُرا سمجھتے تھے۔ اور ایک آج وقت ہے کہ ہر مسلمان غلامی کی حالت میں بھی لباس میں حد درجہ فضول خرچی اور فراخ روی کر رہا ہے۔ اب بھی اگر مسلمان باہمی اختلافات کو دُور کر کے اور اپنے دلوں سے تکبر اور نخوت کا استیصال کرلے۔ اور لباس میں سادگی کو ملحوظ رکھے۔ تو پھر کسی مسلمان کو دوسرے سے نفرت نہیں ہوسکتی۔ بلکہ ہر ایک مسلمان خواہ غریب ہو یا امیر۔ اپنے سادہ لباس سے پہچانا جائے گا۔ کیونکہ تفاوت لباس نے ارتداد کے زمانہ میں مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچایا۔ چونکہ لباس کی کوئی تعیین نہ تھی۔ بعض مسلمان مسلمانوں کے ہاتھوں سے ہی غیر مسلم سمجھ کر فسادات میں مارے گئے۔ اگر لباس کا کوئی تعیین ہوتا۔ تو یہ صورت کبھی پیش نہ آسکتی تھی۔ لیکن یورپین لوگ اپنے لباس کے ذریعے سے خواہ کسی ملک میں چلے جائیں، پہچانے جاتے ہیں۔

یورپین اقوام نے پانچ وقت کی نماز کی پابندی کی بجائے وقت کی پابندی ایسے محکم طریق پر کر لی ہے کہ جس طرح مسلمانوں کو پانچ وقت نماز کیلئے ایک جگہ جمع ہونیکے لئے نہایت سختی کے ساتھ کہا گیا تھا۔ آج یورپین اقوام اس اصول پر عمل پیرا ہو کر اسکے فوائد سے مستفیض ہو رہی ہیں۔ انہوں نے نماز کی بجائے وقت کی پابندی کیلئے صبح کی ورزش و حاضری۔ دوپہر کا کھانا یعنی لنچ۔ دوپہر کی چائے کے وقت تبادلہ خیالات شام کے وقت سیر۔ رات کو کھانے کے وقت موجودہ حالات پر غور و خوض مقرر کر لیا ہے۔ ہر شخص ان قوانین کا بڑی سختی کے ساتھ پابند ہے۔ سب کام چھوڑ چھاڑ کر مندرجہ بالا اوقات کی پابندی کرتے اور ایک جگہ جمع ہو کر آپس میں حالات حاضرہ پر بحث کر کے معلومات پیدا کرتے ہیں۔ افسوس کہ اسطرح سے جو تمام اسلامی اصول پر دیگر اقوام پابند ہوتی جا رہی ہیں۔ اور مسلم قوم صرف رسم کی پابند رہ گئی ہے ع

رہ گئی رسم اذاں روح بلالی نہ رہی

اخوت

اگر دنیا کے کسی حصہ پر کسی بھی یورپین شخص کو خواہ وہ کتنے ہی ادنےٰ طبقہ کا ہو کوئی تکلیف ہوتی ہے۔ تو تمام قوم بلبلا اٹھتی ہے۔ گویا کہ وہ شخص انکے لئے بمنزلہ جوارح جسم ہے۔ کہ اگر ایک اعضاء کو تکلیف ہو۔ تو تمام جسم اس کی اذیت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور اس کی تکلیف رفع کرنے کے لئے نہایت اخلاق۔ ایثار اور ہر قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کرتے۔ اور دوسری قوم کو مٹا دینے پر تل جاتے ہیں۔ یہ ہے اخوت کا مظاہرہ۔ جو اسلام نے مسلمانوں کو سکھایا تھا۔ مگر مسلمانوں نے اس سبق کو چھوڑ دیا۔ اور غیر مسلم اقوام ان اصولوں پر عمل پیرا ہو گئی ہیں۔

حجاج بن یوسف جسے مسلمانوں کا ایک جابر خلیفہ کہا جاتا ہے۔ باوجودیکہ وہ صفحۂ تاریخ میں ظالم مشہور ہے۔ مگر وہ بھی اخوت اسلامی کے محکم اصول پر پابند تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک مظلومہ عورت کی دور دراز سے چیخ و پکار سنتا ہے۔ اور اخوت اسلامی کے اصول کی بنا پر اس سے رہا نہیں جاتا۔ فوراً اسکی امداد کے لئے لشکر روانہ کر دیتا ہے۔ اور اسکو بچا کر دشمنوں کا قلع قمع کر دیتا ہے۔ قرونِ اولیٰ کا ایک مسلمان نہیں۔ دو نہیں چار نہیں۔ بلکہ سب کے سب

مسلمان اسی اصول پر کاربند تھے۔ اور ایک دوسرے کی معاونت میں ہمہ تن تیار رہتے تھے۔ اور اسی لئے مسلمانوں کی حکومت بحر و بر پر چھا گئی۔ اور ہر ملک انکے زیر نگیں ہو گیا۔ مگر آج یورپین اقوام اسپر عمل پیرا ہیں۔ اور مسلمان اپنے دیرینہ سبق کو فراموش کر چکے ہیں۔ یورپین اقوام ہر قسم کی ترقی میں پیش پیش ہیں۔ ہر شخص اپنے اپنے کاموں میں (بقول حضرت علی کرم اللہ وجہٗ اِعْمَلْ لِدُنْیَاکَ کَاَنَّکَ لَا تَمُوْتُ اَبَدًا۔ (یعنی دنیا میں رہکر اس طرح اپنے کاموں میں منہمک رہ گویا کہ تو کبھی نہیں مرے گا)۔ مصروف عمل ہے۔ ہر غریب و امیر اپنے کام کا دھنی ہے۔ گداگری اور دریوزہ گری سے گذارہ نہیں کرتا۔ بلکہ خود کما کر کھاتا۔ اور دوسرے غریب بھائیوں کو کھلاتا اور مصیبت کے وقت اُن کی امداد کرتا ہے۔ اور ملک و قوم کی ترقی و بہبودی کے لئے ہر شخص علےٰ قدر مراتب بہترین ایجادات و مصنوعات میں مشغول ہے۔ ضرورت کے وقت مکمل سپاہی ہے۔ اور آلات کے استعمال میں بہترین تجربہ کار ہے۔ صحت اور جسمانی حالت کو مضبوط کرنے اور قوائے جسمی کو مضبوط بنانے کے لئے ہر شکل سے ورزش کرنے پر آمادہ رہتا ہے۔ دنیا کی سیر و سیاحت ان کا بہترین مشغلہ ہے جس کے لئے اسلام نے مسلمانوں کو تاکید فرمائی تھی۔ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ (یعنی ملکوں کی سیر و سیاحت کرو) جس سے فوائد عظیم حاصل ہونگے۔ مگر مسلمان اسکو چھوڑ چکے۔ اور یورپین اقوام اسپر عمل کر رہی ہیں۔ ان میں سے ہر شخص خواہ کسی عقیدہ سے تعلق رکھتا ہو۔ مگر ضرورت کے وقت سب آپس میں متفق اور متحد ہو جاتے ہیں۔ تعلیم سے محبت۔ تاریخ سے واقفیت۔ دوسروں کی معاونت۔ یہ سب اوصاف غیر مسلموں میں پائے جاتے ہیں۔ اور کبھی بھی اپنی قوم کی برائی خواہ وہ اسکا جانی دشمن ہو۔ گوارا نہیں کریں گے۔

قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں نے اپنے جہاز توکل علی اللہ بغیر معلوم کئے کہ کہاں جانا ہے، بلا خوف و خطر سمندر میں ڈال دیئے۔ اور جہاں پر بھی گئے۔ اور جس ملک میں قدم رکھا۔ وہاں کے حالات۔ طرز بود و باش۔ تمدن و معاشرت وغیرہ سے واقفیت حاصل کی۔ اور جو ملک تہذیب و تمدن سے ناآشنا تھا۔ انکو تمدن اور معاشرت سکھایا۔

تعلیم نسواں

اسلام نے یہ اصول قائم کر دیا تھا کہ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَۃٍ (یعنی تعلیم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض کیا گیا ہے) مگر مسلمانوں نے اِس ارشادِ نبوی کو پسِ پشت ڈال دیا۔ اور عورتوں کی تعلیم کے حد درجہ منافی ہو گئے۔ حالانکہ عورتوں کی تعلیم میں ہر قسم کی ترقی کا راز مضمر ہے۔ جو عورتیں تعلیم یافتہ ہیں۔ اور زمانہ کے حالات سے تاریخی واقفیت رکھتی ہیں۔ وہ اپنے بچوں کو اعلیٰ معیارِ قابلیت پر پرورش کر سکتی ہیں۔ قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں میں عورتیں نہایت عالمہ۔ فاضلہ ہو گذری ہیں۔ جسکے باوجود وہ اپنی عفت اور عصمت مآبی میں اپنی نظیر نہیں رکھتی تھیں۔ علم حدیث اور تفہیم قرآن میں خاص ملکہ رکھتی تھیں۔ میدانِ جنگ میں رجز پڑھنا۔ زخمیوں کی مرہم پٹی کرنا اور شہداء کی تجہیز و تکفین کرنا۔ اور ضرورت کے وقت جنگ میں شامل ہو کر مردوں کے دوش بدوش لڑنا بھی عورتوں کا کام تھا۔ فتح بیت المقدس کے زمانہ میں جب کہ مسلمانوں کی تعداد تھوڑی تھی اور غنیم کا لشکر زیادہ تھا۔ اور روم جیسی جابر سلطنت سے مقابلہ تھا۔ مسلمان میدانِ جنگ میں پسپا ہو جاتے ہیں۔ مگر مسلمانوں کی اِس تھوڑی سی جماعت کو جوش دلانے اور اُن میں استقلال پیدا کرنے والی کون تھیں۔ وہی عورتیں تھیں۔ جنہوں نے اپنے خیموں کی لکڑیاں اُٹھا کر نیزوں کی بجائے استعمال کیں۔ اور مردوں کو جوشِ غیرت دلایا کہ اگر تم میدان سے واپس آؤ گے۔ تو ہم خود مقابلہ کریں گی۔ میدان سے واپس آنا مردوں کا کام نہیں ہے۔ جس پر تمام مسلمانوں کی رگِ حمیت پھڑک اٹھی۔ اور دوبارہ جم کر نہایت شدت سے حملہ کر دیا۔ اور روم جیسی سلطنت کے مٹھی بھر مسلمانوں نے قدم اکھاڑ دیئے۔ اور فتح حاصل کی۔

اگر مسلمانوں نے عورتوں کو تعلیم کے فرض سے بے بہرہ رکھا ہے۔ تو دوسری طرف زندہ اقوام نے اِس اصول کو حرزِ جان بنا لیا ہے۔ یورپین عورتیں خود تعلیم یافتہ ہیں۔ اپنے بچوں کو اچھی سے اچھی تربیت دیتی ہیں۔ تاکہ وہ دُنیا میں عقلمند اور بہادر ثابت ہوں۔ یہ غیر مسلم زندہ قومیں ہر صورت میں اپنے افراد

اور اپنی قوم کو ترقی دینے کے لئے کوشاں رہتی ہیں۔ اور یہی باتیں آج مسلمانوں سے مفقود ہیں میرا روئے سخن تعلیم نسواں سے یہ نہیں ہے۔ جو آجکل ہندوستان میں عام ہو رہی ہے۔ ایسی تعلیم بجائے مفید ہونے کے سراسر مضر اور نقصان دہ ثابت ہو رہی ہے۔ موجودہ تعلیم حاصل کر کے عورتیں بیباکانہ طور پر بازاروں میں پھرتی ہیں اور اپنی زینت و آرائش کو غیروں کے دکھانے میں فخر سمجھتی ہیں۔ ایسی تعلیم اصولِ اسلام کے سراسر منافی ہے۔ اور یا پھر مستورات کو بالکل گھر کی چار دیواری میں بند رکھا جاتا ہے۔ نہ تو ان کو دنیا کے نشیب و فراز سے واقفیت ہوتی ہے۔ محض بیدست و پا بنکر گھر کی چار دیواری میں مقید رہتی ہیں۔ اسلام نے جو عورتوں پر تعلیم فرض کی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ عورتوں کو اپنی مذہبی اور دینی تعلیم دلائی جائے۔ اور اسوۂ رسول اکرم علیہ التحیۃ والسلام و سوانح اصحابہ کرام سے روشناس کرایا جائے۔ اور ساتھ ساتھ حفظِ صحت اور امورِ خانہ داری کی تعلیم دی جائے۔ تاکہ وہ اپنی اولاد کو بہترین تربیت دے سکیں۔ اے مسلمانو! یاد رکھو۔ خدا کے اصول اور حکم اٹل ہیں۔ باریتعالےٰ ارشاد فرماتا ہے :۔

اللہ تعالےٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جبتک وہ قوم خود اپنی حالت نہ بدلے۔	إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ ط

سوچیے مسلمانوں نے اپنے اصولوں کو گلدستۂ طاقِ نسیاں بنا دیا ہے۔ اور غیر اقوام ان اصولوں پر کاربند ہے۔ تو لامحالہ مسلمان ادبار و بدبختی کی طرف جائیں گے۔ اور غیر اقوام راہِ ترقی پر گامزن ہوتی جائیں گی۔

دعا ہے کہ خداوند کریم مسلمانوں کی حالت پر رحم فرمائے۔ اور ادبار و نکبت کے بھنور سے نجات دے۔ اور مسلمانوں کو اصولِ اسلام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ط آمِيْنَ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ ط •

حکومت نجد و اسلامی ممالک کے نمائندوں سے التماس

حرمین الشریفین میں چونکہ اس وقت نجدی حکومت ہے جن کا عقیدہ حنبلی وہابی ہے۔ اور نجدیوں کا طرز عمل دوسرے عقائد کے مسلمانوں کے ساتھ ٹھیک نہیں تھے۔ اس لئے نہایت ادب سے درخواست ہے۔ کہ نجدی دوسرے ہر عقیدہ کے مسلمان ہر مسلمان کو خواہ وہ کسی عقیدہ سے تعلق رکھتا ہو۔ مسلمان سمجھیں۔ اگر کسی سے اُن کے نزدیک کوئی خلاف سُنت کام سرزد ہو جائے۔ تو انکو دلائل سے نرمی کے ساتھ برادرانہ طریقہ پر سمجھانا چاہیئے اور دیگر مسلمانوں کو بھی چاہیئے کہ وہاں پر کوئی بدعتی کام نہ کریں۔ اور فروعی مسائل کو بالائے طاق رکھدیں کیونکہ قرآن کریم و اسوۂ حسنہ سے زیادہ کسی کا قول و فعل بہتر اور قابل عمل نہیں ہو سکتا +

خشکی کا راستہ اور سڑکیں بنانا

حکومت کو حجاج کے ٹیکس سے کافی آمدنی ہوتی ہے۔ اس لئے حکومت کو چاہیئے کہ وہ حجاج کی تکالیف کو مدِ نظر رکھ کر جلد از جلد پختہ سڑکیں بنانے کا انتظام کرے۔

دُنیائے اسلام میں کثرت سے متموّل اور مخیّر مسلمان بحری سفر کی تکالیف سے جو بوجہ سمندری بیماری اور قے و دردسر وغیرہ کے علاوہ جہاز میں نہایت ہجوم ہونے کی وجہ سے سفر حج سے گھبرانے اور حج کی روانگی سے محروم رہتے ہیں۔ اور دیگر بعض پہاڑی و صحرائی مقامات مثلاً روس۔ افغانستان و ترکستان سے جہاں کے باشندے مہینوں کا پیدل اور گھوڑوں پر سفر کر کے براہِ ہندوستان حج کی غرض سے سفر کرتے ہیں۔ جن میں بہت سے آدمی اسی راہ میں لقمۂ اجل بھی بنجاتے ہیں۔ ان سب باتوں کو مدِ نظر رکھ کر حکومت حجاز اور دیگر اسلامی حکومتیں ملکر اجتماعی طور سے ایک عالمگیر موٹر سروس کمپنی قائم کریں۔ اور اس کے حصص دنیائے اسلام کے دیگر مسلمان بھی خرید لیں۔ یہ راستہ خواہ براہِ ریاض و کویت و بصرہ ہو۔ خواہ براہِ مدینہ و بیت المقدس۔ دمشق۔ بغداد۔ ایران و کابل ہو۔ ان راستوں

پختہ سڑکیں بنانے۔ اور حفاظت کے لئے چوکیاں قائم کرنے کا انتظام کیا جائے اور تمام اسلامی حکومتیں اپنے اپنے علاقے میں سے حجاج کے گذرنے کیلئے آرام و آسائش کے قوانین رائج کریں۔ تاکہ ان راستوں پر شمالی ایشیاء کے باشندے۔ ترکستانی۔ افغانی۔ ایرانی اور ہندوستانی اصحاب خشکی کے راستے آرام کے ساتھ سفر کر سکیں۔ اس طرح خشکی کے رستے سے سفر کرنے میں تمام مسلمان اخوتِ اسلامی کی ایک ہی زنجیر میں منسلک ہو سکتے ہیں۔ اور تمام اسلامی ممالک کی دیگر مقدس جگہوں کی سیر اور زیارت بھی کر سکتے ہیں۔ اس سفر میں ہر ملک کے مسلمانوں سے تبادلۂ خیالات کے ذریعے اخوتِ اسلامی بھی بڑھ سکتی ہے۔ اور اسلامی ممالک کی مصنوعات ایک ملک سے دوسرے ملکوں میں فروغ حاصل کر سکتی ہیں۔ اور آپس میں مسلمانوں میں تجارتی رشتہ بھی قائم ہو سکتا ہے۔ اگر مسلمان آپس میں صرف تجارت ہی شروع کر دیں۔ تو مسلمانوں کا سرمایہ غیر مسلموں کے پاس جانے کی بجائے مسلمانوں ہی کے پاس رہ سکتا ہے۔

موٹر کمپنی کا اجراء

ان راستوں پر موٹر کمپنی یا ریلوے کا اجراء کرنے کے لئے اگر حاجی پر آیکنی ایک حصے کی مقرر کر کے بطور ٹیکس وصول کی جائے۔ تو چند سال میں صرف حجاج ہی سے کروڑہا روپیہ وصول ہو سکتا ہے۔ اور اس طریقہ سے عرب کے غریب بدوی قبائل کو کام پر لگایا جا کر افلاس سے نجات حاصل کرائی جا سکتی ہے۔ اور ان میں ایک نئی قسم کی زندگی پیدا ہو سکتی ہے۔

حجاز ریلوے کے اجراء کیلئے کوشش

حجاز ریلوے کی تاسیس کا سہرا سلطان عبد الحمید کے سر پر ہے۔ ان کے عہد میں تمام دنیا کے مسلمانوں کے چندہ سے یہ ریلوے لائن بنائی گئی تھی۔ حجاز ریلوے دمشق سے شروع ہو کر عمان اور تبوک سے ہوتی ہوئی مدینہ پہنچتی ہے۔ ترکی عہد میں اس پر آمد و رفت جاری تھی۔

لیکن جنگِ عظیم کے وقت سے دمشق سے لیکر صرف عمان تک ہی گاڑیاں چلتی ہیں۔
اور حجاز کا حصہ نہایت خستہ حالت میں پڑا ہوا ہے۔

حجاز ریلوے تمام مسلمانوں کا وقف ہے۔ اور اس میں کسی دنیاوی طاقت کو
تصرف کا حق حاصل نہیں ہے۔ جنگِ عظیم کے بعد شام اور شرق اردن اور دوسرے
عربی حصوں پر یورپی تسلط نے حجاز ریلوے کے مسئلہ کو بڑا پیچیدہ بنا دیا ہے۔ مسلمانوں
کا مطالبہ ہے کہ یہ ریلوے اُن کی ایک منتخب جماعت کے حوالہ کی جائے۔
اور وہی اس کا انتظام کریں۔ لیکن انتدابی حکومتیں اس پر رضامند نہیں ہیں۔
اگر حجاز ریلوے پر آمد و رفت ہونے لگ جائے۔ تو اس سے عربستان کی
تجارتی اور اقتصادی حالت کو بہت فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ اس ضمن میں سعودی
حکومت کے وزیر خارجہ ایک عرصہ سے فرانسیسی اور برطانوی ارباب بست و کشاد
سے گفت و شنید کر رہے ہیں۔ اسلئے اسکے دوبارہ اجراء کرنے اور واپس لینے کے لئے تمام
علماء ہند علیحدہ کر کے صدائے احتجاج بلند کریں۔ اور اسلامی ممالک کے تاجداران بھی
اس ریلوے کی واپسی کے لئے اپنے قونصل ہائے کے ذریعے سر توڑ کوشش کریں۔
اور جب تک اپنے حقوق کو واپس نہ لے لیں۔ آرام سے نہ بیٹھیں۔

بعض اخبارات سے یہ معلوم کر کے خوشی ہوتی ہے۔ کہ برطانیہ۔ فرانس اور ابن سعود
کے نمائندوں میں اس امر پر اتفاق ہو گیا ہے کہ حجاز ریلوے کی ملکیت اور دوسرے حقوق
سے قطع نظر کرتے ہوئے اس ریلوے کا آمد و رفت کا سلسلہ جلد از جلد شروع کر دیا جائے
چنانچہ عنقریب اس اسلامی شاہراہ پر وہی چہل پہل ہو جائیگی۔ جو آج سے سولہ سترہ سال
قبل ان نواح میں دیکھنے میں آتی تھی۔ اِس سلسلہ میں بعض خراب شدہ حصوں اور شکستہ
پلوں کی مرمت بھی ہو گی۔ اِس کے بعد یہ آمد و رفت باقاعدہ شروع ہو جائے گی۔

اسکے علاوہ جدہ سے مکہ تک ریلوے کا جلد از جلد انتظام کیا جائے۔
جیسا کہ حکومت نجد نے ایک ہندوستانی مسلم تجارسے اس ریل کے بنانے کے
لئے ٹھیک کیا ہے۔

سرزمین حجاز میں بہت سے ایسے پہاڑ ہیں۔ جن میں قیمتی معدنیات کا ذخیرہ موجود ہے۔ اسلئے ماہرین معدنیات کے ذریعے ان قیمتی کانوں سے ضرور فائدہ حاصل کرنا چاہیئے +

خبر رسان ایجنسی حج کے موقعہ پر ہزار ہا مسلمان حجاج جو بیت اللہ شریف میں ہوتے ہیں۔ اُن کے متعلقین کو مہینوں تک اُن کی خیریت کی خبر نہیں ملتی۔ اور نہ ہی حجاج و دیگر اسلامی ممالک کے حالات سے باخبر ہوتے ہیں۔ صرف بعض عربی اخبارات کے ذریعہ ایک عرصہ دراز کے بعد کچھ اسلامی خبروں کا پتہ چلتا ہے۔ اور بہت سی اسلامی ممالک کی خبریں جو ریوٹر اور غیر اسلامی ایجنسیوں کی معرفت دنیا میں پہنچائی جاتی ہیں۔ وہ صرف اپنے مفاد کو تقویت دینے کے لئے نہایت رنگ آمیزی کے ساتھ مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کرنے کے لئے بطور پروپیگنڈا شائع کی جاتی ہیں۔ اس کی روک تھام اور مسلمانوں میں صحیح اسلامی خبریں پہنچانے کے لئے ایک مسلم خبر رسان ایجنسی قائم کی جائے۔ جو تمام اسلامی ممالک کے تاجداران کی سرپرستی میں قائم ہو۔ جس کے ذریعے صحیح صحیح خبریں دُنیائے اسلام میں پہنچائی جاویں۔ تاکہ ہر مسلمان دیگر ممالک کے مسلمانوں کے حالات سے باخبر رہ سکے۔

اس کے علاوہ مکہ معظمہ و دیگر اسلامی ممالک میں ریڈیو کے براڈکاسٹنگ اسٹیشن قائم کئے جائیں۔ اور مکہ معظمہ سے خطبہ و دیگر احکام بذریعہ براڈکاسٹنگ دنیائے اسلام میں پھیلائے جائیں۔ اگر اس پر عمل کیا جائے۔ تو بہت تھوڑے عرصہ میں دُنیائے اسلام میں اخوت اسلامی کا صحیح نظارہ پیدا ہو سکتا ہے۔ اور باہمی اتحاد و محبت روز افزوں ترقی کر سکتی ہے +

مسلم بین الاقوامی تعلیم گاہ مکہ معظمہ میں یا مدینہ منورہ میں ایک زبردست اسلامی بین الاقوامی درسگاہ قائم کی جائے جسکے اساتذہ (یا پروفیسر) ہر گروہ کے بہترین اور فارغ التحصیل علماء میں سے ہوں۔ اور وہ وہاں صرف اصول اسلام کے ماتحت موجودہ زمانہ کی روش کے مطابق ہر قسم کی مذہبی۔ اقتصادی۔ صنعتی۔ زراعتی تعلیم بچوں کو دیں تاکہ شیعہ۔ سُنی۔ وہابی وغیرہ کا فاسد مادہ اُن میں سرایت نہ کر سکے۔

اس درسگاہ میں تمام دنیائے اسلام سے ایسے ایسے طالب علم جن کی عمر آٹھ سال سے زائد نہ ہو۔ داخل کئے جائیں۔ اور اٹھارہ سال کی عمر میں دس سال تک فارغ التحصیل ہو کر مدرسہ سے نکلیں۔ یہ طالب علم اپنے اپنے ممالک میں جا کر بذریعہ تبلیغ اسلام کی بہترین خدمات انجام دے سکتے ہیں۔ جنکے عقائد استقلال و عزم کو دنیا کی کوئی طاقت بدل نہیں سکے گی +

بردہ فروشی کا انسداد حکومت حجاز سے استدعا ہے کہ کم سے کم مکہ معظمہ میں جو بردہ فروشی ہوتی ہے۔ اُسکو قطعی طور پر بند کرا دیا جائے۔ کیونکہ حیا سوز رسم مفاد اسلامی کے خلاف ہے +

زیارتِ مدینہ منورہ اور اسکے احکام

اختتام حج پر بعض حاجی تو فوراً واپسی کے لئے بیتاب ہو جاتے ہیں۔ اور سفر مدینہ کو قطعی طور پر ترک کر دیتے ہیں۔ بعض افلاس کی بنا پر مصارفِ سفر کے متحمل نہیں ہو سکتے اور بعض وفور محبت یا اپنی فرصت اور کاروبار کے پیش نظر حج سے قبل ہی مدینہ ہو آتے ہیں۔ اور بعض حج سے فارغ ہو کر مدینہ کے سفر کا قصد کرتے ہیں۔ سفر حجاز کی عام ترتیب یہی ہے کہ حاجی عموماً حج سے فراغت پا کر مدینہ جاتے ہیں۔ کیونکہ رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے:

مَنْ زَارَ قَبْرِيْ وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِيْ ۔	جس نے میری قبر کی زیارت کی۔ اُس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گئی۔
قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ حَجَّ وَ زَارَ قَبْرِيْ بَعْدَ مَوْتِيْ كَانَ كَمَنْ زَارَنِيْ فِيْ حَيَاتِيْ ۔	آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے حج کیا۔ اور پھر میری موت کے بعد میری قبر کی زیارت کی۔ گویا اُسنے میری زندگی میں میری زیارت کی۔

بہرحال سفر حج کی نیت کرتے ہوئے زیارتِ روضۂ مبارک اور مسجد نبویؐ کی بھی نیت کرے۔ کیونکہ مسجد نبوی اُن مساجد میں سے ہے۔ جنکے حق میں آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے:۔

لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلٰثَةٍ	یعنی صرف تین مساجد کی طرف سفر کا ارادہ کیا جائے

مَسَاجِدَ مَسْجِدُ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِیْ هٰذَا وَمَسْجِدُ الْاَقْصٰی ۔	مسجد حرم کی جانب میری مسجد کی طرف اور مسجد اقصیٰ کی سمت ۔

حضرت عمرؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ :۔

صَلٰوۃٌ فِیْ مَسْجِدِیْ هٰذَا اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ صَلٰوۃٍ فِیْمَا سِوَاہُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ ۔	ایک مرتبہ میری مسجد میں نماز پڑھنا دوسری مسجدوں کی ہزار نمازوں سے افضل ہے سوائے مسجد حرم (بیت اللہ شریف) کے ۔ (مسلم)

اس لئے مناسب یہی ہے کہ جب آپ نے اتنا دور دراز کا سفر اختیار کیا ہے تو ضرور حج سے فارغ ہوکر مدینہ کی زیارت کے لئے جانا چاہیئے۔ شاید پھر زندگی میں موقعہ ملے یا نہ ملے۔ یاد رکھو کہ مدینہ جاکر آپ کو اس قدر فرحت و خوشی نصیب ہوگی کہ دوسری جگہ ممتنع و محال ہے۔ اس لئے حج کے سفر کے ساتھ ہی مدینہ کے سفر کی بھی نیت کرلیں تو افضل ہے۔

مکہ معظمہ سے رخصت ہونے کے وقت حرم شریف میں آکر طواف الوداع کریں۔ طواف میں دعائیں خوب سوچ سمجھ کر پڑھیں۔ اور نہایت انکساری سے گڑگڑا کر دعا مانگیں۔ ملتزم بھی جاکر دعا مانگئے۔ میزاب کے نیچے خانہ کعبہ کا غلاف پکڑ کر اور خانہ کعبہ کے دروازہ پر جاکر خوب روئیں۔ اور دعا مانگیں۔ دوگانہ مقام ابراہیم پر ادا کر کے دوبارہ حج کعبہ و زیارت مدینہ کے لئے دعا کر کے حرم شریف کے باب وداع کے دروازے سے مدینہ منورہ روانہ ہونے کے لئے آجاویں +

سفر مدینہ کی تیاری

حج کے بعد تمام کاموں سے فراغت کر کے مدینہ منورہ جانے کی تیاری کرو۔ اور اپنے معلم کی معرفت موٹر یا اونٹ کی سواری کا انتظام کرو۔ مکہ معظمہ سے عموماً پہلا قافلہ ۲۰ ذی الحجہ کو مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوتا ہے۔ اور اسکے بعد قافلوں کی روانگی ایک دن کے وقفہ سے برابر ہوتی رہتی ہے۔ چونکہ موجودہ حکومت نے حجاز میں کافی امن وامان کردیا ہے۔ اور خطرات کا قطعاً خاتمہ ہوگیا ہے۔ اس لئے تھوڑے تھوڑے لوگ بھی سفر کرسکتے ہیں ۔

سواری کا انتظام ہو جانے پر سفر کے لئے ضروری تیاری کرو۔ چونکہ اونٹوں کا
یہ سفر دشوار گذار اور طویل ہے۔ اس لئے سفر میں تیاریاں اور آرام حاصل کرنے کے
لئے ضروری انتظامات لازمی ہیں۔ شغدف کو درست کرا لو۔ اور دھوپ یا بارش وغیرہ
سے بچنے کے لئے اس کے اوپر منڈھنے کو چٹائیاں یا ٹاٹ وغیرہ باندھ لو۔ اگر آپ کے پاس
دری یا دریاں ہوں تو ان سے بھی کام لے سکتے ہو۔ شغدف یعنی اونٹ پر چڑھنے کے لئے
سیڑھی بھی ضرور ہمراہ رکھنی ہوتی ہے۔ جو ہاتھ دس آنے کو مل جاتی ہے۔ شغدف کے
دونوں حصوں کو اونٹ کی لپیٹ پر [illegible] سے کس کر اور میزان برابر کر کے بندھوا لو۔
شغدف کے چاروں کونوں پر [illegible] کوزے پانی سے بھر کر لٹکا لو۔ چھولداری وغیرہ
[illegible] کے لئے دو [illegible] دریاں یا چادروں سے کام لے سکتے ہو۔ ان کے لئے
ایک بچھونا۔ اور رسی بھی ہمراہ لے لو۔ چھولداری ٹانگنے کے لئے ایک لمبی لکڑی
درمیان میں لگانے کے لئے اور دو لکڑیاں چھوٹی قریباً ۵-۶ فٹ اونچی جن
میں اوپر کی لکڑی تھامنے کے لئے کوڑے بنے ہوئے ہوں۔ خرید کر ہمراہ رکھ لیں۔
ان کے علاوہ دو چھتری بھی ہمراہ رکھ لیں۔ جو آپ کو دھوپ اور قضائے حاجت کے وقت
پردہ کا کام دیگی۔ اگر مناسب سمجھو۔ تو ایک دو روز کے لئے خوراک کا سامان بھی
ہمراہ رکھ لو۔ ورنہ ہر منزل پر آپ کو ہر قسم کا خورد و نوش کا سامان ملتا رہے گا۔ اونٹوں
کے علاوہ گدھے کی سواری کا بھی رواج ہے۔ وہاں کے گدھے ہندوستان کے گھوڑوں
سے مضبوط اور چالاک ہوتے ہیں۔ مدینہ منورہ کے سفر میں اگر اونٹوں کے ہمراہ
ایک گدھا بھی لے لیا جائے۔ تو سفر میں بہت فائدہ رہتا ہے۔ گدھے پانچ چھ رات
میں مدینہ منورہ پہنچا دیتے ہیں مصری حجاج اکثر گدھوں پر سوار ہو کر قافلوں کی صورت
میں روانہ ہوتے ہیں مصری عورتیں بھی گدھوں پر سواری کر سکتی ہیں۔ گدھے کا کرایہ
قریباً چالیس پچاس [illegible] فی سواری مع واپسی پڑتا ہے۔ مگر بہتر یہ ہے۔ کہ گدھا
قیمتاً خرید لیا جائے [illegible] سے زیادہ پچاس ساٹھ روپے تک مل جاتا ہے۔ اور
واپسی میں اسے کم و بیش قیمت پر فروخت بھی کر سکتے ہیں خرچ خوراک گدھے کا ۲ ریال میں پڑتا ہے

کرایہ | کرایہ حجاج کی کثرت وقلت اور کمپنیوں کے باہمی تقابل سے کم وبیش ہوتا رہتا ہے۔ بہرحال کرایہ کے نرخ کم وبیش مندرجہ ذیل رقوم پر مشتمل ہوتے ہیں:۔

کرایہ فی سواری از	چھوٹی موٹر کار	لاری	اونٹ
مکہ مکرمہ تا جدہ ـ	۱½ گنی	۱ گنی	½ گنی
مکہ یا جدہ تا مدینہ اور مدینہ تا جدہ واپس ـ	۱۵ گنی	۱۰ گنی	۵ گنی
ینبوع تا مدینہ اور مدینہ تا جدہ واپس ـ	۱۶ گنی	۱۱ گنی	ـــــ

ینبوع اور مدینہ کے درمیان ۲۵۰ کیلومیٹر کی مسافت ہے۔ جسکو موٹریں پانچ چھ گھنٹے میں طے کرتی ہیں۔ اور اونٹ تین روز میں طے کرتے ہیں۔ یہ راستہ کنوؤں اور باشندوں سے آباد ہے۔

حاجیوں کو مدینہ منورہ میں اقامت کرنے کے لئے ۸ روز مقرر ہیں۔ داخل ہونے اور نکلنے کا دن شمار نہیں کیا جائے گا۔ خواہ اس سے قبل ہی واپس ہو جاؤ۔ اور جو ۸ روز سے زاید قیام کرنا چاہیں۔ تو اُن کو حسب ذیل رقوم اقامت کے لئے موٹر والوں کو دینی ہوگی:۔

۹ دن سے ۲۰ دن تک کے لئے = ½ ۱۲۷ قرش امیری قریباً ۱۸/۱۰ روپیہ

۲۱ دن ؍؍ ۳۰ دن ؍؍ ؍؍ = ۱۶۵ ؍؍ ؍؍ ۲۳/- ؍؍

۳۱ دن ؍؍ ۴۰ دن ؍؍ ؍؍ = ۲۲۰ ؍؍ ؍؍ ۳۰/- ؍؍

مکہ اور مدینہ کے درمیان۔ رابغ۔ ابار حصانی وغیرہ متعدد جگہیں بشکل ہوٹل قائم ہیں۔ جہاں تمام ضروریات خورد ونوش کے علاوہ حمام بھی موجود ہیں۔ مستورات کے آرام کا بھی انتظام ہے۔

سفر کے عام حالات | قافلے جب منزل پر جاکر اُترتے ہیں۔ رات کا خواہ کوئی وقت ہو۔ گرد ونواح کے آباد کار خود مسلح ہو کر آجاتے ہیں۔ حاجی اُونٹوں سے اُتر کر شغدفوں کا ایک چکر باندھ لیتے ہیں۔ اور خود اسکے اندر آرام کرتے ہیں۔ یہ بدّو بقیہ رات پہرہ دیتے ہیں۔ اور بڑہ بڑہ پکارتے رہتے ہیں۔ انکو

چھ سات آنے کے حساب سے اُجرت دی جاتی ہے۔ اُن کے بچّے بھی حاجیوں کے گرد ہو جاتے ہیں۔ اور نعتیہ اشعار پڑھ پڑھ کر حاجیوں سے خیرات طلب کرتے رہتے ہیں۔ اُن کے ہاتھ حاجیوں کے عطیہ کے لئے پھیلے رہتے ہیں۔ اور وہ یہ بیت گاتے جاتے ہیں:۔ یَاحَاج سَلَامَات۔ یَافَنْوِی سَلَامَات۔ یَابُویَا سَلَامَات۔ اِنْشَاءَ اللّٰہُ بَرَکَات۔

اِن خانہ بدوش اقوام کے افلاس کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ عورتیں پردہ سے معذور ہیں۔ ایک کھالہ دار پردہ اپنے ستر ڈھانپنے کے لئے لٹکا رکھتی ہیں جسم کا اکثر حصّہ برہنہ و عُریاں ہوتا ہے۔ اللہ پاک اس قوم کی حالت پر رحم فرمائے۔ ایسے ساربان بعض قسم کے گیت اپنے سُروں میں گاتے ہیں۔ جس کو انہوں نے ترکی اور شامی حاجیوں سے سیکھا ہے۔ اُنکے اونٹ اِن گیتوں کو نہایت مسرت کے ساتھ سنتے ہیں۔ اور اِس حالت میں اپنی تمام مُصیبتوں کو بھی بھُول جاتے ہیں۔ اِن گیتوں کی زبان میں چونکہ گنوار پن پایا جاتا ہے۔ اِس لئے وہ سمجھ میں نہیں آتے تاہم وہ لطیف و دقیق معانی سے خالی نہیں ہوتے۔ وہ عموماً تو عاشقانہ ہوتے ہیں۔ لیکن زیادہ میں اونٹوں کی مدح سرائی بھی کی جاتی ہے عرب کی حُدی خوانی مشہور ہے۔ اور قافلہ کے ہمراہ صُبح کے وقت اِسکے تاثرات کا صحیح احساس ہوتا ہے۔

ساربانوں کا اخلاق کوئی حاجی ایسا نہیں ہوگا۔ جو ساربانوں کے اخلاق سے شاکی واپس نہ آیا ہو۔ ان کے اخلاق کے متعلق کوئی تصریح فضول ہے "تاریخ الحرمین" کا ایک اقتباس شاید کفایت کرے۔ "ساربانوں کے اخلاق کی یہ حالت ہے۔ کہ لقمہ اُن کے ہاتھ میں ہضم ہو جاتا ہے۔ اور نیکی اُن کی انگلیوں کے درمیان ضائع ہو جاتی ہے۔ یہ لوگ صرف اُس وقت عزت اور شرافت کے مفہوم سے واقف ہوتے ہیں۔ جب تمہارا ہاتھ اُن کے دینے کے لئے بڑھتا ہے۔ لیکن جب تمہارے ہاتھ کی حرکت رک جاتی ہے۔ تو یہ لوگ اپنی قدیم حالت پر آجاتے ہیں۔ اہلِ عرب کی شُکر گذاری اور منت پذیری

مشہور ہے لیکن اُن کی یہی حالت اِسکے بالکل خلاف ہے - اِسلئے اِس سفر میں ساربانوں کو اپنے ساتھ بیٹھ کر کھلاؤ۔ اور اُن کی ضروریات پوری کرو۔ تو ہر قسم کا آرام پاؤ گے۔

مدینہ منورہ کی طرف اُونٹوں کے قافلہ کے لئے چار راستے جاتے ہیں۔ ان میں تین غیر ضروری ہیں - اور قریب قریب استعمال ہی نہیں ہوتے - اِسلئے قافلے عموماً بلکہ ہمیشہ طریق سُلطانی سے مدینہ منورہ جاتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں اسی راہ کا ذکر کرنا چاہیئے۔ یہ راستے ریگستانی اور پہاڑی ہیں۔ خاصکر موٹر میں راستے کی ناہمواری کے باعث بہت ہچکولے لگتے ہیں۔ موٹریں براستہ جدّہ سمندر کے کنارے کنارے رابغ تک اور رابغ سے پھر سُلطانی راستے پر ہو جاتی ہیں۔ قافلے عموماً شام کو روانہ ہو کر رات بھر چلتے رہتے ہیں - ایک ایک اُونٹ کے ساتھ ایک ایک ساربان ہوتا ہے - اگر دو اونٹوں کے ساتھ ایک ساربان ہو تو تکلیف ہوتی ہے - اور ایک ساربان دو اُونٹوں کی پوری طرح نگہداشت نہیں کرسکتا۔ قافلہ عموماً پہلی منزل پر پہنچ کر منظم صورت اختیار کرتا ہے۔ اور اُونٹوں کو اکثر دو قطاروں میں چلایا جاتا ہے۔ اب وہ زمانہ تو گذر چکا۔ جب معلّموں کی بدماغی حاجیوں کی لُوٹ مار کا ذریعہ بنا کرتی تھی۔ بدّو لوگ اکثر معلّموں سے مِلکر قافلے کو ٹھہرا لیتے تھے۔ اور لُوٹ مار کر غائب ہو جاتے تھے۔ بعض دفعہ ساربان خُود ایسا شور و غوغا پیدا کر دیتے تھے۔ کہ اِسی ہل چل میں بدّو لوگ حاجیوں سے روپیہ چھین کر لے جاتے تھے۔ قافلہ اُترتے اور چلتے وقت تو قیامت برپا ہو جاتی تھی۔ کوئی حاجی قضائے حاجت کے لئے معمُولی فاصلہ پر بھی نہیں جاسکتا تھا۔ اب راستے صاف ہیں۔ امن قائم ہے۔ ادھر قافلہ جس منزل پر اُترے۔ وہاں کے لوگ اگر خربوزے یا پانی وغیرہ کو بیچنے آئیں۔ تو قافلے کے اندر نہیں آتے۔ بلکہ دُور سے ہی آواز دیتے ہیں۔ اور صاف اعتراف کرتے ہیں۔ کہ حکومت نے ہمیں اندر آنے سے منع کر دیا ہے +

ذیل میں ہم ہر ایک منزل کا حال علیحدہ علیحدہ تفصیل سے لکھتے ہیں :-

پہلی منزل مقام شہداء شہر سے باہر | مکہ معظمہ سے اونٹ روانہ ہو کر پہلے روز شہر سے باہر قیام کرتے ہیں۔ فصیل سے باہر گورستان شہداء کے قریب قافلہ ٹھہرتا ہے۔ جو شہر سے دو میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اگر کوئی حاجی مکہ معظمہ میں کوئی چیز بھول آئے یا کسی چیز کی ضرورت ہو تو مکہ معظمہ جا کر لا سکتا ہے۔ اور اطمینان سے واپس آ سکتا ہے۔ ہمارے ساتھی نماز پڑھنے کیلئے حرم کعبہ میں جایا کرتے تھے۔ یہ فراخ میدان ہے۔ جنوب مغرب کی طرف ایک جانب پہاڑی ہے۔ یہاں پندرہ دن کے بعد اہل مکہ کا اجتماع ہوتا تھا۔ اسلئے لوگوں نے یہاں مکانات بھی بنا لئے ہیں۔ اب وہ صحت بخش جگہ ہے۔ اکثر لوگ تبدیل آب و ہوا کے لئے بھی یہاں آتے رہتے ہیں۔ زائرین کو رات کے وقت اس کھلے میدان میں ہوا کا عجب لطف آتا ہے۔ اس وادی کے ایک گوشہ اور پہاڑ کے دامن میں عاشق السنت النبویہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا مقبرہ ہے۔ انکی قبر کے گرد اگرد اور قبور بھی ہیں۔ غالباً انہی کے اہل و عیال کی ہونگی۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ۷۳ھ میں بعمر ۸۷ سال انتقال کیا تھا۔ انس بن مالک الانصاری نے ان کے جنازے کی نماز پڑھائی تھی۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایات۔ احادیث کی تعداد بائیس سو کے قریب ہے۔ یہاں سے قافلہ بوقت عصر روانہ ہوتا ہے۔ اور صبح صادق ہوتے ہی وادی فاطمہ پر پہنچ جاتا ہے۔

مندرجہ ذیل منازل میں حکومت کی چوکیاں جو حجاج کی راحت و آسائش کی ذمہ دار ہیں۔ قہوہ اور پانی و دیگر ضروریات کی اشیاء ان مقامات پر کافی طور پر ہیں۔

ینبوع اور مدینہ | ینبوع اور مدینہ کے درمیان ۲۵۰ کیلومیٹر کی مسافت ہے +

دوسری منزل وادی فاطمہ | شہداء سے دو میل کے فاصلہ پر علاقہ مکہ میں یہ نہایت پُر فضا وادی ہے۔ دوسری کسی منزل پر بھی اسقدر سبزی و شادابی نہیں ہے۔ اس وادی میں جگہ بہ جگہ نہر جاری ہے۔ پانی ہمیشہ بافراط موجود رہتا ہے۔ کھجوروں کے بہت سے نخلستان کے علاوہ دیگر میوہ جات کے بھی باغات ہیں۔ اس جگہ مہندی اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے۔ کھانے پینے کی اشیاء

مرغی انڈے ۔ مچھلی و گوشت وغیرہ ملجاتا ہے ۔ قبیلہ قریش کے لوگ یہاں آباد ہیں۔
یہ منزل شہداء سے ۸ گھنٹے کی مسافت پر ہے ۔

تیسری منزل عُطفان بعض لوگ اسکو بیر عباسیہ بھی کہتے ہیں ۔ یہ منزل وادیٔ فاطمہ سے ۱۶ میل کے فاصلہ پر واقع ہے ۔ ظہر و عصر کے وقت قافلہ وادیٔ فاطمہ سے چلکر کوئی دو گھنٹے دن چڑھے بعد پہنچتا ہے ۔ راستہ میں بہت سی گھاٹیاں ہیں ۔ ان میں سے ایک گھاٹی کی چڑھائی اترائی زبردست ہے ۔ جس میں اونٹ صرف ایک ایک کرکے چلتے ہیں ۔ یہاں پر پانی کم ہے ۔ مگر برساتی کنوؤں کی وجہ سے حجاج کو میٹھا پانی ملجاتا ہے ۔ کیونکہ یہاں کا پانی کھارا ہے ۔ کھانے کی ہر چیز ملجاتی ہے ۔ اب ایک ہوٹل بھی کھل گیا ہے ۔ اور متعدد قہوہ خانے ہیں ۔ یہاں پر سرکاری چوکی حجاج کی حفاظت کیلئے ہے ۔ اس منزل کے چاروں طرف پہاڑیاں ہیں ۔ اور درمیان میں فراخ میدان ۔ جہاں مسافر قیام کرتے ہیں ۔
یہاں پر قبائل بشیر و حمران آباد ہیں ۔

چوتھی منزل قضیمہ عُطفان سے قریباً ۲۸ میل پر واقع ہے ۔ یہ ساحل سمندر سے ۲ میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں آباد ہے ۔ یہاں پر کچے مکانات بنے ہوئے ہیں ۔
یہاں سے سمندر نظر آتا ہے ۔ یہ راستہ پتھریلا ہے ۔ اس جگہ کا پانی بھی کھارا اور کم ہے ۔ بس سیلابی کنوؤں پر دار و مدار ہے ۔ وہی پانی میٹھا ہوتا ہے ۔ ہر چیز کھانے پینے کی مل جاتی ہے ۔ قہوہ خانہ میں بھی گوشت اور مچھلی ۔ تربوز کثرت سے مل جاتے ہیں ۔

پانچویں منزل رابغ یہ قضیمہ سے ۱۶ میل کے فاصلہ پر بحر احمر کے ساحل پر مکہ و مدینہ کے درمیان ایک بہت بڑا قصبہ ہے ۔ مکانات کچے ہی بنے ہوئے ہیں ۔
یہ اس علاقہ کی بڑی منڈی ہے ۔ اس میں ایک قلعہ اور ایک بڑی مسجد بنی ہوئی ہے یہاں کے بازار میں ہر قسم کی کھانے پینے کی چیزیں ملجاتی ہیں ۔ سوکھی مچھلی کی تو منڈی ہی ہے ۔ اب یہاں ہوٹل بھی بنگیا ہے ۔ یہاں سے اکثر مدینہ کے راستے کے لئے سامان خریدتے ہیں ۔ پانی کافی ہے مگر کھارا ۔ وہی برساتی سیلابوں سے کنوؤں میں پانی جمع کر لیا جاتا ہے ۔ جو میٹھا ہوتا ہے ۔ یہاں پر حکومت کی پولیس کی چوکی بنی ہوئی ہے ۔

کھجوریں اور قہوہ خانے کثرت سے ہیں۔ آبادی اس قصبہ کی کافی ہے۔ یہاں اونٹ کے مسافروں کو ایک روز زاید قیام کرنا پڑتا ہے +

چھٹی منزل مستورا | یہ رابغ سے ۱۳ میل کے فاصلہ پر ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ پانی اور لکڑی کافی ملجاتی ہے۔ کھانے کیلئے بھی قہوہ خانے موجود ہیں +

ساتویں منزل بیر الشیخ | مستورا سے ۱۵ میل کے فاصلہ پر ہے۔ راستہ میں دونوں طرف پہاڑیاں واقع ہیں۔ بلسان کثرت سے پیدا ہوتا ہے۔ اس لیئے یہاں سے اصلی روغن بلسان ملجاتا ہے۔ اصل بلسان کے تیل کا ایک قطرہ پانی میں ڈالنے سے تہ میں بیٹھ جاتا ہے۔ اور جلانے سے نیلگوں دھواں دکھلاتے۔ پانی۔ لکڑی۔ دکھانے پینے کی چیزیں یہاں بھی مل جاتی ہیں۔

آٹھویں منزل۔ ابیار بن حصانی | یہ بیر الشیخ سے ۱۴ میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہ راستہ پہاڑیوں میں سے گذرتا ہے۔ بعض جگہ تو ایسی دشوار گذار گھاٹیاں ہیں کہ راستہ بہت تنگ ہوجاتا ہے۔ اور راستہ پر صرف ایک ایک اونٹ ہی چل سکتاہے۔ یہاں متعدد کنوئیں ہیں۔ پانی میٹھا ہے۔ آبادی خاصی ہے۔ قہوہ خانے موجود ہیں۔ کھانے پینے کی چیزیں گوشت وچھلی وغیرہ وغیرہ مل جاتی ہیں۔ تربوز۔ کھجوریں۔ نارنگیاں بھی یہاں پیدا ہوتی ہیں +

نویں منزل بیر درویش | یہ ابیار بن حصانی سے ۱۷ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ پانی یہاں کافی ملجاتا ہے۔ اور شیریں ہے۔ خورد ونوش کی سب چیزیں بھی ملجاتی ہیں یہ علاقہ آباد و سرسبز ہے +

دسویں منزل بیر الماس | یہاں کا پانی کھارا اور میٹھا ہے سب چیزیں قافلے کے ساتھ قہوہ خانوں میں مل جاتی ہیں +

گیارھویں منزل آبار علی | جسے ذو الحلیفہ بھی کہتے ہیں بیئر مدلحا کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ بیر الماس سے گیارہ بارہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہاں سے مدینہ آٹھ یا نو میل رہجاتا ہے۔ کھانے کی چیزیں اور

پانی ہر جگہ مل جاتا ہے۔

بارھویں منزل قرب مدینہ منورہ قافلے عموماً دس گیارہ دن کے بعد مدینہ پہنچ جاتے ہیں۔ اور جونہی مدینہ منورہ کے قریب پہنچتے جاتے ہیں اردگرد کی فضا نعتیہ اشعار سے گونج جاتی ہے۔

زائرین ملک شعراء اور دربار شاہجہانی کی نظم بھی جو ذیل میں درج ہے ساتھ ساتھ گاتے جاتے ہیں:-

نظم

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل وجان باد فدایت کہ عجب خوش لقبی

مرحبا اے سید مکی مدینہ اور عرب کے سردار
دل و جان تجھ پر قربان ہوں اے خوش لقب

من بیدل بجمال تو عجب حیرانم
اللہ اللہ! چہ جمال است بدیں بوالعجبی

میں بیدل تیرے جمال سے عجب حیران ہوں
اللہ اللہ کس قدر حیرت انگیز جمال ہے

شب معراج عروج تو ز افلاک گزشت
بمقامے کہ رسیدی نہ رسد ہیچ نبی

معراج کی رات کو تیرا رتبہ افلاک سے بلند ہوا
ایسے مقام پر تو پہنچا جس پر کوئی نبی نہ پہنچ سکا

ما ہمہ تشنہ لبانیم و توئی آب حیات
لطف فرما کہ ز حد مے گذرد تشنہ لبی

ہم سب تشنہ لب ہیں اور تو آب حیات ہے
لطف فرما کہ تشنہ لبی حد سے گزر چکی ہے

آمدہ سوئے تو قدسی پئے دیدار طلبی

قدسی تیرے دیدار کی تلاش میں حاضر ہوا ہے

چونکہ مدینہ کا قرب حاصل ہو رہا ہے۔ اور طبیعت اس وقت خود بخود نعتیہ کلام کے دوہرانے پر مجبور ہے۔ لہٰذا حضرت مولانا ظفر علی خاں صاحب کی ایک مشہور ترین نعت کا بھی بافادہ حجاج درج کرنا خلاف مصلحت نہ ہوگا۔

شمع حرا

وہ شمع اجالا جس نے کیا چالیس برس تک غاروں میں
اک روز جھلکنے والی تھی سب دنیا کے درباروں میں

رحمت کی گھٹائیں پھیل گئیں افلاک کے گنبد گنبد پر
وحدت کی تجلی کوند گئی آفاق کے سیناروں میں

گر ارض و سما کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں

جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا اور نکتہ وروں سے حل نہ ہوا
وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں

ہیں کہیں آپ سے پہلا شغل کی ہو بکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و علیؓ | ہم مرتبہ ہیں یاران نبی کچھ فرق نہیں ان چاروں میں
چمکے جیسے وہ کیا ایک نفی بھی سب کی کا پہلو گہر تنہ ہوئے | ہیں آج بھی ہم بے مایہ گدا اس میکدہ کے سرشاروں میں
دو شیر تھیں ایمان جسے لے آئیں دکان فلسفے | ڈھونڈے سے ملے گی عاقل کو وہ قرآن کے سپاروں میں
ہم حق کے علمبردار ہوں گا ہے ابھی تک لا الہ الا اللہ وہی | یا دل کی گرج تکبیروں میں بجلی کی تڑپ تلواروں میں

اسکے علاوہ اس سفر میں علامہ اقبال کا جواب شکوہ اور مولانا نور سہار نپوری کی نظم "میرے مولا بلالو مدینے مجھے" عام لوگ مدینہ کے سفر میں پڑھتے ہوئے جاتے ہیں۔

مدینہ کی مختصر تاریخ تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس شہر مدینہ کو سب سے پہلے قوم عمالقہ نے مصر سے نکل کر آباد کیا تھا۔ اور یہ قوم باعتبار نسب حضرت نوح علیہ السلام سے چوتھی پشت میں ملتی ہے۔ یہ لوگ تمام ملک عرب میں پھیل گئے تھے بحرین۔ عمان۔ اور حجاز سے لے کر شام اور مصر تک انکے قبضہ میں آگئے تھے۔ چنانچہ فراعنہ مصر بھی انہی میں سے تھے۔

عمالقہ کے بعد مدینہ میں یہود آباد ہوئے۔ یہودیوں کے استیصال کے بعد مدینہ منورہ پر انصار قابض ہو گئے۔

انصار انصار اصل میں یمن کے باشندے تھے۔ اور قحطانی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ لوگ ایک بڑے سیلاب کی وجہ سے یمن سے نکل کر یثرب یعنی مدینہ میں آباد ہو گئے تھے۔ انصار میں دو بھائی اوس اور خزرج مشہور تھے۔ تمام انصار ان ہی دو بھائیوں کی اولاد ہیں۔

انصار کا اخلاق انصار ابتدا ہی سے نہایت نرم خو۔ لطیف الاخلاق اور مہمان نواز تھے یہانتک کہ جب قوم تبع کے ایک بادشاہ ابن حسان بن کلیکرب نے انپر حملہ کیا۔ تو باوجودیکہ اسوقت انصار اپنی متفقہ طاقت کے ساتھ اس کا مقابلہ کر رہے تھے لیکن مہمان نوازی کی یہ حالت تھی کہ رات کو خود اس کی ضیافت بھی کرتے تھے چنانچہ اسکو اس کریمانہ اخلاق پر سخت تعجب تھا۔ ہجرت کے بعد انہوں نے مہاجرین کے ساتھ جو فیاضانہ برتاؤ کیا۔ وہ اسی موروثی حسن اخلاق کا نتیجہ تھا۔

ہجرت کے حالات

کفارِ مکہ کی اذیتوں سے تنگ آکر وحی الٰہی کے مطابق رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نبوت کے تیرھویں سال مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ کچھ اصحاب پہلے ہی سے مدینہ پہنچ چکے تھے۔ آپ کی تشریف آوری کی خبر مدینہ میں سن چکی تھی تمام شہر ہمہ تن چشم انتظار تھا۔ لوگ ایک دن انتظار کر کے واپس جا چکے تھے کہ ایک یہودی نے دور سے دیکھا۔ اور قرائن سے پہچان کر پکارا کہ اے اہلِ یثرب لو تم جس کا انتظار کرتے تھے وہ آگیا۔ تمام شہر تکبیر کی آواز سے گونج اٹھا۔ انصار ہتھیار سج سج کر گھروں سے نکل آئے۔ مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر جو آبادی ہے۔ اسکو عالیہ اور قبا کہتے ہیں جو اب پرانے مدینہ کے نام سے مشہور ہیں۔ یہاں انصار کے بہت سے خاندان آباد تھے ان میں سب سے ممتاز عمرو بن عوف کا خاندان تھا۔ اور کلثوم بن الہدم خاندان کے افسر تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یہاں پہنچے۔ تو تمام خاندان نے جوش میں آکر اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا۔ یہ فخر ان کی قسمت میں تھا کہ میزبانِ دوعالم نے ان کی مہمانی قبول کی۔ انصار ہر طرف سے جوق جوق آتے تھے۔ اور جوش عقیدت کے ساتھ سلام عرض کرتے تھے۔ اکثر اکابر صحابہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے مدینہ میں آچکے تھے۔ وہ بھی انہی کے گھر میں اترے تھے۔ اور یہاں صرف چودہ دن قیام فرمایا۔ اور آپ نے کلثوم کی ایک افتادہ زمین پر جو کھجوروں کے خشک کرنے کے لئے پڑی تھی۔ یہیں دست مبارک سے مسجد کی بنیاد ڈالی یہ وہ مسجد ہے جس کی شان میں قرآن مجید میں آیا ہے ۔

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ۔	وہ مسجد جسکی بنیاد پہلے ہی دن سے پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے وہ اس بات کی زیادہ مستحق ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو۔ اس میں ایسے لوگ ہیں جنکو صفائی بہت پسند ہے اور خدا صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے ۔

اس مسجد کا نام مسجد قبا ہے۔ جو اب پرانے مدینہ میں واقع ہے۔ مسجد کی تعمیر میں مزدوروں کے ساتھ آپ خود بھی کام کرتے تھے۔ بھاری بھاری پتھروں کے اٹھانے کے وقت جسم مبارک خم ہو جاتا تھا۔ عقیدت مند آتے اور عرض کرتے کہ ہمارے ماں باپ

آپ پر فدا ہوں۔ آپ چھوڑ دیں ہم اٹھالیں گے" آپ اُن کی درخواست قبول فرماتے لیکن پھر اسی وزن کا دوسرا پتھر اٹھالیتے تھے۔ عبداللہؓ بن رواحہ شاعر تھے۔ وہ بھی مزدوروں کے ساتھ شریک تھے۔ اور جس طرح مزدور کام کرنے کے وقت تھکن مٹانے کو گاتے جاتے ہیں۔ وہ یہ اشعار پڑھتے جاتے تھے ؎

وَیَقۡرَءُ الۡقُرۡاٰنَ قَائِمًا وَّقَاعِدًا	اَفۡلَحَ مَنۡ یُّعَالِجُ الۡمَسَاجِدَ
اور اُٹھتے بیٹھتے قرآن پڑھتا ہے	وہ کامیاب ہے جو مسجد تعمیر کرتا ہے

وَلَا یَبِیۡتُ اللَّیۡلَ عَنۡہُ رَاقِدًا

اور رات کو جاگتا رہتا ہے

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی ہر ہر قافیہ کے ساتھ آواز ملاتے جاتے تھے۔

قبا میں آپ کا داخلہ اسلام کے دورِ خاص کی ابتداء ہے۔ ۱۴ دن کے بعد آپ بروزِ جمعہ شہر کی طرف تشریف لائے۔ راہ میں بنی سالم کے محلہ میں نماز کا وقت آگیا۔ جمعہ کی نماز یہیں ادا فرمائی۔ نماز سے پہلے خطبہ دیا۔ یہ تاریخِ اسلام میں سب سے پہلی نمازِ جمعہ اور سب سے پہلا خطبۂ نماز تھا۔

لوگوں کو جب تشریف آوری کی خبر معلوم ہوئی۔ تو ہر طرف سے لوگ جوشِ مسرت سے پیش قدمی کے لئے دوڑے۔ آپ کے ننہالی دار بنو نجار ہتھیاروں میں سج سج کر آئے۔ قبا سے مدینہ تک دو رویہ جاں نثاروں کی صفیں تھیں۔ راہ میں انصار کے خاندان آتے تھے۔ ہر قبیلہ سامنے آکر عرض کرتا "حضورؐ یہ گھر ہے۔ یہ مال ہے۔ یہ جان ہے" آپ منت کا اظہار فرماتے۔ اور دعائے خیر دیتے۔ شہر قریب آگیا۔ تو جوش کا یہ عالم تھا کہ پردہ نشین خاتونیں چھتوں پر نکل آئیں۔ اور گانے لگیں ؎

طَلَعَ الۡبَدۡرُ عَلَیۡنَا ۔ مِنۡ ثَنِیَّاتِ الۡوَدَاعِ ۔ وَجَبَ الشُّکۡرُ عَلَیۡنَا ۔ مَا دَعٰی لِلّٰہِ دَاعٍ

چاند نکل آیا۔ کوہِ وداع کی گھاٹیوں سے۔ جب تک دعا مانگنے والے دعا مانگیں

معصوم لڑکیاں دف بجا بجا کر گاتی تھیں ؎

یَا حَبَّذَا مُحَمَّدًا مِنۡ جَارٍ	نَحۡنُ جَوَارٍ مِنۡ بَنِی النَّجَّارِ
محمدؐ صلے اللہ علیہ وسلم کیا اچھا ہمسایہ ہے	ہم خاندانِ نجار کی لڑکیاں ہیں

شہر مدینہ میں جہاں اب مسجدِ نبوی ؐ ہے۔ اُس کے متصل حضرت ابو ایوبؓ انصاری کا گھر تھا۔ کوکبۂ نبوی ؐ کی میزبانی کا شرف انہی کے حصّہ میں آیا۔

زمانہ ہجرت میں مسجدِ نبوی ؐ کی تعمیر | مدینہ میں قیام کے بعد سب سے پہلا کام مسجدِ نبوی ؐ کی تعمیر تھی۔ اب تک یہ معمول تھا کہ آپ ؐ مویشی خانہ میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ دو لتکدہ کے قریب خاندانِ نجّار کے دو یتیم بچوں کی زمین تھی۔ جو آپؐ نے مسجد نبوی کے لئے خرید فرمائی جس کی قیمت حضرت ابو ایوبؓ نے ادا کی۔ زمین ہموار کر دی گئی۔ اور مسجد کی تعمیر شروع ہوئی شہنشاہِ دو عالم ؐ پھر مزدوروں کے لباس میں تھے۔ صحابہؓ پتھر اُٹھا اُٹھا کر لاتے تھے۔ اور یہ رجز پڑھتے جاتے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اُن کے ساتھ آواز ملاتے اور فرماتے ؎

اَللّٰھُمَّ لَا خَیْرَ اِلَّا خَیْرُ الْاٰخِرَۃ	فَاغْفِرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُھَاجِرَۃ
اے خدا کامیابی صرف آخرت کی کامیابی ہے	اے خدا مہاجرین اور انصار کو بخشدے

یہ مسجد ہر قسم کے تکلفات سے بَری اور اسلام کی سادگی کی تصویر تھی۔ یعنی کچی اینٹوں کی دیواریں۔ برگ کھجور کا چھپّر اور کھجور کے ستون تھے۔ قبلہ بیت المقدس کی طرف رکھا گیا لیکن جب قبلہ بدل کر کعبہ کی طرف ہو گیا۔ تو شمالی جانب ایک نیا دروازہ قائم کر دیا گیا فرش چونکہ بالکل خام تھا۔ بارش میں کیچڑ ہو جاتی تھی۔ ایک دفعہ صحابہؓ نماز کے لئے آئے تو کنکریاں لیتے آئے۔ اور اپنی اپنی نشستگاہ پر بچھا لیں۔ آنحضرت صلعم نے پسند فرمایا۔ اور سنگریزوں کا فرش بنوا دیا۔ صحنِ مسجد میں اب تک بھی سنگریزے پڑے ہوئے ہیں۔ مسجد کے ایک سرے پر ایک مسقف چبوترہ تھا۔ جو صفہ کہلاتا تھا۔ یہ اُن لوگوں کے لئے تھا۔ جو اسلام لائے تھے۔ اور گھر بار نہیں رکھتے تھے۔ مسجدِ نبوی جب تعمیر ہو چکی۔ تو مسجد سے متصل ہی آپؐ نے ازواجِ مطہراتؓ کیلئے مکانات بنوائے۔ اس وقت تک حضرت سودہؓ اور حضرت عائشہؓ عقدِ نکاح میں آچکی تھیں۔ اس لئے دو ہی حجرے بنے۔ جُوں جُوں ازواجِ مطہرات میں اضافہ ہوتا گیا۔ مکانات میں بھی ترقی ہوتی گئی۔

مدینہ منوّرہ

خاکِ یثرب از دو عالم خوشتر است | اے خنک شہرے کہ آنجا دلبر است
در دلِ مسلم مقامِ مصطفیٰ است | آبروئے ما ز نامِ مصطفیٰ است
(اقبال)

قافلے مدینہ کی آخری منزل پر پہنچ گئے۔ مدینہ سے ۳ میل پرے ایک باغ اور کچھ مکانات بھی آباد ہیں، شہر میں کنوئیں بھی ہیں۔ یہاں سے ایک اونچی پہاڑی پر چڑھنا پڑتا ہے۔ آپ بھی اِس باغ میں نہا دھو لیں۔

مدینہ منورہ نظر آتے ہی ذوق و شوق کا تقاضہ یہ ہوتا ہے کہ انسان اونٹ اور موٹر کو چھوڑ کر پیادہ ہو جائے۔ اونٹوں کی صورت میں تو اِس شوق کی تکمیل ممکن ہے۔ لیکن موٹر والے ایک نہیں سُنتے اور کہہ دیتے ہیں کہ حکومت کے قانون اور ضابطہ کی پابندی یہی ہے کہ موٹر کو مدینہ پہنچ کر حاجیوں کو اترنے کی اجازت دی جائے۔ اِس پہاڑی پر چڑھ کر چوٹی پر ایک مسجد اور مدینہ کے مزوّروں کے مکانات بنے ہوئے ہیں۔ مکّہ کے معلّموں کی طرح مدینہ میں بھی ایک مزوّروں کی جماعت ہوتی ہے جس کا قیام زائروں کے قیام کا بندوبست کرنا اور اُنہیں آدابِ زیارت تلقین کرنا ہے۔ ہندوستان کا ایک ایک شہر ہر مزوّر کے حصہ میں تقسیم ہے۔ اِسلئے شہر میں داخل ہونے سے پہلے ہی یہ سوال کر لیا جاتا ہے کہ کس شہر سے آئے ہیں؟ مزوّرین خود تو بہت کم آتے ہیں۔ البتّہ اُنکے کارندے اور ملازمین لازمی طور پر قافلے سے ملتے ہیں۔ اور جو قافلہ جس شہر کا ہوتا ہے اُسکے قیام کا ذمّہ دار اُس شہر کا مزوّر ہو جاتا ہے۔ مزدور بکثرت ملجاتے ہیں۔ اور عورتوں اور ضعیفوں کے لئے ایک قسم کی بند گاڑی جسے اعرابی کہتے ہیں مل جاتی ہے۔ مزدوروں کی اُجرتیں مخصوص ہوتی ہیں۔ یہ لوگ جو کچھ آپ دیدیں کچھ عذر نہیں کرتے اُن کی اُجرت سے مکّہ کے مطوّف کچھ کمیشن لیتے ہیں۔

فضیلتِ مدینہ مدینہ طیبہ کی عظمت و حرمت کو مدّنظر رکھتے ہوئے بہتر یہی ہے کہ آدابِ زیارت کے ماتحت زیارت روضہ خیر البشر کی خاص نیّت کرے۔ اور جب شہر مدینہ نظر آئے۔ کثرتِ درود کے علاوہ یہ دعا پڑھے:۔

اَللّٰهُمَّ هٰذَا حَرَمُ رَسُوْلِكَ فَاجْعَلْهُ وِقَايَةً لِّي مِنَ النَّارِ وَاَمَانًا مِّنَ الْعَذَابِ وَسُوْءِ الْحِسَابِ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَارْزُقْنِيْ مِنْ زِيَارَةِ رَسُوْلِكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَزَقْتَهٗ اَوْلِيَائَكَ وَاَهْلَ طَاعَتِكَ وَاغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ يَا خَيْرَ مَسْئُوْلٍ ۔	یا اللہ یہ تیرے رسولؐ کا حرم ہے تو اسکو میرے لئے آگ سے نجات کا سبب۔ عذابِ آخرت اور بُرے حساب سے امن کا ذریعہ قرار دے۔ یا اللہ تو اپنی رحمت کے دروازے میرے لئے کھول دے۔ اور اپنے رسُولؐ کی زیارت کی توفیق عطا فرما۔ جیسی توفیق کہ تو نے اپنے دوستوں اور اطاعت گذاروں کو عنایت فرمائی ہے۔ مجھ کو بخشدے اور مجھ پر رحم کرشے۔ اے وہ ذات پاک جس سے دعا کی جاتی ہے۔

مدینہ طیبہ کے بہت سے نام کتب تواریخ سے ثابت ہیں۔ اور ہر نام میں کوئی نہ کوئی لطیف مذہبی، تاریخی اور ادبی مناسبت پائی جاتی ہے۔ اور دیگر شہروں کی نسبت سب سے زیادہ نام اسی شہر کے ہیں لیکن سب سے قدیمی اور سب سے مشہور نام یثرب طیبہ اور قدسیہ ہیں۔ اس کے بہت سے فضائل احادیث صحیحہ اور کتب تواریخ میں مذکور ہیں۔ جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:۔

یہ عام طور پر مسلّم ہے کہ مکّہ اور مدینہ کو دنیا کے تمام شہروں پر فضیلت حاصل ہے۔ مکہ معظمہ کے فضائل ہم اس کتاب میں پہلے درج کر چکے ہیں۔ اب مدینہ منورہ کے فضائل ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:۔

(۱) اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ اَوْ اَشَدَّ ۔	خداوندا مدینہ کو ہمارے لئے محبوب بنا جیسا کہ مکّہ محبوب تھا بلکہ اُس سے بھی زیادہ۔

رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دُعا قبول ہوئی۔

(۲) يُوْشِكُ الْاِيْمَانُ اَنْ يَّاْرِزَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ كَمَا تَاْرِزُ الْحَيَّةُ اِلٰى جُحْرِهَا ۔	ایمان عنقریب مدینہ کی طرف اس طرح سے سمٹ کر آرہے گا۔ جس طرح سانپ اپنے بل میں جا کر سمٹ جاتا ہے۔

أُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَأْكُلُ الْقُرَى يَقُولُونَ يَثْرِبَ وَهِيَ الْمَدِينَةُ ۔

مجھ کو ایسے شہر کا حکم دیا گیا ہے جو اور شہروں کو کھا جائیگا یعنی یثرب جسکو مدینہ کہتے ہیں ۔

(۳) قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَنْ صَبَرَ عَلَى لَأْوَائِهَا وَشِدَّتِهَا كُنْتُ لَهُ شَهِيدًا أَوْ شَفِيعًا ۔

رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے مدینہ کی تکلیفوں پر صبر کیا ۔ میں قیامت کے دن اُس کا شفیع یا گواہ ہوں گا ۔

تُفْتَحُ الْيَمَنُ فَيَأْتِي قَوْمٌ يُبِسُّونَ فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۔

یمن فتح ہوگا تو ایک قوم اپنے جانوروں کو ہانکتی ہوئی اور اپنے اہل وعیال کو ساتھ لیتی ہوئی وہاں کا رخ کریگی ۔ لیکن کاش وہ جانتے کہ مدینہ ہی اُن کے لئے بہتر مقام تھا ۔

(۴) إِنَّهَا طَيْبَةُ تَنْفِي الذُّنُوبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْفِضَّةِ ۔

مدینہ پاک ہے گناہوں کو اس طرح دور کر دیتا ہے جس طرح سنار کی بھٹی چاندی کی میل کچیل کو دور کر دیتی ہے ۔

(۵) لَا يُرِيدُ أَحَدٌ أَهْلَ الْمَدِينَةِ بِسُوءٍ إِلَّا أَذَابَهُ اللَّهُ فِي النَّارِ ذَوْبَ الرَّصَاصِ أَوْ ذَوْبَ الْمِلْحِ فِي الْمَاءِ ۔

جو شخص اہل مدینہ کو گزند پہنچانا چاہے گا ۔ خداوند تعالےٰ اُسکو اس طرح پگھلا دے گا ۔ جس طرح آگ سیسے کو پگھلا دیتی ہے ۔ یا پانی نمک کو

(۶) مَنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَمُوتَ بِالْمَدِينَةِ فَلْيَمُتْ بِهَا فَإِنِّي أَشْفَعُ لِمَنْ يَمُوتُ بِهَا ۔

جس شخص سے ممکن ہو وہ مدینہ میں مرے ۔ کیونکہ جو شخص وہاں مرے گا ۔ میں اُس کی شفاعت کروں گا ۔

(۷) كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَكَى الْإِنْسَانُ أَوْ كَانَتْ بِهِ قَرْحَةٌ أَوْ جُرْحٌ قَالَ بِإِصْبَعِهِ هَكَذَا

جب کوئی آدمی بیمار ہوتا یا اُسکو پھوڑا یا زخم ہوتا ۔ تو رسول خدا صلعم مدینہ کی خاک زمین سے اُٹھاتے اور فرماتے کہ ہمارے دیس کی خاک ہمارے خدا

وَقَالَ بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ اَرْضِنَا بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا يَشْفِي سَقِيْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا۔
مَنْ اَكَلَ سَبْعَ تَمَرَاتٍ مِمَّا بَيْنَ لَابَتَيْهَا حِيْنَ يُصْبِحُ لَمْ يَضُرَّهُ شَيْءٌ حَتّٰى يُمْسِي۔

کی اجازت سے ہمارے مریضوں کو شفا دیتی ہے۔
جو شخص صبح کے وقت شہر مدینہ کی سات کھجوریں کھالے گا۔ اُس کو شام تک کوئی چیز نقصان نہ پہنچا سکے گی۔

مدینہ منورہ کی اہمیت ہجرت نبوی سے زیادہ بڑھ گئی ہے چونکہ اس شہر کے باشندوں نے رسالت پناہ کے ساتھ عین مصیبت کے زمانہ میں جو حسن سلوک کیا۔ اُسکی وجہ سے یہ شہر دنیا میں سب سے زیادہ مشہور و مقبول ہے۔

ٹیلے کی چوٹی پر جہاں چڑھائی ختم ہوتی ہے جہاں پر مزدور لوگ حجاج کا استقبال کرتے ہیں۔ یہاں پر ایک مسجد بھی بنی ہوئی ہے۔ اُس مسجد میں مدینہ منورہ میں خیریت کے ساتھ پہنچنے کے شکرانہ میں دو رکعت نماز نفل پڑھیں۔ وہاں سے شہر مدینہ پوری شان کے ساتھ نظر آتا ہے۔ اور شہر کے درمیان آپ کو وہ گنبد خضری نظر آئیگا جسکے مکین کے عشق میں آپ نے گھر بار چھوڑا ہے۔ یہاں سے آپ درود و نعت پڑھتے ہوئے پاپیادہ جھومتے ہوئے چلیں۔ یہاں سے میل ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر شہر پناہ شروع ہو جائیگی۔

شہر پناہ مدینہ کے گرد پہلے کوئی شہر پناہ نہ تھی۔ لیکن جنگ احزاب کے موقع پر نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حفاظت مدینہ کے لئے ایک خندق کھدوائی تھی۔ جو دس دس آدمیوں نے مل کر چالیس چالیس گز کے ٹکڑے تیار کئے تھے۔ یہ خندق بھی بنا ٹوٹی اور تعمیر ہوتی انجام کار ۵۵۹ھ میں وہ فصیل بنی جو اب موجود ہے۔ یہ کام نور الدین بن محمود زنگی نے انجام دیا تھا۔ باب البقیع کی پیشانی محراب تک کتبہ کا پتھر لگا ہوا ہے۔ باب مجیدیہ اس فصیل میں سلطان عبد الحمید خاں کے حکم سے ۱۲۷۲ھ میں نکالا گیا تھا۔ اس شہر پناہ کے قریب تمام زمین پر کوہ آتش فشانی کا مادہ پڑا ہوا ہے۔ اور اس کے پاس پہاڑ بھی جھلسے ہوئے معلوم ہوتے ہیں +

نقشہ مدینہ منورہ
شمال
مشرق
مغرب
جنوب
بقیع
نخلستان اور باغات
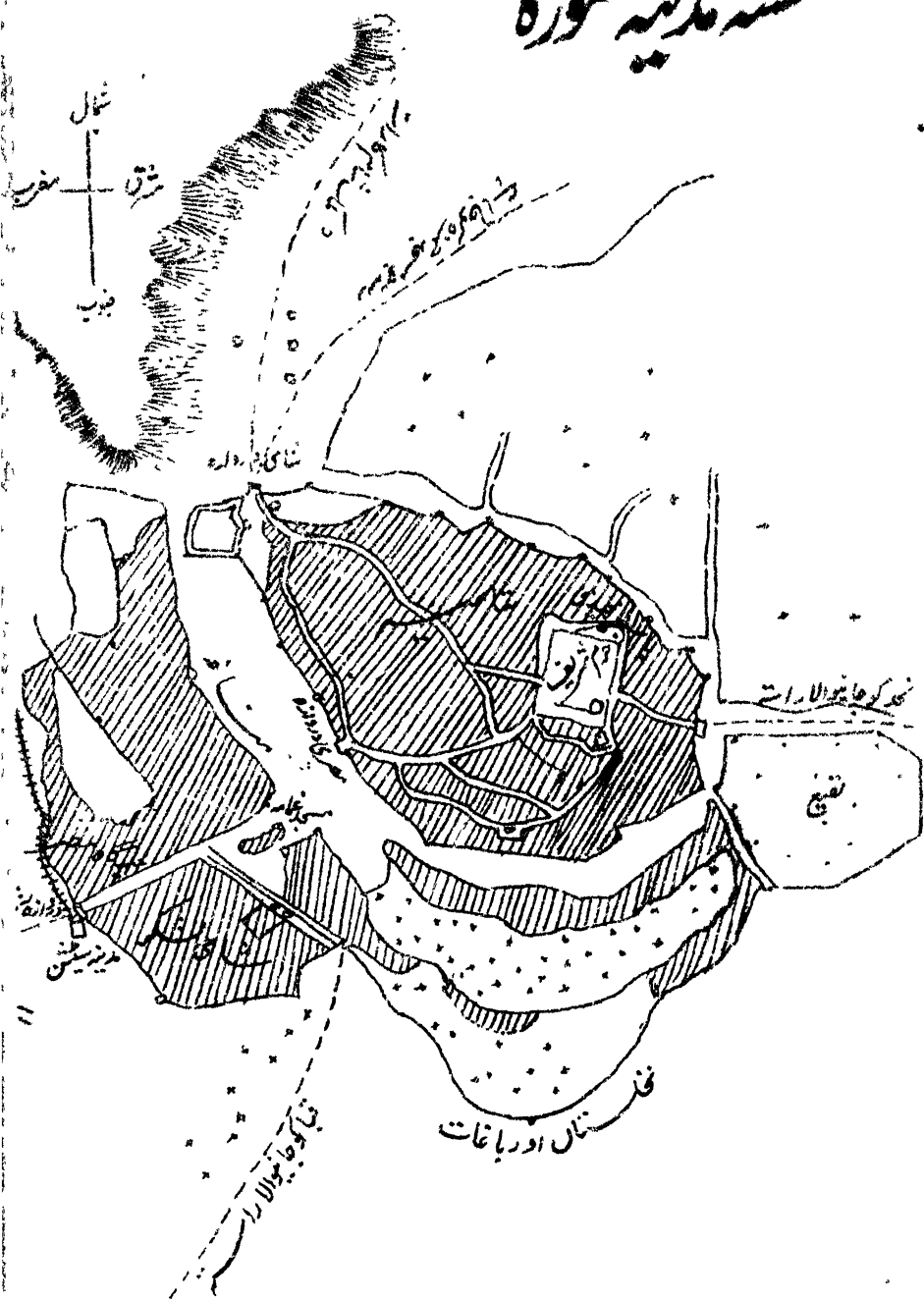
ریلوے سٹیشن موٹر سٹیشن کے قریب۔ ایک میدان میں ٹھہرتی ہیں۔ اور اونٹوں کے قافلے بھی شہر پناہ کے اندر باب مجیدی اور مصری دروازہ کے پاس قیام کرتے ہیں۔ یہ سٹیشن مشہور حجاز ریلوے کے سلسلہ میں ترکوں کے زمانہ میں تعمیر ہوا تھا۔ عمارت خوش نما اور عالیشان ہے۔ دمشق سے مدینہ پاک تک تیرہ سو کیلو میٹر کی ریلوے جو پہاڑوں کے سروں اور غاروں کے دہانوں اور وادیوں کے بطنوں سے گذرتی دریاؤں اور پہاڑوں پر سے ہوتی ہوئی حجاز کو شام سے جا ملاتی ہے۔ بلحاظِ صنعت دنیا کی عجیب تر ریلوں میں سے تھی۔ ریل کی پٹڑیاں اب تک بچھی ہوئی ہیں۔ اور انجن اور گاڑیاں اب تک کھڑے ہیں۔ یہ ریل اُس پیمانہ پر تھی۔ جیسے ہندوستان میں چھوٹی لائن کہتے ہیں (بطرز شملہ)۔ اسٹیشن مسجد نبوی سے کوئی میل بھر کے فاصلہ پر ہوگا۔ یہیں ترکوں کی بنائی ہوئی ایک مسجد بھی ہے۔ اور یہاں ہی ریلوے کا بڑا وسیع ورک شاپ بھی ہے۔ جسکے چاروں طرف ایک مضبوط اور چھوٹی دیوار بنی ہوئی ہے آجکل کی خبروں کے ذریعہ معلوم ہو رہا ہے کہ خدا کے فضل و کرم سے عنقریب ہی یہ حجاز ریلوے جاری ہو جائے گی +

مدینہ منورہ کا قلعہ اسٹیشن سے آگے بڑھ کر فصیل کے ساتھ ہی مدینہ کا قلعہ ہے۔ اور وہیں پر وہاں کے گورنر کا رہائشی محل بھی ہے۔ جس کے آس پاس قہوہ خانے آباد ہیں +

داخلہ شہر مدینہ شہر پناہ کے متصل مصری دروازہ کے قریب اور بازار کے نزدیک ایک میدان میں تمام قافلے ٹھہر جاتے ہیں۔ وہاں سے اتر کر مکان کا انتظام وغیرہ کر کے نہا دھو کر پاک وصاف کپڑے پہنے اور خوشبو لگائے۔ اور پا پیادہ درود وسلام پڑھتا ہوا شہر کے اندر داخل ہو۔ اور جب شہر کے اندر قدم رکھے۔ تو یہ دعا پڑھے :-

بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ	شروع کرتا ہوں میں خدا کے نام سے اے میرے رب داخل کر تو مجھ کو داخل کرنا اور نکال تو مجھ کو

صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِيْرًا ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَفَضْلِكَ ۔	سچا نکالنا اور اپنی جانب سے مجھ کو مدد عطا فرما۔ اے اللہ درود بھیج محمد اور آپ کی آل پر اور میرے گناہوں کو بخش دے اور میرے لئے اپنی رحمت اور فضل کے دروازوں کو کھول دے۔

اسکے بعد درود و سلام پڑھتا ہوا کمال فروتنی اور عاجزی کے ساتھ اس شہر مقدس اور کوچہ سطوت کی عظمت کا خیال کرتا ہوا راستے طے کرے۔ اس آسمانی مبارک شہر کی عظمت و جلالت کو دھیان میں رکھے جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے عزیز وطن کو ترک کرکے ہجرت فرمائی تھی۔ اور سکونت اختیار کی تھی اور جہاں بیشتر حصہ کلام پاک کا نازل ہوا۔ جب مدینہ منورہ کے راستوں اور گلیوں سے گذرے تو محبت اور عظمت نبوی کو دل میں جگہ دیکر یہ تصور کرے کہ یہ راستے اور گلیاں وہی ہیں جو حضور رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کی گذرگاہ تھیں۔ ممکن ہے کہ کسی ایسی جگہ میرا بھی قدم پڑ جائے جہاں حضور سرور دو عالم کا قدم پڑا ہو۔ پھر جب مسجد نبوی میں جائے تو بہتر یہ ہے کہ باب جبرائیل یا باب السلام سے داخل ہو۔ اور مسجد میں پہلے داہنا پاؤں رکھے اور یہ دعا پڑھے:۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ ۔	اے اللہ میرے گناہوں کو بخش دے اور اپنی رحمت کے دروازوں کو میرے لئے کھول دے۔

مسجد نبوی کی تعمیر

مسجد نبوی میں سب سے پہلے حضرت عمرؓ نے بعض اضافے کئے۔ مثلاً اس کی دیواریں نئے سرے سے بنوائیں۔ ستون بدلے۔ اور مسجد کو کسی قدر وسیع کیا۔ اسکے بعد حضرت عثمانؓ نے مسجد کے قبلہ جنوبیہ تک اضافہ کیا۔ اور اسکو پختہ بنوایا۔ پھر ۸۸ھ میں ولید نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کو نئے سرے سے اسکی تعمیر کا حکم دیا۔ اور انہوں نے مسجد کے مشرقی مغربی اور جنوبی تینوں حصوں میں اضافے کئے۔ ازواج مطہرات کے حجروں کو بھی مسجد کے اندر

داخل کرلیا۔ چار اذان گاہیں بنوائیں۔ اور زمین پر سنگِ رخام کا فرش بچھوایا۔ ۸۳۵ھ تک عہد بہ عہد ترقیاں اور اضافے ہوتے رہے۔ ۸۸۶ھ میں سلطان قایتبائی نے دوبارہ مسجد کو نہایت خوبصورتی کے ساتھ تعمیر کیا۔ حرم مدنی کے مغربی جانب باب السلام کے شمال میں ایک عظیم الشان درسگاہ بھی بنائی جسپر قایتبائی نے ایک عظیم الشان وقف کیا۔ اور آج بھی یہ مدرسہ قایتبائی کے نام سے مشہور ہے۔ اسکے علاوہ مقصورہ شریف بھی تعمیر کرایا۔ اسی زمانہ میں مصر سے بہت سے تعمیری تحفے بھی موصول ہوئے۔ جو باب السلام پر نصب کئے گئے۔ عہد بہ عہد تعمیری ترقیوں کی داستان بڑی طویل ہے۔ ۱۲۷۰ھ میں سلطان عبد الحمید خاں نے مسجد نبوی کو نئے سرے سے تعمیر کیا۔ اسکے شمالی جانب میں اضافہ کیا۔ اس میں نہایت عمدہ نقش ونگار بنوائے۔ اور باب السلام سے لیکر مسجد کے تمام مشرقی جانب کی دیواروں پر خطِ ثلث میں سورۂ فتح لکھوائی۔ اسکے علاوہ مسجد مذکور میں سینکڑوں ستون سنگِ مرمر و دیگر مشہور پتھروں کے لگائے۔ جو بیسیوں گول و مضبوط قبہ ہائے کو سروں پر اٹھائے ہوئے ہیں۔ ان قبوں پر عجیب عجیب نفاست و مینا کاری کے نمونے دکھلائے گئے ہیں۔ قبوں کے محیط میں قصیدہ بردہ اور بعض قرآنی سورتیں سیاہ زمین پر سفید حروف میں لکھی ہوئی ہیں۔ درمیان میں بہترین اور پُر تکلف نظارے دکھلائے گئے ہیں۔ اور ان قبوں کے بیچ میں روشندان بنے ہوئے ہیں۔ جسکے ذریعے سے مسجد نبوی میں ہزاروں ستون اور قبے ہونے کے باوجود بھی روشنی رہتی ہے۔ مسجد نبوی کی یہ خدمت دس سال تک اختتام کو پہنچی۔ اور اس موجودہ پختہ عمارت پر دس لاکھ عثمانی پونڈ خرچ ہوئے۔ یہ مسجد مدینہ طیبہ کی آبادی کے وسط میں واقع ہے۔ شمال سے جنوب تک ۱۱۶ میٹر اور مشرق سے مغرب تک اس کا عرض ۸۶ میٹر ہے۔ یہ سطح سمندر سے ۲۱۰۰ فٹ بلند ہے۔ اسکے بعد سلطان عبد الحمید خاں ثانی نے مسجد میں برقی روشنی کا انتظام کیا۔ اور ۲۵ شعبان ۱۳۲۶ھ میں جب مدینہ میں حجاز ریلوے کا افتتاحی جلسہ ہوا۔ تو سرکاری طور پر حرم شریف میں اس روشنی کا بھی افتتاح کیا گیا۔

نقشہ حرم مدینہ منورہ

قبلہ (جنوب)

کتب خانہ شیخ الاسلام

اصحاب عشرہ مبشرہ کے گھر

مشہد عثمان غنی

اس صحن میں کنکریاں ہیں

صحن شریف

مشرق

غرب

مکتب

مکتب

مکتب

مخزن

مفتوح السقف

مخزن الزیت

شمال
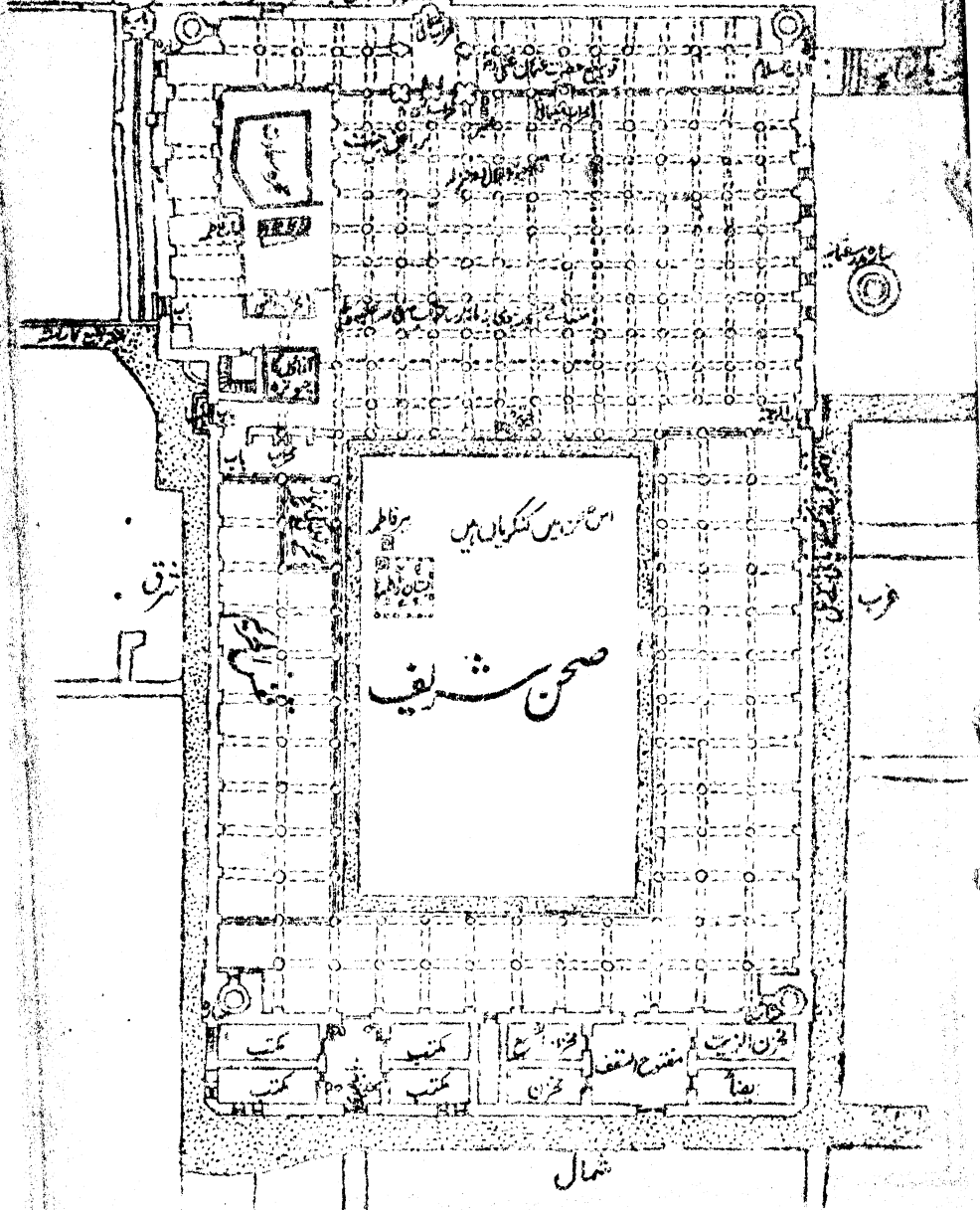
حرم نبوی کے دروازے | حرم نبوی کے مندرجہ ذیل پانچ عالیشان نہایت خوبصورت دروازے ہیں بعض پر تانبے کے پترے بھی چڑھے ہوئے ہیں۔ اور ہر دروازہ پر نہایت اعلےٰ درجہ کے نقش و نگار کھدے ہوئے ہیں۔ بنانے والے کا نام۔ اور دروازے کا نام۔ اور بعض پر کچھ آیات بھی کندہ ہیں۔

(۱) باب السلام حرم کے جنوب مغربی عقب میں نہایت شاندار بنا ہوا ہے۔ اور مسجد نبوی میں محراب عثمانی میں نکلتا ہے۔ (۲) باب الرحمۃ۔ یہ بھی حرم کی اسی دیوار میں مغربی جانب سے جو مسجد نبوی میں مسجد کی آخری جانبی دالان میں نکلتا ہے۔ نہایت شاندار بنا ہوا ہے۔ اسکے دروازے پر نقش و نگار کا کام نہایت خوبصورت کیا ہوا ہے اور دروازے کے اوپر ترکی سلطنت کا نشان اور طغریٰ بنا ہوا ہے۔ اسکے نیچے یا کنارے کے اوپر بعض آیات بھی لکھی ہوئی ہیں۔ (۳) باب المجیدی۔ بجانب شمال واقع ہے۔ یہ دروازہ بھی بڑے پر تانبے کے پترے چڑھے ہوئے ہیں۔ نہایت خوبصورت اور عالیشان ہے۔ اسکے سامنے توشہ خانے وبازار بھی ہے۔ اور یہاں ہر وقت سے زیادہ زائرین کی بھیڑ آمد ورفت رہتی ہے۔ اسکے دائیں جانب آغاؤں کے رہنے کی جگہ ہے۔ اور اسکے پاس مدرسہ بھی ہے۔ (۴) باب النساء۔ خوبصورت دروازہ بجانب شرق واقع ہے مستورات کے نماز پڑھنے اور عبادت کرنے کا کمرہ اس دروازے کے پاس بنا ہوا ہے۔ یہ دروازہ عورتوں کی آمدورفت کے لئے بنایا گیا تھا۔ (۵) باب الجبرائیل۔ اسکو باب النبی بھی کہتے ہیں۔ حضرت رسول اکرم صلعم بھی اپنے حجرات سے اسی راستے سے نزول فرماتے تھے۔ یہ بھی ہوتے دروازہ بجانب شرق جنت البقیع کی طرف واقع ہے۔ جنت البقیع کو یہاں سے جاتا ہے۔

یہ دروازے نماز عشاء کے بعد نماز مغرب تک کھلے رہتے ہیں۔ پھر بند ہو جاتے ہیں۔ اور بوقت تہجد کھلتے ہیں۔ باب مجیدیہ کے سامنے بیچ سڑک کے درمیان میں سڑک اور سامنے مکانات بنے ہوئے ہیں۔ یہاں حجاج کے لئے ایک جنازہ گاہ بھی بنی ہوئی ہے۔ اور اسی جگہ نہایت آرام کیساتھ متوفی حجاج کو نہلایا اور کفنایا جاتا ہے۔ فیس قریباً ایک پونڈ لی جاتی ہے۔

وضو کیلئے پانی کے نل | باب الرحمۃ اور باب السلام کے متصل بجانب مشرق حرم کی دیوار میں وضو کرنے کے لئے بہت سی پانی کی ٹونٹیاں لگی ہوئی ہیں۔ تاکہ حجاج کو وضو کرنے میں آسانی رہے۔ اور کچھ فاصلے پر قضائے حاجت کیلئے بھی جگہ بنی ہوئی ہے۔

دربان | مسجد نبوی کے تمام دروازوں پر ایک ایک دو دو دربان بیٹھے رہتے ہیں جن کا کام یہ ہے کہ وہ حاجیوں کے جوتوں چھتریوں، لالٹینوں و دیگر سامان کی حفاظت کریں۔ یہ لوگ حرم میں کسی سامان یا جوتوں کو اندر لے جانے کی اجازت نہیں دیتا۔ اور یہ مقام واپسی پر ہر ایک چیز بحفاظت تمام مالک کے سپرد کر دیتے ہیں۔ اس مقدس مقام کی دربانی بھی کوئی عام چیز نہیں جسکے حصے میں آجائے اس کا نصیب قابل رشک ہے۔

مینار | حرم قدس کے پانچ مینار ہیں۔ (۱) باب السلام کے مینار کو سلطانیہ کہتے ہیں۔ جو جنوب مغربی کونے پر ہے۔ (۲) دوسرا مینار باب الرحمۃ کے قریب ہے یعنی مغربی دروازے کے درمیان میں ہے۔ (۳) تیسرا مینار شمالمغربی کونے پر ہے۔ (۴) چوتھا مینار باب مجیدی کے پاس شمالمشرقی جانب ہے۔ (۵) پانچواں مینار جنوب مشرقی جانب ہے۔ جدھر کی طرف باب جبرائیل ہے۔ یہ مینار بڑے عالیشان ہیں۔ مکہ کی طرح ان میناروں پر چڑھکر اذان دیجاتی ہے۔

مسجد نبوی ؐ میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھے :-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	شروع اللہ کے نام پر جو نہایت مہربان اور رحیم ہے
اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ	اے اللہ تو سلامتی والا ہے۔ اور تجھ سے ہی
السَّلَامُ وَاِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ	سلامتی ہے اور تیری طرف ہی سلامتی رجوع کرتی ہے
فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا	پس زندہ رکھ ہمکو سلامتی کے ساتھ اور داخل کر ہمکو
دَارَ السَّلَامِ۔ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَ	جنت (دار السلام) میں برکت والا۔ اور بلند ہے تو اے ہمارے
تَعَالَيْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ	رب اے بزرگی و عظمت کے مالک۔ اے میرے رب
رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ	داخل کر مجھ کو سچائی کا داخل کرنا۔

وَاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا۔ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا ۔	اور نکال مجھ کو سچائی کا نکالنا۔ اور مہیا کر میرے لئے اپنے پاس سے قوی حجت اور کہہ تو حق آیا اور باطل اڑ گیا۔ تحقیق باطل اڑنے ہی والا تھا۔ اور نازل کیا ہم نے قرآن کریم کو اس میں شفا ہے اور راحت ہے مومنین کے لئے۔ اور ظالم لوگ خسارہ اٹھانے والے ہیں ۔

مسجد نبوی کی موجودہ کیفیت

مسجد نبوی کے دو حصے ہیں۔ ایک مسجد اور ایک صحن۔ اوّل حصہ جنوبی دیوار یعنی محراب عثمانی سے شروع ہو کر صحن کے ایک رخ تک بجانب شمال اور طول میں باب النساء اور باب الرحمۃ کے ایک رخ تک ختم ہو جاتا ہے۔ یہ حصہ تمام تر نہایت خوبصورت نقش و نگار والے قبوں سے چھپا ہوا ہے۔ جن میں روشندان بھی بنے ہوئے ہیں۔ تاکہ مسجد میں کافی روشنی رہے۔ یہ تمام منقش گنبد نہایت خوبصورت محرابوں پر قائم ہیں۔ اور یہ محرابیں صوان کے ان ستونوں پر قائم ہیں۔ جو سنگ مرمر سے ڈھکے ہوئے ہیں۔ جن پر مطلا اور سنہری کام بنا ہوا ہے۔ ہر ستون پر قسم بقسم سنہری نقش و نگار کیا ہوا ہے۔ اور ان ستونوں پر ہر ایک کی علیحدہ علیحدہ وجہ تسمیہ بھی لکھی ہوئی ہے۔ اس حصہ مسجد میں بارہ رواق ہیں۔ اور ان میں ۱۶۴ ستون ہیں۔ اس کے علاوہ ۲۳ ستون مقصورہ شریفہ کے اندر ہیں۔ اس حصہ میں جنوب مغربی جانب روضۂ اطہر اور حجرۂ فاطمہؓ ہے۔ اور اس کے قریب ہی بجانب غرب محراب النبیؐ اور محراب سلیمانی ایک خوبصورت پیتل کے جنگلے کے ساتھ رواق سوم پر استادہ ہیں۔ اسکے سامنے مغربی دیوار میں حضرت ابوبکرؓ کا کھڑکی اور حجرۂ حضرت بلالؓ بنا ہوا ہے۔ اور یہاں پر ہی مدرسہ قاتیبائی بھی ہے۔ اور جنوبی دیوار کی پشت پر حضرات عشرہ مبشرہؓ کی جگہ و باغات اور حضرت عمرؓ کے

خاندان کے گھر تھے۔ محرابِ النبیؐ اور مقصورہ شریف کے درمیان روضۂ جنت بنا ہوا ہے۔ اسی کے پاس ستونوں کی تیسری لائن میں واقع چہارم پر منبر بنا ہوا ہے۔ اس کے سامنے ہی رواق ششم پر ایک منزلہ چبوترہ بنا ہوا ہے جس پر وہاں کے شیوخ حرم قرآن کریم و دلائل الخیرات لئے بیٹھے پڑھتے ہیں۔ اس کے سامنے بجانب شمال رواق نہم کے درمیان ایک یک منزلہ چبوترہ بنا ہوا ہے۔ جو محراب بلالؓ کے نام سے موسوم ہے۔ اسکے سامنے باب جبرائیل بجانب شرق واقع ہے۔ اور بجانب غرب باب الرحمۃ ہے۔ یہ حصہ گیارھویں رواق پر جاکر ختم ہو جاتا ہے۔ گیارھویں رواق پر مسجد نبوی کی مسقف حد ختم ہو جاتی ہے۔

اس رواق سے آگے دالان ہے۔ گیارھویں محراب کے درمیان قبلہ رُو ایک آفتاب نما کلغی سی بنی ہوئی ہے۔ اس کے تحت میں بیضوی دائرہ کی سبز زمین پر طلائی حروف میں یہ حدیث لکھی ہوئی ہے :-

صَلٰوۃٌ فِیْ مَسْجِدِیْ ھٰذَا اَفْضَلُ مِّنْ اَلْفِ صَلٰوۃٍ مَّا سِوٰی اِلَی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔	میری اس مسجد کی نماز دوسری مساجد کی ہزار نمازوں سے افضل ہے۔ سوائے کعبہ کے۔

اس آخری محراب سے آگے صحن کھلا ہوا ہے۔ مگر ایک رواق کی جگہ کے برابر بجانب شمال تین گول گول پتھر گڑے ہوئے موجود ہیں۔ یہی مسجد نبوی کے عرض کی حد تھی۔ یہاں سے کھڑے ہو کر دیکھیں تو گیارھویں رواق کے آٹھویں ستون پر سنہری حروف میں لکھا ہوا نظر آتا ہے کہ عہد نبویؐ میں طول مسجد کی یہ حد تھی +

حصوہ یہاں سے حصۂ صحن جسکو حصوہ بھی کہتے ہیں شروع ہوتا ہے۔ جو شمالی جانب باب شامی تک مستطیل شکل میں پھیلا ہوا ہے۔ یہ حصہ مسجد نبوی کی آخری حد سے باہر ہے۔ لیکن رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے :-

ھٰذَا مَسْجِدِیْ مَا اَزِیْدَ فِیْہِ فَھُوَ مِنْہُ وَلَوْ بَلَغَ مَسْجِدُکُمْ	یہ میری مسجد ہے۔ جو اس میں بڑھوتی ہوتی رہیگی وہ بھی اسی کا حصہ ہوگا۔ خواہ میری

بصنعاء۔ | مسجد صنعاء تک لمبی ہو جائے۔

اِس حدیث پاک سے ثابت ہوتا ہے کہ صحنِ حرم نبوی کی وہی فضیلت ہے جو اصل حدودِ مسجد نبوی کی ہے۔ اِسی عمارت کے ہر سہ جانب محرابیں بنی ہوئی ہیں۔ اور مغربی محرابیں چار رواق بنے ہوئے ہیں جن میں ۷۰ ستون ہیں۔ اور بجانب مشرق تین رواق ہیں۔ جن میں ۴۸ ستون ہیں۔ اور شمالی جانب باب مجیدیہ کے پاس بھی تین رواق ہیں جن میں ۳۳ ستون ہیں۔ اِن رواقوں میں ستونوں پر محراب قائم کئے گئے ہیں۔ اور اِن محرابوں پر سر بفلک قبے موجود ہیں صحن میں سُرخ پتھر کی باریک باریک کنکریاں پڑی ہوئی ہیں۔ اِن کنکریوں کی تاریخ عہدِ نبوی سے ملتی ہے جیسا کہ ہم ہجرت کے بیان میں ذکر کر آئے ہیں۔ مدینہ میں مسجدِ نبوی کا قبلہ رُخ بجانبِ جنوب ہے ۔

رواق النساء اِس چبوترے کے بائیں جانب حرم نبوی کے مشرقی رواقوں کا نصف حصّہ مستورات کی نماز کے لئے مخصوص ہے۔ بجانب صحن اس رواق کے آگے ۸ فٹ بلندی کا ایک باریک جالی دار جنگلہ لگا ہوا ہے۔ چند قدِ آدم پردے بھی لٹکے ہوئے ہیں۔ جو مستورات کے رواق کو احاطہ کئے ہوئے ہیں۔ بالائی جانب سے ہوا بھی اچھی طرح سے آتی جاتی رہتی ہے۔ یہ جگہ سلطان عبد الحمید خاں کے زمانہ میں عورتوں کے لئے مخصوص کی گئی تھی۔ مشرقی جانب اسکے ساتھ ہی باب النساء ہے ۔

چبوترہ اصحاب صفّہ اِس رواق کے جنوبی حصّہ میں خدام مسجد نبوی کے لئے بھی ایک چبوترہ بنا ہوا ہے۔ جو طول میں قریباً ۴۰ فٹ اور عرض میں قریباً ۲۷ فٹ ہے۔ اور زمین سے تقریباً ۱½ فٹ بلند ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اصحابِ صفہ رضی اِسی مقام پر رہتے تھے۔ جہاں پر اب خوجے لوگ خدّامِ حرم کے ساتھ بیٹھے رہتے ہیں۔ اس پر قالین بچھے ہوئے ہیں۔ صحن کے وسط میں ایک چھوٹا سا چبوترہ ہے۔ جو لوہے کے جنگلہ سے گھرا ہوا ہے۔ جسے بستانِ فاطمہ رض کہتے ہیں۔ اور اِس میں کھجور کے درخت لگے ہوئے ہیں۔ جن کی نسبت یہ کہا جاتا ہے۔ کہ یہ اُس کھجور کے درخت کی لقیہ یادگار ہیں۔ جسکو

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اسی جگہ لگایا تھا۔ اسکے علاوہ ایک املی کا درخت اور چند پیڑ مہندی کے بھی لگے ہوئے ہیں۔ اس چبوترہ کے سامنے ایک کنواں ہے جسکو بیر النبی صلعم کہتے ہیں جسپر کھلی محرابوں کا قبہ بنا ہوا ہے بعض لوگ اسے زمزم مدینہ اور آب کوثر بھی کہتے ہیں جس کا پانی نہایت شیریں ہلکا اور ٹھنڈا ہے۔ اور اپنی لطافت۔ پاکیزگی اور مزے میں دنیا بھر کے پانیوں سے افضل اور اعلےٰ ہے۔ اس چبوترہ کے جنوبی جانب باب جبرائیلؑ ہے۔ اور شمالی جانب کو باب النساء واقع ہے۔ سلطان عبدالحمید خاں غازیؒ کے دور سلطنت میں مسجد نبویؐ کے اندر نہایت قیمتی ایرانی قالین بچھے ہوئے تھے۔ جواب موجود نہیں ہیں۔ حرم نبویؐ میں اب بھی بہت سے بہترین قیمتی جھاڑ فانوس لگے ہوئے ہیں اور مسجد برقی روشنی سے رات کو بقعہ نور بنی رہتی ہے غرض مسجد نبویؐ اپنی صفائی۔ پاکیزگی صفت اور حسن و جمال میں دنیا میں اپنی نظیر نہیں رکھتی۔ یہ خدا تعالےٰ کا ایک نشان ہے۔ جو شخص اس کی زیارت سے مستفیض ہو جاتا ہے اسکا دل مشکل وہاں سے نکلنے کو چاہتا ہے۔

محراب عثمانی مسجد نبویؐ کے جنوبی جانب تبدلہ اول و دوم رواق بنے ہوئے ہیں۔ یہ حصہ مسجد نبوی میں مشرقی جانب کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اور جنوبی جانب کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بڑھایا ہوا ہے۔ اسی قبلی دیوار میں محراب عثمانی بنی ہوئی ہے۔ جسے مصلےٰ حنفی بھی کہتے ہیں۔ زیادہ ہجوم کے وقت اور جمعہ کے دن امام اسی جگہ کھڑا ہو کر نماز پڑھاتا ہے۔ محراب عثمانی والی جنوبی دیوار پر قریباً آٹھ فٹ کی بلندی پر دیوار کے طول میں نقش و نگار کے علاوہ تین سطور کی تحریر شروع ہوتی ہے۔ اور سطور کے نیچے ساری دیوار چینی تختیوں سے آراستہ ہے جنکے درمیان سنگ مرمر کے چھوٹے چھوٹے مربعے ستون دیوار کے اندر چنے ہوئے اس کی خوبصورتی کو دوبالا کر رہے ہیں۔ سطر اول میں سبز زمین پر تقریباً ایک انچ ابھرے ہوئے طلائی حروف میں نہایت ہی واضح اور روشن خط ثلث میں سورۃ فتح لکھی ہوئی ہے جسکی کھدائی اور لکھائی دنیا میں اپنی نظیر نہیں رکھتی۔ دوسری سطر بھی اسی طرح پر سرخ زمین پر طلائی حروف میں ہے جسپر دوسری صورت کندہ ہے۔ سطر سوم میں گول دائرہ کے اندر نہایت خوبصورتی کے ساتھ جناب رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اسمائے گرامی لکھے ہوئے

ہیں۔ یہ لکھائی عبداللہ بک زیدی رحمۃ اللہ علیہ نے جو سلطان عبدالحمید اول کے زمانہ میں اپنے فن خوشنویسی میں یکتائے روزگار تھے، کا کارنامہ ہے۔ جسکے عوض میں ترکی خزانہ سے پندرہ پونڈ یعنی سوا دوسو روپیہ یومیہ اجرت ملتی تھی۔ اسکے مشرقی اور مغربی جانب دیوار کے ساتھ ساتھ خوشنما لکڑی کی الماریاں بنی ہوئی ہیں جن میں صدف کا بہت باریک اور عجیب صنعت کا کام بنا ہوا ہے۔ ان الماریوں میں مسجد نبوی کا کتب خانہ رہتا ہے۔ زیادہ تر کلام مجید۔ دلائل الخیرات کے پرانے نسخے ہیں۔ اور انکے علاوہ پرانی کتابوں کا بھی بہت بڑا ذخیرہ رہتا ہے۔ اس حصہ میں دو رواق ہیں۔ اور ان رواق ہائے کے درمیان بہت سے خوبصورت ستون کھڑے ہیں بعض ستونوں کے نیچے سنگ مرمر لگا ہوا ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں ازواج مطہرات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حجرے تھے۔ رواق دوم اور سوم کے درمیان بائیں طرف بجانب شمال پیتل کا خوشنما جالیدار مرصع جنگلہ مسجد کے طول میں لگا ہوا ہے۔ یہ جنگلہ رواق سوم کے ساتھ اصل مسجد نبوی کی حد ظاہر کرتا ہے۔ اسکے شرقی جانب یہ روضہ اطہر ہے۔ اس جنگلہ کے درمیان پچاس فٹ کے فاصلے پر پیتل کے دو خوشنما دروازے بنے ہوئے ہیں جنکی محرابیں اوپر کی طرف نہایت خوبصورت بخط نسخ مسجد نبوی کی فضیلت میں احادیث کندہ ہیں +

محراب النبی صلعم جنگلہ متذکرہ بالا کے مشرقی دروازے کے پاس رواق سوم میں محراب النبیؐ بنی ہوئی ہے یہ وہ جگہ ہے جہاں پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر جماعت کرایا کرتے تھے۔ یہ محراب سنگ مرمر کے ایک ہی ٹکڑے کی بنی ہوئی ہے اسپر سونے کا کام عجیب صنعت اور نقاشی سے کیا گیا ہے۔ کہ چشم نظارہ محو حیرت رہ جاتی ہے۔ یہ محراب قریباً ۹ فٹ بلند ہوگی۔ محراب کی پیشانی پر اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا لکھا ہوا ہے۔ اسکے نیچے بجانب راست محراب النبی اور بجانب چپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ لکھا ہوا ہے۔ اور اس کی پشت پر اسی محراب کے بنانے والے کا نام مندرجہ ذیل عبارت میں کندہ ہے:۔ اِنْشَاءَ هٰذَا الْمِحْرَابَ

سُلْطَانُ الْمَلِكُ الْاَشْرَفُ اَبُو الْمَنْصُرِ قَايتْبَائِیْ سَنَۃَ ثَمَانٍ وَثَمَانِیْنَ وَثَمَانِمِائَۃٍ (۸۸۸ھ) " یہ محراب اُسی جگہ پر نصب ہے۔ جہاں پر نبی صادق الامین ؐ کی جبینِ مُبین خدا کی یاد میں سجود رہتی تھی۔ اب امام کی پیشانی سجدہ کے وقت اُسی مقام نورانی پر ہوتی ہے۔ جہاں ختم المرسلین امام المتقین صلے اللہ علیہ وسلم کے قدم مُبارک ہُوا کرتے تھے۔ اِسی جنگلہ کے ساتھ محراب النبی ؐ کے مغربی جانب ایک اور دوسری محراب بھی سنگِ مرمر کی استادہ ہے۔ یہ بھی نہایت خوبصورت بنی ہوئی ہے۔ یہ محراب سلطان سلیمان خاں نے ۹۰۰ھ میں مسجد قبا کے لئے تیار کرا کر بھیجی تھی۔ جسکو بعد میں مسجد نبوی ہی میں نصب کر دیا گیا۔

روضۂ جنت | مسجدِ نبوی ؐ میں داخل ہو کر متذکرہ بالا مقامات سے گذرنے کے بعد زائر کو چاہیئے۔ کہ سب سے پہلے اُسی مقام پر جائے۔ جسے روضۂ جنت کہتے ہیں۔ روضہ کے معنی ہندوستانی مفہوم کے مطابق قبر نہ سمجھنا چاہیئے۔ بلکہ روضہ عربی میں باغ کو کہتے ہیں۔ روضۂ جنت مسجدِ نبوی کی اُسی جگہ کا نام ہے۔ جو منبر اور مرقد اطہر کے درمیان واقع ہے۔ اور یہ وہی جگہ ہے۔ جس کی نسبت آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا ہے۔

مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ ۔	یعنی میرے گھر اور منبر کے درمیانی زمین جنت کے باغ کا ایک ٹکڑا ہے۔

اِس جگہ کا طول ۲۲ میٹر۔ عرض ۱۵ میٹر ہے۔ روضۂ جنت میں ۹ ستون استادہ ہیں۔ رواق سوم میں منبر سے لے کر روضۂ مبارک تک ۵ ستون۔ اور رواق چہارم میں چار ستون بطرف روضۂ مبارک ہیں۔

ستون ہائے رحمت | اِس جگہ کے اندر وہ آٹھ ستون بھی ہیں۔ جنہیں اسطوانات رحمت کہا جاتا ہے۔ اُنپر سنگ مرمر اور طلائی کام ہے۔ پہلی قطار کے چار ستون سنگِ احمر کے ہیں۔ اور ہر ایک ستون پر اُس مقام کا نام کندہ ہے۔ اِنکے پاس نمازیں پڑھنے کی خاص فضیلتیں آئی ہیں۔ اور اگر بلا مزاحمت یا کشمکش ان میں سے کسی ستون کے پاس جگہ مِل سکے۔ تو وہاں نماز پڑھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

روضۃ الجنت میں دو رکعت نماز نفل پڑھنے کے بعد یہ دعا پڑھے:۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذِهٖ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ شَرَّفْتَهَا وَكَرَّمْتَهَا وَبَجَّلْتَهَا وَعَظَّمْتَهَا وَنَوَّرْتَهَا بِنُوْرِ نَبِيِّكَ وَحَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔ اَللّٰهُمَّ كَمَا بَلَّغْتَنَا فِي الدُّنْيَا زِيَارَتَهٗ وَمَاثِرَهُ الشَّرِيْفَةَ فَلَا تُحْرِمْنَا يَا اللّٰهُ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ فَضْلِ شَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔ وَاحْشُرْنَا فِيْ زُمْرَتِهٖ وَتَحْتَ لِوَائِهٖ وَاَمِتْنَا عَلٰى مَحَبَّتِهٖ وَسُنَّتِهٖ وَاسْقِنَا مِنْ حَوْضِهِ الْمَوْرُوْدِ بِيَدِهِ الشَّرِيْفَةِ شَرْبَةً هَنِيْئَةً لَا نَظْمَأُ بَعْدَهَا اَبَدًا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

اے اللہ تعالیٰ یہ روضہ جنت کے روضوں سے ہے۔ بزرگی، عزت اور عظمت دی ہے تونے اس کو اور روشن کیا ہے تو نے اس کو اپنے نبی اور حبیب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے نور سے۔ خدا کی رحمت ہو اُس پر اور اُن کی آل پر۔ اے اللہ جس طرح تونے دنیا میں ہمکو اسکی زیارت سے مشرف فرمایا ہے۔ پس نہ محروم کر اے اللہ آخرت میں حضرت محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شفاعت سے۔ حشر کر ہمارا اُسی زمرہ میں اور اس کی لوا کے نیچے اور خاتمہ کر ہمارا اُسکی محبت اور اسکی سنت پر۔ اور پلا ہم کو حوض کوثر سے اُس کے مبارک ہاتھ سے خوشگوار شربت کہ نہ پیاسے ہوں اُسکے بعد کبھی۔ تحقیق تو ہر ایک چیز پر قادر ہے +

(۱) __اسطوانہ مخلقہ__۔ یہ ستون جیسا کہ نام سے ظاہر ہو رہا ہے۔ عین مصلے نبیؐ کی پشت پر ہے۔ منبر تیار ہونے سے قبل رسول اللہ صلعم اسی جگہ کھڑے ہو کر خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے تھے بستون خانہ (کھجور کا تنہ جس کا ذکر آگے آتا ہے) جسے منبر کی تیاری کے بعد گریہ و بکا کیا تھا۔ ٹھیک اُسی جگہ تھا۔ (۲) __اسطوانہ محرس__ یا __اسطوانہ علیؓ__ یہاں صحابہ کرامؓ حضورؐ کی دربانی یا پہرہ کیلئے بیٹھے رہتے تھے۔ اور اکثر یہ خدمت حضرت علیؓ سے متعلق رہتی تھی۔ اور آپ کثرت سے نمازیں یہیں ادا فرماتے تھے۔

حجاج کو بھی یہاں نماز پڑھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ (۳) اسطوانۂ وفود۔ باہر سے جو وفود آنحضرتؐ کے پاس آتے تھے۔ انکے ساتھ اکثر اسی جگہ گفتگو ہوتی تھی۔ (۴) اسطوانۂ ابی لبابہؓ۔ آپ آنحضرتؐ کے مشہور صحابیوں میں سے ہیں۔ ایک مرتبہ آپ جہاد میں نہ گئے۔ بعد میں خود ہی ندامت ہوئی۔ اور اس ندامت کا احساس اتنا ہوا کہ اپنے آپ کو مسجد کے ایک ستون سے باندھ دیا۔ آخر آنحضرتؐ جہاد سے واپس تشریف لے آئے اور ابی لبابہؓ کی بریت میں وحی نازل ہوئی۔ تو رسول اللہ صلعم نے اپنے ہاتھ سے انہیں آزاد فرمایا۔ اس وجہ سے اس ستون کا نام ستونِ توبہ بھی پڑ گیا۔ حجاج بھی اس جگہ کھڑے ہوکر آہ وزاری کے ساتھ توبہ و استغفار کریں۔ (۵) اسطوانۂ سریر۔ اس ستون کے پاس رسول اللہ صلعم کبھی کبھی اعتکاف کی حالت میں کھجور کے بوریے پر استراحت فرماتے تھے۔ (۶) اسطوانۂ جبرائیل حضرت جبرائیل علیہ السلام اکثر اسی مقام پر وحی لیکر آتے تھے۔ (۷) اسطوانۂ عائشہؓ جس جگہ اب مصلّٰے نبی ہے۔ اسکے اختیار کرنے سے قبل رسول صلعم نے کچھ روز نماز یہیں ادا فرمائی تھی۔ ایک مرتبہ حضور صلعم کی زبانِ مبارک سے یہ نکلا تھا۔ کہ میری مسجد میں ایک جگہ ایسی ہے کہ اسکی فضیلت اگر لوگوں کو معلوم ہوجائے۔ تو وہاں جگہ پانے کے لئے لوگ قرعہ ڈالیں۔ اسوقت سے صحابہؓ کو برابر اس جگہ کی جستجو رہنے لگی۔ حضورؐ کی وفات کے بعد حضرت عائشہؓ نے اس جگہ کا پتہ اپنے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو بتایا۔ اسی مناسبت سے اسے اسطوانۂ عائشہؓ کہتے ہیں (۸) اسطوانۂ تہجد۔ یہ مقصورہ شریف کی پشت کی جانب والے چبوترے پر واقع ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہاں رسول اللہ صلعم نے تہجد کی نمازیں ادا فرمائی تھیں۔ سعودی حکومت نے یہاں نماز پڑھنے بلکہ اس جگہ کھڑے ہونے کی ممانعت کردی ہے۔ اسلئے کہ یہاں کھڑے ہوکر نماز پڑھنے سے تربت مبارک سامنے پڑتی ہے۔ مسجد نبوی کے تمام ستون بلندی اور جسامت میں یکساں ہیں۔ لیکن بعض کی بعض سے جدا جدا خصوصیات ہیں۔ جن ستونوں پر ۹ فٹ کی بلندی تک طلائی خطوط ہیں وہ جگہ عہد نبوی میں مسجد میں شامل تھی۔ سادہ ستون وہ ہیں۔ جو خلیفہ ولیدؒ نے اپنے

زمانہ میں مسجد میں جگہ بڑھاتے وقت تیار کئے تھے بعض ستونوں پر خاص خاص عبارات بھی لکھی ہوئی ہیں۔

منبر | رواق پدلم میں ان دونوں محرابوں کے درمیان نہایت خوبصورت منبر بنا ہوا ہے۔ ابتداء میں کوئی منبر نہ تھا۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم خطبہ کے وقت ایک کھجور کے تنہ کے ساتھ سہارا دیکر کھڑے ہوا کرتے تھے۔ کچھ عرصہ کے بعد ایک انصار نے درخواست کی کہ میرا غلام نجاری میں ماہر ہے۔ اگر اجازت ہو تو اس سے منبر کو تیار کروایا جائے۔ حضور نے منظوری عطا فرمادی۔ اس منبر کے دو زینے نیچے کے تھے۔ اور حضور تیسرے پر بیٹھا کرتے تھے۔ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس تنہ کو چھوڑ کر نو ساختہ منبر پر قدم رکھا۔ تو اس تنہ میں سے کچھ کپکپی سی پیدا ہوئی۔ اور اس میں سے ناقہ عشراء (وہ شتر مادہ جس سے اس کا بچہ علیحدہ کر لیا جائے) کی سی آواز آئی۔ اور وہ تنہ شق ہو گیا۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اس کے پاس گئے۔ دستِ شفقت اس پر رکھا فرمایا۔ اگر تو چاہے۔ پھر تجھے منبر کی جگہ کھڑا کر دیا جائے۔ اگر تو پسند کرے۔ تو تجھے جنت میں لگا دیا جائے۔ انہارِ جنت سے سیراب ہو کر تو پھلے پھولے گا۔ اور بار آور ہوگا۔ اللہ کے بندے تیرا پھل کھایا کرینگے۔ اور وہاں تجھے ہمیشگی حاصل ہو جائیگی۔ پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے زبانِ مبارک سے دوبار نعم وقد فعلت فرمایا۔ لوگوں نے پوچھا۔ تو حضور نے فرمایا کہ اسنے جنت کو پسند کیا ہے۔ اسلئے پھر اس تنہ کو دبا دیا گیا۔

منبرِ نبوی کی بلندی دو گز اور عرض ایک گز تھا۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم بالائی نشست پر بیٹھا کرتے تھے۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ خلیفۂ رسول ہوئے۔ تو وسطی زینہ پر بیٹھتے ہوئے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ امیر المومنین ہوئے۔ تو زینہ زیرین پر کھڑے ہوئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ امیر المومنین ہوئے۔ تو انہوں نے نشست گاہ نبوی پر ریشمی غلاف چڑھا دیا۔ اور بالائی زینہ پر نشست کی۔ کسی نے وجہ دریافت کی۔ تو فرمایا کہ اب کوئی زینہ باقی نہیں رہا۔ اگر میں درمیانی زینہ کو لوں۔ تو لوگ سمجھیں گے کہ صدیق رض کے درجہ کا دعوے کیا ہے۔ زیرین زینہ پر بیٹھوں۔ تو لوگوں کا خیال ہوگا کہ فاروق رض کا مثل بنتا ہے۔ اس لئے میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نشست پر بیٹھتا ہوں۔ کیونکہ حضور

کی شان والا مماثلت و مشابہت سے ارفع و اعلیٰ ہے۔ اس کے بعد امیر معاویہ۔ ملک مظفر شاہ یمن۔ ملک الظاہر برقوق۔ ملک المؤید نے یکے بعد دیگرے منبر بھجوائے۔ جو بوسیدہ ہونے کی وجہ سے علیحدہ کر دیئے گئے۔

موجودہ منبر ۹۹۸ھ میں سلطان مراد بن سلیم نے سنگ رخام کا بھجوایا تھا۔ اور یہ منبر ٹھیک اسی جگہ پر قائم ہے۔ جہاں نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منبر تھا یعنی خطیب کے کھڑے ہونے کا چبوترہ ہے گو نیچے کے زینے اصل جگہ سے آگے کو نکلے ہوئے ہیں۔ منبر ۱۲ زینوں پر مشتمل ہے۔ اور صنعت کاری کا بہترین نمونہ ہے +

محراب بلالؓ منبر کے سامنے ہی ایک چھتا ہوا آٹھ فٹ اونچا چبوترہ بنا ہوا ہے۔ جہاں پر خدام و مؤذن لوگ تکبیر و اذان پڑھتے ہیں۔ اس کے اوپر ایک پیتل کی محراب بنی ہوئی ہے۔ جس پر محراب بلالؓ لکھا ہوا ہے۔ یہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی یادگار میں بنائی ہوئی ہے +

خدام حرم نبوی اس حکومت سے قبل مسجد نبوی میں قریباً ایک ہزار ملازم تھے اور ہر خطیب ایک مخصوص ترتیب کی رو سے سال بھر میں صرف ایک بار جمعہ کا خطبہ دے سکتا تھا۔ بساط شریفی کے الٹنے کے ساتھ ہی یہ نظام بھی تہ و بالا ہو گیا۔ مسجد کے خدام عموماً سیاہ فام خواجہ سرا ہیں۔ جو ترکوں کے زمانہ سے خدمت کرتے چلے آئے ہیں۔ ان کی تعداد ترکوں کے زمانہ میں ۰۰ ۲ تھی۔ ان کے حسن اخلاق ولولہ خدمت اور محبت رسول صلعم میں کوئی فرق نہیں آیا۔ ان کا لباس سر سے لیکر پاؤں تک سفید ہے۔ اونچی اونچی پگڑیاں۔ ڈھیلی ڈھیلی عبائیں اور لمبی لمبی آستینیں ان کے لباس کے امتیاز میں شامل ہیں۔ یہ خوش اخلاق لوگ ہیں۔ اور عزم و ارادہ کے پکے اور پختہ۔ گھر چھوڑے زمانہ گذر چکا۔ انقلابات آئے اور گذر گئے۔ لیکن ان لوگوں نے انتہائی عسرت و تنگ دستی کی حالت میں بھی شاہ دو عالم کی محبت سے علیحدگی پسند نہیں کی۔ ان میں سے چند ایک آدمی ابھی باقی ہیں۔ جو چبوترہ صفہ پر بیٹھے رہتے ہیں +

مقصورہ شریف مقصورہ شریف محراب عثمانی کے رواق دوم کے دالان کے سامنے واقع ہے۔ مقصورہ شریف اُس مجموعہ عمارت کا نام ہے۔ جسکے اندر وہ حجرہ ہے جس حجرہ کے اندر شہنشاہ دوعالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آرام فرما ہیں۔ اور اس میں حجرہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی شامل ہے۔ یہی جگہ رسالت پناہ صلعم کا رہائشی حجرہ تھا۔ اور یہی جگہ مہبط جبریل امین تھی۔ اور اسی جگہ میں خدا کا کلام پاک وحی ہوتا تھا۔ اسی حجرہ میں آپ کی رُوحِ انور نے جسم اطہر سے پرواز کیا تھا۔ اور اسی جگہ آپ کے جسم اطہر کو لحد انور میں لٹایا گیا تھا۔ یہی وہ حجرۂ عظمےٰ ہے۔ جو عنداللہ خیر البقاء ہے جس کی زیارت کے لئے دُنیا کے بڑے بڑے عظیم الشان اور ذی اقتدار بادشاہ اور غریب سے غریب اور بیکس و نادار تمنائے شوق رکھتے ہیں۔ اور اسی جگہ آپ کے ہر دو رفیق سیدنا ابوبکر صدیق رض اور سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہما مدفون ہیں۔ اسی کے مشرق میں مسجد کا کچھ حصہ ہے۔ مغرب کی جانب محراب النبی۔ روضۂ جنت و منبر واقع ہیں۔ اور شمالی جانب حجرۂ فاطمہ رض روضۂ مبارک سے ملا ہوا ہے جسکے آگے اصحاب صفہ کا چبوترہ اور استوانۂ تہجد ہے۔ اِس طرف باب جبرائیل ہے۔ مقصورہ شریف ہر چہار جانب سے پیتل کی جالیدار محراب نما عمارت ہے۔ ہر جانب ایک محراب ہے۔ اور محراب کے نیچے دو پلہ در دو طلائی مشبک دروازے ہیں۔ ہر دروازے پر خوبصورت طلائی جالیاں لگی ہوئی ہیں۔ جو اپنی صنعت اور خوشنمائی میں اپنی نظیر آپ ہیں۔ یہ محرابیں گول گول بلند اور منقش ستونوں پر چاروں طرف بنائی گئی ہیں۔ ہر پھاٹک میں گول گول دائرہ نما خلا رکھی ہوئی ہے۔ جہاں سے نظر ڈال کر اندر کا نظارہ دیکھا جا سکتا ہے۔ مسجد میں بجانب غرب محراب النبی کی طرف کے دروازہ کا نام باب الرحمۃ باب الوفود ہے۔ اِسکے سامنے ہی ایک جنگلہ لگا ہوا ہے۔ جسے شباک التوبہ یعنی توبہ کا جنگلہ کہتے ہیں۔ سلام کرنے کے لئے جنوب کی جانب قبلہ رُو والے دروازے کی طرف جانا پڑتا ہے۔ یہ دروازہ خاص خاص موقعہ پر کھولا بھی جاتا ہے۔ اِسکے پھاٹک عجیب صنعت کاری سے تیار کئے گئے ہیں۔ ہر ایک دہنے ہاتھ کے کواڑ پر لا الٰہ الا اللہ

اَلْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْن۔ اور بائیں ہاتھ کے کواڑ پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ الصَّادِقُ الْاَمِیْن۔ جنکے درمیان عباسی حروف میں ڈھلے ہوئے ہیں۔

ان کواڑوں میں گول روشندان رکھے ہوئے ہیں۔ جنکے ذریعے اندر کا نظارہ کیا جاسکتا ہے۔ دن کے وقت اندر کا نظارہ بوجہ چھت کا سایہ رہنے کے کم نظر آتا ہے لیکن رات کو بجلی روشنی اور زیتونی چراغوں کی روشنی میں نظارہ کرنے والے کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ جالی کے اندر اوپر کی طرف سرخ مخمل کا ایک پردہ آویزاں ہے۔ جس پر زردوزی کے کام کے ذریعے سونے کے تاروں سے نہایت خوبصورت جلی خط نسخ میں ذیل کی عبارت لکھی ہوئی ہے جس سے جناب رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کرام رض کی قبروں کی جگہ ظاہر ہوتی ہے:۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ یہ قبر رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔	هٰذَا قَبْرُ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
یہ قبر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہے	هٰذَا قَبْرُ اَبِیْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ
یہ قبر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ہے۔	هٰذَا قَبْرُ عُمَرَ الْفَارُوْقِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

دیکھو نقشہ ۲۹۸

ہر ایک روضہ ایک دوسرے سے دو دو فٹ پیچھے کو ہٹا ہوا ہے۔ قبلہ شریف رسول اللہ صلعم کے مواجہ میں مقصورہ کی ایک کھڑکی ہے۔ جو اسوقت کھولی جاتی ہے جب کسی اہم کام کے لئے دعا اور استغاثت کی ضرورت ہوتی ہے۔ شمالی جانب سے اس مقصورہ کے متصل حضرت فاطمہ رض کا مقصورہ ہے۔ جو مغربی جانب سے ٹھیک اسکے سینہ میں واقع ہے۔ جنوبی اور شمالی ضلع سے مقصورہ شریفہ مبنیا کا طول ½۵۲ فٹ اور مشرقی اور مغربی ضلع سے ½۴۹ فٹ ہے۔ مقصورہ کے چاروں کونوں پر ٹھوس پتھر کے بڑے بڑے ستون چھت تک چلے گئے ہیں۔ اور ان ہی ستونوں پر گنبد خضری (سبز) شریف کی بنیاد قائم ہے۔ اور یہی حجرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا گھر تھا۔

اندرونِ حجرۂ شریفہ

مقصورہ شریفہ کی جالیوں کے اندر حجرۂ شریفہ ہے جہاں رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم مدفون ہیں۔ رسول اللہ صلعم کا سر مبارک
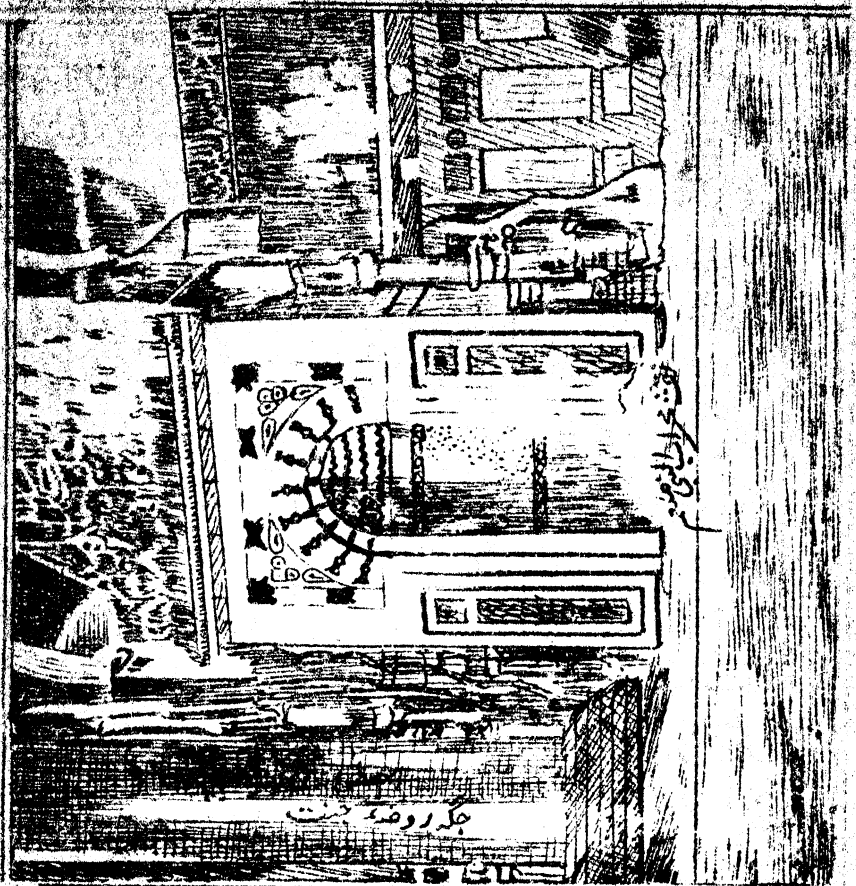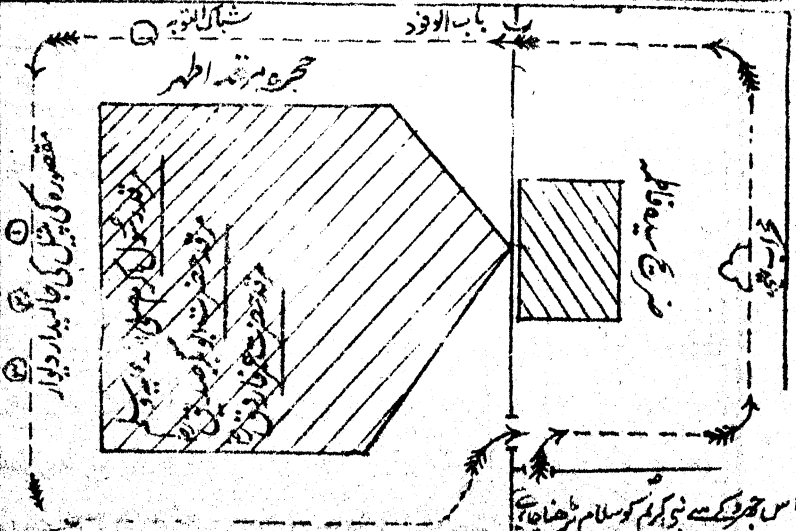
مغرب کی طرف بجانب سمت ہے۔ اور پاؤں مبارک مشرق کی جانب ہیں۔ اور روئے مبارک بجانب جنوب قبلہ رو ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رض آپ کے پہلو میں بجانب پشت آپ کے شانے کے برابر مدفون ہیں۔ اور ان کے پہلو میں حضرت سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ مدفون ہیں۔ ان تینوں قبروں پر بشکل مخمس قیمتی پتھروں کی ایک اور عمارت بنی ہوئی ہے۔ اس عمارت پر سبز حریر کا ایک زردوزی پردہ پڑا ہوا ہے۔ جس پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ سنہری تاروں سے بنا ہوا ہے۔ جسکے اردگرد اور بھی پردے ہیں۔ جن پہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللہِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ سونے کے تاروں سے کاڑھے گئے ہیں۔ ان کے علاوہ سلطان عبدالحمید خاں ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے [illegible] کا ایک سبز حریر کا غلاف پڑا ہوا ہے۔ جو تمام کا تمام زردوزی کام سے آراستہ ہے اور اس غلاف میں سب جگہ زردوزی کے گول گول دائرے بنائے گئے ہیں۔ درمیان میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ اور اسکے اردگرد رسول خدا صلعم کے اسمائے مبارک مرقوم ہیں۔ اسمائے مبارک سبز حریر میں کپڑے کے ساتھ ہی سونے کے تاروں سے بنے ہوئے ہیں۔ اور اسی ساتھ کے پرانے غلافوں کا ایک ایک ٹکڑا جو چھ مربع انچ کے قریب ہوتا ہے جس میں رسول اللہ صلعم کا صرف ایک نام ہوتا ہے۔ وہاں کے مجاور دس پندرہ روپے کو فروخت کرتے ہیں۔

کسوہ شریف پر قریباً دس فٹ کی بلندی پر فرام یعنی ایک چوڑا حاشیہ لگا ہوا ہے۔ جو سرخ مخمل کا ہے۔ جس پر سونے کے تاروں سے ابھرے ہوئے حروف میں سورۃ اِنَّا فَتَحْنَا مکمل تحریر ہے۔ یہ فرام دیوار جنوبی یعنی قبلہ سے شروع ہو کر چاروں طرف سے جنوب مشرقی دیوار کے کونے پر ختم ہو جاتی ہے۔ قبر شریف کا بالائی حصہ حجرہ شریفہ کی جنوبی دیوار سے ملا ہوا ہے۔ گویا قدرت ربانی نے یہ حفاظت کر دی ہے کہ بھولے سے بھی کسی کا پاؤں اس پر نہ رکھا جا سکے۔ حجرہ شریفہ کی دیوار اور مقصورہ شریفہ کے درمیان ہر چہار جانب سے سات اور دس فٹ کا برآمدہ بنا ہوا ہے۔ جہاں پر طرح طرح کے خوبصورت اور قیمتی احجار سے فرش تیار کیا گیا ہے۔

غسلِ حجرہ حجرہ شریفہ کے ملازمین سال میں تین بار (ربیع الاول، رجب اور ذی قعدہ) میں حجرہ شریفہ کو دھوتے ہیں۔ اور اس وقت بڑا مجمع ہوتا ہے۔ اور پانی کا دھوون شیشیوں میں بھر کر تبرکاً معزز مسلمانوں کو تقسیم کیا جاتا ہے

جنگِ عظیم سے قبل ترکی حکومت کے زمانہ میں حجرہ شریفہ کی اندرونی دیوار پہ روئے مبارک کے سامنے کبوتر کے چھوٹے انڈے کے برابر ایک ہیرا تھا۔ جو سنہرے تاروں سے گھرا ہوا تھا۔ اور اس کی قیمت کا اندازہ آٹھ لاکھ گنی کا لگایا جاتا تھا۔ روشنی اور چمک کی شدت سے اسکو کوکب دری کہا جاتا تھا۔ اور وہ سونے کی ایک تختی میں جڑا ہوا تھا۔ جسکے گرد قیمتی جواہرات کے ۲۲۷ ٹکڑے جڑے ہوئے تھے۔ اس ہیرے کے نیچے سونے کا ایک (کف) لٹکا یا ہوا تھا۔ جو تمامتر جواہرات سے مرصع تھا۔ اور اسکے بیچ میں کوکب دری سے چھوٹا ایک اور ہیرا تھا۔ اس مقام پر ایک سنہری تختی بھی تھی۔ جسپر ہیرے کے ٹکڑوں سے نہایت عمدہ خط میں لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ لکھا ہوا تھا۔ انکے علاوہ حجرہ شریفہ میں اور بہت سے قیمتی جواہرات تھے۔ جن کی قیمت کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ مثلاً ایک بہت بڑا ٹکڑا تھا جس پر ہیرے سے حضرت فاطمہ زہرا رضؓ کا نام لکھا ہوا تھا۔ اور وہ ان کے مقصورہ کے اندر مشرقی جانب رکھا ہوا تھا۔

حجرہ شریفہ کی فضیلت کوئی کہاں تک بیان کرے۔ چاندی کی چھتوں۔ سونے کے جھاڑوں اور زرّین فانوسوں کا شمار نہیں۔ ۱۳ فانوسوں میں یاقوت زمرد اور ہیرے جڑے ہوئے ہیں۔ اور سنہری زنجیروں کے ساتھ آویزاں ہیں۔ حجرہ شریفہ کے چراغوں کی تعداد ۱۰۶ ہے۔ مرصع پنکھے۔ شمعدان اور خوشبو لگانے والی انگیٹھیوں کی تعداد حدِ شمار سے باہر ہے۔ مرصع قرآن۔ عمدہ تحائف۔ قیمتی جواہرات۔ کی تفصیلات کہاں تک بیان کی جائے۔ اس لحاظ سے خزائن حجرہ شریفہ کی مجموعی قیمت کا تخمینہ سات ملین گنی کیا جاتا ہے +

جسمِ اطہر کی حفاظت

۵۵۷ھ میں سلطان نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ نے جبکہ وہ عیسائیوں کے ساتھ صلیبی جنگوں میں مشغول تھا۔ ایک شب تین دفعہ خواب میں نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو شخص گربہ چشم کی جانب اشارہ فرماتے ہیں۔ اور زبان مبارک پر یہ الفاظ ہیں۔

انجدنی انقذنی من ھذین

بادشاہ خواب دیکھتے ہی چونک پڑا اور اسی وقت تیز رو سانڈنیاں منگوائیں۔ اور اپنے ساتھ بہت مال و جواہر لیا۔ اور کچھ خادم اپنے ہمراہ لیکر مصر سے مدینہ منورہ میں ۱۶ روز کے اندر پہنچ گیا۔ پہنچتے ہی تمام اہالیان مدینہ کو حاضر ہونے کا حکم دیا کہ تمام ساکنان مدینہ حاضر دربار ہوں میں ہر ایک کو انعام و اکرام سے سرفراز کروں گا۔ کوئی بھی اہل مدینہ سے نہ رہ جائے۔ جب باری باری سب لوگ حاضر دربار ہوئے۔ تو بادشاہ ہر ایک پر انعام دیتے وقت تجسسانہ نگاہ ڈالتے جاتے۔ تمام ساکنان مدینہ آچکے مگر وہی دو شخص جن کی نسبت خواب میں اشارہ ہوا حاضر نہ ہوئے۔ بادشاہ بہت افسردہ خاطر ہوئے۔ دریافت کرنے سے پتہ لگا کہ دو اور شخص ہیں جو نہایت صالح فیاض اور عبادت گذار ہیں۔ وہ رہ گئے ہیں۔ انکو دنیاوی دولت سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ نہایت خدا پرست آدمی ہیں۔ بادشاہ نے انکو بلوانے کا حکم دیا۔ جب وہ بادشاہ کے سامنے حاضر ہوئے۔ تو ان کو دیکھتے ہی پہچان لیا۔ انکو حراست میں دیا گیا۔ خود سلطان ان کے مکان پر گیا۔ جب مکان کے اندر داخل ہوا۔ تو وہاں فرش پر ایک معمولی ساٹاٹ بچھا ہوا تھا۔ اور ادھر ادھر چند کتابیں اور برتن پڑے ہوئے تھے۔ جن میں کچھ اناج بھی تھا۔ بادشاہ حیران تھا۔ اور کچھ نہ سمجھ سکا کہ معاملہ کیا ہے۔ اچانک ہی اسکے دل میں القاء ہوا۔ اور اسنے ٹاٹ اٹھا کر دیکھا۔ تو اسکے نیچے ایک گڑھا کھدا ہوا نظر آیا۔ جس کو ڈھانکا ہوا تھا جب اس سے پتھر ہٹایا گیا۔ تو نیچے سے ایک سرنگ اس مکان سے حجرہ مبارکہ کی جانب کھودی ہوئی نظر پڑی۔ اور اسی وقت ایک آدمی بھی سرنگ کے اندر سے بھاگتا ہوا باہر آیا جسنے سلطان کو دیکھتے ہی ہا

کہ میں جسدِ اطہر کے پاس پہنچ چکا تھا کہ دفعتہً مجھے ایک زور سے دھماکے کی آواز سنائی دی جس سے میرا دل کانپ گیا۔ اور ایک زور سے زلزلہ محسوس ہوا جس کے باعث میں ڈر کے مارے واپس بھاگا۔ اب تو خود سلطان کو بھی تشویش ہوئی۔ دونوں نے اقبال جرم کر لیا کہ واقعی وہ دونوں نصرانی ہیں۔ انکو ان کے بادشاہ نے لاش مبارک نکال لانے کے لئے بھیجا ہے۔ انہوں نے یہ بھی بتلایا کہ روزانہ مٹی جو نقب سے نکالا کرتے تھے چرمی تھیلوں میں بھر کر جنت البقیع کی جانب جہاں وہ زیارت کے بہانے جایا کرتے تھے پھینک آتے تھے۔ ان حالات کے معلوم ہونے پر سلطان کی عجیب حالت ہوئی۔ وہ زار زار روتا تھا۔ اور اسے صبر نہ آتا تھا۔ تب اس نے اس وقت ان کو قتل کرا دیا۔ اور روضہ مبارک کے ارد گرد ایک اتنی گہری خندق کھدوائی کہ پانی نکل آیا۔ اس خندق میں سطح زمین کے برابر تک لاکھوں من سیسہ پگھلا کر ڈلوا دیا۔ اور انہی سیسے کی بنیادوں پر قیمتی پتھروں سے ایک نیا حجرہ مرقد مبارک پر تعمیر کرایا۔ یہی حجرہ اب تک اسی حالت میں موجود ہے۔ اور اسی پر متذکرہ صدر سبز حریر کا غلاف چڑھا ہوا ہے۔

زائر کے سمجھنے کے لئے مسجد نبوی اور مرقدِ اطہر کی مفصل کیفیت اوپر درج کر دی گئی ہے۔ اِس لئے اب زائر کو چاہیئے کہ پاک صاف ہو کر نہایت ادب کیساتھ مسجدِ نبوی میں داخل ہو۔ سب سے پہلے روضۂ جنت کی جگہ پہ آ کر اِس طرح کھڑا ہو کہ اس کا داہنا کندھا منبر کے ستون کے مقابل رہے۔ اور بائیں کندھے کی طرف حجرہ مبارکہ رہے۔ یاد رہے جیسا کہ ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں۔ یہ جگہ منبر اور روضہ اطہر کے درمیان رواق چہارم میں واقع ہے۔ یہاں پر دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے پھر سجدۂ شکر بجا لائے کہ اسے آج زیارت روضہ نبیؐ کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔

یہاں سے فارغ ہو کر سیدھا محرابُ النبیؐ کے پاس والے دروازے سے بائیں جانب روضہ مبارک کے بابُ الرحمۃ کی طرف جائے۔ اور دل میں یہ خیال کرے کہ میں اب اسی باعظمت بارگاہ میں جاتا ہوں۔ جس کی بزرگی و عظمت کے سامنے دنیا کے پُر جلال و صاحبِ اقتدار بادشاہوں کی پرِ کاہ کے برابر بھی وقعت نہیں۔

ہوں اس برگزیدہ ہستی کے دربار میں حاضر ہوتا ہوں۔ جو خدا کا محبوب اور ساری دنیا کا سردار ہے۔ پھر خلوص کے ساتھ یہ دعا کرے کہ خداوندا! اپنے پیارے رسول صلعم کے مقدس مقام کے لائق ادب و تعظیم کی توفیق مجھ کو عطا فرما۔ اور جو قصور مجھ سے سرزد ہوا۔ اسے معاف فرما +

مقصورہ سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا

حجرہ روضۂ اطہر کی جانب پشت مقصورہ شریفہ کی دیوار کے ساتھ ایک برآمدہ بنا ہوا ہے۔ جس میں ایک دروازہ بجانب غرب اور ایک بجانب شرق بنا ہوا ہے۔ برآمدے کے ساتھ ہی ایک پانچ فٹ اونچی ضریح (چبوترہ) بارگاہی ہوئی ہے جس پر سبز حریر کا مرصع و مطلا غلاف چڑھا ہوا ہے اس پر طلائی سلمے ستاروں سے ھٰذَا الْقَبْرُ الْفَاطِمَۃ الزَّھْرَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا لکھا ہوا ہے۔ اس کے اوپر سرخ مخمل کا سائبان ہے جس پر سلمہ و ستارہ سے اعلےٰ درجہ کی مینا کاری کا کام کیا ہوا ہے۔ یہ جگہ مقصورہ سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کہلاتی ہے۔ اور اسی جگہ پر سیدہؓ کی قبر بتائی جاتی ہے۔ قبر کے متعلق بعض راویوں میں اختلاف ہے۔ دراصل یہاں پر سیدہؓ کا گھر تھا۔ اور قبر مبارک جنت البقیع میں بتاتے ہیں۔ وَاللّٰہُ اعلم بالصواب۔ بہتر ہے کہ یہاں پر سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا پر سلام عرض کیا جائے۔

دراصل یہ حضرت فاطمۃ الزہراؓ کا حجرہ تھا۔ یہ حجرہ حجرۂ نبویؐ یعنی حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حجرہ سے ملا ہوا تھا۔ بیچ کی دیوار کے درمیان ایک کھڑکی تھا۔ اور اسی جگہ رسول اللہ صلعم قضائے حاجت وغیرہ کے لئے جاتے وقت اس کھڑکی سے جھانک کر حضرت سیدہ فاطمہؓ کا حال دریافت فرما لیتے تھے مقصورہ سیدہؓ کا طول و عرض قریباً ۴۸ × ۲۴ فٹ ہے +

محراب تہجد

مقصورہ سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کے شمالی جانب ڈیڑھ فٹ اونچا ایک چھوٹا سا چبوترہ بنا ہوا ہے۔ اور درمیان میں مقصورہ شریفہ سے ملی ہوئی ایک محراب بنی ہوئی ہے۔ یہیں پر استوانۂ تہجد ہے۔ اسی جگہ رسول اللہ صلعم نماز تہجد ادا

فرمایا کرتے تھے۔ مگر قبر مبارک کی پشت پر واقع ہے۔ اس چبوترے پر زیادہ وقت تلاوت قرآن و ورد دلائل الخیرات ہوتی رہتی ہے۔ محراب تہجد والے چبوترے کے درمیان و نٹ چوڑا راستہ ہے۔ جو باب جبرائیل سے آمد و رفت کے لئے کھلا ہوا ہے۔

آداب زیارت رسول صلعم کا مرتبہ ماں۔ باپ۔ بزرگ۔ استاد۔ غرض مادی دنیا کی ہر ذی وجاہت اور ذی وقار چیز سے ارفع و اعلےٰ ہے۔ دیدۂ گیتی کو محض اس لئے پیدا کیا گیا۔ کہ آپ کے حسن و جمال سے بہرہ ور ہو۔ اور دنیا کی ہر چیز کی علت غائی یہی قرار دی گئی۔ کہ وہ انوارِ نبوت سے مالا مال ہونے کی کوشش کرے۔ اگر عرب کا وہ یتیم جس نے ریگستان عرب کے ایک ایک ذرہ کو آسمان بنا دیا۔ منصۂ عالم پر جلوہ گر نہ ہوتا۔ تو آج کائنات کی کائنات پردۂ عدم میں ہوتی۔ جن کی شان میں وارد ہے۔ لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ (یعنی اے نبی اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا۔ تو یہ کائنات معرض ظہور میں نہ آتی) قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ جس نے رسولِ خدا کی پیروی کی۔ اُسنے سعادت الٰہی کو بھی حاصل کر لیا۔ اور جس نے تقلیدِ نبوی ؐ کی دولت سے اپنا دامن بھر لیا۔ پس وہ اللہ کا محبوب بن گیا۔ انتہائی حزم و احتیاط کا مقام ہے۔ ایک ذرا سی لغزش۔ ذرا سی گستاخی تمام اعمال کو ضائع کرنے کے لئے کافی ہے۔ فقہائے رحمہم اللہ کی ہدایات آداب زیارت روضۂ انور کے سلسلہ میں واضح۔ بیّن اور متفق علیہ ہیں۔ ملا علی قاری ؒ المنسك المتوسط میں تحریر فرماتے ہیں:۔ "پھر دل و جسم دونوں سے حضور قلب کے ساتھ غایت ادب ملحوظ رکھ کر روضہ شریف میں حاضر ہو۔ اس حال میں کہ تواضع۔ خضوع خشوع۔ ذلت و انکسار خشیت۔ وقار ہیبت اور محتاجی اپنے اوپر طاری ہو۔ نظریں نیچی ہوں۔ اعضاء سمٹے ہوئے ہوں۔ قلب یکسو ہو۔ دہنا ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر باندھے ہوئے ہو۔ چہرہ روئے مبارک کے سامنے ہو۔ پشت قبلہ کی جانب ہو۔ اس ہیئت کے ساتھ چاندی کی کیل کے پاس آئے۔ اور تقریباً چار گز کے فاصلے پر رہے۔ اس سے زیادہ قریب نہ آئے کہ اس سے قریب تر آنا آداب صالحین میں داخل نہیں ہے"

مندرجہ صدر آداب زیارت پر کسی کو اعتراض نہیں۔ دعاء التجا خاموشی

کے ساتھ کرے۔ لپٹنا۔ چومنا۔ مس کرنا الگ رہا۔ جالی مبارک کے قریب نہیں جانا چاہیئے۔ بلکہ کمال ادب کے ساتھ کچھ فاصلہ پر رک کر دعا کرنی چاہیئے۔ صاحب فتح القدیر فرماتے ہیں۔

ثُمَّ یَاْتِی اِلَی الْقَبْرِ الشَّرِیْفِ فَیَسْتَقْبِلُ جِدَارَہٗ وَیَسْتَدْبِرُ الْقِبْلَۃَ عَلٰی نَحْوِ اَرْبَعَۃِ اَذْرُعٍ۔	پھر قبر شریف کی طرف آئے اور اس کی دیوار کی طرف رخ اور قبلہ کی طرف پشت رکھے اور کوئی چار گز کے فاصلے پر رہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فرمایا ہے کہ قبر شریف کے نزدیک آئے۔ مگر اس حد تک جو ادب و تعظیم کے مناسب ہے۔ اور آپ پر سلام بھیجے۔ لیکن قبر کو ہاتھ نہ لگائے اور یہی حکم ہے قبہ شریف کی جالیوں اور دیواروں کا۔ اور نہ انہیں منہ سے چھوئے۔ اس لئے کہ صحابہ کرام سے ایسا کرنا ثابت نہیں۔ اور اس لئے بھی کہ ادب کا اقتضا یہی ہے۔

ذیل میں قبلہ والد صاحب مولوی محمد عبد القادر صاحب ثاقب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک مناجات درج کی جاتی ہے۔ جن کی دعا سے مجھے بھی زیارت روضہ نبوی کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ دعا کرتے وقت والد مرحوم اور خاکسار کے لئے بھی مغفرت کی دعا کریں۔ اور ثواب دارین حاصل کریں :۔

مناجات

ہو درود احمد پہ اے رب العلےٰ	واسطے جس کے کئے ارض و سماء
جز محمد کون ہے بلغ العلےٰ	کنہ کی جس کے نہ پائی انتہا
جسم اطہر کی صفت کیا ہو بیاں	اور جمال پاک ہے کشف الدجیٰ
ذات پاک اس کی سراپا نور ہے	اور یہی حکمت تھی جو سایہ نہ تھا
شمع وحدت ہے روشن اس نے کی	انبیاؤں میں وہ ہے شمس الھدا
اس کا ہمپایہ نہیں کوئی نبی	اور رسولوں میں وہ ہے صدر العلےٰ
کفر کی ظلمات کی ہے اس نے دور	ہے وہ یکتائے زماں نور الھدا
شان میں اس کی ہزاروں شان ہیں	ہے وہ شان کبریا شان خدا

اس کی ذات پاک پر بھیجو درود
رحمت جل و علےٰ کا ہو درود

مرسلوں میں ہے وہ ختم المرسلینؐ	عاصیوں کا ہے شفیع المذنبین
رحمتِ حق رحمتِ عالم ہے وہ	اُس کا شیدا خود ہے ربّ العالمین
سالکانِ حق کا وہ بدرِ کمال	عارفوں میں ہے وہ شمس العارفین
چارہ سازِ بیکساں ہمدردِ قوم	اور غریبوں کا یتیموں کا معین
تائبؔ اُس کے کیا بیاں اوصاف ہوں	جس کا دربان خاص ہو روح الامین
سب سے اوّل نورِ احمدؐ تھا عیاں	نہ ملک نہ آسماں نہ ماء و طین

مومنو بھیجو محمدؐ پر درود
رحمتِ جلّ و علےٰ کا ہو ورود

اب مندرجہ بالا آداب کو مدنظر رکھ کر سلام پڑھیں۔ جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ سلام پڑھتے وقت سلام کے معانی کو ضرور مدنظر رکھیں۔ تاکہ آپ کو لطف اور راحتِ قلبی حاصل ہو۔ زائر اب مسجد نبویؐ کی آخری دیوار یعنی قبلہ رُو والی دیوار کی طرف پُشت کر کے روضۂ مبارک کے سامنے کھڑا ہو۔ جہاں ایک جنگلہ لگا ہوا ہے جنگلہ کے سامنے۔ روضۂ مبارک کی پیتل کی جالیوں کے دروازے ہوں گے۔ جن میں نہایت خوبصورتی سے تین جھروکے تقریباً دو دو فٹ کے فاصلے پر بنے ہوئے ہیں۔ اور جالیوں کے اندر سرخ مخمل پر یہ عبارت نظر آتی ہے:۔۔۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

هٰذَا قَبْرُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ — یہ قبر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے

هٰذَا قَبْرُ اَبُوْبَکْرِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ — یہ قبر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہے۔

هٰذَا قَبْرُ عُمَرُ الْفَارُوْقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ — یہ قبر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ہے۔

پیتل کی جالی میں اِن ناموں کے سامنے ہی جھروکے بنے ہوئے ہیں۔
اب نہایت ادب کے ساتھ ہاتھ باندھ کر منہ سامنے اور آنکھیں نیچی کر کے نہایت عاجزی کے ساتھ اور شوق و ذوق سے معتدل و مناسب آواز میں جھروکہ اوّل پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں سلام پیش کریں۔ سلام پڑھتے وقت

ان کے معانی پر بھی غور کریں تاکہ سمجھ سکو کہ کیا کہہ رہے ہو۔ اس کے علاوہ
جو دعائیں ہیں وہ بھی انگیں۔ سلام یہ ہے:-

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ
اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ
وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ
اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَیْرَ الْخَلَائِقِ اَجْمَعِیْنَ۔
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ وَخَاتَمَ
النَّبِیِّیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اِمَامَ الْمُتَّقِیْنَ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا قَائِدَ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِیْنَ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا الْمَبْعُوْثُ رَحْمَۃً
لِّلْعٰلَمِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا شَفِیْعَ
الْمُذْنِبِیْنَ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا
حَبِیْبَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ
یَا نَجِیَّ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَفْوَۃَ
اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَیُّھَا الْھَادِیْ اِلٰی
صِرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَنْ
وَصَفَہُ اللّٰہُ بِقَوْلِہٖ وَاِنَّکَ لَعَلٰی
خُلُقٍ عَظِیْمٍ وَبِقَوْلِہٖ بِالْمُؤْمِنِیْنَ
رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ
یَا مَنْ سَبَّحَ الْحَصٰی فِیْ یَدَیْہِ
وَحَنَّ الْجِذْعُ اِلَیْہِ اَلسَّلَامُ

اے نبی آپ پر سلام خدا کی رحمت اور
برکتیں۔ اے نبی آپ پر سلام خدا کی
رحمت اور برکتیں۔ اے نبی آپ پر
سلام خدا کی رحمت اور برکتیں۔
سلام آپ پر اے پروردگار عالم کے رسول
سلام آپ پر اے بہترین ساری مخلوقات کے
سلام آپ پر اے سردار پیغمبروں کے اور
اے خاتم الانبیاء سلام آپ پر اے پیشوا
پرہیزگاروں کے سلام آپ پر اے پیشوا
ہاتھ پاؤں چمکنے والوں کے سلام آپ پر اے
وہ برگزیدہ ہستی جو دنیا جہان کے لوگوں کیلئے رحمت
بنا کر بھیجی گئی ہے اور اے شفاعت وسفارش
کرنیوالے گنہگاروں کے سلام آپ پر اے خدا کے
حبیب سلام آپ پر اے اللہ کے بھیدی اللہ کے سلام
آپ پر اے برگزیدہ خدا کے سلام آپ پر اے
سیدھی راہ بتلانے والے سلام آپ پر
اے وہ ذات جسکا وصف خدا نے اپنے قول سے
بیان کیا ہے کہ آپ خلق عظیم پر پیدا ہوئے اور
اور اس قول سے کہ آپ ایمان والوں پر شفقت کرنے
والے مہربان ہیں سلام آپ پر اے وہ ہستی جسکے ہاتھوں
میں کنکریوں نے تسبیح پڑھی۔ اور چوبی ستون جسکا

عَلَيْكَ يَا مَنْ أَمَرَنَا اللهُ بِطَاعَتِهٖ
وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْهِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى سَائِرِ الْأَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى ذُرِّيَّتِكَ
الطَّيِّبِيْنَ وَأَزْوَاجِكَ الطَّاهِرَاتِ
أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَأَصْحَابِكَ أَجْمَعِيْنَ
كَثِيْرًا دَائِمًا أَبَدًا كَمَا يُحِبُّ
رَبُّنَا وَيَرْضٰى جَزَاكَ اللهُ عَنَّا
أَفْضَلَ مَا جَزٰى بِهٖ رَسُوْلًا
عَنْ أُمَّتِهٖ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا
اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ
أَنَّكَ عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ وَخِيَرَتُهُ
مِنْ خَلْقِهٖ وَأَشْهَدُ أَنَّكَ
قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَأَدَّيْتَ الْأَمَانَةَ
وَنَصَحْتَ الْأُمَّةَ وَكَشَفْتَ الْغُمَّةَ
وَأَقَمْتَ الْحُجَّةَ وَأَوْضَحْتَ الْمَحَجَّةَ
وَجَاهَدْتَ فِي اللهِ حَقَّ جِهَادِهٖ
وَقَاتَلْتَ عَنْ دِيْنِ اللهِ حَتّٰى
أَتَاكَ الْيَقِيْنُ فَصَلَّى اللهُ عَلٰى
رُوْحِكَ وَجَسَدِكَ وَقَبْرِكَ
أَفْضَلَ وَأَكْمَلَ وَأَزْكٰى وَأَنْمٰى
صَلٰوةً دَائِمَةً إِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ
يَا رَسُوْلَ اللهِ نَحْنُ وَفْدُكَ

شتاق ہو۔ سلام آپ پر ہو اے ذات جنکی اطاعت
کا خدا نے ہمکو حکم دیا۔ اور جسپر درود و سلام بھیجنے
کا امر فرمایا۔ سلام آپکا اور تمام انبیا
اور مرسلین پر۔ آپ کی پاک اولاد پر۔
اور آپ کی پاک ازواج پر۔ جو
مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ اور آپکے سارے اصحاب
پر بہت بہت سلام اور ہمیشہ دائم۔ جیسا کہ ہمارا رب
پسند کرے اور خوش ہو۔ خداوند تعالے آپکو ہماری
طرف سے اس سے بڑھکر اور بہتر بدلہ خیر دے جو کہ دیا
دی ہو اس نے کسی رسول کو اسکی امت کی جانب سے ہو اس
امر کی گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں
اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کے بندے اسکے رسول
اور اسکی مخلوقات میں سب سے بہتر ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں
کہ آپ نے رسالت کو پہنچایا۔ امانت کو ادا کیا۔
امت کی خیر خواہی کی۔ پوشیدہ بات کو واضح فرمایا۔
دلیل کو قائم کیا راہ دین کو واضح کیا۔
اور مجاہدہ کیا آپ نے خدا کے معاملہ میں جیسا چاہیے
اور جنگ کی آپ نے خدا کے دین کیلئے یہاں تک
کہ آپ نے وفات پائی پس رحمت فرمائے اللہ
آپ کی روح انور پر آپکے جسم مبارک پر آپ کی قبر اطہر پر
بہترین کامل تر پاکیزہ اور اعلےٰ
رحمت ہمیشہ ہمیشہ قیامت تک۔
اے خدا کے رسول ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں

وَزُوَّارُكَ قَدْ جِئْنَاكَ مِنْ
بِلَادٍ شَاسِعَةٍ وَدِيَارٍ بَعِيدَةٍ
قَاصِدِينَ قَضَاءَ حَقِّكَ
وَالنَّظَرَ إِلَىٰ مَآثِرِكَ وَالتَّيَامُنَ
بِزِيَارَتِكَ وَالِاسْتِشْفَاعَ بِكَ
إِلَىٰ رَبِّنَا فَإِنَّ الْخَطَايَا قَدْ قَصَمَتْ
ظُهُورَنَا وَالْأَوْزَارَ قَدْ أَثْقَلَتْ
كَوَاهِلَنَا وَأَنْتَ الشَّافِعُ
الْمُشَفَّعُ الْمَوْعُودُ بِالشَّفَاعَةِ
وَالْمَقَامِ الْمَحْمُودِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ
وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ
جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ
وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ
لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَحِيمًا
وَقَدْ جِئْنَاكَ ظَالِمِينَ لِأَنْفُسِنَا
مُسْتَغْفِرِينَ لِذُنُوبِنَا فَاشْفَعْ
لَنَا إِلَىٰ رَبِّكَ وَاسْأَلْهُ أَنْ
يُمِيتَنَا عَلَىٰ سُنَّتِكَ وَأَنْ
يَحْشُرَنَا فِي زُمْرَتِكَ وَأَنْ
يُورِدَنَا حَوْضَكَ وَأَنْ يَسْقِيَنَا بِكَأْسِكَ
غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَادِمِينَ الشَّفَاعَةَ الشَّفَاعَةَ
يَا رَسُولَ اللّٰهِ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا
بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً

ہم آپکے زوار ہیں آپکے زائر ہیں ہم آپکے حضور میں
دور دراز ملکوں سے بالارادہ حاضر ہوئے ہیں
جو حق آپکا ہم پر ہے اسکو پورا کریں۔
اور آپکے آثار و نشانات کو دیکھیں آپکی زیارت
سے برکت حاصل کریں۔ اور آپکے واسطے سے اپنے
رب سے سفارش چاہیں کیونکہ خطاؤں نے ہماری کمر
کو توڑ دیا ہے۔ اور گناہوں کے بوجھ سے ہمارے
کندھے دب گئے ہیں۔ اور آپ سفارش
کرنیوالے اور سفارش قبول کئے گئے ہیں۔
اور آپ سے سفارش اور مقام محمود کا وعدہ ہوا ہے
جیسا کہ خداوند تعالے فرماتا ہے کہ جو لوگ تمہارے اپنے
اوپر ظلم کیا تھا (اے رسول) تیرے پاس آتے اور
اپنی برائیوں کو اللہ سے بخشواتے۔ اور رسول بھی انکی
خطاؤں کو بخشواتا تو وہ اللہ کو توبہ قبول کرنیوالا مہربان پاتے
اور (اے رسول) ہم آپکے پاس اپنی جانوں پر ظلم و برائیاں کرکے
اپنے گناہوں کو بخشوانے کیلئے بس آپ اپنے رب کے پاس ہماری
سفارش کیجئے اور اس سے ہمارے لئے سوال کیجئے کہ ہمکو
آپکے طریقہ پر موت دے۔ اور ہم کو قیامت کے دن
آپکے گروہ میں اٹھائے۔ اور ہم کو آپکے
حوض پر پہنچا دے۔ اور آپکے پیالے سے ہمکو پانی پلا دے
نہ ہم رسوا ہوں اور نہ شرمندہ۔ اے رسول اللہ ہماری سفارش کیجئے
ہماری سفارش کیجئے۔ اے رب ہمارے دلوں کو ہدایت دینے کے
بعد ٹیڑھا نہ کر اور اپنے پاس سے ہمکو رحمت عطا فرما۔

اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ رَبَّنَا	بیشک تو ہی بڑا عطا کرنے والا ہے اے ہمارے رب
اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ	ہم کو بخشدے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے
سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ	پہلے ایمان لائے ہیں۔ اور ہمارے قلوب میں ان لوگوں کا
فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا	کینہ پیدا کر جو ایمان دار ہیں۔ اے ہمارے رب بیشک تو
اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ؕ	تو ہی شفقت کرنے والا مہربان ہے۔

اس کے بعد ان لوگوں کا سلام پہنچائے جنھوں نے سلام پہنچانے کی وصیت کی ہو اور اس طرح کہے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ	اے خدا کے رسول آپ پر فلاں بن فلاں کی طرف سے
مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ يَسْتَشْفِعُ	سلام وہ آپ سے سفارش چاہتا ہے آپ کے رب
بِكَ اِلٰى رَبِّكَ فَاشْفَعْ لَهٗ	میں آپ اس کی سفارش فرمایئے اور سارے
وَلِجَمِيْعِ الْمُسْلِمِيْنَ ۔	مسلمانوں کی سفارش بھی کیجئے۔

اس کے بعد جس قدر درود پڑھنا ممکن ہو پڑھے اور خلوص و عقیدت سے اپنے اور اپنے اہل و احباب کے لئے دعا کرے۔

پھر حضرت صلعم پر سلام پڑھ کر داہنی جانب ایک ہاتھ بڑھے اور دوسرے حجرہ کے سامنے امیرالمومنین حضرت ابوبکر صدیق رضہ کے مزار پر کھڑا ہو کر یہ سلام پڑھے:-

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ	اے رسول خدا کے نائب آپ پر سلام۔
اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ	اے وہ ذات جو غار میں رسول اللہ صلعم
رَسُوْلِ اللّٰهِ فِي الْغَارِ اَلسَّلَامُ	کے ہمراہ تھی۔ آپ پر سلام۔ اے رسول
عَلَيْكَ يَا رَفِيْقَهٗ فِي الْاَسْفَارِ	اللہ صلعم کے رفیق اسفار آپ پر سلام۔
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْنَهٗ عَلَى	اے رسول اللہ کے امین اسرار آپ پر سلام
الْاَسْرَارِ جَزَاكَ اللّٰهُ اَفْضَلَ	خداوند تعالیٰ آپ کو اس سے بڑھ کر جزائے خیر
مَا جَزٰى اِمَامًا عَنْ اُمَّةِ نَبِيِّهٖ	دے جو کسی پیشوا یا امام کو اپنے نبی کی
فَلَقَدْ خَلَفْتَهٗ بِاَحْسَنِ	امت نے دی ہو۔ البتہ آپ نے اپنے نبی کا

عہ فلاں ابن فلاں کی جگہ اس شخص کا نام لو۔ (مولف)

حَلِيفٍ وَسَلَكْتَ طَرِيْقَتَهُ
وَمِنْهَاجَهُ خَيْرَ مَسْلَكٍ فَقَاتَلْتَ
اَهْلَ الرِّدَّةِ وَالْبِدَعِ وَمَهَّدْتَ
الْاِسْلَامَ وَوَصَلْتَ الْاَرْحَامَ
لَمْ تَزَلْ قَائِمًا بِالْحَقِّ وَنَاصِرًا
لِاَهْلِهِ حَتّٰى اَتَاكَ الْيَقِيْنُ
فَالسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ
وَبَرَكَاتُهُ اَللّٰهُمَّ اَمِتْنَا عَلٰى
حُبِّهِ وَلَا تُخَيِّبْ سَعْيَنَا فِيْ
زِيَارَتِهِ بِرَحْمَتِكَ يَا كَرِيْمُ

تابع ہو کر بہتر سیاست کی اور آپ اپنے
نبی کے طریقہ اور مسلک پر خوب چلے اور آپ نے
مرتدوں اور بدعتیوں سے حرب [illegible] کی۔
اسلام کی بنیاد کو مضبوط کیا صلہ رحمی کی۔
اور ہمیشہ حق پر ثابت قدم اور حق کے
مددگار رہے یہاں تک کہ آپ نے وفات پائی
پس آپ پر سلام، خدا کی رحمت اور اس کی برکتیں۔
اے اللہ ہم کو آپ کی محبت پر موت دے ہماری
کوششوں کو آپ کی زیارت کے بارے میں ضائع نہ
کر اپنی رحمت سے اے کریم۔

اس کے بعد داہنی طرف ایک ہاتھ اور بڑھے اور تیسرے حجرے کے سامنے سے حضرت عمر فاروق کے مزار مبارک کے سامنے دست بستہ کھڑے ہو کر عرض کرے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُظْهِرَ الْاِسْلَامِ
يَا مُكَسِّرَ الْاَصْنَامِ جَزَاكَ اللّٰهُ
عَنَّا اَفْضَلَ الْجَزَاءِ وَرَضِيَ عَمَّنِ
اسْتَخْلَفَكَ فَقَدْ كَفَلْتَ
الْاَيْتَامَ وَوَصَلْتَ الْاَرْحَامَ
وَقَوِيَ بِكَ الْاِسْلَامُ وَكُنْتَ
لِلْمُسْلِمِيْنَ اِمَامًا مَرْضِيًّا وَهَادِيًا
مَهْدِيًّا جَمَعْتَ شَمْلَهُمْ وَاَغْنَيْتَ
فَقِيْرَهُمْ وَجَبَرْتَ كَسْرَهُمْ فَالسَّلَامُ
عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ۔

سلام آپ پر اے سردار ایمانداروں کے۔
سلام آپ پر اے ظاہر کرنے والے اسلام کے
اور توڑنے والے بتوں کے۔ ہماری طرف سے خداوند تعالیٰ
آپ کو بہتر جزا دے اور وہ بزرگ ہستی آپ سے راضی ہو
جس نے آپ کو اپنا خلیفہ بنایا۔ البتہ آپ نے یتیموں کی
کفالت کی صلہ رحمی فرمائی۔ اور اسلام آپ کے ہاتھوں
سے مضبوط ہوا۔ اور آپ مسلمانوں کے بہترین پسندیدہ
پیشوا تھے راہ پانے والے اور راہ بتلانے والے جمع کیا
آپ نے مسلمانوں کی منتشر قوت کو۔ دور کیا ان کے فقر کو اور
پیوند کیا ان کی شکستگی کو پس آپ پر سلام ہو اور
خدا کی رحمت اور برکتیں۔

اس کے بعد بقدر ایک بالشت کے اور پیچھے ہٹے۔ اور حضرات ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں اس طرح عرض کرے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَا ضَجِیْعَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَرَفِیْقَیْہِ وَوَزِیْرَیْہِ وَمُشِیْرَیْہِ وَالْمُعَاوِنَیْنِ لَہٗ عَلَی الْقِیَامِ فِی الدِّیْنِ وَالْقَائِمَیْنِ بَعْدَہٗ بِمَصَالِحِ الْمُسْلِمِیْنَ جَزَاکُمَا اللّٰہُ اَحْسَنَ جَزَاءٍ جِئْنَاکُمَا نَتَوَسَّلُ بِکُمَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِیَشْفَعَ لَنَا وَیَسْئَلَ رَبَّنَا اَنْ یَّتَقَبَّلَ سَعْیَنَا وَیُحْیِیْنَا عَلٰی مِلَّتِہٖ وَیُمِیْتَنَا عَلَیْہَا وَیَحْشُرَنَا فِیْ زُمْرَتِہٖ۔

سلام آپ پر اے دونوں ہمخواب رسول خدا صلعم کے۔ رسول خدا کے رفیق اور وزیر اور قیام دین میں آپ کے مددگار اور آپ کے بعد مسلمانوں کے مصالح کو قائم رکھنے والے۔ خداوند تعالیٰ آپ دونوں کو جزائے خیر دے ہم آپ کی خدمت میں اسلیئے حاضر ہوئے ہیں کہ آپ کو رسول خدا صلعم کے حضور میں اپنا ذریعہ وسیلہ بنائیں تا کہ آنحضرت صلعم ہماری سفارش کریں اور ہمارے رب سے ہمارے لیے سوال کریں تا کہ وہ ہماری کوشش قبول فرمائے اور ہمکو آپ کی ملت پر زندہ رکھے دین پر ہمارا خاتمہ فرمائے اور قیامت کے روز ہمکو آپ کے گروہ میں اٹھائے۔

اس کے بعد اپنے لئے۔ اپنے والدین کے لئے۔ بچوں کے لئے۔ عزیز و اقارب و دوستوں کے لئے۔ اور جس نے دعا کی وصیت و ہدایت کی ہو۔ اسکے واسطے خلوص دل سے دعا کرے۔ اور اسکے بعد پھر رسول اللہ صلعم کے مزار مبارک کے سامنے جا کر ادب سے کھڑا ہو۔ اور دست بستہ بارگاہ خداوندی میں اس طرح عرض کرے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ قُلْتَ وَقَوْلُکَ الْحَقُّ وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ جَاءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا۔ وَقَدْ جِئْنَاکَ سَامِعِیْنَ قَوْلَکَ طَائِعِیْنَ

اے اللہ تو نے فرمایا ہے اور تیرا قول درست ہے کہ اگر وہ لوگ جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا (یعنی خطاوار گنہگار لوگ) اے رسول تیرے پاس آتے اور خداوند تعالیٰ سے بخشش کے طلبگار ہوتے۔ اور رسول انکی بخشش چاہتا تو وہ اللہ کو توبہ قبول کرنیوالا اور مہربان پاتے اور اے اللہ ہم تیرے قول کو سنکر

اُمِرتُ مُستشفعين اليكَ بنبيّكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاٰبَائِنَا وَلِاُمَّهَاتِنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ. سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ. وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ؀	اور تیرے حکم کو مان کر تیرے پاس تیرے نبی کے ذریعہ سفارش چاہنے آئے ہیں۔ اے ہمارے رب ہمکو ہمارے ماں باپ کو اور ہمارے اُن بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں سب کو بخشدے اور ہمارے دلوں میں اُن لوگوں کیلئے کینہ نہ رکھ جو ایماندار ہیں۔ اے ہمارے رب بیشک تو شفقت کرنیوالا مہربان ہے۔ اے ہمارے رب ہم کو دنیا اور آخرت میں بھلائی عنایت فرما۔ اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا۔ پاک ہے تیرا رب صاحب عزت اُس چیز سے کہ لوگ بیان کرتے ہیں اور سلام ہے رسولوں پر اور ساری تعریفیں پروردگار عالم ہی کے لئے ہیں ؀

مسجد نبوی میں عشاء کی نماز کے سوا باقی اوقات کی نمازوں کے بعد مزدور یہ سلام زائرین کو روزانہ پڑھاتے ہیں۔ عشاء کے وقت اگر کوئی چاہے۔ تو خود سلام پڑھ سکتا ہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ تعلیم یافتہ اشخاص عشاء کی نماز کے بعد ہی اپنے طور پر سلام پڑھیں۔

زیارت روضۂ نبوی ؐ اور مزاراتِ مبارک حضرات شیخین رضؓ سے فارغ ہو کر پھر روضۂ جنت میں جائے۔ جو مزار مبارک اور منبر مسجد نبوی ؐ کے درمیان ہے۔ اُس مقام پر نماز نفل اور قرآن شریف پڑھنے کا بہت ثواب ہے جسقدر ممکن ہو نماز نفل پڑھے۔ دعا، تسبیح، تہلیل اور استغفار کرے پھر منبر کے پاس جا کر برکت کی نیت سے اُس چیز پر ہاتھ رکھے جسکو رمانہ کہتے ہیں یعنی منبر کا وہ حصہ جس پر حضرت رسولِ خدا صلعم خطبہ پڑھتے وقت اپنے دستِ مبارک کو رکھا کرتے تھے۔ اور اِس کے بعد ستونِ حنانہ کی زیارت کرے ؀

روضۂ مبارک کے آداب کی خلاف ورزی

آج اسلامی تعلیمات اپنی صحیح شکل میں تو شاید کہیں بھی موجود نہیں۔ اکثر ایسے آتے ہیں۔ جو باوضو بھی نہیں ہوتے۔ اور منہ اٹھائے ہوئے بیباکانہ جالی کی طرف بھاگے جارہے ہیں۔ چاروں طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا جاتا ہے۔ اور پہنچتے ہی یہ چاہتے ہیں کہ جالیوں سے لپٹ جائیں یا اندر گھس جائیں۔ اِدھر سعودی سپاہیوں کی نظر چوکی اور اُدھر انہوں نے جھٹ جالی سے لپک کر اندر کی طرف حیرت و بیباکی سے جھانکنا شروع کیا۔ اور سلام پڑھتے وقت نوجوان مزدوروں کی بیہودگی بہت ہی دردناک صورت اختیار کرلیتی ہے۔ جہاں حضرت فاروقؓ بولتے ہوئے گھبراتے تھے۔ وہاں شور اور ہنگامہ برپا ہوتا ہے۔ اور کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی۔ نمازیوں کو نماز پڑھنی اور تلاوت کرنے والوں کو تلاوت کرنی مشکل ہو جاتی ہے۔ پھر مزدوروں کی زائرین سے لین دین کی گفتگو وہ تو ایک ناگفتہ بہ قصہ ہے۔

اللہ کے بندے ان ہنگاموں میں وہ سعید اور پاک روحیں بھی ہوتی ہیں۔ جو زندگی کے ان جانگداز اور انمول لمحات کی صحیح قدر و قیمت سے شناسا ہوتی ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اپنے نصیبہ کی یاوری کا صحیح احساس ہوتا ہے۔ اور جو جانتے ہیں کہ یہ سربلندی انہیں کہاں لے آئی ہے۔ یہ بزرگ کبھی مواجہہ مبارک کے سامنے کبھی بائیں میں۔ کبھی داہنی کی طرف۔ کبھی مصلے نبی پر کبھی منبر نبوی ؐ کے قریب۔ کبھی ستونِ عائشہؓ کے متصل۔ کبھی ستون توبہ سے لگے ہوئے کبھی پاک مسجد کے کسی پاک گوشے میں دبک اور سمٹ کر بیٹھے اور گڑگڑا گڑگڑا کر مناجات کرنے میں مصروف ہیں۔ سجدے میں گرے ہیں۔ رکوع میں جھکے ہیں۔ تلاوت میں مصروف ہیں۔ درود خوانی میں محو ہیں غرض وہ زندگی کی ان گھڑیوں سے اچھی طرح اور جی بھر کر متمتع ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور رحمت و مغفرت کے ذخیروں سے اپنا دامنِ حیات بھر کر رخصت ہوتے ہیں۔

زیارت سے فارغ ہو کر مسجد کے ان حصوں کی طرف آنا چاہیے۔ جن کی بابت

زبانِ اقدس سے ارشاد ہوتا ہے :-

مَابَیْنَ بَیْتِیْ (اَوْقَبْرِیْ) وَ مِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ ۔ | میرے مکان (یا میری قبر) اور میرے منبر کے درمیان جو کچھ ہے وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے

روضہ میں خطوط بعض لوگ جو حج کو نہیں جا سکتے۔ وفورِ محبت کے سبب حجاج کی معرفت خطوں کے ذریعہ رسالت پناہ ؐ کے دربار میں اپنی اپنی تمنائیں لکھ بھیجتے ہیں۔ اور جاہل حجاج ان خطوط کو خدام سے آنکھ بچا کر جالی کے سوراخوں میں سے اندر پھینک دیتے ہیں۔ یہ حرکت ادب کے خلاف ہے۔

نماز کے اوقات فرض نماز کے علاوہ تہجد کی بھی باقاعدہ اذان ہوتی ہے۔ اور قریباً پونے تین بجے صبح اللہ اکبر کی آواز آجاتی ہے۔ اسی وقت حرم مدنی کے دروازے کھلتے ہیں اور لوگوں کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ آنے شروع ہو جاتے ہیں۔ ہر ایک کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ مصلّٰی نبوی یا کم از کم روضہ کے کسی حصہ تک جا پہنچیں۔ گھنٹہ پون گھنٹہ بعد نمازِ فجر کی اذان ہوتی ہے۔ ابھی اندھیرا ہوتا ہے کہ مصلی امام جماعت کراتا ہے۔ قرأت عموماً لمبی ہوتی ہے۔ نماز سے فارغ ہوتے ہی لوگ سلام پڑھنے کی غرض سے روضۂ اطہر کے دروازہ پر جمع ہو جاتے ہیں بعض لوگ تاروں کی روشنی میں گھروں کو واپس لوٹتے ہیں پھر دن نکلنے کے بعد تک چار ساڑھے چار گھنٹے تک ہجوم کچھ کم رہتا ہے۔ دوپہر سے قبل روضہ کے اندر نفل پڑھنے کی بھی کچھ آسائش ہوتی ہے۔ اور مصلّٰی نبوی ؐ پر بھی نماز پڑھنے کا وقت مل جاتا ہے۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے۔ کہ اور سینے بھی اسی آرزو سے آباد ہوتے ہیں۔ انہیں بھی موقع دینا چاہیے۔ کہ وہ بھی اس سعادت سے تمتع اندوز ہو سکیں۔ مصلّٰی نبوی ؐ کی واحد اجارہ داری قرینِ مصلحت نہیں۔

زوال کے شروع ہوتے ہی ہجوم بھی بڑھنا شروع ہو جاتا ہے۔ ٹھیک دوپہر کو نمازِ ظہر اوّل وقت ادا کی جاتی ہے۔ اور اس کے بعد بالکل اوّل وقت نمازِ عصر۔ عصر کے بعد پھر گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ مجمع ذرا کم رہتا ہے۔ اور نمازِ مغرب کے قریب

بڑھنا شروع ہو جاتا ہے۔ اِس وقت صحن بھی عموماً پُر ہو جاتا ہے۔ اور درسِ حدیث و درسِ صرف و نحو کے حلقے جا بجا قائم ہو جاتے ہیں۔ کہیں کہیں سے وعظ کی بھی آواز آتی ہے جس کی نوعیت واعظ کے علم و فضل و ذہنیت پر موقوف ہوتی ہے۔ مغرب کے قریباً ڈیڑھ گھنٹہ بعد نمازِ عشا ہوتی ہے۔ اور نمازِ عشاء کے اختتام کے تھوڑی دیر بعد مسجد ہر شخص سے خالی کرائی جاتی ہے۔ اور دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں بشکر ہے کہ مدینہ منورہ میں علیحدہ علیحدہ شافعی۔ حنبلی۔ مالکی اور حنفی مصلّے نہیں ہیں۔ صرف ایک ہی مصلّے پر ایک ہی امام سب کو نماز پڑھاتا ہے +

دیگر حالات منبرِ نبویؐ و مصلّئے نبوی کے درمیان ایک خادم قرآن مجید لیے بیٹھا رہتا ہے۔ تلاوت کے لئے جس وقت جی چاہے۔ اور جتنا عرصہ جی چاہے۔ اُس سے قرآن مجید لیکر تلاوت کی جا سکتی ہے +

مدینہ منوّرہ کی چند تاریخی عمارات

مسجد نبویؐ کے قریب باب جبرائیلؑ والی سڑک کے سامنے ایک عمارت مشہد عثمانؓ کے نام سے موسوم ہے:۔

(۱) **مشہد عثمانؓ** وہ مکان ہے۔ جہاں عثمان ذوالنورینؓ کو باغیانِ نابکار نے تلاوتِ قرآن مجید کی حالت میں شہید کیا تھا۔ یہ مکان مسجدِ نبویؐ کے گوشۂ جنوب مشرق کے محاذ میں واقع ہے۔ (۲) اِسی کے قریب **ابو ایوب انصاری** رضی اللہ عنہ کا گھر ہے جس میں نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے مدینہ پہنچ کر ابتدائی چھ ماہ رہائش فرمائی تھی۔ ابو ایوبؓ ۵۱ھ میں قسطنطنیہ کی دیوار کے نیچے جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ سلاطینِ آلِ عثمان کی رسم تاجپوشی اسی مسجدِ قسطنطنیہ میں ہوتی ہے جو آپ کے مزار کے متصل ہے۔ اور جامع ابو ایوب انصاری کے نام سے مشہور ہے۔ (۳) اسی کے متصل **محمد بن علی بن ابی منصور**۔ ابو جعفر الملقب جمال المعروف بالجواد الاصفہانی وزیرِ موصل کی قبر ہے۔ وزیر موصوف اِتنا سخی تھا۔ کہ تاریخ میں جواد الاصفہانی کے نام سے مشہور ہے۔ عرفات میں

پانی کی نہر لایا جبل الرحمۃ پر زینہ دار سیڑھیاں لگوائیں۔ مدینہ منورہ کی شہر پناہ بنوائی۔ موصل سے مکہ معظمہ تک سڑک اور سرائیں تیار کروائیں۔ مساکین مکہ و مدینہ منورہ کے لئے سال بسال گرمی سردی کے کپڑے بھیجا کرتا تھا۔ (۴) دار آلِ عمرؓ۔ مسجد نبویؐ کی پشت پر دار آلِ عمرؓ ہے۔ یہ اب ایک باغیچہ ہے۔ مسجد کی کھڑکیاں اس باغیچہ کی جانب کھلتی ہیں۔ اُم المومنین حفصہؓ بنت عمر فاروقؓ کا گھر (حجرہ نبویؐ) اسی باغیچے والی زمین کے ساتھ لگتا تھا۔ جو اب شامل مسجد (بزیادت قاتیبائی عثمانی) ہو گیا ہے۔ (۵) دارِ عشرہ مبشرہ۔ اسی کے ساتھ لگتا ہوا ایک دور مکان ہے جس کی پیشانی پر دارِ عشرہ مبشرہ لکھا ہوا ہے۔ ان الفاظ دارِ عشرہ مبشرہ سے یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ ان دس بزرگ مہاجرین ابوبکر صدیقؓ عمر فاروقؓ۔ عثمان ذوالنورینؓ۔ علی مرتضیٰؓ۔ طلحہؓ الخیر۔ زبیرؓ۔ عبدالرحمنؓ بن عوف۔ سعد بن ابی وقاصؓ۔ سعید بن زیدؓ۔ ابو عبیدہؓ بن الجراح۔ کا مکان ہے۔ اب بھی اس میں سبیل جاری ہے۔ پچھلی طرف کنواں ہے۔ جو سطح ارض سے بہت بلند ہے۔ برابر چہ بچہ پانی سے بھرا رہتا ہے۔ کوچہ کے سامنے کی طرف فوارہ لگا ہوا ہے۔ جب چہ بچہ کا منفذ کھول دیتے ہیں۔ تو فوارہ چلنے لگتا ہے۔ (۶) کتب خانہ شیخ الاسلام۔ اس مکان سے آگے شیخ الاسلام قسطنطنیہ کا کتب خانہ ہے۔ مکان نہایت نفیس ہے۔ سات ہزار سے زیادہ کتابیں اس کتب خانہ میں خوبصورت الماریوں میں سجی ہوئی ہیں۔ یہ مکان امام حسن عسکری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ (۷) مدرسہ۔ حرم شریف کے متصل باب النساء کے سامنے ایک مدرسہ جو مدرسہ علوم شرقیہ کے نام سے مشہور ہے۔ قریباً گیارہ برس سے قائم ہے۔ اس مدرسہ کے مہتمم حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین مولانا حسین احمد صاحب مدنی کے برادر عزیز مولانا سید احمد صاحب فیض آبادی ہیں۔ مدینہ میں یہی سب سے بڑا مدرسہ ہے۔ حال ہی میں اس مدرسہ کی ایک نئی عالیشان خوبصورت عمارت

بنائی گئی ہے۔ اور اس مدرسہ کی امداد زیادہ تر ہندوستانی مسلمانوں پر منحصر ہے۔ مدرسہ ہذا میں ہر ممالک کے طلباء تعلیم پاتے ہیں۔ اِس مدرسہ کی ایک شاخ دار الایتام بھی خاصکر یتیموں کی تعلیم و تربیت کے لئے جاری ہے۔ حجاج کو چاہیئے کہ مدرسہ کی ضرور امداد کریں +

زیارت گاہیں

مدینہ اور اطرافِ مدینہ میں کثرت سے زیارت گاہیں موجود ہیں۔ جن سے مجاورین و زائرین کسبِ فیض کرتے ہیں۔ اس میں سے سب سے مشہور زیارت گاہوں کا ذکر کیا جاتا ہے:۔ **مسجد قبا** ۔ جیسا کہ ہم بیانِ ہجرت میں ذکر کر آئے ہیں۔ قباء میں یہ سب سے پہلی مسجد ہے۔ جس کی بنیاد حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ڈالی تھی۔ قباء کو آجکل پرانا مدینہ کہا جاتا ہے۔ مسجد قباء شہر مدینہ سے پانچ کیلومیٹر کے فاصلے پر اُس کے جنوب مغربی حصے میں آج بھی واقع ہے۔ اور موجودہ پختہ عمارت سلطان عبدالحمید خان اول کی تجدید کردہ ہے۔ مسجد کے صحن میں قبہ اُس مقام پر بنا ہوا ہے۔ جہاں سب سے پہلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناقہ بیٹھی تھی۔ یہاں نماز پڑھنے کا بڑا ثواب ہے + **مسجد حمزہؓ** ۔ یہ مسجد وادیٔ اُحد کے درمیان میں واقع ہے۔ ۳ھ میں اس میدان میں مشہور غزوہ جنگ ہوئی تھی جس میں حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی۔ آپ کا مزار اسی مسجد میں واقع ہے۔ مزار کا قبہ منہدم کردیا گیا ہے۔ اِس غزوہ میں حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دندانِ مبارک شہید ہوئے تھے۔ جس کی وجہ سے آپؐ کو بہت ناطاقتی ہوگئی تھی۔ اصحابہؓ آپؐ کو اُٹھا کر جبل اُحد کے اوپر ایک غار میں لے گئے۔ اور وہاں آپؐ کو آرام سے لٹا دیا گیا تھا۔ غار اب تک موجود ہے۔ یہ بہت اونچی جگہ پر واقع ہے۔ راستہ بہت تنگ ہے جس پر صرف ایک آدمی ہی چل سکتا ہے۔ وہاں کی ہوا بہت سرد اور خوشگوار ہے

اس غزوہ میں جو لوگ شہید ہوئے۔ رسالت پناہ صلعم کے فرمان کے بموجب اسی جگہ دفن کر دیئے گئے۔ یہاں پر یہ دعا پڑھکر حضرت حمزہؓ اور شہدا کی ارواح کو ثواب بخشیے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا حَمْزَةَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ - اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ - اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ نَبِيِّ اللّٰهِ - اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ حَبِيْبِ اللّٰهِ - اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ الْمُصْطَفٰى - اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الشُّهَدَاءِ وَيَا اَسَدَ اللّٰهِ - وَيَا اَسَدَ رَسُوْلِهٖ - اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا شُهَدَاءُ يَا شُهَدَاءُ - اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ - اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا شُهَدَاءَ اُحُدٍ كَافَّةً عَامَّةً وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ -

سلام تجھ پر اے ہمارے سردار حمزہ بن عبدالمطلب۔ سلام تجھ پر اے عم بزرگوار حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلام تجھ پر اے عم نبی اللہ صلعم۔ سلام تجھ پر اے عم حبیب اللہ صلعم سلام تجھ پر اے عم (چچا) مصطفیٰ صلعم کے۔ سلام تجھ پر اے شہیدوں کے سردار اور اے اللہ کے شیر اور اے رسول اللہ صلعم کے شیر۔ سلام تم سب پر اے شہداء احد اور اے شہیدان احد۔ سلام تم پر بسبب اس بات کے کہ تم نے مصائب پر صبر کیا پس بہتر ہے آخرت کا گھر۔ سلام تم پر اے شہدائے احد کے گروہ۔ اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں تم پر ہوں۔

اس کے علاوہ مدینہ منورہ میں مندرجہ ذیل مساجد بھی ہیں۔

(۱) مسجد الجمعہ معروف بہ مسجد العاتکہ اور مسجد الوادی۔ قباء سے مدینہ شریف آتے ہوئے بائیں طرف پڑتی ہے۔ (۲) مسجد الفضیح المعروف بہ مسجد الشمس قباء سے مشرق کی طرف واقع ہے۔ (۳) مسجد بنی قریظہ۔ مسجد شمس سے مشرق کی طرف واقع ہے۔ (۴) مسجد اُم ابراہیم فرزند رسول صلعم مسجد قریظہ سے اتر کی جانب ہے۔ (۵) مسجد بنی ظفر مشہور بہ مسجد البغلہ۔ بقیع سے پورب کی جانب واقع ہے۔ (۶) مسجد الاجابۃ۔ بقیع سے شمالی جانب بلندی پر ہے۔ (۷) مسجد المتارتین۔ وادی عقیق کی راہ میں ہے۔ (۸) مسجد الفتح۔

جبل سلام پر واقع ہے۔ (۹) مسجد سلمان فارسیؓ۔ مسجد الفتح کے پاس ہے (۱۰) مسجد علیؓ۔ یہ بھی مسجد الفتح کے پاس ہے۔ (۱۱) مسجد ابی بکرؓ۔ یہ مسجد بھی مسجد الفتح کے پاس ہی ہے۔ (۱۲) مسجد بنی حرام وہاں ایک غار ہے۔ اس کی بھی زیارت کر لی چاہیئے۔ (۱۳) مسجد القبلتین۔ مسجد اقصےٰ سے خانہ کعبہ کی طرف قبلہ کی تحویل اسی مسجد میں ہوئی ہے۔ یہ مسجد مسجد الفتح سے مغرب کی طرف ہے۔ (۱۴) مسجد السقیا۔ یہ مسجد مدینہ منورہ کے قریب ہے۔ (۱۵) مسجد الذباب مشہور بہ مسجد الرایہ۔ ذباب پہاڑ پر مدینہ سے شام کی جانب واقع ہے (۱۶) مسجد صغیر مشہور بہ مسجد الفسح۔ احد کی راہ میں مزار حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے پورب میں واقع ہے۔ (۱۷) مسجد البقیع۔ حضرت عقیلؓ بن ابی طالب کے مزار سے پچھم کی طرف واقع ہے۔ (۱۸) مسجد فاطمہؓ۔ یہ مسجد جنت البقیع کے اندر ہے۔ اس کا نام بیت الحزن ہے۔ (۱۹) مسجد مصلی السعید مشہور عید ہے۔ (۲۰) مسجد ابی بکرؓ مصلی السعید کے شمال میں واقع ہے۔ (۲۱) مسجد علیؓ جانب شام میں مصلی السعید کے پاس واقع ہے +

جنت البقیع

یہ وہ گورستان ہے۔ جہاں دفن ہونے کی تمنا میں سیکڑوں اشخاص بیسیوں سال مدینہ منورہ میں رہکر موت کا انتظار نہایت شوق سے کیا کرتے ہیں۔ یہ وہ خاک پاک ہے۔ جہاں رسول اللہ صلعم کے چہیتے اور لاڈلے۔ اللہ کے برگزیدہ اور پیارے۔ ایک دو نہیں۔ دس بیس نہیں۔ بلکہ اس جگہ قریباً دس ہزار صحابہؓ اور بہت سے اہل بیت مثلاً حضرت علیؓ۔ حضرت زین العابدینؓ۔ حضرت باقرؓ۔ حضرت امام جعفر صادقؓ۔ حضرت عباسؓ مدفون ہیں! اس کی چاردیواری کا اندازہ کون کرے کہ زمین کا یہ محدود ٹکڑا کن کن جواہر ریزوں کو اپنے اندر سلائے ہوئے ہے۔ اور کیسے کیسے گوہر نایاب زیر خاک آسودہ ہیں۔ ایک طرف جگر گوشۂ رسول صلعم صاحبزادہ ابراہیمؑ جو اگر زندہ ہوتے تو نبی ہوتے۔ دوسری طرف نور نظر امام حسن رضی اللہ عنہ۔ اور ایک جگہ دونوں صاحبزادیاں حضرت رقیہؓ و

حضرت ام کلثوم رض اور شہید کربلا رض کے لخت جگر حضرت امام زین العابدین رض۔ ایک طرف امت کی شفیق مائیں امہات المومنین حضرت عائشہ صدیقہ حضرت حفصہ رض حضرت زینب رض۔ حضرت ام سلمہ رض۔ اور تقریباً ساری امہات المومنین۔ اور دوسری طرف عم رسول حضرت عباس رض اور عمۂ رسول حضرت صفیہ رض۔ ایک گوشہ میں خلیفہ ثالث حضرت عثمان ذوالنورین رض۔ اور ایک ٹکڑے میں عبدالرحمٰن بن عوف۔ سعد بن ابی وقاص رض اور بعض روایات کے مطابق خاتون جنت فاطمہ زہرا رض اور جناب امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ رض بھی۔

یہ جگہ حرم نبوی سے کچھ زیادہ دور نہیں۔ شرق کی جانب آٹھ دس منٹ کی مسافت ہوگی۔ آبادی سے الگ ایک نہایت وسیع چار دیواری ہے۔ احاطہ کا ایک پھاٹک ہے۔ پھاٹک پر سرکاری پہرہ رہتا ہے۔ ان پہرہ داروں کا کام یہ ہے کہ زائروں کو ہر بدعت سے روکیں۔ لیکن افسوس ہے کہ سپاہی گورستان کی صفائی پر توجہ نہیں دیتے۔ اگر امتناع بدعت کے دوش بدوش یہ فرض بھی انجام دیتے رہیں۔ تو شاید نجدی حکومت کے خلاف مذہبی شکایات کا ازالہ ہو جائے۔

شریعت کے قانون میں شاندار مقبروں، عظیم الشان قبور اور پختہ قبروں کی گنجائش نہیں بلکہ ان کی تعمیر کے متعلق ممانعت آئی ہے کسی محدث اور کسی فقیہہ نے ان کے بنانے کی اجازت نہیں دی لیکن یہ بھی تو جائز نہیں کہ قبور کی بے حرمتی کی جائے۔ قبروں کو کچا بنایا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ برداشت نہیں ہو سکتا کہ جنت البقیع جیسا پاک و مقدس قطعۂ زمین عدم توجہی اور بے اعتنائی کے باعث ویرانی کی شکل اختیار کر لے۔ بدعات کی پامالی اور خلاف شریعت آثار و رسوم کا انسداد ضرور ہونا چاہیے۔ لیکن اس کا یہ طریقہ نہیں۔ حکومت کو چاہیے کہ انہیں تو مسلمانانِ عالم کی اکثریت احساسات کا احترام کرتے ہوئے اس گنجینۂ شہداء پر توجہ کرے۔ اور آئندہ بدنظمی کے متعلق ضروری احتیاط کی جائے۔

جنت البقیع میں داخل ہو کر یہ دعا پڑھے اور تمام صحابہ رض کی ارواح کو ثواب بخشے۔

السلام علیکم یا اهل البقیع یا اهل المنزل الرفیع انتم السابقون ونحن ان شاء الله تعالى بکم لاحقون ابشروا بان الساعة اٰتیة لاریب فیها وان الله یبعث من فی القبور۔

اے جنت البقیع اور مقام رفیع کے بسنے والو تم پر سلام ہو تم ہم سے پہلے جوار رحمت میں پہنچ گئے۔ اور ہم بھی انشاء اللہ تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں خوشخبری ہو تم کو کہ تحقیق قیامت آنے والی ہے جس میں کوئی شک نہیں۔ اور تحقیق اللہ تعالیٰ اٹھائے گا جو کچھ قبروں میں ہے۔

یہ دعا پڑھ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی روح کو ثواب بخشے۔

السلام علیک یا سیدنا عثمان بن عفان۔ السلام علیک یا من استحیت منک ملائکة الرحمٰن۔ السلام علیک یا من زین القرآن بتلاوته ونور المحراب بامامته ومراح الله تعالى فی الجنة۔ السلام علیک یا ثالث الخلفاء الراشدین رضی الله تعالى عنک وارضاک احسن الرضا وجعل الجنة منزلک ومسکنک ومحلک وماویک السلام علیک ورحمة الله وبرکاته۔

سلام ہو تجھ پر اے ہمارے سردار حضرت عثمان بن عفان سلام ہو تم پر اے کہ جس کو رحمٰن کے فرشتے دوست رکھتے۔ سلام ہو تم پر اے کہ جس نے زینت دی قرآن کو اس کی تلاوت سے اور روشن کیا محراب کو اپنی امامت سے آپ اللہ کے [illegible] ہیں جنت میں۔ سلام ہو تم پر اے خلیفہ سوم خلفاء راشدین سے۔ راضی ہو اللہ تعالیٰ تجھ سے اور راضی رکھے تم کو بہتر راضی رکھنا۔ اور بنائے جنت کو منزل مسکن محل اور رہنے کی جگہ آپ کے لئے۔ سلام ہو تم پر اور اللہ کی رحمت اور برکت۔

یہ دعا پڑھ کر حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روح کو ثواب بخشے۔

السلام علیک یا سیدنا ابا سعید الخدری۔ السلام علیک یا راوی احادیث النبی۔ السلام علیک

سلام ہو تجھ پر اے ہمارے سردار ابو سعید خدری سلام ہو تم پر اے احادیث نبوی کے راوی۔ سلام ہو تم پر

يَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
يَا حَبِيْبَ نَبِيِّ اللّٰهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا
صَاحِبَ حَبِيْبِ اللّٰهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
يَا صَاحِبَ الْمُصْطَفٰى رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى
عَنْكَ وَاَرْضَاكَ اَحْسَنَ الرِّضٰى۔
وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكَ وَمَسْكَنَكَ
وَمَحَلَّكَ وَمَاْوٰكَ اَعَادَ اللّٰهُ
تَعَالٰى عَلَيْنَا مِنْ بَرَكَاتِكَ وَبَرَكَاتِ
عُلُوْمِكَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَ
بَرَكَاتُهٗ۔

اے رسول اللہ کے دوست سلام ہو تم پر
اے نبی اللہ کے حبیب سلام ہو تم پر اے
حبیب اللہ کے دوست۔ سلام ہو تم پر
اے مصطفیٰ کے دوست راضی ہو اللہ تعالیٰ
تجھ سے اور راضی رکھے تم کو بہتر راضی رکھنا۔
اور بنائے جنت کو منزل و مسکن تمہارا
اور جگہ و ٹھکانا فیضیاب کرے اللہ
تعالیٰ ہم کو تیری اور تیرے علوم کی برکات
سے دنیا اور آخرت میں۔
سلام ہو تم پر اور اللہ تعالیٰ کی رحمت
اور برکتیں۔

یہ دعا پڑھ کر جناب رسول اللہ صلعم کی چچی صاحبہ و والدہ حضرت علی رض کی مرقد کو ثواب بخشے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا زَوْجَةَ عَمِّ
رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ
يَا زَوْجَةَ عَمِّ نَبِيِّ اللّٰهِ۔ اَلسَّلَامُ
عَلَيْكِ يَا زَوْجَةَ عَمِّ حَبِيْبِ اللّٰهِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا زَوْجَةَ عَمِّ
الْمُصْطَفٰى۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا
اُمَّ عَلِيِّ الْمُرْتَضٰى۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ
يَا مَنْ كَفَّنَهَا النَّبِيُّ بِقَمِيْصِهٖ
وَلَحَّدَهَا بِيَمِيْنِهٖ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى
عَنْكِ وَاَرْضَاكِ اَحْسَنَ الرِّضٰى
وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكِ وَمَسْكَنَكِ

سلام ہو تجھ پر اے زوجۂ عم
رسول اللہ صلعم۔ سلام ہو تم پر
اے زوجۂ عم نبی اللہ صلعم۔ سلام ہو
تم پر اے زوجۂ عم حبیب اللہ صلعم
سلام ہو تم پر اے زوجۂ عم
مصطفیٰ صلعم۔ سلام ہو تم پر اے
والدۂ علی المرتضیٰ رض۔ سلام ہو تم پر
اے کہ جسے کفن دیا نبی صلعم نے اپنی قمیص
سے اور لحد میں رکھا اپنے ہاتھ سے۔ راضی ہو اللہ
تعالیٰ تجھ سے اور راضی رکھے تمہیں بہتر راضی رکھنا۔
اور بنائے جنت کو منزل مسکن

وَمَحَلَّكِ وَمَأْوٰلَكِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

محل اور رہنے کی جگہ آپ کے لئے سلام ہو تم پر اور رحمت اللہ کی اور برکتیں۔

یہ دعا پڑھ کر حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی روح کو ثواب بخشے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا سَيِّدَتَنَا حَلِيْمَةَ السَّعْدِيَّةَ يَا مُرْضِعَةَ نَبِيِّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا مُرْضِعَةَ حَبِيْبِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا مُرْضِعَةَ الْمُصْطَفٰى رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكِ وَاَرْضَاكِ اَحْسَنَ الرِّضٰى وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكِ وَمَسْكَنَكِ وَمَحَلَّكِ وَمَأْوٰلَكِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

سلام ہو تم پر۔ اے ہماری سیدہ حضرت حلیمہ سعدیہ رض۔ سلام ہو تم پر اے نبی اللہ صلعم کے دودھ پلانے والی سلام ہو تم پر اے حبیب اللہ صلعم کے دودھ پلانیوالی سلام ہو تم پر اے مصطفٰے صلعم کے دودھ پلانے والی۔ راضی ہو اللہ تعالٰے تجھ سے اور راضی رکھے تم کو بہتر راضی رکھنا۔ اور بنائے جنت کو منزل۔ مسکن۔ محل اور رہنے کی جگہ آپ کے لئے۔ سلام ہو تم پر اور اللہ کی رحمت اور برکتیں۔

یہ دعا پڑھ کر حضرت ابراہیم ابن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی روح کو ثواب بخشے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اِبْرَاهِيْمَ ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ نَبِيِّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ حَبِيْبِ اللّٰهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ الْمُصْطَفٰى۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى مَنْ حَوْلَكَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكُمْ وَاَرْضَاكُمْ اَحْسَنَ الرِّضٰى وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكُمْ وَمَسْكَنَكُمْ وَمَحَلَّكُمْ وَمَأْوٰلَكُمْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

سلام ہو تم پر اے حضرت ابراہیم ابن رسول اللہ صلعم۔ سلام ہو تم پر اے ابن نبی اللہ صلعم سلام ہو تم پر اے ابن حبیب اللہ صلعم۔ سلام ہو تم پر اے ابن مصطفٰے صلعم۔ سلام ہو تم پر اور تمام اصحابہ رسول اللہ صلعم پر جو آپ کے جوار میں ہیں۔ سلام ہو تم پر اے اصحاب رسول اللہ۔ راضی ہو اللہ تعالٰے تم سے اور راضی رکھے تم کو بہتر راضی رکھنا۔ اور بنائے جنت کو منزل۔ مسکن محل اور رہنے کی جگہ آپ کے لئے۔ سلام ہو تم پر اور رحمت اللہ کی اور برکتیں۔

یہ دعا پڑھ کر حضرت عبداللہ ابن عمر الفاروق رضی اللہ عنہ کی روح کو ثواب بخشئے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا نَافِعَ شَيْخِ الْقُرَّاءِ ـ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَوْلَى بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكَ وَاَرْضَاكَ اَحْسَنَ الرِّضٰى ـ وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكَ وَمَسْكَنَكَ وَمَحَلَّكَ وَمَاوٰكَ ـ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ ـ	سلام ہو تم پر اے نفع دینے والے شیخ القراء۔ سلام ہو تم پر اے ابن عمر رضی کے مولا۔ راضی ہو اللہ تعالیٰ تم سے اور راضی رکھے تم کو بہتر راضی رکھنا اور بنائے جنت کو منزل مسکن محل اور رہنے کی جگہ آپ کے لئے۔ سلام ہو تم پر اور اللہ کی رحمت اور برکتیں۔

یہ دعا پڑھ کر حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی روح کو ثواب بخشئے:۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا اِمَامَ مَالِكٍ صَاحِبَ الْمَذْهَبِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اِمَامَ دَارِ الْهِجْرَةِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكَ وَاَرْضَاكَ اَحْسَنَ الرِّضٰى ـ وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكَ وَمَسْكَنَكَ وَمَحَلَّكَ وَمَاوٰكَ ـ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ ـ	سلام ہو تم پر اے ہمارے سردار امام مالک صاحب المذہب۔ سلام ہو تم پر اے امام دار الہجرت۔ راضی ہو اللہ تعالیٰ تم سے اور راضی رکھے تم کو بہتر راضی رکھنا۔ اور بنائے جنت کو منزل۔ مسکن محل اور رہنے کی جگہ آپ کے لئے۔ سلام ہو تم پر اور اللہ کی رحمت اور برکتیں۔

یہ دعا پڑھ کر حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی روح کو ثواب بخشئے:۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَقِيْلَ ابْنَ اَبِيْ طَالِبٍ	سلام ہو تم پر اے عقیلؓ ابن ابو طالب۔
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ	سلام ہو تم پر اے ابن عم رسول اللہ صلعم
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ عَمِّ نَبِيِّ اللّٰهِ ـ	سلام ہو تم پر اے ابن عم نبی اللہ صلعم۔
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ عَمِّ حَبِيْبِ اللّٰهِ ـ	سلام ہو تم پر اے ابن عم حبیب اللہ صلعم
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ عَمِّ الْمُصْطَفٰى	سلام ہو تم پر اے ابن عم مصطفےٰ صلعم۔
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَخَا عَلِيِّ الْمُرْتَضٰى ـ	سلام ہو تم پر اے علی مرتضےٰؓ کے کہ بھائی۔
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى مَنْ حَوْلَكَ	سلام ہو تم پر اور اُن پر جو تیری جوار میں

مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكُمْ وَاَرْضَاكُمْ اَحْسَنَ الرِّضٰى وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكُمْ وَمَسْكَنَكُمْ وَمَحَلَّكُمْ وَمَاْوٰكُمْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ۔

مدفون ہیں اصحاب رسول اللہ صلعم سے۔ راضی ہو اللہ تعالےٰ تم سے اور راضی رکھے تم کو بہتر راضی رکھنا۔ اور بنائے جنت کو منزل۔ مسکن۔ محل اور رہنے کی جگہ آپ کیلئے۔ سلام ہو تم پر اور رحمت اللہ کی اور برکتیں۔

یہ دعا پڑھکر ازواج مطہرات نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ارواح کو ثواب بخشے:۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ يَا اَزْوَاجَ نَبِيِّ اللّٰهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ يَا اَزْوَاجَ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ يَا اَزْوَاجَ حَبِيْبِ اللّٰهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ يَا اَزْوَاجَ الْمُصْطَفٰى رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكُنَّ وَاَرْضَاكُنَّ اَحْسَنَ الرِّضٰى وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكُنَّ وَمَسْكَنَكُنَّ وَمَحَلَّكُنَّ وَمَاْوٰكُنَّ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

سلام ہو تم پر اے ازواج نبی اللہ صلعم۔ سلام ہو تم پر اے ازواج رسول اللہ صلعم۔ سلام ہو تم پر اے ازواج حبیب اللہ صلعم۔ سلام ہو تم پر اے ازواج مصطفےٰ صلعم۔ راضی ہو اللہ تعالےٰ تم سب سے اور راضی رکھے تم کو بہتر راضی رکھنا۔ اور بنائے جنت کو منزل۔ مسکن۔ محل اور رہنے کی جگہ آپ کے لئے۔ سلام ہو تم پر اور رحمت اللہ کی اور برکتیں۔

یہ دعا پڑھکر دختران رسول اللہ صلعم رضی اللہ عنہا کی ارواح کو ثواب بخشے:۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ يَا بَنَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ يَا بَنَاتِ نَبِيِّ اللّٰهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ يَا بَنَاتِ حَبِيْبِ اللّٰهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ يَا بَنَاتِ الْمُصْطَفٰى رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكُنَّ وَاَرْضَاكُنَّ اَحْسَنَ الرِّضٰى وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكُنَّ وَمَسْكَنَكُنَّ وَمَحَلَّكُنَّ

سلام ہو تم پر اے دختران رسول اللہ صلعم۔ سلام ہو تم پر اے دختران نبی اللہ صلعم۔ سلام ہو تم پر اے دختران حبیب اللہ صلعم۔ سلام ہو تم پر اے دختران مصطفےٰ صلعم۔ راضی ہو اللہ تعالےٰ تم سے اور راضی رکھے تم سب کو بہتر راضی رکھنا۔ اور بنائے جنت کو منزل۔ مسکن۔ محل۔

وَمَأْوٰكُمْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ -

اور رہنے کی جگہ آپ سب کے لئے - سلام ہو تم سب پر اور رحمت اللہ کی اور برکتیں ۔

یہ دعا پڑھ کر عم رسول اللہ صلعم جناب سیدنا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی روح کو ثواب بخشیے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا عَبَّاس يَا عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ نَبِيِّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ حَبِيْبِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ الْمُصْطَفٰى

سلام ہو تم پر اے سیدنا حضرت عباس - سلام ہو تم پر اے عم رسول اللہ صلعم سلام ہو تم پر اے عم نبی اللہ صلعم سلام ہو تم پر اے عم حبیب اللہ صلعم سلام ہو تم پر اے عم مصطفیٰ صلعم

یہ دعا پڑھ کر جناب سیدنا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ امام زین العابدین امام محمد باقر امام جعفر صادق اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ارواح کو ثواب بخشیے -

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا اِمَام حَسَنِ الْمُجْتَبٰى اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا اِمَام زَيْنِ الْعَابِدِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا اِمَام مُحَمَّدِ الْبَاقِرِ - اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا اِمَام جَعْفَرِ الصَّادِقِ - اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ بَيْتِ النُّبُوَّةِ وَمَعْدَنِ الرِّسَالَةِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكُمْ وَاَرْضَاكُمْ اَحْسَنَ الرِّضٰى وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكُمْ وَمَسْكَنَكُمْ وَمَحَلَّكُمْ وَمَأْوٰكُمْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ -

سلام ہو تم پر اے سیدنا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سلام ہو تم پر اے سیدنا حضرت امام زین العابدین سلام ہو تم پر اے سیدنا حضرت امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ سلام ہو تم پر اے سیدنا حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سلام ہو تم پر اے اہل بیت نبوت - اور معدن رسالت - راضی ہوا اللہ تعالیٰ تم سے - اور راضی رکھے تم کو بہتر راضی رکھنا - اور بنائے جنت کو منزل - مسکن محل اور رہنے کی جگہ تم سب کے لئے - سلام ہو تم سب پر اور رحمت اللہ کی اور برکتیں -

یہ دعا پڑھ کر بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی روح کو ثواب بخشیے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ نَبِيِّ اللّٰهِ -

سلام ہو تم پر اے بنت رسول اللہ صلعم سلام ہو تم پر اے بنت نبی اللہ صلعم

السَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ حَبِيْبِ اللّٰهِ
رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكِ وَاَرْضَاكِ
اَحْسَنَ الرِّضٰى وَجَعَلَ الْجَنَّةَ
مَنْزِلَكِ وَمَسْكَنَكِ وَمَحَلَّكِ
وَمَاوِيْكِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ
وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

سلام ہو تم پر اے بنت حبیب اللہ صلعم
راضی ہو اللہ تعالیٰ تم سے اور راضی رکھے تم کو
بہتر راضی رکھنا۔ اور بنائے جنت
کو منزل۔ مسکن۔ محل اور رہنے
کی جگہ آپ کے لئے۔ سلام ہو تم پر
اور رحمت اللہ کی اور برکتیں۔

شہر مدینہ منوّرہ

مدینہ منورہ کی تاریخ کسی دوسری جگہ باختصار بیان ہو چکی ہے۔ اب شہر کی عام کیفیت پر توجہ کی جاتی ہے۔

مکانات اور سڑکیں | مدینہ منورہ ایک بڑے میدان کے وسط میں جو جنوب کی طرف پھیلا ہوا ہے۔ آباد ہے۔ مکانات اکثر پتھر کے ہیں۔ اور وضع میں جدہ اور مکہ معظمہ کے مکانات کے مشابہ ہے۔ کرایہ بہت زیادہ نہیں۔ حج کے زمانے میں بڑھ جاتا ہے۔ لیکن پھر بھی مکہ معظمہ کے مکانات سے بہر صورت کم رہتا ہے۔

مدینہ منورہ کی سڑکیں بڑی تنگ ہیں۔ اور بالخصوص وہ سڑکیں جو حرم شریف کے گرد ہیں۔ وہ تو بہت ہی تنگ ہیں۔ حالانکہ ضرورت یہ تھی کہ حرم شریف کے گرد ایک کھلا میدان ہوتا کہ زائرین کو آنے جانے میں سہولت رہے۔ اور آب و ہوا بھی صاف رہے۔ مدینہ منورہ کی بہترین سڑک حرم کے مغربی جانب واقع ہے۔ اور اسکو حارۃ اساحہ کہتے ہیں۔ اور یہ محلہ مدینہ کے تمام محلوں سے طویل ہے۔ اور مدینہ کی بہترین عمارتیں بھی اسی محلہ میں واقع ہیں۔ شمالی جانب کھلی سڑک ہے۔ اور مکانات بھی دو منزلہ و سہ منزلہ بنے ہوئے ہیں۔ یہاں ایک عالیشان عمارت ہوٹل کی بنی ہوئی ہے۔ جو حجاز ریلوے کی آمد و رفت کی وجہ سے بہت آباد رہتا ہے۔

مردم شماری | مدینہ منورہ کی آبادی کسی زمانہ میں ایک لاکھ کے قریب تھی۔ لیکن آئے دن کے جدال و قتال اور عساکر شریف و سعود کی آویزش نے

اس آبادی کو مت ہی کم کر دیا ۱۹۲۲ء میں قریباً ۲۵ ہزار کا اندازہ تھا۔ اب دس ہزار سے بھی کم تعداد بتائی جاتی ہے +

وجہ معاش مدینہ منورہ کے عزیزین کو سلطنت عثمانیہ کی طرف سے وظائف ملتے تھے۔ اب تو یہ سلسلہ بھی ختم ہو چکا ہے۔ اور ان کا ذریعہ معاش حرم مدنی کی خدمت گذاری پر موقوف ہے۔ آبادی کی اکثریت کا ذریعہ معاش زائرین پر منحصر ہے یہ لوگ۔ مدینہ میں وہی خدمت انجام دیتے ہیں۔ جو مکہ میں مطوفین کو دینی پڑتی ہے کچھ لوگ معمولی تجارت سے گذر اوقات کرتے ہیں +

بازار موجودہ زمانہ میں بھی مدینہ میں صرف ایک بازار ہے۔ جو باب مصری سے شروع ہو کر ایک تنگ سڑک سے جس کا طول تقریباً پانچ سو میٹر ہوگا۔ حرم شریف تک چلا گیا ہے۔ حج کے زمانہ میں آدمیوں کی کثرت سے آمد و رفت دشوار ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ آس پاس کی گلیوں میں بھی دکانیں ہیں +

تجارت مدینہ کی تجارت کا انحصار بیرونی اشیاء پر ہے۔ ہم مصنوعات کے سلسلہ میں اس موضوع پر مفصل بحث کر چکے ہیں۔ جاوا اور شام وغیرہ کے ساتھ تجارتی تعلقات ہیں۔ سوتی۔ اونی۔ ریشمی کپڑے۔ نمدے۔ بستر اور قالین وغیرہ بھی وہاں کی خاص تجارتی چیزیں ہیں۔ ان چیزوں کے نرخ اگرچہ گراں ہیں۔ لیکن حجاج و زائرین کے اعتقاد کے باعث انکو مدینہ منورہ کی ہوا نے قابل پرستش بنا دیا ہے +

مدینہ منورہ میں سب سے بڑی تجارت کھجوروں کی ہے۔ گرد و نواح میں کھجوروں کے باغوں کی کثرت ہے۔ اور انواع و اقسام کی کھجوریں پائی جاتی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ مدینہ منورہ میں ۷۰ قسم کی کھجوریں پیدا ہوتی ہیں۔ بعض نہایت شیریں۔ اور ضخامت میں نہایت بڑی ہوتی ہیں +

کنوئیں رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں بعض کنوؤں نے تاریخی شہرت حاصل کر لی تھی۔ ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں:-

بیر اریس۔ حضرت رسول اللہ صلعم نے اس کنوئیں پر حضرت ابو بکرؓ

حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کو جنّت کی بشارت دی تھی۔ رسُول پاکؐ کی وہ مُہر جس پر آپؐ کا اسم مبارک کندہ تھا۔ حضرت عثمانؓ کے ہاتھ سے اِسی کنوئیں میں گری تھی۔ یہ کنواں آج بھی موجود ہے۔ اِس کے اندر زینے لگوا دیئے تھے اور لوگ اب بھی ان زینوں سے اُتر کر وضو کرتے ہیں۔

بیر انسؓ بن مالک۔ یہ کنواں حضرت انسؓ بن مالک کے گھر میں تھا۔ اور رسول اللہ صلعم اس کا پانی نوش فرماتے تھے۔ یہ ایک متبرک کنواں تھا۔ اور آج بھی موجود ہے۔

اِن کنووں کے علاوہ اور بھی بہت سے کنوئیں موجود ہیں۔ جنہیں کوئی نہ کوئی تاریخی شہرت ضرور حاصل ہے۔ لیکن یہاں تفصیل کی گنجائش نہیں +

نہریں کنوؤں کے علاوہ مدینہ میں نہایت کثرت سے نہریں بھی ہیں۔ جن میں بعض رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں موجود تھیں۔ اور بعض اِس وقت بھی ہیں۔ اِس وقت جس نہر پر اہلِ مدینہ کی بہم رسانیِ آب کا دار و مدار ہے۔ اُس کا نام عین الزرقا ہے۔ اور مسجد قبا کے مغربی جانب میں واقع ہے۔ اِس کا پانی نہایت شیریں اور لذیذ ہے۔ اِس نہر کا اصل منبع قبا ہی کی ایک دوسری نہر ہے۔ جس کو عین النبیؐ کہتے ہیں۔ اِس منبع کے ذریعہ سے اِس میں پانی آتا ہے۔ اور وہاں سے چل کر مدینہ منورہ کے ایک وسیع تالاب میں جمع ہوتا ہے۔ اور وہاں سے استعمال کیا جاتا ہے۔ اِس کے علاوہ اور بھی بہت سی نہریں ہیں۔ جو قبا سے نکل کر مدینہ میں بہتی ہیں۔ اور وہاں سے ہو کر بیرونی باغات میں پہنچ جاتی ہیں +

باغات ہجرت کے متعلق رسُول اللہ صلعم نے جو رویائے صادقہ دیکھا تھا۔ اُس میں آپؐ کو مدینہ منورہ ایک نخلستان پتھریلی سیاہ زمینوں کے درمیان دکھایا گیا تھا۔ یہ باغ آج بھی ہرا بھرا ہے۔ جس طرح عہدِ نبوت میں تھا۔ اور آج بھی مسلمانوں کو اُس سے وہی فائدہ پہنچ رہا ہے۔ جو

عہد نبوت میں تھا۔ انصار کا قدیم پیشہ زراعت تھا جس کا سب سے بڑا جزو یہی نخلستان تھے۔ اور یہی وجہ تھی کہ مہاجرین کے ساتھ مواخات کے وقت یہ باغ بھی انصار نے پیش کئے۔ اور ان کی مساوی تقسیم ہوئی +

حرم رسول اللہ صلعم نے مدینہ منورہ کی ایک خاص تحدید فرمادی تھی جس کو اصطلاح میں حرم کہتے ہیں۔ احادیث میں ہے کہ "حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم بنایا۔ اور اس کے لئے دعا فرمائی۔ میں بھی اسی طرح مدینہ کو حرم بناتا ہوں جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم بنایا تھا" اس لئے مدینہ بھی حرم ہے۔ اس کی گھاس نہیں کاٹی جا سکتی۔ نہ اس کی جھاڑیاں کاٹی جا سکتی ہیں۔ نہ اس کے جانوروں کا شکار کیا جا سکتا ہے۔ جو شخص اس کے خلاف کرے گا۔ وہ خدا۔ فرشتوں اور سب کی لعنت و ملامت کا مستحق ہوگا" ایک اور حدیث میں ہے۔ کہ "خداوندا! ابراہیم نے مکہ کو حرم بنایا۔ اور میں مدینہ کو اس کی گھاٹیوں کے درمیان حرم بناتا ہوں۔ نہ اس میں خونریزی کی جا سکتی ہے۔ اور نہ ہتھیار اٹھایا جا سکتا ہے۔ اور نہ مویشیوں کے چارہ کے سوا اس کے درختوں کی پتیاں جھاڑی جا سکتی ہیں"

حجاز کے تبرکات جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ میں تمام سامان غیر ممالک کا فروخت ہوتا ہے۔ مکہ و مدینہ میں بہت کم مصنوعات ہوتی ہیں۔ بہرحال اگر کچھ خریدنا چاہیں۔ تو ذیل کے تبرکات خریدیں:-

(۱) کعبۃ اللہ کے غلاف کا ٹکڑا۔ یہ سیاہ رنگ کے کپڑے کا ہوتا ہے۔ اس پر کلمہ شریف بنا ہوا ہوتا ہے۔ یہ کلید بردار کعبہ یا باب السلام سے مل سکتا ہے۔ یہ قریباً دس سے پندرہ روپیہ تک مل جاتا ہے۔ ایک مربع فٹ کے قریب ہوتا ہے۔ اندرونی غلاف کعبہ و غلاف روضہ رسول اکرم سبز ریشم کا طلائی۔ اوپر اللہ جل جلالہ لکھا ہوا ایک مربع فٹ ایک گنی سے دو گنی تک مل جاتا ہے +

(۲) اونٹ کے بالوں سے اعلیٰ درجہ کے کمبل و دریاں بنی ہوتی جو خاص بدو بنلاتے ہیں۔ خریدنی چاہئیں۔ یہ بہت مضبوط اور گرم ہوتی ہیں۔ قیمت بھی بہت زیادہ نہیں ہوتی۔ اور قالین کا کام دیتی ہیں

(۳) زمزمی۔ ٹین کی چھوٹی بڑی کپیاں ہوتی ہیں۔ اس میں آب زمزم وآب کوثر بھر دیتے ہیں۔ یہ ایک روپیہ کی دس تک مل جاتی ہیں۔ مگر پانی بہت کم آتا ہے۔ اس سے بہتر ہے کہ ایک کنستر میں بھر کر منہ پر رانگ کا جوڑ لگا کر رکھ لیں۔ اس میں ہزاروں زمزمیوں کا پانی آجاتا ہے

(۴) تسبیح۔ زیادہ تر فرانس کی ہوتی ہے یسپ وغیرہ کی تسبیح شام میں بنتی ہے یسپ و دیگر قیمتی پتھروں کی تسبیح جو اسلامی ممالک میں بنتی ہیں خریدیں۔

(۵) کپڑا۔ مصر و شام کا بنا ہوا جس میں جاناوار وغیرہ اچھی ہوتی ہیں۔

(۶) روغن بلسان و روغن زیتون +

ان کے علاوہ دیگر اشیاء خریدنے پر روپیہ ضائع نہ کریں۔ کیونکہ یہ سب چیزیں اپنے ہاں مل سکتی ہیں۔ جائے نماز "قالین" جو مشہد ٹرکی یا شام کی بنی ہوئی ہوں خریدیں۔ دیگر مانچسٹر کی آپ کے یہاں بھی مل جاویں گی +

ذکر حج ختم ہوچکا۔ اور دیارِ حبیب کی مختصر تاریخ بھی ختم ہوچکی۔ مدینہ منورہ کی فضیلتیں اور برکتیں کوئی کہاں تک بیان کرے۔ اگر زمانے نے فرصت دی۔ اور حالات نے مساعدت فرمائی۔ تو انشاء اللہ العزیز "حجاز جدید" کی تاریخ میں مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی مذہبی اور سیاسی حیثیت پر بالتفصیل بحث کی جائے گی۔

وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ؕ

ہست شانِ رحمتِ گیتی نواز
آرزو دارم کہ بمیرم در حجاز

(نقشہ ایشیا و عرب بر صفحہ ۴۳۳)

نقشہ ایشیا و عرب
جس میں خشکی کا راستہ سیاہ موٹی لائن سے دکھایا گیا ہے
ترکستان
منگولیا
چین
پیکن
تبت
کوہ ہمالیہ
برما
سیام
ایران
عراق
بصرہ
مصر
نجد
افغانستان
بلوچستان
بحیرہ عرب
افریقہ
خلیج بنگال
بحر ہند
حیدرآباد
دکن
بمبئی
کلکتہ
الہ آباد
لکھنؤ
دہلی
آگرہ
لاہور
پشاور
کشمیر
کابل
ہرات
مشہد
بغداد
کراچی
عدن
رنگون
مدراس
جزائر انڈیمان
جزیرہ ملایا
جاوا و سماٹرا
سمرقند
بخارا
تاشقند
یارقند

خشکی کا راستہ

ہندوستان سے بذریعہ ریل و موٹر مقامات مقدسہ و حجاز کا سفر

جو شخص ڈائرکٹ موٹر میں سفر کرے گا اُسے مندرجہ ذیل خرچ سے کچھ واسطہ نہیں ہے یعنی کا مندرجہ فہرست ڈائرکٹ لاری یا موٹر میں نہ جاسکے۔ وہ بذریعہ ریل و موٹر کے جو ہر جگہ مل سکتے ہیں سفر کر سکتا ہے دہلی تا لاہور سے کوئٹہ۔ کوئٹہ سے نوکنڈی تک ریل جاتی ہے۔ نوکنڈی سے دزداب۔ بغداد و دمشق تک موٹر میں سفر کرنا پڑتا ہے۔

دہلی سے کوئٹہ براہ سماسٹہ ۹۵۲ میل ہے۔ کرایہ ریل درجہ دوم ۳۸ درجہ سوم ۱۹ فی سواری
کوئٹہ سے نوکنڈی ۳۱۸ میل ہے۔ کرایہ ریل درجہ ۱ ۸ اور ۱ ۵ ۱
نوکنڈی سے دزداب ۱۵۷ } موٹر کرایہ ۸۰ روپیہ۔ موٹر لاری میں ۲۰ روپیہ ۸ آنہ فی سواری
دزداب سے مشہد ۵۸۳ }
مشہد سے طہران ۵۸۲ " " ۵۰ " - " " ۱۳ روپیہ "
طہران سے خانقین ۴۷۰ " " ۴۵ " - " " ۲۵ " "
خانقین سے بغداد ۱۲۰ " کرایہ ریل درجہ دوم ۵ درجہ سوم ۲ "
بغداد سے دمشق (صحرائی راستہ) " " ۱۰۰ روپیہ - " ۳۰ روپیہ "

(نوٹ) ڈائرکٹ موٹر والے مندرجہ ذیل مقامات سے گذریں گے :-

دہلی سے لاہور ۲۹۷ میل ہے۔ لاہور سے ملتان ۲۰۷ میل ہے۔ ملتان سے براستہ ڈیرہ غازی خاں سخی سرور۔ لورالائی تک ۲۰۰ میل ہے۔ لورالائی سے کوئٹہ قریباً ۱۲۵ میل ہے۔ (قیام)

کوئٹہ میں ایرانی قونصل سے پاسپورٹ (پروانہ راہداری) پر تصدیق کرانی پڑیگی۔ جس کے ذریعہ آپ ایرانی سرحد میں داخل ہوسکیں۔ کوئٹہ سے براہ نوشکی۔ دالبندین قریباً ۲۱۴ میل ہے (قیام)۔ دالبندین سے نوکنڈی۔ میرجاوہ تا دزداب قریباً ۲۷۱ میل ہے (قیام)

نوکنڈی سے آگے سید محل ایران کی سرحد پر واقع ہے۔ یہاں پر ایک بڑی بھاری

سرائے ہندوستانیوں کی بنائی ہوئی ہے۔ اور یہاں پر ایک دو روز قیام کرنا پڑیگا۔
یہاں پر ایرانی گورنمنٹ کو پاسپورٹ دکھلانا پڑتا ہے۔ اور اُنکی تصدیق بھی کرانی پڑیگی۔
یہاں سے ڈائریکٹ موٹر والے تو اپنا سفر موٹر جاری رکھیں گے۔ مگر جو زائرین
کوئٹہ سے ریل پر آئے ہیں۔ وہ یہاں سے موٹر لاری پر سفر اختیار کرینگے۔ موٹریں
کثرت سے مل جاتی ہیں۔ نوکنڈی و دزداپ میں مندرجہ ذیل ایرانی کمپنیاں موجود ہیں:۔
(۱) گیرج ہند۔ (۲) گیرج خاں۔ (۳) گیرج خاں اوکھی۔ (۵) گیرج شرق
(۵) گیرج پارندیہ۔ (۶) گیرج پہلوی + یہ موٹر کمپنیاں نوکنڈی سے دزداپ اور وہاں سے
مشہد اور طہران کے درمیان چلتی رہتی ہیں۔ اس کے علاوہ ایرانی ڈاک بھی
ہفتہ میں دو تین دفعہ آتی جاتی رہتی ہے۔ اس میں بھی جگہ مل سکتی ہے۔ اگر چند آدمی
ملکر پوری موٹر کرایہ پر لیلیں۔ جو اگریمنٹ کرنے پر مل جاتی ہے تو اس میں بہت آرام رہتا ہے۔

رباط قلعہ دزداپ سے اشیائے خورد و نوش ایک روز کے لئے اپنے ہمراہ رکھ لیں۔
اور پانی کثیر تعداد میں اپنے ہمراہ لے لینا چاہیئے۔ کیونکہ آگے کا راستہ صحرائی ہے۔ دزداپ
سے کچھ آگے رباط قلعہ ہے یہاں ایرانی و افغانی سرحدیں ملتی ہیں۔ شمال مشرقی جانب افغانی
قلعہ بنا ہوا ہے۔ مغربی جانب ایرانی چوکی ہے۔ اس علاقہ سے آگے بڑا زبردست ریگستان
آتا ہے اور پانی کہیں نہیں ملتا۔ اس لئے پانی کافی تعداد میں ہمراہ رکھ لینا چاہیئے +

حسین آباد سرکہ، سفید آباد، خنک مواضعات سے ہوتے ہوئے حسین آباد پہنچتے
ہیں حسین آباد قصبہ ہے۔ میوہ جات وغیرہ سب اشیائے خوردنی بکثرت مل جاتی ہیں۔
یہاں پر قیام کریں۔ رباط قلعہ سے حسین آباد تقریباً ۸۲ میل ہے +

بیرجند شسپ ہوتے ہوئے بیرجند پہنچتے ہیں۔ جو تقریباً ۱۰۰ میل کے فاصلے
پر واقع ہے۔ بیرجند ایک شہر ہے۔ اور یہاں پر سب چیزیں نہایت فراوانی اور کثرت
سے مل جاتی ہیں۔ اگر چاہیں۔ تو یہاں پر قیام کر سکتے ہیں۔ دوران سفر میں ہر جگہ
میوے پھل، شیریں پانی اور کھانے کی چیزیں ملتی ہیں +

تربت حیدری قائین، گونا آباد ہوتے ہوئے تربت حیدری جو تقریباً ۲۰۰ میل کے

فاصلے پر واقع ہے پہنچتے ہیں۔ تربت حیدری کمی شہر ہے۔ یہاں پر قیام کیا جاتا ہے۔ اور
یہاں پر ایرانی گورنمنٹ کو پھر پروانہ راہداری (پاسپورٹ) دکھانے پڑتے ہیں۔
شریف آباد تربت حیدری سے رباط سفید ہوتے ہوئے شریف آباد پہنچتے ہیں۔ جو
قریباً ۵۰ میل پر واقع ہے۔ یہاں سے دو راستے نکلتے ہیں۔ ایک مشہد کو جاتا ہے۔ اور
دوسرا راستہ طہران کو۔ شریف آباد سے مشہد قریباً ۲۰ میل ہے۔ بہتر یہی ہے
کہ شریف آباد سے سیدھے مشہد چلے جائیں۔ اور وہاں پہنچکر ایک یا دو دن قیام کریں۔
مشہد سے آگے طہران اور بغداد کے حالات واپسی سفر براہِ سوئز۔
مصر۔ دمشق۔ بغداد۔ ایران وغیرہ وغیرہ اگلے صفحات پر درج ہیں۔

حکومت ایران کی پابندیاں

حکومت ایران نے مندرجہ ذیل قوانین مملکت ایران میں غیر ملکی
مسافروں کے ورود کے لئے مقرر کر رکھے ہیں:۔
(۱) حدود ایران میں آنے کے وقت اُن کے پاس پاسپورٹ ہونے
چاہئیں۔ جن پر افسر مجاز حکومتِ ایران کے دستخط ثبت ہونے چاہئیں۔
(۲) بغیر پاسپورٹ کے حدود ایران میں داخلہ کی ممانعت ہے۔ پولیس
اور فوج سرحد ایران پر اُن کو روک دیگی۔ (۳) اگر کوئی شخص ان قوانین کے
خلاف ایران کے کسی صوبہ میں آجائے گا۔ تو اُسے اُس صوبہ کے ہیڈ کوارٹر
میں بھیجا جائے گا۔ جہاں اُسے قانون کے مطابق سزا دی جائے گی۔ اور
پھر اگر حکومت مناسب سمجھے گی۔ تو اُسے وہاں رہنے کی اجازت مل جائیگی۔
ورنہ اُسے جلا وطن کیا جائے گا۔ (۴) اگر کوئی شخص بغیر پاسپورٹ کے
ایران میں آئے گا۔ تو وہ آٹھ دن سے تین ماہ تک کی قید کیا جا سکے گا۔ یا
۶ سے ۶۰ تمن (ایرانی سکہ) تک جرمانہ ہو سکے گا۔ بہر حال گورنمنٹ
ایران کو حق حاصل ہے۔ کہ بغیر مقدمہ کے کسی ایسے شخص کو ایران سے نکال
دے۔ (۵) ہندوستان کے حاجیوں کا مسئلہ حکومت ایران کے سامنے

پیش کیا گیا تھا۔ وہ یہ شرائط قائم رکھنے پر مستحکم ہیں۔ لہذا ہندوستانی حجاج کو مطابق سرکلر گورنمنٹ آف انڈیا، ایرانی سفیر کے افسر مجاز سے ایران جانے کے متعلق دستخط ثبت کرا لینے چاہئیں۔ جب وہ بمبئی۔ کراچی یا کوئٹہ سے روانہ ہوں۔ حکومت ایران کے سفیر (قونصل جنرل ایران) کا دفتر شملہ و دہلی میں بھی ہے۔

سرحد ایران کے راستے میں اپنے پاس کوئی گنی وغیرہ سونے کا سکہ نہ رکھنا چاہئے کیونکہ تلاشی پر سب ضبط ہو جاتے ہیں۔ زائرکو سامان ضبط ہونے کے علاوہ دگنا جرمانہ بھی ادا کرنا پڑتا ہے۔ سرحد ایران میں داخل ہونے پر ہر زائر کو چاہئے کہ اگر ان کے پاس چینی۔ چاء۔ سونا۔ چاندی۔ زیور۔ جواہرات۔ سکے یا نوٹ جو کچھ ہوں۔ سرحد کے رئیس یا قونصل سے اپنے پاسپورٹ پر لکھوالیں۔ تب اب ایران میں آزادی سے سیر کر سکتے ہو۔ کیونکہ یہ چیزیں ممالک ایران کے اندر نہیں لے جا سکتا۔ کیونکہ سرحدی چنگی خانوں (گمرک) میں ہر شخص کی تلاشی ہوتی ہے۔ ناممکن ہے کہ آپ کسی چیز کو موٹر میں یا دوسری جگہ یا پہنے ہوئے کپڑوں میں چھپا کر رکھ سکیں۔ تلاش نہایت ہوشیاری و مستعدی سے ہوتی ہے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ جو چیز آپ کے پاس ہو۔ پاسپورٹ کی تصدیق کے ساتھ ہی اپنے سامان کا تصدیق نامہ بھی حاصل کر لیں۔ تو زائر کو دقت نہ ہوگی۔ اگر آپ نے پونڈ۔ گنی و دیگر سکہ جات یا مندرجہ بالا کسی چیز کو چھپایا۔ اور تلاشی پر نکل آئی۔ تو اس چیز کے ضبط ہونے کے علاوہ اس کی قیمت سے دگنا جرمانہ ادا کرنا پڑے گا۔ یاد رکھو۔ بھول کر بھی کسی چیز کو مت چھپاؤ۔ اور جھوٹ کے گناہ عظیم سے بچے رہو۔ اور جتنے عرصہ آپ سرحد ایران میں ٹھہرنا چاہیں پاسپورٹ پر لکھوالیں۔ اس عرصہ سے ایک دن بھی زائد نہیں ٹھہر سکتے۔ البتہ زائد ٹھہرنے کے لئے پھر دوبارہ تصدیق کرانی پڑتی ہے۔

حدود عراق و شام کی پابندیاں

اُن حجاج کو جو کہ براہ عراق و دمشق حجاز جانا چاہیں اور انہوں نے تصویر والا پاسپورٹ حاصل کیا ہو تو بغداد، بصرہ یا موصل کے پاسپورٹ (میڈ ان پائیدار) کے دفتروں سے پاسپورٹ حاصل ہو سکتا ہے۔ اگر تصویر والا پاسپورٹ لیا ہوا ہو تو بغداد میں تصدیق کرالیا جاوے۔ اور وہ بھی کسی محکمہ صحت کا "زیارت کا پاس" پیش کرنے کے بعد۔ یہ زیارت کا پاس مندرجہ ذیل شرائط کی ادائیگی کے بعد مل سکتا ہے:۔ (۱) چیچک اور ہیضہ (ٹیکہ انجکشن) اور اُن دوسرے امراض متعدی جن کے بارے میں عراق کے محکمہ صحت نے اعلان کر دیا ہے۔ اُن سب کے لئے ہندوستان سے چلنے سے پیشتر چھ ماہ کے اندر ٹیکہ لگ چکا ہو اور کسی ڈاکٹر (جو سرکاری طرف سے مقرر ہو) کا سرٹیفکیٹ حاصل کرنا ضروری ہے۔

(۲) ایک ڈاکٹری معائنہ کا سرٹیفکیٹ گورنمنٹ عراق کے کسی افسر ڈاکٹر سے بھی حاصل کرنا چاہیئے جس سے کہ یہ تصدیق ہو کہ حج پر جانے والے شخص کو کوئی متعدی بیماری نہیں ہے۔ اگر کسی شخص کے پاس یہ سرٹیفکیٹ نہ ہو تو بغداد یا بصرہ کے افسر ڈاکٹر یا موصل کا سول سرجن اس کا معائنہ کرے گا۔ اور ٹیکہ لگا دے گا۔ (۳) ایک حجاز تک لے جانے اور وہاں سے واپس لانے کے متعلق گارنٹی کا خط جو کہ کسی بار برداری کمپنی یا اس کے ایجنٹ (جو کہ حکومت عراق کی اس بارہ میں اجازت لے چکی ہو) کا پیش کرنا پڑے گا۔

وہ امانت جس کا کہ دفعہ ۴ میں ذکر کیا گیا ہے۔ ۲۵۰ روپے کی ہو۔ تاکہ واپسی سفر کا خرچ اس میں سے کٹ سکے۔ واپسی ٹکٹ پہلے سے لینی نہ پڑے گی۔

(۴) امانت کا سرٹیفکیٹ جس سے کہ یہ ظاہر ہو کہ آپ نے گورنمنٹ ہند میں یا عراق گورنمنٹ کے بغداد کے خزانہ کے افسر کو وزیر اندرون کے اختیار میں ایک سو روپیہ دیا ہے تاکہ اس میں سے زائر کے لئے جو کچھ بھی دوسری حکومتوں کو (جن کے ملک سے کہ

وہ عبور کرے) لازمی نرخوں کے لئے دیا جائے کٹ سکے۔ یہ سرٹیفکیٹ موصل یا بصرہ میں بھی مل سکتا ہے۔ اس کے بارہ میں زائر کے پاسپورٹ میں پوری تشریح لکھی گئی ہے۔ حج سے لوٹنے کے بعد یہ امانت واپس کی جائے گی۔ لیکن زائر کی سہ ماہی کا خرچ جو کہ عراق گورنمنٹ نے اس کے لئے دوسری حکومتوں کو دیا ہو اس میں سے کٹ جائے گا۔ (۵) اگر زائر کا وطن کوئی غیر از عراق ملک ہو۔ اور اس کے پاس زائر کا پاس نہ ہو۔ دفعہ ۱ و ۲ میں مندرجہ شرائط کی روانگی کے بعد اس کے اپنے ملک کا عراق میں قونصل اسے "زائر کا پاس" دے گا۔ عراق اور غیر ملکی زائرین کو کہ زائر کا پاس حاصل کرنے کی خواہش ہو۔ بموجب بالا کوئی ایک واستہ پسند کر کے اس کے لئے باوجود اسی کا چالان حاصل کر لیں +

(ب) عراق اور غیر ملکی زائرین اگرچہ (جو براستہ عراق دمشق جا رہے ہوں) تھوڑا کے کوارنٹین اسٹیشن میں نہ ٹھیرائے جائینگے۔ البتہ ان کا ڈاکٹری معائنہ کیا جائیگا۔

(ج) اُن غیر ملکی زائرین کو جنہوں نے کہ اپنے وطن سے زائر کا پاس حاصل نہ کیا ہو حکومتِ شام سے زائر کا پاس حاصل ہو سکتا ہے مطابق اُن قواعد کے جو کہ خاص زائرین کے لئے حکومتِ شام شائع کرتی ہے۔ اور اسی حالت میں اُن کو حکومتِ شام کے خزانے میں پچاس شام کے لیرے امانت رکھنی پڑے گی۔ جن کے لئے اُنکو رسید دی جائیگی۔

جن لوگوں کے پاس تصویر والا پاسپورٹ نہ ہو۔ وہ بغداد کے محکمہ قونصل سے تصدیق کرا کر اور سی۔ آئی۔ ڈی کے مصوروں سے تین تصویر کھچوا کر محکمہ صحت میں معہ پاسپورٹ اور سرٹیفکیٹ ٹیکہ کے پیش کر کے کتابی صورت کا پاسپورٹ حاصل کریں جس کی فیس معہ (ساڑھے سات روپیہ) ہوگی۔ اور پھر قونصل خانہ مصری مقیم بغداد میں جا کر اُس پر (VISA) یعنی تصدیق کرا لیں۔ تو بیت المقدس میں آپ کو کوئی تکلیف نہ اٹھانی پڑے گی۔ ورنہ بیت المقدس میں مبلغ تین سو روپیہ امانتاً بطور ضمانت داخل کر کے آگے سفر کرنا پڑے گا +

بذریعہ جہاز کراچی سے عراق و بغداد کے مقامات مقدسہ کی زیارت اور خشکی کے راستے حج بیت اللہ کا سفر

خشکی کا راستہ چونکہ بلوچستان و ایران وغیرہ کو جاتا ہے۔ اسکے علاوہ عراق و حجاز کے مقدس سفر کیلئے بمبئی اور کراچی سے بصرہ جو کہ عراق کی بندرگاہ ہے۔ ہر ہفتہ باقاعدہ جہاز روانہ ہوتے ہیں۔ جو عازمان زیارت مقامات مقدسہ کو ہر ہفتہ لے جاتے ہیں +

بمبئی اور کراچی سے بصرہ جانے والے جہاز کی فہرست کرایہ

	سیکنڈ کلاس		ڈیک	
	معہ خوراک	بلا خوراک	معہ خوراک	بلا خوراک
بمبئی سے بصرہ	۲۱۰ روپے	۱۴۲ روپے	۴۹ روپے ۸ آنے	۳۹ روپے ۸ آنے
کراچی سے بصرہ	۱۸۹ "	۱۵۷ "	۳۹ روپے	۳۳ روپے

بمبئی یا کراچی میں جہاز کی ٹکٹ کمپنی سے بلا کسی وسیلے کے مل سکتے ہیں۔ ہر ہفتہ جمعہ کے روز علی الصباح بمبئی سے اور ہر اتوار کو سویرے ہی کراچی سے ڈاک کے جہاز نکلتے ہیں۔ جو کہ جمعرات کے دن صبح بصرہ پہنچتے ہیں۔ بمبئی سے ساڑھے چھ دن اور کراچی سے ساڑھے چار دن کا سفر ہے۔

ڈائرکٹ ٹکٹ از بغداد

بغداد سے دمشق ۔ بذریعہ موٹر
دمشق سے بیت المقدس ۔ بذریعہ ریل
بیت المقدس سے حیفہ و سویز ۔ "
سویز سے جدہ ۔ بذریعہ جہاز
جدہ سے کراچی ۔ "

درجہ دوم ۴۵۰ روپے — درجہ سوم ۲۵۰ روپے

مندرجہ بالا کرایوں میں جہاز سے اترنے کی اجازت اور باقی اخراجات اترنے کے متعلق جدہ اور طور کی فیس (سوار ہونے کی اجازت کے پیسے) معہ حجاز کے محصول کے سویز کنال کے عبور کا خرچہ اور شام کے سرکاری محصول اور قرنطینہ میں رہنے کے اخراجات بھی سناد سے ہی مندرج ہیں +

مندرجہ بالا سفر کا ٹکٹ ذیل کے پتے سے مل سکتا ہے:-

میسا پوٹامیا کارپوریشن لمیٹڈ بصرہ اور بغداد۔ ٹی۔ ڈوابرا اینڈ کمپنی (عراق) لمیٹڈ بغداد۔ پاسپورٹوں پر اس راستے سے جانے کیلئے مندرجہ ذیل تصدیقوں (ویزاؤں) کی ضرورت ہے: فرانسیسی۔ فلسطینی مصری عبور کا ویزا (جو کہ بغداد میں مل سکتا ہے)۔ حجاز کا ویزا (جو کہ دمشق یا سویز میں) حاصل ہو سکتا ہے +

مفصل تخمینہ کرایہ جات براہ خشکی

مقام	میل	ریل یا موٹر	عرصہ سفر	کرایہ درجہ دوم: آنہ	کرایہ درجہ دوم: روپیہ	کرایہ درجہ سوم: آنہ	کرایہ درجہ سوم: روپیہ
دہلی سے کوئٹہ تک	۹۸۲	ریل	۲ یوم	۵	۴۲	۹	۱۰
کوئٹہ سے نوکنڈی	۳۱۸	ریل	۳ "	۸	۲۷	۵	۷
نوکنڈی سے دزداپ	۱۵۷	موٹر	۱ "				
دزداپ سے مشہد	۵۸۵	"	۳ "	۰	۸۰	۸	۱۷
مشہد سے طہران	۵۸۲	"	۳ "	۰	۵۰	۰	۱۲
طہران سے خانقین	۴۷۰	"	۳ "	۰	۴۵	۸	۱۲
خانقین سے بغداد	۱۲۰	ریل	۱ "	۸	۱۰	۸	۳
بغداد سے سامرہ، کربلا، نجف اشرف، بصرہ وغیرہ قریباً		ریل	۳ یوم	۰	۶۰	۰	۲۵
بغداد سے دمشق	۵۳۳	موٹر	۳ یوم	۰	۸۰	۰	۳۵
دمشق سے بیروت معہ واپسی دمشق	۹۶	موٹر و ریل	۲ "	۰	۲۰	۰	۶
دمشق سے بیت المقدس	۲۰۰	"	۱ "	۰	۲۵	۰	۱۵
بیت المقدس سے بیت اللحم، مدینۃ الخلیل وغیرہ کی زیارت معہ واپسی	۷۰	موٹر	۱ "	۰	۱۵	۰	۱۰
بیت المقدس سے کانترا		ریل	۱ "	۰	۳۰	۰	۱۳
کانترا سے قاہرہ		"		۰	۸	۰	۴
قاہرہ سے سوئز		"	۱ یوم	۰	۱۰	۰	۶
سوئز سے جدہ		جہاز	۳ "	۰	۳۰	۰	۲۰
جدہ سے مکہ		موٹر	۱ "	۰	۳۰	-	۲۰
مکہ سے مدینہ و واپسی جدہ				۰	۳۰۰	۰	۲۰۰
جدہ سے کراچی				-	۲۱۸	-	۵۰
مکہ کے دیگر خرچ اور خوراک وغیرہ				۰	۲۵۰	۰	۱۵۰
میزان				۵	۱۳۳۱	۶	۴۱۸

عراق میں ریل کا سفر

ہندوستانی زائرین کی ضروریات کو طے کرنے کے خیال سے عراقی ریلوے کے منتظموں نے کم کرایہ کے دوسرے اور تیسرے درجہ کے ٹکٹ کی کوپن کتابیں بنوائی ہیں۔ ان کتابوں کے استعمال سے زائرین کو خرچ اور تکلیف کی بچت ہوتی ہے۔ یہ کتابیں ہندوستان میں مندرجہ ذیل پتہ سے حاصل ہو سکتی ہیں :۔ ایجنٹ عراق حکومتی ریلوے طبقہ زمینی۔ امرچند منڈنگ بلارڈ پئیر روڈ۔ قلعہ بمبئی۔ یا مندرجہ ذیل بمبئی اور کراچی کے سب ایجنٹوں سے جن کا پتہ بھی دیا گیا ہے۔ مل سکتی ہے :۔

بمبئی	کراچی
(۱) مولوی محمد باقر صاحب۔ حاجی دیوجی جمال کا مسافرخانہ۔ جیل روڈ عمرکھاڑی۔ بمبئی	(۱) حبیب حاجی رحمت اللہ صاحب۔ کھارادر۔ کراچی
(۲) مسٹر ای۔ ای۔ لوٹیا۔ مانڈوی کولیواڈا۔ بمبئی ۳	(۲) مسٹر عبدالعلی شیخ عیسیٰ جی معرفت میسرس یوسف علی علی بھائی کریم جی اینڈ کمپنی نیپئر روڈ۔ کراچی
(۳) آنریری جائینٹ سیکرٹری فیض پنجتنی۔ پالاگلی۔ بمبئی	(۳) آنریری سیکرٹری فیض پنجتنی معرفت حاجی جیٹھا بھائی گوکل۔ کوڈی باغ۔ کراچی

یہ کوپنیں بصرہ اسٹیشن پر اترتے وقت بھی خریدی جا سکتی ہیں بکنگ آفس سے اگر گنتی کے سو یا زیادہ زائرین ایک ہی جہاز سے سفر کر رہے ہوں۔ تو سٹیمر کمپنی کو عرض کرنے سے کرایہ (جہاز کے) میں کمیشن حاصل کر سکتے ہیں۔ صوبہ برہما اور دوسری جگہوں کے زائرین جو کہ براہ رنگون جا رہے ہوں۔ مندرجہ ذیل سے مفصل حالات معلوم کر سکتے ہیں :۔ (۱) خان بہادر حاجی احمد چاند و منیجر سند یا سٹیم نیوی گیشن کمپنی لمیٹڈ۔ پوسٹ بکس ۶۵۲۔ ۲۹ مرچنٹ اسٹریٹ۔ رنگون۔
(۲) مسٹر ایس۔ ایم۔ اے کاشفی شاہ نظامی پریسیڈنٹ صوبہ تنظیم کمیٹی برما ۴۵ ۳۶ سٹریٹ رنگون۔

بصرہ سے ایک صحرائی راستہ آدنٹوں کے ذریعہ بھی براستہ کویت ۔ ریاض نجد ۔ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کو جاتا ہے۔ یہ راستہ سرحد نجد و حجاز سے گذرتا ہے ۔ دمشق وغیرہ اس راستے سے نہیں جا سکتے ۔ یہ وہ راستہ ہے جس پر خلیفہ ہارون رشید نے سفر کیا تھا ۔ یہ صحرائی راستہ ہے ۔ راستہ میں کوئی مشہور شہر نہیں آتے ۔ اور ابھی تک موٹریں اس راستہ پر نہیں چلیں ۔ یہ راستہ مندرجہ ذیل مقامات سے گذرتا ہے :۔ بصرہ ۔ کویت ۔ علیج الصیفہ ۔ زلفی ۔ بریدہ ۔ العنیزہ ۔ الریاض ۔ البشرمیہ ۔ المواد الحقران ۔ الشعریہ ۔ ذات العرق راس السیل ۔ طائف ۔ مکہ معظمہ ۔ جدہ ۔ رابغ ۔ مدینہ منورہ + مدینہ منورہ سے حجاز ریلوے کے ساتھ ساتھ ہی مدائن صالح ۔ تبوک ۔ عمان سے ہوتا ہوا دمشق پہنچ جاتا ہے +

وطن کو مراجعت براہ شام و عراق

حج بیت اللہ شریف اور زیارت مدینہ طیبہ کے بعد حجاج اپنے اپنے وطن کو مراجعت کی تیاریاں کرتے ہیں جن لوگوں کے پاس واپسی ٹکٹ ہے ۔ وہ تو جدہ سے اُسی کمپنی کے جہاز پر سوار ہو کر ہندوستان پہنچ جاتے ہیں ۔ اور جنہوں نے یکطرفہ ٹکٹ لیا ہوا تھا ۔ وہ جس راستے سے چاہیں جا سکتے ہیں ۔ فلسطین و ایران میں اکتوبر سے فروری آخر تک برف باری کثرت سے ہوتی ہے ۔ اس لئے ۱۹۳۴ء و ۱۹۳۵ء میں واپسی کے وقت بہتر ہی موسم ہوگا ۔ کیونکہ بہار شروع ہو جاوے گی ۔ جن حجاج کے پاس واپسی کے لئے کافی روپیہ اور وقت کی گنجائش ہو ۔ ان کے لئے بہتر ہے کہ وہ جدہ سے خشکی کے راستے براستہ سویز بذریعہ جہاز اور سویز سے بذریعہ ریل مصر ۔ بیت المقدس ۔ دمشق ۔ بیروت جا سکتے ہیں ۔ اگر انگورہ ۔ سمرنا و قسطنطنیہ کی سیر بھی کرنا چاہیں ۔ تو حلب سے ایک مغربی شاخ قسطنطنیہ چلی گئی ہے ۔ اور مشرقی شاخ موصل کی طرف نصیبین تک چلی گئی ہے ۔ اور بذریعہ موٹر نصیبین

سے موصل کی سیر کرتے ہوئے کرکک تک پہنچ جاتے ہیں۔ وہاں سے ریل میں سوار ہوکر بغداد۔ کربلائے معلےٰ اور بصرہ وغیرہ کی سیر کر سکتے ہیں۔ اور بغداد سے طہران و مشہد اور دزداپ و نوکنڈی تک بذریعہ موٹر سفر کر سکتے ہیں۔ اور وہاں سے بذریعہ ریل کوئٹہ تک اور آگے اپنے وطن تک بذریعہ ریل ہی پہنچ سکتے ہیں۔ ان راستوں کی تفصیل آگے ہے:۔

مصارف جدہ سے اپنے وکیل (معلم) کی معرفت آپ اپنے پاسپورٹ کو برٹش قونصل سے تصدیق کرا کر مصری کونسل سے مصری حکومت کے اندر سے گذرنے کی اجازت لکھوالیں جس کے لئے کچھ معمولی فیس ادا کرنی پڑے گی۔ جدہ و ینبوع میں ہر ہفتہ البن مصری (خدیویہ میل) جہاز آتے رہتے ہیں۔ اسلئے پاسپورٹ پر تصدیق (Visa) کرنے کے بعد اپنے وکیل ہی کی معرفت ان جہازوں کیلئے سویز تک کا ٹکٹ لیلیں چونکہ سفر کئی دیگر سلطنتوں میں سے ہوگا۔ اسلئے شرح تبادلہ نقدی کی تکالیف سے بچنے کے لئے تمام روپیہ جدہ میں نیدرلینڈ بنک کی معرفت۔ تھامس کک اینڈ سنز کے ہاں جمع کرادیں۔ اگر آپ نے ہندوستان میں ہی اس کمپنی کے ساتھ انتظام کرلیا ہو۔ تو بہتر ہے۔ ورنہ جدہ میں آپ کو ضرور ان کے ہاں روپیہ جمع کرادینا چاہیئے۔ یا سویز یا مصر پہنچ کر یہی انتظام جہاں تھامس کک اینڈ سنز کا دفتر ہے کر لینا چاہیئے۔ ان راستوں میں آپ کو پونڈ یعنی گنی اشرفیاں اپنے پاس بالکل نہیں رکھنی چاہئیں۔ ورنہ دوسری سلطنتوں میں تلاشی لینے کے وقت ضبط کر لی جاتی ہیں۔ اس لئے تھامس کک اینڈ سنز کے ہاں روپیہ جمع کرا کر ان سے کوکس ٹرویل چک (Cooks Travel Cheques) جو دو پونڈ سے ۲۰ پونڈ تک کے ہوتے ہیں۔ ڈیپاسٹ حاصل کر لینے چاہئیں۔ یہ چک آپ ہر ملک کے ہر بڑے شہر میں۔ ریل کے اسٹیشنوں پر اور جہاز ران کمپنیوں میں چلا سکتے ہیں۔ ان چکوں کو موجودہ شرح تبادلہ کے حساب سے آپ کو اس ملک کے سکہ جات ہر جگہ یا تھامس کک اینڈ سنز کے دفتر سے ہر مقام پر مل سکتے ہیں +

روانگی از جدہ جدہ یا ینبوع سے جہاز ہفتہ وار اور حج کے موسم میں ہفتہ میں دو دفعہ روانہ ہوتے رہتے ہیں۔ جو سویز میں تین روز میں پہنچ جاتے ہیں۔ اور کرایہ جدہ سے سویز تک قریباً تیس روپے لگتا ہے۔ سویز سے لیکر پورٹ سعید تک بحیرہ قلزم اور بحیرہ روم کے درمیان ایک نہر نکالی گئی ہے۔ جس کا طول ۸۵ میل ہے۔ اور عرض بہت ہی کم ہے۔ کہ مشکل سے دو جہاز اس میں سے نکل سکتے ہیں۔ نہر کے ساتھ ساتھ سویز سے لیکر پورٹ سعید تک ساحل کے کنارے کنارے مصری ریل بھی چلتی ہے۔ نہر کے مشرقی جانب ملک شام ہے اور مغربی جانب ملک مصر ہے۔ یہ نہر دونوں ملکوں کی حدِ فاصل ہے۔ سویز سے قاہرہ جانے کے لئے بندرگاہ پر موٹریں بھی موجود رہتی ہیں۔ موٹریں صحرائی راستے سے قریباً تین گھنٹے میں قاہرہ پہنچ جاتی ہیں۔ اور اسی طرح ریل اسمٰعیلیہ ہوتے ہوئے تین گھنٹے میں قاہرہ پہنچ جاتی ہے۔ نہر سویز کے کنارے کا راستہ نہایت پُر فضا ہے۔ ریل میں یہ راستہ نہایت خوشگوار معلوم ہوتا ہے۔ سویز سے قاہرہ تک کا کرایہ پانچ چھ روپے کے قریب پڑتا ہے۔

قاہرہ (مصر) قاہرہ مصر کا دارالخلافہ ہے۔ اس ملک پر بھی اسلامی حکومت ہے۔ قاہرہ اپنی آبادی و وسعت کے لحاظ سے دنیا کے متمدن اور مشہور شہروں میں سے ہے۔ یہاں کی عمارات عالیشان ہیں۔ قہوہ خانے بکثرت ہیں۔ تکلفات اور آرائش کے سامان بہت زیادہ ہیں۔ بود و باش و طرزِ معاشرت زیادہ تر یورپین ہے۔ لیکن مسلمان۔ یہودی۔ عیسائی وغیرہ سب لوگوں کا قومی لباس ترکی ٹوپی ہے۔ لیکن قاہرہ اور اس کے قرب وجوار میں مشرقی تمدن بھی ساتھ ساتھ ہے۔ اس شہر کی سڑکیں نہایت وسیع صاف ستھری ہیں۔ شہر میں جابجا یورپین طرز کے اعلےٰ درجہ کے ہوٹل و رسٹورنٹ وغیرہ قائم ہیں۔ جن میں ہر قسم کا کھانا مل جاتا ہے۔ بعض ہوٹلوں میں انگریزی کھانا ملتا ہے۔ اور بعض میں دیسی عام کھانا مل جاتا ہے۔ دریائے نیل کی ایک شاخ شہر کے درمیان سے بہتی ہوئی دوسری شاخ سے مل جاتی ہے۔ دریائے نیل کے شہر میں گذرنے کے باعث تمام جگہ پُر فضا اور شاداب

نظر آتی ہے۔ اس کا پل نہایت شاندار اور خوبصورت ہے۔ اور آمد و رفت کے لئے دوہرا بنایا ہوا ہے اور بہت اونچا ہے۔ جس کو کھولا اور بند کیا جا سکتا ہے جس کے نیچے سے آگن بوٹ اور کشتیاں وغیرہ گذرتی رہتی ہیں۔ قاہرہ میں جس وقت بازار دریا اور سڑکوں پر سے گذریں۔ بجائے بائیں ہاتھ چلنے کے دائیں ہاتھ چلنا چاہیئے۔ کیونکہ وہاں دائیں ہاتھ کو چلنے کا طریقہ ہی رائج ہے۔ بازار وں میں رات اور دن نہایت رونق اور چہل پہل رہتی ہے۔ ٹرمیں سے رات کے دو دو بجے تک مسافروں کو لئے چلتی رہتی ہیں۔ اور بجلی کی روشنی سے تمام شہر بقعہ نور بنا رہتا ہے۔ زیادہ تر مستورات یورپین فیشن سے ملبوس ہوتی ہیں۔ اور کاہ بگاہ پرانے فیشن کی عورتیں نظر آتی ہیں۔ جن کے چہروں پر سیاہ برقعہ کے ساتھ جالیدار نقاب پڑا رہتا ہے۔ اور آنکھیں بالکل کھلی رہتی ہیں۔

تجارت زیادہ تر غیر مسلموں کے ہاتھ میں ہے۔ اور دنیا کی ہر قسم کی چیزیں وہاں پر دستیاب ہو جاتی ہیں۔ مصر میں بھی عام دکاندار ہندوستانی دکانداروں کی طرح اسباب کی قیمتیں زیادہ بتاتے ہیں۔ اور سودا کرتے وقت جس چیز کا روپیہ بتایا تھا۔ وہی چار آنے کو دیدیتے ہیں۔ مصر کے مشہور قابل دید مقامات حسب ذیل ہیں۔

ابوالہول شہر سے گیارہ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ جو کہ تودہ ریگ کی طرح کا ایک بہت پرانا مجسمہ ہے جس کا سر آدمی کا اور دھڑ شیر کا ہے۔ جو تقریباً سو سوا سو فٹ بلند ہے۔ اور ایک ہی چٹان کو تراش کر بنایا ہوا ہے جس کی لمبائی قریباً ۵۰ فٹ اور موٹائی ۲۰ فٹ ہے۔ اور یہ دنیا کے سات عجائبات میں سے ایک ہے۔ یہ بت فرعون کے زمانہ سے بھی پہلے کا بنا ہوا بتاتے ہیں۔ جس کی قدامت کا کچھ پتہ نہیں ملا۔ کہ کس نے بنایا اور کب بنا۔

اہرام مصر ابوالہول کے قریب ہی تھوڑے فاصلے پر تین مخروطی مثلث نما مینار ہیں۔ جن کے اندر زمانہ فرعون کے مقبرے ہیں۔ اور بڑی عالیشان عمارت ہے۔ اور فرعون کے زمانہ سے اب تک ایسا معلوم ہوتا ہے جیسا ابھی بنکر ٹھیکہ

کسی قسم کا سُقم معلوم نہیں ہوتا۔ یہ بھی دنیا کے عجائبات سے ہے +

زیارت گاہیں (۱) محمد علی پاشا کی مسجد۔ جو نہایت خوبصورت اور عالیشان ہے۔ قلعہ کے پاس واقع ہے۔ (۲) مزار حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ۔ (۳) سیدنا امام حسین علیہ السلام کی مسجد ہے۔ جس میں اُن کا مزار بھی بنا ہوا ہے۔ جس کی نسبت مشہور ہے کہ آپ کا سر مبارک دمشق سے لاکر یہاں دفن کیا گیا تھا۔ (۴) حضرت سیدہ زینبؓ کی ایک مشہور مسجد ہے۔ جس میں آپ کا مزار بھی بنا ہوا ہے۔ اِن کے علاوہ اور بہت سی قابلِ دید مساجد ہیں +

جامع ازہر ایک اسلامیہ یونیورسٹی ہے۔ یہ مدرسہ ایک عالیشان مسجد میں واقع ہے۔ اور دنیا میں سب سے بڑی اور پُرانی اسلامی یونیورسٹی ہے۔ جس میں ہر ملک کے طلباء دینی تعلیم پاتے ہیں۔ مدرسین کی تعداد ۱۵۰۰ کے قریب ہے۔ اور طلباء کی تعداد سولہ سترہ ہزار کے قریب ہے۔ اِس یونیورسٹی کے لئے بہت سی جائدادیں اہلِ ثروت کی طرف سے وقف کی ہوئی ہیں۔ جس سے کم استطاعت اور غربا لڑکوں کو انہی اوقاف کی آمدنی سے کپڑا وخوراک وغیرہ ملتا ہے۔ اِسکے علاوہ ایک اور مصری یونیورسٹی ہے جس میں موجودہ مغربی طرز کی تعلیم دی جاتی ہے +

چڑیا گھر جس کو عربی میں جنینۃ الحیوان کہتے ہیں۔ نہایت قابلِ دید ہے۔ جو دریائے نیل کے پل سے گذر کر مقام گیزہ پر ایک خوش نما باغ کے اندر واقع ہے۔ جس میں ہر قسم کے جانور خاصکر افریقہ و دیگر ممالک کے بری و بحری جانور موجود ہیں +

عجائب گھر جس کو انطیق خانہ کہتے ہیں۔ عجیب عبرت انگیز جگہ ہے۔ یہاں پر ہزارہا سال کے سلاطین و ملوک۔ حکماء و شعراء اور دیگر نامور اشخاص کی لاشیں رکھی ہوئی ہیں۔ اور دیگر آثارِ قدیمہ کے عجائبات بھی رکھے ہوئے ہیں۔ جو دیکھنے والے کو نہایت عبرت دلاتے ہوئے محوِ حیرت کر دیتے ہیں۔ جن میں اکثر لاشیں فراعنہ مصر کی ہیں۔ اور وہ فرعون جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تھا۔ اسکی لاش بھی رکھی ہوئی ہے +

قصر النیل دریائے نیل کے کنارے پر واقع ہے۔ جو ایک نہایت خوبصورت اور مشہور محل ہے جس کی عمارت قابلِ دید ہے۔ قصر النیل کے پاس ہی مصرِ عتیقہ یعنی قدیم مصر میں جامع سیدنا عمر ابن العاص فاتح مصر کی نہایت وسیع بنی ہوئی ہے جو آجکل آبادی نہ ہونے کے باعث نہایت شکستہ حالت میں ہے۔ یہاں سے تقریباً ایک میل کے فاصلے پر حضرت زلیخا علیہا السلام کا مزار ہے۔ اس جگہ کو بدر السبین کہتے ہیں۔

اخبارات مصر میں کثرت سے اخبارات شائع ہوتے ہیں۔ اور یورپ کی طرح اخبار بینی کا ہر ایک کو بہت شوق ہے۔ یہاں کے مطابع بڑے بڑے ہیں۔ اور ہر فن کی کتب چھپتی ہیں۔ اور وہاں سے شائع ہو کر اطراف و اکناف دنیا میں اشاعت پاتی ہیں۔

قاہرہ سے روانگی قاہرہ سے ریل اسماعیلیہ ہوتی ہوئی قنطارہ پورٹ سعید جاتی ہے۔ فلسطین جانے کے لئے قنطارہ کے اسٹیشن پر ریل سے اترنا پڑتا ہے۔ قاہرہ سے اسٹیشن پر اسباب لانے کا ہر دوری قلی ۵ روپیہ ہے۔ قاہرہ سے قنطارہ تک درجہ سوم کا کرایہ سوا چھ روپے ہے۔ اور درجہ سوم کا کرایہ دو روپے بارہ آنے کے قریب ہے۔ یہ اسٹیشن قنطارہ غربی کہلاتا ہے۔ یہاں سے بذریعہ کشتی شرقی ساحل پر مسافروں کو اترنا پڑتا ہے جس میں تقریباً نصف گھنٹہ خرچ ہو جاتا ہے۔ غربی ساحل۔ قنطارہ شرقی کا ریلوے اسٹیشن بنا ہوا ہے۔ یہاں سے سمندر کے کنارے ریل بیت المقدس تک چلی جاتی ہے۔ قنطارہ سے بیت المقدس کا کرایہ درجہ دوم قریباً تیس روپے۔ اور درجہ سوم کا کرایہ قریباً تیرہ ۱۳ روپے ہے۔

قنطارہ سے ریل سیدھی حیفہ جاتی ہے۔ اسلئے بیت المقدس کے مسافروں کو لُد کے جنکشن پر ریل تبدیل کرنی پڑے گی۔ قنطارہ سے بیت المقدس تک نو گھنٹے میں ریل پہنچ جاتی ہے۔ بیت المقدس کے اسٹیشن سے شہر تک تین درجہ گاڑی کا کرایہ ہے۔

بیت المقدس | بیت المقدس جسے قدس شریف کہتے ہیں خانہ کعبہ اور مدینہ منورہ کے بعد مسلمانوں کا تیسرا مقدس مقام ہے۔ اسی شہر میں مسجد اقصےٰ ہے کعبہ سے پہلے یہی مسجد قبلہ تھی۔ جو ہزار ہا سال سے انبیاء علیہم السلام کا بھی قبلہ رہا ہے۔ اس شہر کی آبادی تین ساڑھے تین لاکھ کے قریب ہے جس میں تقریباً پچاس ہزار مسلمان ہیں۔ باقی یہود اور نصاریٰ ہیں۔ اسٹیشن سے قدس شریف ایک میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ موٹر اور فٹن گاڑیاں بکثرت مل جاتی ہیں۔ قدس کے چاروں طرف فصیل بنی ہوئی ہے فصیل کے اندر شہر آباد ہے جس میں کثرت سے آبادی ہے۔ آبادی کی کثرت کی وجہ سے اندرون شہر میں سڑکیں۔ بازار وغیرہ تنگ ہیں بعض جگہ گاڑیاں چل سکتی ہیں اور بعض جگہ نہیں۔

مسجد اقصےٰ | ایک چھوٹے سے ٹیلے پر واقع ہے۔ اس کے چاروں طرف پہاڑ ہیں اس پر چڑھنے کے لئے سیڑھیوں نما قطار بنے ہوئے ہیں جن کی تعداد سو سے زیادہ ہے۔ ہر دو طرف سلسلہ کو کانیں چلی گئی ہیں۔ بازار سات آٹھ فٹ چوڑا ہے شہر کے سات دروازے ہیں:۔ باب الخلیل مغربی جانب ہے۔ باب داؤد یا باب مغاربہ۔ باب الاسباط مشرقی جانب۔ باب الساحرہ۔ باب النصرہ۔ باب العمود شمالی جانب ہیں۔ باب الحدید شہر کے بیرونی حصے میں ہے۔ بیرونی حصہ یعنی جو فصیل سے باہر ہے۔ وہاں کی سڑکیں چوڑی ہیں۔ اور نہایت خوشنما عالیشان بنگلے اور پختہ مکانات بنے ہوئے ہیں۔ بازار میں یورپین طرز کی دکانیں نہایت خوبصورتی سے آراستہ ہیں۔

مسجد اقصیٰ مسجد الحرام مکہ سے سہ چند بڑی ہے۔ مسجد اقصےٰ کے دس دروازے ہیں سات بجانب غرب اور تین بجانب شمال۔ شمالی دروازہ باب شرف الانبیاء کے نام سے مشہور ہے۔ اسی دروازے سے حضرت سیدنا عمر الفاروق رضی اللہ عنہ بیت المقدس میں فتح کے موقع پر داخل ہوئے تھے۔ مسجد اقصےٰ میں داخل ہونے کے لئے دروازے کے قریب دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کرے۔

اس کے بعد یہ دعائے سلیمانی پڑھے:۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ اَللّٰهُمَّ بِنُوْرِكَ اهْتَدَيْتُ وَبِفَضْلِكَ اسْتَغْنَيْتُ وَبِنِعْمَتِكَ اَصْبَحْتُ وَاَمْسَيْتُ ذُنُوْبِيْ بَيْنَ يَدَيْكَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ يَا دَيَّانُ يَا سُلْطَانُ يَا سُبْحَانُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ۔	شروع ساتھ نام اللہ کے جو نہایت مہربان اور رحیم ہے۔ اے اللہ تیرے نور کے طفیل ہدایت پائی میں نے اور تیرے فضل سے استعانت حاصل کی میں نے اور تیری نعمت ہی سے صبح کی میں نے اور شام کی میں نے میرے گناہ تیرے سامنے ہیں۔ بخشش مانگتا ہوں میں تجھ سے رجوع کرتا ہوں طرف تیری۔ یا حنان۔ یا منان یا دیان یا سلطان اے پاک اور اے عظمت و بزرگی کے مالک۔

اس کے بعد دل میں زیارت کی نیت کرے۔ اور زبان سے کہے:۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ نَوَيْتُ عَلٰى زِيَارَةِ بَيْتِكَ الْمُقَدَّسِ اَوَّلِ الْقِبْلَتَيْنِ وَثَالِثِ الْحَرَمَيْنِ الشَّرِيْفَيْنِ يَا مُيَسِّرُ يَسِّرْ بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ ۔	اے اللہ تحقیق نیت کی میں تیرے مقدس گھر کی زیارت کی جو قبلتین کا اول ہے اور حرمین شریفین کا تیسرا ہے۔ اے آسان کرنے والے آسان کر شروع ساتھ نام اللہ کے۔ توکل کیا میں نے اللہ پر۔

مسجد میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا مصلّٰے ہے۔ یہاں بھی دو رکعت نماز نفل ادا کرے۔ اور یہ دعا پڑھے:۔

اَللّٰهُمَّ نَوِّرْ قَلْبِيْ بِالْاِيْمَانِ وَاشْرَحْ صَدْرِيْ بِالْاِسْلَامِ وَيَسِّرْ اَمْرِيْ بِشَفَاعَةِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ خَيْرِ الْاَنَامِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔	اے اللہ روشن کر میرا دل ساتھ ایمان کے۔ اور کھول دے میرے سینے کو ساتھ اسلام کے اور آسان کر میرے کاموں کو حضرت محمد خیر الخلائق صلے اللہ علیہ وسلم اپنے نبی کی شفاعت سے۔

مسجد کے صحن میں چاروں طرف قبّے بنے ہوئے ہیں۔ جن میں سے ایک کا نام قبۃ المعراج ہے جس کے متعلق مشہور ہے۔ کہ سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم شبِ معراج میں اسی مقام سے عالمِ بالا کو تشریف لے گئے تھے۔ اس کے پہلو میں قبۃ الصلوٰۃ ہے۔ جہاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاء

وملائکہ کی امامت فرمائی تھی۔ ایک قبہ حضرت مریم علیہا السلام کا بھی یہیں ہے۔
صحن کے وسط میں قبۃ الصخرہ ہے۔ جو نہایت بیش قیمت سنگ مرمر کے خوبصورت
سولہ ستونوں پر بجا نقش نست او نچا رنگ برنگ کے شیشوں اور نگینوں سے
آراستہ ہے۔ یہ نہایت خوشنما عمارت ہے جس کی چھت طلائی روغن سے نہایت
خوشنما بنائی گئی ہے۔ قبہ کے شمالی جانب باب الجنۃ ہے۔ زائر اسی دروازے
سے داخل ہوتے ہیں۔ داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیئے:۔

اَللّٰھُمَّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطَانًا نَّصِیْرًا ۔ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَھُوْقًا ۔	اے اللہ داخل کر مجھ کو داخل کرنا سچائی کا اور نکال مجھ کو نکالنا سچائی کا۔ اور کر میرے لئے اپنی جانب سے دلیل مدد دینے والی۔ اور کہہ حق آیا اور باطل اڑ گیا بتحقیق باطل اڑنے ہی والا تھا۔
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ وَسَلَّمْتُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ وَاسْتَعَنْتُ بِاللّٰہِ الْحَیِّ الْقَیُّوْمِ ۔	شروع ساتھ نام اللہ کے جو رحمن اور رحیم ہے توکل کیا میں نے اللہ پر۔ اور سونپا میں نے اپنے کام کو طرف اللہ کے اور مدد مانگتا ہوں میں خدائے حی القیوم سے۔

مسجد اقصے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام۔ حضرت داؤد علیہ السلام۔
حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت ذکریا علیہ السلام۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام
کی محرابیں بنی ہوئی ہیں۔ مسجد اقصے کی سطح کے نیچے بڑے تہہ خانے کی
ایک عالیشان مسجد اور بنی ہوئی ہے جسے بنائے سلیمانی کہتے ہیں۔ جس میں
سیڑھیوں کے ذریعے داخلہ ہوتا ہے۔ یہیں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے
بیٹھنے کی جگہ ہے۔ پاس ہی حضرت مریم علیہا السلام کی محراب ہے۔ اور یہیں
پر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے حواریین۔ اور حضرت نوح علیہ السلام کی
محرابیں بنی ہوئی ہیں۔ حرم شریف کے اندر ہی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

کی عالیشان مسجد بنی ہوئی ہے۔ مسجد کے اندر ہندوستان کے مشہور لعلِ حریت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ بھی مدفون ہیں۔ اس کے علاوہ اندرونِ حرم میں سینکڑوں زیارت گاہوں کے علاوہ اندرونِ شہر میں حضرت بایزید بسطامیؒ شیخ جلال الدین رومیؒ شیخ حسن بن علیینؒ شیخ محمد ابا صیریؒ شیخ قرمیؒ شیخ محمد الثبتؒ سیدنا شداد بن اوس انصاریؓ سیدنا عبادہ بن الصامتؓ رحمہم اللہ کے مزارات ہیں۔

مشرقی فصیل کی طرف کوہ طور کے دامن میں حضرت بی بی مریم علیہا السلام کا مزار ہے جو ایک مشہور کلیسا کے اندر واقع ہے۔ اس پہاڑ پر اور بھی بہت سے مزارات کے علاوہ حضرت سلمان فارسیؓ کا بھی مزار ہے۔ کوہ طور کے دامن میں جنوبی جانب حضرت ایوب علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کے ایک نہایت خوبصورت مسجد کے اندر مزارات بنے ہوئے ہیں۔ مسجد اقصےٰ کے شمالی جانب حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ و حضرت عزیر علیہ السلام کے مزار ہیں۔ شہر سے ۲۰ میل کے فاصلے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مزار ہے۔ جہاں پر بذریعہ موٹر وغیرہ جاتے ہیں کرایہ فی سواری ۸ روپیہ ہے۔

بیت اللحم شہر کے جنوبی جانب ساڑھے تین میل کے فاصلے پر بیت اللحم ایک چھوٹا سا موضع ہے۔ یہاں پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت بیان کرتے ہیں عمارت بہت عالیشان اور آراستہ ہے۔ تمام دنیا کے عیسائی اس جگہ کو نہایت متبرک مانتے ہیں۔ اور اس کی زیارت کے لئے بکثرت آتے رہتے ہیں۔ یہاں کا اہتمام بھی نصاریٰ ہی کا ہے۔ یہ مختصر سا گاؤں ہے۔ زیتون کی لکڑی کا کام یہاں بہت اعلیٰ قسم کا تیار ہوتا ہے۔ کرایہ فی سواری ڈیڑھ روپیہ ہے۔

مدینۃ الخلیل بیت اللحم کے پاس سے ہی ایک راستہ مدینۃ الخلیل کو جاتا ہے۔ مدینۃ الخلیل جسے موضع خلیل الرحمٰن بھی کہتے ہیں۔ بیت المقدس سے ۲۲ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہاں جانے کے لئے آمد و رفت پر فٹن کرایہ پر مل جاتے ہیں جن کا کرایہ فی سیدرہ ۱۵ روپے آمد و رفت کا دینا پڑتا ہے۔ یہ خوشنما قصبہ گو چھوٹا سا ہے۔ مگر نہایت آباد اور پیارا مقام ہے۔ قصبہ کے

ایک جانب نہایت عالیشان اور آراستہ مسجد ہے جس کا نام حرم ابراہیمی ہے۔ یہاں پر ایک قبہ میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا مزار مبارک ہے۔ اور سامنے دوسرے قبہ میں سیدہ سارہ علیہا السلام کا مرقد ہے۔ اس کی جنوبی جانب مسجد کے وسط میں ایک اور قبہ ہے جس کے اندر آپ کے صاحبزادے حضرت اسحاق علیہ السلام اور ان کی بی بی حضرت رفقہ کا مزار مبارک ہے۔ شمالی اور غربی جانب حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کی بی بی حضرت لائقہ کا مرقد ہے۔ اور اسی کے متصل ایک خوبصورت وحسین قبہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کا مزار مبارک ہے۔ جملہ مزارات برنجی جالیوں سے اور زریں مکتوب اور سبز غلاف سے ڈھانپے ہوئے ہیں۔ تمام مزارات پر نور الٰہی برستا ہے۔ خاص کر حضرت خلیل الرحمن ابراہیم علیہ السلام کے مزار مبارک سے اٹھنے کو جی نہیں چاہتا۔ یہاں پر ہی وہ غار انبیاء بھی ہے جس کے متعلق مشہور ہے کہ ستر انبیاء علیہم السلام جو بنی اسرائیل کے ہاتھوں ایک ہی وقت میں درجۂ شہادت کو پہنچے تھے یہاں تشریف فرما ہیں۔ اس جگہ ایک گوشہ میں قدم شریف ہے جس کو جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پائے مبارک کا نشان بتاتے ہیں۔

مدینۃ الخلیل سے تین میل پرے حضرت یونس علیہ السلام کا مزار مبارک ہے۔ جو تقریباً سڑک سے ایک فرلانگ کے فاصلے پر ہٹ کر واقع ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مزار مبارک اور مدینۃ الخلیل کو جانے والی گاڑیوں میں عموماً برابر برابر تین گھوڑے لگائے جاتے ہیں۔ گاڑیاں بکثرت مل جاتی ہیں۔ اس لئے کرایہ کوئی زیادہ گراں نہیں ہے۔ فی سواری عہ روپیہ سے عہ روپیہ تک ہے +

زاویۃ الہندیۃ بیت المقدس میں ہر ملک کے زائرین کیلئے علیحدہ علیحدہ زاویے (یعنی مسافر خانے) بنے ہوئے ہیں۔ ہندوستان کے زائرین کے لئے زاویۃ الہندیہ بنا ہوا ہے جس کے مہتمم شیخ ناظر حسن صاحب انصاری ہیں۔ جو سہارنپور کے رہنے والے ہیں۔ اور نہایت با اخلاق اور حمیدہ خصال

تعمیر ہیں۔ زائرین کے لئے ہر قسم کی سہولتیں بہم پہنچاتے ہیں۔ ہندوستان کے زائرین کو بیت المقدس میں پہنچ کر ان سے ملاقات کرنی چاہیئے۔ وہ زائر کو ہر قسم کی آسائش و رہائش کا انتظام کر دیتے ہیں۔

اس کے علاوہ جناب ہز امینس سید امین الحسینی صاحب جو نہایت متدین اور مدبر و با اخلاق ہستی ہے۔ آپ فلسطین کی سپریم قونصل کے پریذیڈنٹ اور فلسطین کے مفتی اعظم ہیں۔ نہایت فرض شناس سیرت اور بافہم بزرگ ہیں۔ آپ ہی کی مساعی جمیلہ سے موتمر الاسلامی العالم کی بنیاد و اساس رکھی گئی ہے اور آپ ہی کی مساعی سے ایک عالمگیر یونیورسٹی کے قیام کا بدولت بیت المقدس میں کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ ایک مشہور اور عالیشان عمارت جس پر لاکھوں روپیہ خرچ ہو چکا ہے۔ اور جو بڑے ہوٹلوں کے کام کے لئے تعمیر کی گئی تھی۔ جس کی صرف کرایہ کی آمدنی ہی دس بارہ ہزار روپے سالانہ تک پہنچتی تھی۔ یہ عمارت صرف اسی یونیورسٹی کے لئے وقف کر دی گئی ہے اور یونیورسٹی کا افتتاح اسی عمارت میں کیا جاوے گا۔ یہ عمارت نہایت خوبصورت اور کئی منزلوں پر مشتمل ہے۔

حضرت مفتی صاحب (جزاکم اللہ خیر الجزا) مسلمانوں کی ترقی اور فلاح و بہبودی اور اتحاد اسلامی کے لئے سچی تڑپ اپنے دل کے اندر رکھتے ہیں۔ اور اسی درد کو دل میں لئے ہوئے انہوں نے امسال جناب ہز ایکسیلنسی محمد علی پاشا کی معیت میں یونیورسٹی کی اعانت کے لئے ہندوستان کا دورہ بھی فرمایا تھا۔ خداوند کریم اُن کے نیک ارادوں میں برکت دے۔ اور یونیورسٹی کے افتتاح میں کامیاب فرمائے۔ زائرین بیت المقدس جناب مفتی اعظم صاحب سے مل کر بہت محظوظ ہوں گے۔ نہایت با اخلاق اور برگزیدہ ہستی ہیں۔

حیفا بیت المقدس سے روزانہ ریل اور موٹریں دمشق آتی جاتی رہتی ہیں۔ ریل بیت المقدس سے چلکر لڈ اور وہاں سے حیفہ بیت المقدس کے بندرگاہ کو جاتی ہے۔ دمشق جانے کے لئے لڈ جنکشن پر گاڑی تبدیل کرنی پڑتی ہے۔ لڈ سے گاڑی عمان جنکشن پر پہنچکر حجاز ریلوے پر دوسری گاڑی تبدیل کرنی

پڑے گی۔ جو عمان سے سیدھی دمشق جاتی ہے۔

بیت المقدس سے حیفہ کا کرایہ ریل میں قریباً درجہ دوم ۱۲ روپے ہے۔

حیفہ سے دمشق (براستہ عمان) 〃 〃 〃 ۲۰ 〃

بیت المقدس سے حیفہ تک روزانہ ریل چلتی ہے۔ اور حیفہ سے دمشق تک منگل جمعرات اور سنیچر کو ریل چلتی ہے لیکن بیت المقدس سے دمشق تک موٹر میں ۱۰ گھنٹے میں پہنچ جاتے ہیں۔ کرایہ موٹر قریباً ۱۵ روپیے پڑتے ہیں۔ جو ریل سے بہت سستا پڑتا ہے۔

ہندوستان سے آنے والے کو حیفہ جو بیت المقدس کا بندرگاہ ہے۔ اور یافہ پورٹ سے شمالی جانب واقع ہے مصر وغیرہ جانے کے لئے پاسپورٹ پر یہیں ویزا کرانا پڑتا ہے +

ملک شام سرزمین حجاز کے شمال میں واقع ہے۔ اور سطح سمندر سے بہت اونچی جگہ واقع ہے۔ اسلئے یہاں موسم سرما میں برف باری ہوتی رہتی ہے +

دمشق

شہر دمشق دنیا میں اپنی طرز کا لاثانی اور خوبصورت شہر ہے۔ یہ شہر در اصل ایشیا کا پیرس کہلاتا ہے۔ شام والے اسکو دنیا کی بہشت کہتے ہیں گو اس شہر کو ترکوں کی قیادت سے علیحدہ ہونے کے بعد فرانسیسیوں نے اسپر گولہ باری کر کے بہت کچھ نقصان پہنچایا تھا۔ مگر پھر بھی اس شہر کی رونق و خوبصورتی میں چنداں فرق نہیں معلوم ہوتا ہے۔ شہر کی عین آبادی میں سات بڑی بڑی نہریں جاری ہیں۔ اور نہروں کو دونوں جانب کناروں کو پتھروں کے پشتوں سے روکا گیا ہے۔ اور ان پشتوں کے ساتھ خوبصورتی سے پتھروں کی چوڑی پٹڑی بچھا دی گئی ہے۔ نہروں کے کناروں پر بڑی بڑی عالیشان خوبصورت عمارتیں بنی ہوئی ہیں۔ اور پٹڑی کے ساتھ کثرت سے قہوہ خانے بنے ہوئے ہیں۔ جن میں میزیں بچھی رہتی ہیں۔ کناروں پر برقی روشنی شہر اور نہر کے حسن کو دوبالا کر دیتی ہے۔ شام و رات کو ہزار ہا مخلوقات کا اس جگہ مجمع رہتا ہے۔ اور خوب چہل پہل رہتی ہے۔ یہ نہریں گلی گلی کوچہ کوچہ میں گھروں کے اندر سے گذرتی ہوئی جاری ہیں۔

شامی اور ترکوں میں اسی شان سے مہمان نوازی موجود ہے جیسی کہ ترکی حکومت کے زمانہ میں تھی۔ حقہ و سگرٹ کا عام رواج ہے۔ اس شہر میں مسلمانوں کے علاوہ یہود و نصاریٰ بھی کافی تعداد میں سکونت رکھتے ہیں۔ شہر میں کثرت سے مساجد ہیں جن کے فرش پر عمدہ قالین بچھے ہوتے ہیں۔ اور مسجد کے صحن میں خوبصورت حوض بنا ہوتا ہے جس میں پاس کی نہروں سے پانی بھرتا اور نکلتا رہتا ہے۔

شہر میں بڑی بڑی سڑکوں پر بجلی سے نہایت خوبصورت اور آرام دہ گاڑیوں والی ٹرامویں چلتی رہتی ہیں۔ اسکے علاوہ عام طور پر موٹریں اور ٹانگہ یا گاڑی چلتی ہیں بازار یہاں کے نہایت پُر رونق ہیں جن میں دنیا بھر کی ہر قسم کی چیزیں ملتی ہیں۔ اور قدم قدم پر کھانے پینے کے لئے ہوٹل بنے ہوتے ہیں۔ یہ بازار بارش کی وجہ سے مُسقف بنے ہوئے ہیں۔ جن کی چھت گول اور خوبصورت بنی ہوئی ہے اور جگہ جگہ روشندان بنے ہوتے ہیں۔ بازار میں ہر قسم کی سبزی اور تازہ بتازہ پھل و میوے موجود رہتے ہیں۔ اور پھلوں کا نرخ بہت سستا ہے۔ انگور و انار کثرت سے ہوتے ہیں۔

چونکہ گھروں میں غسلخانے کا دستور نہیں ہے۔ اس لئے شہر میں کثرت سے خوبصورت اور صاف ستھرے حمام بنے ہوئے ہیں۔ یہ حمام زیادہ تر نہایت خوبصورت و مکلف بنے ہوئے ہیں۔ حمام ایک خوبصورت بنگلہ نما ہوتا ہے۔ چاروں طرف سہ دری جیسی بنی ہوئی اور درمیان میں ایک خوبصورت حوض بنا ہوا ہوتا ہے۔ اور سہ دریوں میں قالین بچھے ہوتے ہیں۔ اور انپر خوبصورت گدے لگے ہوئے ہوتے ہیں۔ جو کوتیج کا کام دیتے ہیں۔ یہاں سے دوسرے طبقہ میں جانا پڑتا ہے۔ یہاں پر تہمد باندھ کر تھوڑی دیر ٹھہر کر اور گرم ہو کر تیسرے درجہ میں جا کر ذرا آرام کر کے پھر چوتھے درجہ میں جاکر جو بہت گرم ہوتا ہے غسل کرنا پڑتا ہے۔ اس درجہ میں سنگ مرمر کا خوبصورت فرش ہوتا ہے۔ اور یہاں ٹھنڈے و گرم پانی کے نل لگے ہوئے ہوتے ہیں۔ غرض نہایت آرام سے آپ غسل کر سکتے ہیں۔ اور غسال آپ کی اچھی طرح مالش وغیرہ کر کے تمام بدن کی میل اتار دیگا۔ اُجرت تقریباً ایک دو روپیہ ہے۔

مصنوعات | شام میں اعلیٰ درجہ کی چھینٹ دمشوسی نما کپڑا جسے دیبچہ کہتے ہیں۔ بنات اور جامہ وار یہاں کا خاص تحفہ ہے۔ یہ نہایت خوبصورت اور مضبوط کپڑا ہے۔

زیارت گاہیں | سرزمین شام ہر مسلمان۔ عیسائی و یہودی کے لئے مقدس جگہ ہے۔ اس سرزمین میں بکثرت انبیاء پیدا ہوئے۔ دمشق اور بیت المقدس کا ملک شام میں بڑا درجہ ہے۔ (۱) **مسجد اموی** جسے **جامع** مسجد بھی کہتے ہیں۔ دمشق میں بہترین اور تاریخی عمارت ہے۔ جو اپنی خوبصورتی میں مسجد نبوی کے بعد ہے۔ اس کی عمارت بہترین صناعی کا نمونہ ہے۔ اور اپنی نظیر آپ ہے۔ جو دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ (۲) مسیدنا زین العابدینؓ کی مسجد مختص۔ جو خوبصورت ہے۔ اور اس مسجد کے پاس ہی حضرت **امام حسینؑ** علیہ السلام کا سر مبارک مدفون ہے۔ (۳) **سوق المنسوان** میں **جامع نورالدین**۔ جہاں سلطان نورالدین کا مزار بھی ہے۔ (۴) **مسجد ابی عبیدہؓ** بھی مشہور مسجد ہے۔ جو حضرت ابی عبیدہؓ سپہ سالار کی عبادت گاہ تھی۔

قبرستان | دمشق کے قبرستان میں دنیا کی اظہر من الشمس ہستیاں محو خواب ہیں۔ ایک قبرستان غربی جانب **مقابر الصوفیہ** کے نام سے مشہور ہے۔ جہاں پر بہت سے اولیاء اللہ مدفون ہیں۔ دوسرا قبرستان شہر کے جنوبی جانب **مقبرہ باب الصغیر** کے نام سے مشہور ہے۔ اس جگہ بعض خاندانِ نبوت کے مزارات۔ اصحابؓ۔ تابعین و اولیاء اللہ اور خلفاء و مجاہدینؒ کے بہت سے مزاروں کے علاوہ حضرت اویسؓ۔ حضرت بلالؓ اور حضرت معاویہؓ کے مزارات بھی ہیں۔ غرض یہ مقدس جگہ خدا کے مقبول بندوں سے بھری پڑی ہے۔ روایت ہے کہ اس سرزمین میں قریباً پونے دو ہزار اولیاء اللہ مدفون ہیں غرضیکہ دمشق کی چپہ چپہ زمین اور اس کے پہاڑ اور ان کے غار قابل زیارت ہیں شہر سے باہر ایک کردی بزرگ کا مزار ہے جن کا ایک پیر ابتک قبر سے باہر نکلا ہوا ہے۔

ہندوستان سے اس راستہ سے آنیوالوں کو جو حجاز جاتے ہوں چاہیے کہ اگر انہوں نے پاسپورٹ میں بغداد میں VISA بہ تصدیق مصری قونصل کا نہ کرایا ہو تو

یہاں ضرور کرالیں مبلغ ۱۶؍ روپیہ کے قریب نمیں حکومت اور ۴؍ روپیہ فیس قصل کی کرائی جمع کر کے آگے جانا ملے گا۔

دمشق سے ایک صحرائی راستہ تو سیدھا بغداد جاتا ہے۔ دوسرا ریل کا راستہ حلب ہے موصل ہوتے ہوئے بغداد جاتا ہے۔ اور دمشق سے ریل بیروت کھی جاتی ہے اور دمشق سے بیروت بوری موٹر پانچ سواری کی ۵۰ روپیہ جاتی ہے دمشق سے بیروت کا کرایہ درجہ دوم ۸ درجہ سوم ۴ روپیہ

عین صوفر بیروت دمشق سے ۹۲ میل کی مسافت پر ہے۔ یہ آٹھ گھنٹہ کا سفر ہے۔ اور اس ریلوے لائن پر ۲۶ اسٹیشن ہیں۔ اس لائن پر تین اسٹیشن سے بہت چڑھائی شروع ہو جاتی ہے۔ فزان اسٹیشن پہاڑ پر واقع ہے۔ جسے عین صوفر کہتے ہیں۔ ریل قریباً تین گھنٹے میں دمشق سے عین صوفر پہنچ جاتی ہے۔ یہ شہر ایک بلند پہاڑی پر واقع ہے۔ ریل چڑھائی پر سانپ کی طرح چکر کاٹتی ہوئی جیسے کہ شملہ کی لائن ہے جاتی ہے۔ یہ پہاڑی خوب سرسبز و شاداب ہے۔ ہر جگہ ٹری پھول پھلواری کھلی رہتی ہے۔ دراصل عین صوفر شام کا شملہ یعنی گرمائی دارالخلافہ ہے۔ شہر خوب آباد ہے۔ سڑکیں فراخ ہیں۔ موٹر۔ گھوڑا گاڑی۔ بائیسکل وغیرہ چلتے ہیں۔ بازار بارونق ہے۔ ہر قسم کی اشیاء مل جاتی ہیں۔ ہوٹل وغیرہ و قہوہ خانے موجود ہیں۔ یہاں بنگلہ خوبصورت ہے۔ یہاں کے باشندے نہایت خوبصورت ہیں۔ کوہ قاف کا نظارہ یہاں دیکھنے میں آتا ہے +

ریاق عین صوفر سے آگے اترائی پر ریل جاتی شروع ہو جاتی ہے۔ اور چودھویں اسٹیشن پر ریاق کا جنکشن آتا ہے۔ یہاں سے ایک لائن حلب کو جاتی ہے۔ اور یہ سیدھی بیروت پہنچی ہے +

بیروت بیروت۔ دمشق۔ شام کا بڑا بندرگاہ ہے۔ یہ شہر سمندر کے کنارہ پر واقع ہے۔ اور بارونق و خوبصورت ہے۔ سڑکیں کشادہ ہیں۔ برقی روشنی ہر طرف شہر کی خوبصورتی کو دوبالا کر رہی ہے۔ بازار بڑے بارونق ہیں۔ ہر قسم کی اشیاء یہاں مل جاتی ہیں۔ اور تجار وغیرہ کثرت سے یہاں آباد ہیں۔ یہاں کے

ہوٹل ولایتی طرز پر نہایت مکلف اور خوبصورت و آراستہ ہیں۔ ہوٹل و قہوہ خانے جو شہر کے کنارے پر واقع ہیں۔ مسافر بیٹھ کر سمندر کے پُر فضا نظارہ کا لطف اُٹھاتے ہیں۔ بازار میں جامع یحییٰ عالیشان اور خوبصورت عبد ہے۔ جہاں حضرت یحییٰ علیہ السلام کا مزار بھی بنا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی زیارت گاہیں ہیں بیروت میں عیسائی اور یہودی کثرت سے آباد ہیں۔ شام و فلسطین میں ہر جگہ ہر قوم میں ترکی ٹوپی پہننے کا رواج ہے۔ اسلئے مسلمان۔ یہودی و عیسائی میں تمیز کرنی مشکل ہے۔ زبان عربی ہے۔ اور فرنچ بھی بولتے ہیں۔ اس شہر میں کثرت سے عربی زبان میں اخبارات اور کتب شائع ہوتی ہیں۔ زیادہ تر عیسائیوں کے مطابع اور اخبارات ہیں۔ یہ شہر شام کا کتب خانہ۔ اخبارات اور مطابع کا مخزن ہے۔ یہاں ٹائپ فونڈریاں بھی ہیں جو اعلےٰ درجہ کا عربی ٹائپ ڈھالتی ہیں۔ یہودی اور عیسائی عورتیں آزاد پھرتی ہیں۔ بیروت کے بندرگاہ سے جہازات یورپ اور مصر کی طرف آتے جاتے رہتے ہیں۔ بیروت سے واپسی پر اگر ریل کے راستہ ہی سفر کرنا ہو۔ تو واپسی پر ریاق جنکشن سے ریل تبدیل کرکے حلب والی لائن پر سوار ہونا پڑتا ہے۔ ریاق سے حلب دو صد میل ہے۔ قریباً ۱۲ گھنٹے کا سفر ہے۔ ریاق سے حلب کا کرایہ درجہ دوم قریباً ۲۰ روپے اور درجہ سوم قریباً ۱۰ روپے ہے۔ ریاق اور حلب کے درمیان قریباً ۱۸ اسٹیشن ہیں۔ درمیان میں تین بڑے شہر آتے ہیں۔ بعلبک۔ حمص و حما۔ یہ تینوں شہر خوب بارونق ہیں۔ شہر حمص میں اہل اللہ کے مزارات کے علاوہ حضرت خالدبن ولید رضؓ اور اُن کے خاندان۔ حضرت عمر فاروق رضؓ کے صاحبزادوں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بھائی کے مزارات ہیں۔ یہ بارونق شہر ہے۔ اِن شہروں میں ہر قسم کی سواری ملتی ہے۔ اور ہر جگہ ہوٹل و لوکنڈے موجود ہیں+

حلب دمشق کے شمال میں شامی ریلوے کا آخری اسٹیشن ہے۔ شہر حلب شامی و ترکی حدود پر واقع ہے۔ یہ بڑا گنجان و بارونق شہر ہے۔ برفباری کی وجہ سے یہاں سردی رہتی ہے۔ شہر کے بازار بہت بارونق اور ہر قسم کے سامان سے

بھرے ہوئے ہیں۔ مکانات خوبصورت اور عالیشان ہیں۔ ہوٹل۔ قہوہ خانے خوب بارونق ہیں۔ اس شہر میں سلطنت کے قونصل خانے ہیں۔ یہاں پر بھی پاسپورٹ پر انگریزی، شامی وترکی قونصلوں سے تصدیق یعنی (VISA) کرانا پڑتا ہے۔ شہر کی جامع مسجد عالیشان اور خوبصورت ہے۔ مسجد کے ایک کونے میں حضرت زکریا علیہ السلام کا مرقد بنا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ جامع عادلیہ اور جامع ابراہیمیہ اور جامع عثمانی مشہور اور قابل دید ہیں۔ حلب سے ترکی علاقہ شروع ہوجاتا ہے۔

حلب سے ایک لائن تو مشرقی جانب موصل چلی گئی ہے۔ اور ایک لائن مغربی جانب قسطنطنیہ چلی گئی ہے۔

سمرنا قسطنطنیہ جاتے ہوئے قونیہ جنکشن سے ایک لائن جنوب مغربی جانب سے سمرنا چلی گئی ہے۔ جو غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی یونان وغیرہ کے مقابلہ میں آخری فتح ہے۔ یہ تاریخی شہر بھی قابلِ زیارت ہے۔ حلب والی ریل قونیہ سے عسکی شہر کے جنکشن پر پہنچتی ہے۔ یہاں سے ایک لائن شمال مشرق میں انگورہ جاتی ہے۔

انگورہ انگورہ غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی جائے رہائش ہے پہلے یہ معمولی شہر تھا۔ مگر جب سے ترکی کا دارالخلافہ ہوا ہے۔ غازی مصطفےٰ کمال نے اس کو طرز جدید پر نہایت خوبصورتی سے بسایا ہے۔ مگر یہاں پر ٹھہرنے کیلئے مشکل سے اجازت ہوتی ہے۔

عسکی شہر سے سیدھی ریل شہر بروصہ اور قسطنطنیہ چلی گئی ہے۔ شہر بروصہ بھی دیکھنے کے قابل ہے۔

قسطنطنیہ شہر قسطنطنیہ ایک پہاڑی پر باسفورس کے کنارہ پر واقع ہے۔ یہ شہر اپنی وسعت اور خوبصورتی کے لحاظ سے دنیا میں اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ ایک طرف پرانی ترکی یعنی **اسلامبول** ہے۔ اور دوسری طرف جدید طرز کا شہر آباد ہے جس کا عکس سمندر پر پڑتا ہے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ پانی کے

اندر بھی ایک شہر آباد ہے۔ قسطنطنیہ پیرس کے مقابلہ کا شہر ہے۔ اور سلطنت عثمانیہ کا دارالخلافہ ہے۔ حضرت ابو ایوب انصاریؓ (جن کی دعا سے یہ شہر سلطان محمد فاتحؒ نے فتح کیا تھا) کا مزار بھی یہیں ہے۔ اور ہر نیا سلطان تخت نشین ہونے سے پہلے یہاں فاتحہ پڑھنے آتا ہے +

جامع ایا صوفیہ یہ دنیا بھر کی مسجدوں سے بڑی مسجد ہے۔ اور یہ قسطنطین اعظم کے زمانہ میں بڑا گرجا تھا۔

غرض قسطنطنیہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ یہاں پر سب باشندے یورپین فیشن میں نظر آویں گے۔ قسطنطنیہ سے ریل کے ذریعہ صوفیہ بلگراد۔ ویٔنس۔ جرمنی۔ فرانس۔ پیرس اور لندن پہنچ سکتے ہیں قسطنطنیہ سے واپسی پر پھر حلب آنا پڑتا ہے۔ اور حلب میں براہ موصل جانے کے لئے ریل تبدیل کرنی پڑتی ہے۔ حلب سے عیقاب اردفہ ماردین ہوتی ہوئی ریلوے لائن نصیبین کے اسٹیشن پر ختم ہو جاتی ہے۔ نصیبین سے موصل قریباً ایک سو میل ہے۔ یہ سفر موٹر کے ذریعے طے کیا جاتا ہے۔ کثرت سے موٹر مل جاتے ہیں +

موصل نصیبین سے بذریعہ موٹر موصل جاتے ہیں۔ موصل ترکی علاقہ کا ایک مشہور شہر ہے۔ اور ایشیا میں تیل کی کان کا مرکز ہے۔ موصل نہایت خوبصورت شہر ہے۔ عمارات سفید پتھر کی بنی ہوئی ہیں۔ یہاں مغرب جیسی فراخ گلیاں اور آسودگی نظر آتی ہے۔ شہر کے اردگرد مضبوط شہر پناہ ہے۔ جو چھ ماہ کا محاصرہ برداشت کر چکی ہے۔ یہ پرانی عیسائیت کا مرکز تھا۔ اور اب بھی پادری لوگ یہاں رہتے ہیں۔ سب سے پرانی مسجد کا ما کلیسا ہے جس کے بلند مینار اور اندر کی زینت قابل تعریف ہے + نینوہ اس کے قرب وجوار میں ہے اپنے زمانہ کا دارالخلافہ تھا لیکن اب یہاں کچھ نظر نہیں آتا۔ کیونکہ یہاں سے مکانات کی اینٹیں چرائی گئی ہیں + نمرود اور مار بحران اس کے قریب مقامات ہیں۔

موصل سے ایک راستہ موٹر کا غربی جانب پیچھے سے سامرا ہوتا ہوا بغداد

جاتا ہے۔ مگر عام طور پر موصل سے نینوا۔ آربیل ہوتا ہوا کرکک جاتا ہے کرکک سے شرقی بغداد ریلوے شروع ہو جاتی ہے کرکک سے بذریعہ ریل خانقین ہوتے ہوئے بغداد پہنچ جاتے ہیں +

شہر کرکک موصل سے کرکک ۱۲۴ میل ہے۔ ایک پہاڑی مقام ہے۔ کھجوروں کے بجائے زیتون کے درخت پائے جاتے ہیں۔ برف سے لبریز چوٹیاں نہایت دلکش منظر پیش کرتی ہیں۔ یہاں ۲۰۰۰ سال گذشتہ تک کے آثار پائے جاتے ہیں۔ بعض لوگ اسے انجیل کے شہر ارارات سے منسوب کرتے ہیں۔ اس کی بلندیوں سے عراق کے میدان نہایت خوشنما نظر آتے ہیں۔ ایک چھوٹا سا پرانا شہر ہے۔ نئی آبادی کو ترقی کر رہا ہے۔ جہاں سرائے، کارخانے، بنک اور سکول کثرت سے ہیں۔ یہاں عیسائیوں کا ایک بہت بڑا گرجا ہے۔ یہاں ایک بہت بلند گنبدوں والی مسجد بھی قابل دید چیز ہے۔ ٹرکش پٹرولیم کمپنی (Turkish Petroleum Company) کا شعلہ نہایت پُرشور معلوم ہوتا ہے۔ یہ شہر بغداد سے ۱۸۰ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہاں سے بغداد تک ریل جاتی ہے۔ شہر کلاں یہاں سے ۱۱۷ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ راستہ میں زمین دوز پانی کے چشمے ملتے ہیں۔ جو کہ کریز کہلاتے ہیں جن سے آبپاشی کی جاتی ہے۔ یہاں بہت سی نئی چیزیں معلوم کی جا رہی ہیں کرکک سے ریل پر سوار ہو کر سیدھے بغداد پہنچ جاتے ہیں

اشہور موصل سے ایک صحرائی راستہ دریائے دجلہ کے کنارے کنارے نمرود ہوتا ہوا بذریعہ موٹر اشہور جاتا ہے۔ جو موصل سے قریباً ساٹھ پینسٹھ میل ہے۔ شہر اشہور پہلے زمانہ میں عقل و دماغ کا مرکز تھا۔ اور سلطنت اسیریا کا سب سے پہلا دار الخلافہ تھا۔ اس کا نام جنگ کے دیوتا اشہور کے نام پر رکھا گیا ہے۔ بغداد سے ۱۹۰ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ موصل سے جانب جنوب اور بغداد کے شمال مشرق کی طرف جبل ہمرین پر واقع ہے اور یہیں سے دجلہ دریا گذرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ یہاں اشہور دیوتا کے مندر کا نہایت

عمدہ منظر ہے۔ یہاں کے مکانات اور بازارات نہایت فراخ ہیں۔ شہر کی فصیل بہت بلند ہے۔ اور دیکھنے والا اس سے بہت متأثر ہوتا ہے۔ یہاں کے پرانے شکستہ کھنڈرات دل کو ہلا دینے والے ہیں۔ اس کے مغربی جانب ہوترا واقع ہے +

ہوترا HOTRA یہ شہر اشہور سے ۲۳ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہ ایک صحرائی شہر معلوم ہوتا ہے۔ اس کے ارد گرد ایک شہر پناہ (فصیل) تھی۔ جو کہ تین میل لمبی تھی۔ اس شہر پناہ پر ۳۰ گنبد تھے۔ جو کہ اب بھی نہایت بلند دکھائی دیتے ہیں۔ اس فصیل کے ہر دروازے کی محراب پر خوشنما کام نکلے ہوتے ہیں۔ بہرحال یہ کھنڈرات کی شکل اختیار کئے ہوتے ہے۔ اور اس کا منظر اس بربادی کو یاد دلاتا ہے جس نے اس کی شان و شوکت کو تباہ و برباد کیا۔ یہاں سوائے بدو لوگوں کے اور کسی کا گذر مشکل ہے۔ مگر یہاں کے کھنڈرات نہایت عجیب دلکش منظر پیش کرتے ہیں +

بیجی اشہور سے بیجی ۷۵ میل ہے۔ یہ راستہ موٹر کے ذریعہ سے طے ہوتا ہے۔ بیجی پہنچکر غربی بغداد ریلوے شروع ہوجاتی ہے۔ بیجی سے ریل سامرا جاتی ہے۔ اور سامرہ سے بغداد پہنچ جاتی ہے۔ بیجی سے بغداد ۱۳۳ میل ہے۔

سامرہ اسٹیشن سامرہ بیجی سے ۷۰ میل اور بغداد سے بجانب شمال مغرب ۷۴ میل پر لب دریا واقع ہے۔ بغداد سے ریل جاتی ہے۔ یہاں پرانے زمانے کی بہترین یادگار خلیفہ متوکل کی مسجد ہے۔ جو کہ تقریباً ۸۵۰ء میں بنی تھی۔ اس کی دیواریں اور مینار وغیرہ ابھی تک قائم ہیں۔ اس کی تعمیر دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ یہاں دجلہ کے دوسرے کنارے پر ایک عظیم الشان محل ہے۔ جو کہ "عاشق" کہلاتا ہے۔ یہ بھی ایک متبرک مقام ہے۔ اس کی مسجد کے نیچے دسویں اور گیارھویں امام مدفون ہیں۔ یہ خوبصورت اور گنجان آبادی کا شہر اسٹیشن سے دریا کے دوسرے کنارے پر آباد ہے۔ اسٹیشن سے دریا بذریعہ کشتی طے کیا جاتا ہے۔ اس شہر کو خلیفہ معتصم باللہ نے اپنا دارالخلافہ بنایا تھا۔ سامرہ سے بغداد تک کا کرایہ ریل درجہ دوم تین روپے چھ آنے اور درجہ سوم ۱ر۳ آنے ہے۔ موٹر میں آمد و رفت دو روپے فی سواری ہے +

دمشق سے بغداد صحرائی راستہ

مندرجہ بالا راستوں کے علاوہ دمشق سے بغداد جانے کے لئے عام طور پر صحرائی راستہ طے کرنا پڑتا ہے۔ اڑھائی دن یا ۲۷ گھنٹے کا راستہ ہے۔ دمشق سے تھوڑی دور کے فاصلے پر مقام تھوراہیں دمشقی کوارنٹین بنا ہوا ہے۔ زائرین حجاج کا یہاں طبی معائنہ ہوتا ہے۔ اور پاسپورٹ دکھائے جاتے ہیں۔ ڈیڑھ روپیہ فی کس فیس معائنہ لگتی ہے۔

راستے میں کسی جگہ بستی نظر نہیں آتی۔ دمشق و بغداد کے درمیان مقام چاہ رطبہ ایک جگہ ہے جہاں پر عراق گورنمنٹ کی چوکی ہے۔ اور ہوائی جہاز کا اسٹیشن ہے۔ یہاں پر موٹر ٹھیرتی ہے۔ رات بسر کی جاتی ہے۔ یہاں پر پانی کنوئیں کا مل جاتا ہے۔ ٹھہرنے کی جگہ بنی ہوئی ہے۔ اس راستہ میں بغداد سے چار پانچ لاریاں اکٹھی چلتی ہیں کہ راستہ میں اگر موٹر خراب ہو جاوے۔ تو دوسرے موٹر یا لاری والے مدد کر سکیں۔ اکیلی موٹر کا لے جانا تکالیف میں پڑنا ہے۔ اور خطرے سے خالی نہیں ہے۔

دمشق سے بغداد تک معمولی لاریوں کا کرایہ ۲۵ روپیہ سے ۳۰ روپیہ تک فی کس ہے۔

دیگر کمپنیوں کی شرح حسب ذیل ہے :-

دمشق سے بغداد تک کا کرایہ

بڑی موٹریں (لاریاں) فی کس صرف جانے کا ۔ ۵۲ روپے

چھ مسافروں کے بیٹھنے والی موٹر گاڑی کرایہ فی کس ۔ ۹۰ //

چار مسافروں // // // ۔ ۱۳۵ //

اس راستہ میں لاری کی نسبت موٹر کار میں آرام رہتا ہے۔

بغداد دمشق کی موٹر کمپنیاں جو بغداد و دمشق کے درمیان چلتی ہیں :-

(ا) نیرن ٹرانسپورٹ کمپنی ۔ (ب) ایسٹرن ایکسپریس کمپنی ۔

(ج) الیس۔ اینڈ جی حیدی ٹرانسپورٹ کمپنی۔ (د) شعبان اینڈ کمپنی - دیہ قابل اعتماد مسلم کمپنی ہے)۔ (ر) دیوش اینڈ اکاش۔ (ز) مخزوم ٹرانسپورٹ کمپنی۔

جو حجاز زیارتی پاسپورٹ لینا چاہیں۔ اُن کے لئے لازم ہوگا کہ وہ کسی ایک بیان کردہ راستہ سے حجاز جانے کا ٹکٹ پیش کریں +

عام اطلاعات

عراق میں گورنمنٹ ہند کی طرف سے پنجاب کے مسٹر طاہر حسین قریشی محافظ زائرین ہند مامور کئے گئے ہیں۔ جو بغداد میں ہز ایکسیلنسی ہائی کمشنر عراق کے دفتر سیکریٹریٹ میں کام کرتے ہیں مگر زیارت کے موسم میں مقدس مقامات یعنی کربلائے معلےٰ۔ نجف۔ کاظمین۔ سامرہ وغیرہ جایا کریں گے۔ تاکہ زائرین کی بہبودی کی نگرانی کریں۔ اور اُنکو واجب امداد پہنچائیں۔ وہ زائرین جن کا زاد راہ ختم ہو جائیگا۔ ہندوستان واپس بھیجنے کا بندوبست بھی کریں گے۔ جن کا انتقال عراق میں ہوگا اُس کے مال و اسباب کی نگہداشت بھی محافظ صاحب کے ذمہ ہوگی۔ درخواست کرنے پر پاسپورٹ کے حصول کی کوشش بھی کرینگے۔ اور برٹش ہندوستانی رعایا کی پیدائش اور ممات کا کونسل صاحب کے دفتر میں اندراج بھی کروایا کریں گے۔

انڈین ایسوسی ایشن۔ در عراق ابصد خوشی ہر ایک ممکن مدد اور مناسب ہدایات اُن صاحبان کو دیگی جو ہند سے عراق جائینگے بشرطیکہ اس کمیٹی سے درخواست کی جائے +

ہندوستانی زائرین کیلئے عراق کے مقامات مقدس میں جگہ

مندرجہ ذیل خادمان زائرین کو مل کر جگہ دیتے ہیں۔

کربلائے معلےٰ - پنجاب اور یوپی کا حصہ سید نوزی + صرف یوپی سید عبود + پٹھان اور تبت کے رہنے والوں کے لئے - سید حمید +

سندھ ۔ سید ہاشم شاہ + خوجوں کے لئے سید عبدالرزاق +

نجف اشرف ۔ پنجاب اور یو پی کیلئے سید باقر کا فونا + صرف یو پی کے لئے سید نوری کا فونا + خوجوں کے لئے شیخ عبدالغنی شاہد +

کاظمین شریفین ہندوستانیوں کے لئے شیخ محمد خادم قاسم شیخ راضی + بوہروں کے لئے صدیق ابن محمد صالح + خوجوں کیلئے عبد محمد صالح +

سامرہ ۔ مندرجہ ذیل مسافر خانے ہندوستانیوں کے لئے مقرر ہیں :-

شیخ سعید ۔ کریم کربیا ۔ لطائف و جاسم ۔

بغداد ۔ مغربی بغداد میں بھی حسینیہ گھر ہندوستان کے زائروں کے لئے مفت دیئے جاتے ہیں +

بصرہ سے کربلائے معلیٰ ۔ بغداد ۔ کاظمین اور سامرہ جانے کے لئے اور اسی طرح سے واپسی لوٹنے کے لئے باقاعدہ ریل گاڑیاں چلتی ہیں ۔ ہندوستان سے بذریعہ جہاز جانے والے زائرین کو بصرہ کے بندرگاہ میں ریلوے کی طرف سے ایک "منتظم زائرین" ملتا ہے ۔ اور اُن کی خبرگیری کرتا ہے ۔ یہ افسر اُن زائرین کے آرام کا بھی خیال رکھتا ہے ۔ جو کہ بذریعہ ریل سفر کرنا چاہیں ۔ اور ریل گاڑی میں مناسب جگہ بھی دلواتا ہے ۔ بندرگاہ میں ہی ریلوے انکوائری اور بکنگ آفس ہے ۔ جہاں کہ ریل کے سفر کے متعلق تمام اطلاعات مل سکتی ہیں ۔ اور ٹکٹیں بھی خریدی جاسکتی ہیں ۔ اور بصرہ اسٹیشن پر ریل گاڑی کے منتظرین کے لئے کافی تعداد میں ٹھہرنے اور آرام کی جگہ کے انتظامات کئے گئے ہیں ۔ بصرہ اسٹیشن اور ریلوے کے باقی اسٹیشنوں پر کھانے پینے کی ضروریات اور سوڈا واٹر وغیرہ مسلمان فروشندوں سے حاصل ہوسکتی ہیں پینے کا پانی مفت ملتا ہے ۔ ریلوے گاڑیاں پوری آرام دہ ہیں اور زائرین کی ہر ضرورت کی طرف پوری توجہ کی جاتی ہے +

عراق ریلوے | عراق ریلوے نے کم کرایہ کے لئے دوسرے و تیسرے درجہ کے ٹکٹ کی کوپن بکیں (کتابیں) تیار کی ہیں ۔

جن کے استعمال سے ٹکٹوں کی خرید و فروخت میں آرام اور کفایت رہتی ہے۔
مختلف درجوں کی کوپن کتابوں کی قیمتیں حسب ذیل ہیں:۔

کوپن بک کی قیمتیں		درجہ دوئم	درجہ سوئم
	کوپن بک (الف) برائے سفر بصرہ سے کربلا یا بغداد یا سامرہ سے واپسی بصرہ	للعہ ۲۲ روپے	للعہ ۱۴ روپے
	کوپن بک (ب) برائے سفر بصرہ سے کربلائے معلّٰی کاظمین شریفین اور واپسی بصرہ	للعہ روپے	عہ ۱۲/۸ روپے

بچوں کے لئے نصف کرایہ ہوگا۔

یہ کوپن بک ۱۵۰ دنوں تک کارآمد ہوسکتی ہے۔ اور جس کے بھی پاس کوپن بک ہو۔ ہر مسافر کو ۵۰ سیر سفری اسباب بلا محصول ساتھ لیجانے کا حق ہے۔

بصرہ سے کربلائے معلّٰی بصرہ سے ہر روز ایک ریل گاڑی کربلا کو جاتی ہے۔ اور یہ سفر ۲۰ گھنٹوں کا ہے۔ بصرہ سے کربلا جانے کے لئے سرا سر گاڑیوں کا انتظام کیا گیا ہے۔ جو کہ میل ٹرینز (یعنی ڈاک گاڑی) کے ساتھ جڑ جاتی ہیں۔ چنانچہ تبدیلی گاڑی کی ضرورت دفع ہو جاتی ہے۔ اُن زائرین کے لئے جو کہ نجف اشرف جانا چاہیں۔ (جو کہ کربلا سے قریباً ۳۰ میل کے فاصلہ پر ہے) معتدل کرایہ سے کافی موٹریں مل سکتی ہیں +

کرایہ دوسرا درجہ یکطرفہ ۱۴/۵ واپسی للعہ ۲۲/۸ تیسرا درجہ یکطرفہ ۲/۱۶ واپسی ۴/۱۳

کربلائے معلّٰی سے بغداد اور کاظمین کربلا سے بغداد اور کاظمین (الجوادین اسٹیشن) کو روزانہ تین گاڑیاں آتی جاتی ہیں۔ اور اس سفر میں چار گھنٹے صرف ہوتے ہیں۔

کرایہ دوسرا درجہ یکطرفہ ۱۴/۳ واپسی ۱۲/۵ تیسرا درجہ یکطرفہ ۲/۱ واپسی ۱۲/۳

بغداد یا کاظمین سے سامرہ بغداد اور کاظمین سے سامرہ کے لئے روزانہ گاڑیاں چھوٹتی ہیں۔ اور یہ راستہ پانچ گھنٹوں کا ہے۔ سامرہ اسٹیشن دریائے دجلہ کے کنارے پر واقع ہے۔ اور مسافروں کو

کشتی کے ذریعے دوسرے کنارے پر پہنچایا جاتا ہے۔ جہاں سے شہر صرف دس منٹ کا راستہ ہے۔

کرایہ دوسرا درجہ یکطرفہ ۱۲؍ واپسی ۹؍ تیسرا درجہ یکطرفہ ۸؍ واپسی ۸؍

اور بغداد کاظمین سے بصرہ کا کرایہ دوسرا درجہ ۸؍ واپسی ۲؍ تیسرا درجہ ۔۔۔ واپسی ۱۲؍ ہے +

ریل گاڑی کے باقاعدہ انتظامات ہونے کی وجہ سے واپسی سفر بھی اسی سُرعت و آرام سے طے کیا جا سکتا ہے جیسے کہ جاتے وقت کیا گیا ہے +

بغداد

یہ شہر خلافتِ اسلامیہ کی ایک عظیم الشان یادگار ہے۔ اور عراق کا باغِ عدن کہلاتا ہے۔ نہایت بہترین۔ پُر فضا اور بارونق شہر ہے۔ گو اب یہاں پر خلفائے اسلامیہ کے وقت کی شان و شوکت بوجہ مغربی اثر کے نہیں رہی۔ تاہم یہ ایک قابلِ دید شہر ہے۔ دریا کے کنارے سے گذرتے ہوئے میناروں کی بلندی کو دیکھتے ہوئے۔ فورڈ کار موٹروں کی تیز رفتاری اور آواز سنتے ہوئے بھی خلیفہ ہارون الرشید کے زمانہ کی یاد آ جاتی ہے۔ آج یہاں سینما اور تھیٹر جانے والے لوگ ہزار ہا ملتے ہیں۔ گو آپ اپنے خطوط بذریعہ ہوائی جہاز روانہ کر سکتے ہیں۔ خود آپ کو خچر یا گدھے پر سوار ہونا پڑتا ہے۔ ہزار ہا لوگ سیر و تفریح کرتے پھرتے ہیں۔ ہزار ہا ایسے غربا بھی ہونگے۔ جنہوں نے دریائے دجلہ تک نہ دیکھا ہوگا۔ یہ عجیب و غریب شہر آج دسویں اور بیسویں صدی کی تہذیب کا مرقع بنا ہوا ہے۔

غرض آجکل بغداد میں ہر ملک کے آدمی اور ہر ملک کی تہذیب نظر آوے گی۔ وہاں کے باشندوں میں مغربیت زیادہ اثر پیدا کر چکی ہے۔ مگر گھر گھر اور گلی کوچے میں نہریں بہتی ہیں۔ بہرحال یہ شہر اپنی نظیر آپ ہے۔

یہ شہر خلیفہ منصور نے بسایا تھا۔ اس نے دریائے دجلہ کے مغربی کنارے پر اس شہر کی بنیاد رکھی تھی۔ مذہبی اور سیاسی دنیا کا یہ عظیم الشان مرکز رہا ہے۔ اور تا حال ہے۔ تیمور لنگ کی وفات کے بعد یہ شہر دوبارہ بنا۔ لیکن گذشتہ عباسیہ خاندان کے وقت کی شان و شوکت کیسے واپس آسکتی تھی۔ شہر بغداد میں مندرجہ ذیل عمارات و مقامات قابلِ دید ہیں:۔

مسجد مرجان | یہ پرانے زمانہ کی بہترین یادگار ہے۔ جس سے اسلامی صنعت و حرفت کا اندازہ لگتا ہے۔

مسجد خاساکی | گو اب یہ غیر آباد ہوتی جا رہی ہے۔ تاہم اس کے محراب و منبر جو کہ سنگ مرمر کے بنے ہوئے ہیں۔ دیکھنے کے قابل ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ خلیفہ منصور نے یہ شمال سے منگوائے تھے۔ تاکہ اپنی مسجد و شہر کو زینت بخشے۔

مستنصریہ | یہ گذشتہ پہلے مسلمانوں کے لئے دارالعلوم یا یونیورسٹی تھی۔ یہ خلیفہ مستنصر نے بنوائی تھی۔ اور کبھی زمانہ میں بغداد کی بہترین عمارت تھی۔ آج کل اسے چونگی خانہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کا پچھلا حصہ روئی گدام کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔

سوق الغزل کی مینار | یہ خلفاء کے اپنے خاص محلوں کے لئے مسجد کی بلند مینار تھی۔ اس کا مقابلہ شہر وینس کے گرجا کی مینار سے کیا جا سکتا ہے۔

مسجد سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ | حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد مع مقبرہ کے نہایت متبرک اور قابلِ دید عمارت ہے۔ اس کے علاوہ قبرستان میں حضرت جنید بغدادی، حضرت سری سقطی، حضرت معروف کرخی، حضرت منصور حلاج رحمہم اللہ کے مقبرے قابلِ زیارت ہیں۔

سیڈل عمارت | یہ پرانے زمانہ کے وزراء کی جائے رہائش تھی۔ نہایت ہی شاندار عمارت ہے۔

حیدر خاں مسجد | یہ ایک نئی عمارت ہے۔ جو کہ داؤد پاشا نے بنائی ہے۔

بہت عظیم الشان اور نئے فیشن کی ہے +

زبیدہ بیگم کا مقبرہ دریائے دجلہ کے مغربی کنارے پر واقع ہے۔ یہ محرابوں سے بنا ہوا ہے جن میں باریک سوراخ ہیں۔ سورج کی شعاعیں اندر آتی ہوئی نہایت خوشگوار لگتی ہیں۔ یہ اسی عالی اور فرشتہ سیرت بیگم کا مقبرہ ہے جس نے حجاج کی تکلیف کو دیکھ کر لکھوکھا روپیہ کے مصارف سے مکہ معظمہ میں نہر زبیدہ کو جاری کیا۔ (خدا اسے جنت نصیب کرے) +

بازار بازار فراخ ہیں۔ اور ان کے نام (بہت مدت سے) وہی چلے آتے ہیں۔ جو پرانے زمانہ میں تھے۔ ریشم کے کپڑے یہاں کے بازاروں کا ایک بہترین تحفہ ہیں۔ جن پر سونے چاندی کا کام نکلا ہوتا ہے +

عجائب گھر یہاں پرانے زمانہ کی نہایت عجیب وغریب یادگاریں جمع کی جا رہی ہیں۔ یہ قابل دید چیز ہے۔ بغداد میں یہودی قوم بھی کثرت سے آباد ہے

دریا کے راستے سفر

بغداد سے براہ دجلہ بصرہ تک دخانی کشتیوں میں بھی سفر کرتے ہیں۔

مدائن بغداد اور قط العمارہ کے درمیان دریائے دجلہ کے کنارے پر واقع ہے۔ جہاں کسریٰ بادشاہ اور حضرت سلمان فارسیؓ اور حضرت حذیفہ یمانیؓ۔ عبداللہ انصاریؓ اصحابی حضرت رسول اکرمؐ کا روضہ ہے۔ حال ہی میں امیر فیصل نے دریائے دجلہ کے کنارے ان مقبرات کو محفوظ کر دیا ہے۔

بغداد سے قط اور پھر عمارہ جو نہایت خوبصورت مقام ہے۔ جاتے ہیں۔ یہاں سے دریائے دجلہ کا پاٹ کم ہوتا چلا جاتا ہے۔ یہاں سے عراق کی دلدلوں میں سے بہتا ہے۔ اس کے دائیں کنارے پر پیغمبر عزیزؑ کا مقبرہ ہے۔ جوں جوں دلدل پیچھے چھوڑتے جاتے ہیں۔ عدن کے باغوں کے نظارے دکھائی دیتے ہیں۔ چند گھنٹوں بعد بصرہ سے باہر جاتے

والے جہاز نظر آنے لگ جاتے ہیں +

کربلائے معلّی بغداد سے موٹر ٹیکسی یا ریل کے ذریعے بجانب جنوب کربلائے معلّی و نجف اشرف کو جاتے ہیں۔

بغداد سے صبح کو ریل کربلائے معلّی جاتی ہے۔ جو بغداد سے ۶۸ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ راستہ میں ھندیہ (جو آبپاشی کے لئے عراق کا مشہور ترین مقام ہے) کے پل پر سے دریائے فرات کو عبور کرتے ہیں۔ اور کربلا پہنچ جاتے ہیں۔ یہ وہی خطرناک مقام ہے۔ جہاں پر آج سے ۱۳۰۰ بارہ سو برس پہلے رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پیارے نواسے جناب سیدنا حضرت امام حسینؓ علیہ السلام کو بے آب و دانہ مع رفقاء کے یزید پلید علیہ اللعنۃ نے شہید کیا تھا۔ جس حادثہ فاجعہ کی یاد دُنیائے اسلام کے دلوں میں اب تک تازہ ہے۔ یہاں پر سیدنا حضرت امام حسینؓ علیہ السلام کا جسد اطہر دفن ہونے کے علاوہ آپ کے ۷۲ رفقاء بھی یہیں دفن ہیں۔ یہ مقبرہ نہایت خوبصورت اور سنہرا بنا ہوا ہے۔ درمیان میں حرم واقع ہے۔ جس کے سات دروازے ہیں۔ قریب ہی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا مقبرہ ہے۔ جس کے مینار سونے کے ہیں۔ شیعہ حضرات ہر سال لاکھوں کی تعداد میں زیارت کے لئے آتے ہیں۔ نہایت خوبصورت شہر کی حالت میں ہے۔ ہر چیز یہاں با فراط ملتی ہے +

نجف اشرف کربلائے معلّی سے نجف اشرف بجانب جنوب ۵۰ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہاں موٹریں جاتی ہیں۔ ریل نہیں چلتی۔ شیعہ حضرات اس کو حرمین الشریفین سے دوسرے درجہ کا متبرک مقام مانتے ہیں۔ یہاں پر ہر سال ہزاروں زائرین آتے ہیں۔ یہاں پر خلیفۂ چہارم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا عظیم الشان مقبرہ بنا ہوا ہے۔ جن کو کوفہ میں جو نجف اشرف سے ۴ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔

شہید کیا تھا۔ آپ کے مقبرہ کا گنبد سنہرا ہے۔ نہایت خوبصورت مقبرہ ہے۔ شہر کی گلیاں بہت تنگ ہیں۔ گاڑی وغیرہ شہر میں نہیں جا سکتی۔ ہزار ہا لاشیں یہاں دفن ہونے کو آتی ہیں۔ نیز کثیر التعداد بوڑھے اور نا امید مریض یہاں آتے ہیں۔ تاکہ یہاں وفات پائیں۔ اور اس متبرک سرزمین میں دفن کئے جائیں۔ یہاں کی عجیب و غریب چیز۔ یہاں کے زمین دوز مکانات ہیں۔ جہاں نجفی لوگ موسم گرما بسر کرتے ہیں۔ یہ زمین دوز مکان بعض جگہ کئی کئی منزلوں گہرے ہوتے ہیں۔ اور یہاں نہایت ٹھنڈی ہوا آتی ہے +

شہر بابل (بابلون) کے کھنڈرات و شیر کش

بغداد سے جانب جنوب ہلا ریلوے اسٹیشن ریل کے راستے ۶۵ میل ہے اور ہلا سے شہر بابل کے کھنڈرات ۳ میل کے فاصلے پر واقع ہیں شہر بابل بہت ہی پرانی تہذیب کا مرکز تھا۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ تھا۔ تو اس کی شان و شوکت کا ستارہ بہت عروج پر تھا۔ لیکن اب میلوں تک بنجر میدان ہی نظر آتے ہیں۔ اور کہیں کہیں دریائے فرات کے اٹھتے ہوئے کنارے نظر آجاتے ہیں۔ آج کل کے تجربات سے معلوم ہوتا ہے کہ شہر بابل ۲۱۰۰ ق۔م میں آباد ہوا۔ اور ۱۵۰۰ سال سے زیادہ عرصہ تک دارالخلافہ رہا۔ لیکن اس وقت کی عمارات کے اب نشان تک محو ہو چکے ہیں۔ سیناکرب بادشاہ نے بنی اسرائیل پر جو مظالم ڈھائے۔ اس وقت شہر بابل کو بھی نہیں چھوڑا۔ اس کی تمام تہذیب و تمدن کو یکدم خاک میں ملا دیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ سیناکرب نے حمورابی کے بت کو بھی برباد کیا۔ جس کی بابت کہا جاتا ہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں ایک بہت بڑا قانون دان تھا۔ اور بنی اسرائیل سے ۵۰۰ سال پہلے کا واقع ہے۔

یہ شہر اس طرح برباد ہوا ہے۔ کہ پرانے زمانہ کی عمارات وغیرہ کے نشانات تک زائل ہو چکے ہیں۔ دُور تک سبزہ بھی نمایاں نہیں ہے۔ بلکہ ٹیلے چٹانیں ہی نظر آتی ہیں۔ پرانے زمانے میں اس شہر کے گرد تین فصیلیں بنائی گئی تھیں۔ جو کہ ابھی تک کچھ کچھ باقی ہیں۔ فصیلوں کے درمیان ایک خندق تھی۔ کچھ حصے باقی ہیں۔ یہاں بابل کے شیر کی مورت ابھی تک موجود ہے +

حلہ بغداد سے ۶۵ میل کے فاصلے پر جنوب میں واقع ہے۔ یہاں بصرہ جانے والی ریل کا اسٹیشن ہے۔ اور عراق میں یہ ایک تجارتی منڈی ہے۔ یہاں بردو مسجدیں اور شمش کے نام سے مشہور ہیں۔ اور دو مشہور مینار ہیں +

کش یہ شہر حلہ سے ۱۴ میل کے فاصلے پر جانب مشرق واقع ہے۔ اور ریلوے اسٹیشن ہے۔ یہاں پرانے مشہور کھنڈرات ملتے ہیں۔ یہاں پر ایک ٹیلہ ہے جس پر چڑھ کر تمام شہر نظر آسکتا ہے۔ شاہانِ کش کا محل یہاں ایک قابلِ دید عمارت ہے جو اب ویران پڑا ہوا ہے۔ اور جس کے زنگار رنگ کے پتھر اور موتی اس کی گذشتہ شان و شوکت کی یاد تازہ کرتے ہیں +

بیرنمرود حلہ سے ۷ میل کے فاصلے پر دریائے فرات کے کنارے بیرنمرود واقع ہے۔ یہاں سے موٹر یا دیگر سواری مل جاتی ہے۔ جہاں ایک نہایت عمدہ اور بلند گنبد میلوں سے نظر آتا ہے۔ یہاں ایک نابو کا مندر بھی ہے۔ جو کہ علم و ادب کا سرتاج تھا۔ یہاں جسے ٹیلِ نمرود کہتے ہیں۔ اسی جگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تھا۔ جب یہ خدائے قدیر کے اس حکم سے آگ گلزار ہو گئی :- یٰنَارُ كُونِي بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ۔

اُر بغداد سے ۲۲۵ میل کے فاصلے پر جنوب میں شہر اُر آباد ہے۔ یہاں سے بصرہ ۱۲۶ میل ہے۔ اور اُر جنکشن سے ۲۰ منٹ کے راستے پر واقع ہے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جائے پیدائش ہے۔ اُر دریائے فرات پر واقع ہے۔ یہ کسی زمانہ میں مصر و شام کی تجارت کا مرکز تھا۔ یہاں بہت چیزیں زمین کھودنے

برآمد ہوئی ہیں جن میں اکثریت سونا چاندی اور دیگر دھاتوں کی ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کسی وقت یہ شہر عروج پر تھا۔ اور یہاں کے باشندے بہت امیر تھے۔ اُر سے ۲۰ میل کے فاصلے پر پُرانے زمانے کی عمارات ہیں۔ اور تل العبید جو اُر سے ۴ میل کے فاصلے پر ہے۔ وہاں بہت سی معلومات عمل میں آئی ہیں +

ابوشاہرین اُر سے ۱۴ میل کے فاصلے پر ابوشاہرین ہے۔ جو پُرانے زمانے کے بتوں کی عبادت کا مرکز تھا۔ علاوہ ازیں ۱۰ میل کے فاصلے پر نصیریہ مقام ہے۔ جس کی ناصر پاشا نے بنیاد ڈالی تھی۔ یہاں بدو لوگوں کے لئے نہایت عمدہ بازار لگتا ہے۔ اس کے بازار اور گلیاں برخلاف عراق کے دوسرے شہروں کے دراز اور فراخ ہیں۔ اور جو بڑے قسم کے ہیں +

بصرہ بغداد سے ۴۳۵ میل کے فاصلے پر جنوب میں واقع ہے۔ یہ عراق کا بڑا شہر ہے۔ اسے شرق کا وینس کہا جاتا ہے۔ شط العرب یعنی دجلہ اور فرات کا مقام اتصال ایک عظیم الشان نہر کا منظر پیش کرتا ہے۔ اس کے کنارے پتھروں سے نہیں بلکہ کھجوروں کے شاندار جھنڈوں سے خوشنما بنا دیئے گئے ہیں۔ بصرہ کی خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بنیاد ڈالی تھی۔ اصل جائے وقوع ایک سطح مرتفع پر تھی۔ جو کہ شہر زبیر کے قریب واقع ہے۔ یہ کھجور کی دنیا میں سب سے بڑی بندرگاہ ہے۔ دنیا میں جتنی کھجوریں کھائی جاتی ہیں۔ ان کی دو تہائی ($\frac{2}{3}$) عراق میں پیدا ہوتی ہیں۔ یعنی ایک لاکھ ٹن سے زیادہ کھجوریں دساور کو بھیجی جاتی ہیں۔ جن کی کثیر تعداد بصرہ کے ۸۰ میل شمال و جنوب میں پیدا ہوتی ہے۔ یہ شہر نہایت خوبصورت ہے۔ بندرگاہ پر بڑا ہجوم رہتا ہے۔ یہاں پر کراچی سے براستہ خلیج فارس جو مسافر آتے ہیں۔ اُترتے ہیں۔ اور یہاں سے مشہور مقامات کی زیارت کرتے ہوئے براستہ بغداد۔ دمشق جاتے ہیں۔ یہاں سے ایک راستہ براہ کویت۔ ریاض۔ نجد کو ہوتے ہوئے بھی جاتا ہے +

بغداد سے براہ خشکی ہندوستان

عراق کے بندرگاہ بصرہ سے ایک راستہ براہ سمندر کراچی و بمبئی جاتا ہے جس کا ذکر صفحہ ۴۱۲ پر عراق ریلوے کے ذریعہ مقامات مقدسہ کی زیارت میں آچکا ہے۔ دوسرا راستہ بغداد سے بذریعہ موٹر مملکت ایران و افغانستان سے ہندوستان جاتا ہے۔

ایرانی سفر میں آپ کو بڑی بڑی چڑھائیاں اور اترائیاں۔ بے نظیر مناظر۔ ٹھنڈی و گرم ہوائیں۔ نظر فریبیاں۔ دلربائیاں۔ سبز پوش پہاڑ۔ ننگے ٹیلے۔ بے آب و گیاہ چٹانیں۔ سبزہ زار۔ چمن۔ پھولوں کے باغات۔ غرضکہ آپ کو ہر قسم کے نظارے دیکھنے ہوں گے۔ اور ہر مقام پر آپ کو ٹھہرنے کے لئے ہوٹل یا مسافرخانہ ملیں گے۔ ہر شہر میں ہر قسم کی کھانے پینے۔ کپڑے و دیگر اشیاء ملیں گی +

سرحد ایران خانقین

بغداد سے خانقین تک ریل جاتی ہے۔ یہ راستہ قریباً ایک سو دس ۱۱۰ میل ہے۔ یہاں پر عراق ریلوے ختم ہوجاتی ہے۔ یہ شہر ایران کی سرحد ہے۔ یہاں حدود ایران میں سفر کرنے والے زائرین کے پاسپورٹ دیکھے جاتے ہیں۔ اور حکومت ایران کا یہاں پر چنگی خانہ بھی ہے اور قرنطینہ بھی۔ گمرک یعنی چنگی والے مسافر کی تلاشی لیتے ہیں۔ اس لئے جو چیز آپ کے پاس ہو۔ صاف صاف بتادیں۔ چھپاویں ہرگز نہیں۔ خانقین ایرانی سرحد کا ایک بارونق آباد شہر ہے۔ ہر قسم کا سامان یہاں پر مل جاتا ہے۔ موٹریں طہران جانے کے لئے تیار رہتی ہیں۔ عام موٹریں اور ڈاک کی موٹریں دونوں سواریاں لے جاتی ہیں۔ خانقین سے طہران ۴۰۰ میل ہے۔ کرایہ فی سواری موٹر لاری میں پچیس ۲۵ روپیہ اور موٹر کار میں قریباً سو ۱۰۰ روپیہ تک ہے۔ خانقین سے موٹر آباد شہروں پر فضا وادیوں سے گذرتا ہوا

قصرِ شیریں ۔ بیاک ۔ کارند ہوتا ہوا کرمان شاہ پہنچتا ہے +

کرمان شاہ کرمان شاہ ایران کا نہایت اچھا ۔ خوبصورت ۔ دربارونق شہر ۔ دنیا کی ہر اشیاء یہاں مل جاتی ہے ۔ میوہ جات اور دیگر خوردنی اشیاء بافراط ملتی ہیں ۔ خوب بارونق شہر ہے +

ہمدان کرمان شاہ سے کانگ دار ہوتے ہوئے ہمدان پہنچ جاتے ہیں ۔ یہ بھی بڑا اور بارونق شہر ہے ۔ ہر چیز بافراط ملتی ہے +

قزوین ہمدان سے قزوین شمالی جانب ہے ۔ جو ہمدان سے ایک سو میل کے فاصلہ پر واقع ہے ۔ یہ قزوین کا بڑا بارونق شہر ہے یہ راستہ پر فضا ہے ۔ ایک اور دوسرا راستہ ہمادان سے طہران کو بیگ آباد زارا ۔ نوبارن دکوشکنت سے ہوتا ہوا جاتا ہے ۔ گر یہ تمام راستہ ریگستان سے ہوکر گذرتا ہے ۔ اس لئے بہتر راستہ قزوین کا ہے +

طہران سلطنت ایران کا دارالخلافہ ہے ۔ بہترین شہر ہے شاہ رضا خاں کے زمانہ میں بہت ترقی ہوئی ہے ۔ آبادی تین لاکھ سے زائد ہے ۔ یہاں پر آپ کو دہلی بمبئی کی طرح ہر چیز مہیا ہوسکتی ہے ۔ شہر سے ۳ میل کے فاصلے پر بی بی حضرۃ شہربانو رضی اللہ عنہا (حرم محترم جناب سیدنا امام حسین علیہ السلام) کا مقبرہ ہے ۔ ہر قسم کے ہوٹل اور سرائے وغیرہ موجود ہیں ۔ یہاں دو چار روز قیام کرو ۔ خوب سیر کرو ۔

ایرانیوں نے اعلیحضرت رضا شاہ پہلوی کے زمانہ میں حیرت انگیز ترقی کی ہے ۔ ایران مکمل طور پہ آباد ہے ۔ تعلیم و تجارت ۔ صنعت و حرفت و حکمت میں بے انتہا ترقی کر رہا ہے ۔ اس کے علاوہ جہاز ۔ موٹر ۔ ریل ۔ معدنیات کی کانوں کا کام بھی جاری ہے ۔ کالج ۔ مدرسے ۔ کارخانے برقیات و سائنس کے شعبے کھولے جا رہے ہیں ۔ فوج نئے طریقے سے آراستہ ہے ۔ مطابع اور اخبارات جاری ہو رہے ہیں ۔

طہران یورپین طرز کا شہرین رہا ہے - ہر طرف باغات - چمن موجود ہیں - نہر یں موٹر وغیرہ کافی ہیں - برقی روشنی جابجا ہے - شہر میں محلات - کونسل گھر - میونسپلٹی - تھیٹر گلستان وغیرہ دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں -

ایران کے قالین دنیا بھر میں مشہور ہیں - طہران میں یورپ کا تمدن ترقی کر رہا ہے - ہر طرف بڑی بیکروں کے جھرمٹ چلتے پھرتے سیر کرتے نظر آتے ہیں -

ایرانیوں کا لباس خاصکر طہران میں غریب سے لیکر امیر تک - گدا سے شاہ تک ایک ہی قسم کا ہے - کوٹ - پتلون - کالر - ٹائی اور چھجہ دار پہلوی ٹوپی - (جیسی کہ انگریزی چھوٹی ٹوپی ہوتی ہے) ہر شخص پہنتا ہے -

نیشاپور طہران سے مشہد جانے کے لئے شریف آباد کے راستے ہو کر نیشاپور ہوتے ہوئے جانا پڑتا ہے - نیشاپور علماء و فضلاء دہر کا مرکز رہ چکا ہے - نہایت اچھا شہر ہے - سب چیزیں ملتی ہیں - مشہد سے قریباً ۱۰۰ میل کے فاصلے پر واقع ہے - وہاں سے شاہ رود جاتے ہیں - جو ایک شہر ہے - وہاں سے صمنان پہنچتے ہیں - صمنان ایک بارونق شہر ہے -

ایک اور راستہ طہران سے پہاڑی علاقے فیروزہ کوہ سے گذرتا ہے - جہاں بڑے بڑے سرسبز پہاڑ ہیں - اس راستے سے مشہد پہنچ جاتے ہیں -

دوسرا راستہ ایوان کیف کا ہے - جو قریباً ۱۵۰ میل پڑتا ہے - اس راستے سے بھی مشہد پہنچ جاتے ہیں -

مشہد ایک مشہور شہر ہے - نہایت خوبصورت اور پُر رونق ہے - یہاں پر زیارت گاہیں بھی کافی ہیں - اور ہوائی جہاز کا اسٹیشن بھی یہاں پر واقع ہے - اس شہر میں جناب امام موسیٰ رضا رحمۃ اللہ علیہ کا روضہ مبارک بھی ہے - یہ روضہ نہایت مکلف با تمکین - ہوشربا - مطلا و منقش اور نہایت قیمتی ہے - صفائی حد درجہ کی رہتی ہے - حکومت کی طرف سے اعلےٰ منتظم کام کرتے ہیں - مشہد سے دزداپ تک

ہر شہر میں جو کہ راستے میں آتا ہے۔ کھانے پینے کی چیزیں پٹرول وغیرہ ہر [illegible]
کے لئے مل سکتا ہے۔ تازہ پھلوں اور میوہ جات کے علاوہ [illegible] پیکرے
برتن۔ اعلیٰ قسم کے قالین۔ لنگی ریشمی و لنگی یزدی۔ میوہ خالص۔ زیرہ۔ سیاہ۔
زعفران۔ شیر خشت۔ اور شلاخ مرجان وغیرہ تمام اعلیٰ درجہ کی چیزیں بافراط ملتی
ہیں۔ مشہد کے قریب ہی وکیل آباد۔ قبر فردوس اور طرقبہ میں سبزہ زار۔
باغات، چمن۔ قدرتی چشمے اور عجیب بہاریں ہیں۔

مشہد سے ایک راستہ کوئٹہ کی طرف جاتا ہے۔ اس راستے
میں پہاڑوں کی چوٹیوں۔ سبزہ زاروں۔ چشموں کے کناروں۔ جنگلوں
میں سے صحت بخش آب و ٹھنڈی ہوا کا لطف اٹھاتے ہوئے۔
اور چٹیل میدانوں اور ریگستانوں میں سے خاک اور گرم ہوا کے
تھپیڑے کھاتے ہوئے رباط قلعہ پہنچ جاتے ہیں۔
جو افغانی و ایرانی سرحد پر واقع ہے۔ یہاں سے چل کر
دزداپ پر جاوا کے قریب سید محل پر پہنچتے ہیں۔ جو
انگریزی و ایرانی سرحد ہے۔

راستے میں ہر مناسب جگہ پر سرائے اور سامان خوردنی مل
جاتا ہے۔ مشہد سے دزداپ تک موٹر لاریاں ایرانی
سواروں کی نگرانی میں آتی ہیں۔ تاکہ راستے میں مسافروں
کو تکلیف نہ ہو۔ دیگر سڑکوں پر بھی ایرانی سپاہی
گشت کرتے رہتے ہیں۔ سید محل سے پاسپورٹ
دکھا کر نوکنڈی جاتے ہیں۔ نوکنڈی سے ریل میں سوار
ہو کر کوئٹہ پہنچ جاتے ہیں۔

دزداپ سے کوئٹہ کا ذکر صفحہ ۴۳۵ پر بھی آچکا ہے۔

سفر براہ افغانستان

ہرات مشہد شریف سے ایک راستہ حدود کابل سے گذرتا ہے۔ موٹریں مشہد سے شریف آباد۔ تربت حیدری جاکر وہاں سے جانب شرق کاریز اور وہاں سے کافر قلعہ پر جاکر افغانستان کی سرحد پر پہنچ جاتی ہیں۔ اگر اس راستے سے آنا ہو۔ تو تہران یا مشہد میں افغانی قونصل سے پاسپورٹ پر تصدیق کرالیں۔ کافر قلعہ سے کوہ شان وغوریان ہوتے ہوئے ہرات پہنچ جاتے ہیں۔

ہرات ایک آباد۔ بارونق۔ افغانستان کے مغربی علاقہ کا مشہور شہر ہے۔ ہر قسم کی اشیاء ومیوہ جات بکثرت مل جاتے ہیں۔ قالین وغیرہ بھی اچھے ملتے ہیں۔ ہرات سے دولت یار اور وہاں سے کابل دارالسلطنت افغانستان میں پہنچ جاتے ہیں +

کابل کابل ایک قدیم شہر ہے۔ ایک میدان میں واقع ہے۔ چاروں طرف ننگی پہاڑیاں ہیں۔ مکانات طرز قدیم کے بنے ہوئے ہیں۔ گھر اور گلیاں چھوٹی چھوٹی ہیں۔ امراء کے رہائشی مکانات ہر قسم کے یورپین سازوسامان سے آراستہ ہیں۔ محلات وغیرہ شہر سے باہر ہیں۔ انار۔ انگور۔ سیب اور سردہ یعنی خربوزہ یہاں کے بہترین میووں میں سے ہیں۔ اور نہایت ارزاں۔ انگور اعلےٰ درجہ کا ایک دو آنے سیر مل جاتا ہے۔ یہی حال سردوں کا ہے +

دارالامان کابل سے کوئی دو میل کے فاصلے پر دارالامان ہے۔ جو سابق شاہ امان اللہ خاں نے طرز جدید پر تعمیر کرایا تھا۔ یہ جگہ نہایت خوبصورت ہے۔ سڑکیں یہاں کی بہت فراخ ہیں۔ ہر کوٹھی و دفتر کے چاروں طرف باغیچے لگے ہوئے ہیں۔ شہر کی نسبت

یہ جگہ نہایت پُرفضا صحت بخش اور صاف ہے +

پغمان کابل سے ۲۰ میل بجانب شمال ہے۔ کابل کا سرمائی دارالخلافہ پغمان ہے۔ جو اپنی دلآویزی اور چشموں کی فراوانی ... ی۔ چشموں کی وجہ سے ایشیاء کا سوئیٹزرلینڈ ہے۔ یہ جگہ دنیا کی بہترین صحت بخش جگہوں پر سے ہے۔ دیکھنے کے قابل جگہ ہے۔ ایک پہاڑی پر بنا ہوا ہے۔ خاصے بڑے میدانوں کے تختے نیچے اوپر چلے گئے ہیں۔ اور تھوڑی تھوڑی دور کے فاصلے پر پانی کے چشمے جاری ہیں۔ یہاں پر ایک مسجد بنی ہوئی ہے۔ جس کے مصلّے کے اوپر گرجا نما مینار یا گھنٹہ گھر بنا ہوا ہے۔ جس پر گھڑی لگی ہوئی ہے۔ اور وہاں پر چڑھ کر اذان بھی دی جاتی ہے۔ اس پہاڑی پر چاروں طرف باغات۔ کوٹھیاں بنی ہوئی ہیں۔ درمیان میں ایک خوبصورت رسٹورنٹ بنا ہوا ہے۔ اور جابجا فوارے چل رہے ہیں۔ برقی روشنی کا کافی انتظام ہے۔ یہ جگہ دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے +

نملا کابل سے چل کر ایک پہاڑ کی چوٹی پر سے راستہ طے کرنا پڑتا ہے۔ سڑک صاف ہے۔ چڑھائی شملہ کی طرح کی آجاتی ہے۔ اور سڑک چکر کاٹتی ہوئی نیچے اوپر ہوتی ہوئی جاتی ہے۔ وہاں سے نملا پہنچ جاتے ہیں۔ نملا میں بھی ایک ہوٹل اور رسٹورنٹ بنا ہوا ہے۔ انار کے باغات کثرت سے ہیں۔ مگر آبادی نہیں ہے +

جلال آباد نملا سے چل کر جلال آباد پہنچ جاتے ہیں۔ جلال آباد خاصی بستی ہے۔ پہلے یہاں پر خوبصورت محلات بنے ہوئے تھے جو بچہ سقّے نے برباد کر دیئے۔ یہاں پر منڈی بھی ہے +

ڈکہ جلال آباد سے چل کر ڈکہ پہنچ جاتے ہیں۔ ڈکہ میں پاسپورٹ دیکھے جاتے ہیں۔ اور چنگی والے بھی سامان وغیرہ دیکھتے ہیں۔

چہ افغانستان کی آخری بستی ہے۔

[illegible] سے [illegible] میل کے فاصلے پر ہندوستانی سرحد لنڈی خانہ ہے۔ جہاں پر ہندوستانی فوج کی چھاؤنی بنی ہوئی ہے۔ یہاں پر بھی انگریزی قونصل پاسپورٹ دیکھتا ہے۔ یہاں سے درۂ خیبر کی چڑھائی شروع ہو جاتی ہے۔ کئی سڑکیں اوپر تلے بنی ہوئی ہیں۔ ایک سڑک خاص کر فوج کے واسطے ہے۔ دوسری عام گذرگاہ ہے۔ تیسری اُن قافلے والوں کے لئے جو اونٹ و گدھوں پر سامانِ تجارت لاتے ہیں۔ یہ سڑکیں نہایت پختہ اور صاف ہیں۔ ہندوستان میں شاید ہی ایسی سڑکیں صاف ہوں۔ لنڈی خانہ سے لنڈی کوتل تک چڑھائی ہے جابجا ٹیلوں کی چوٹیوں پر فوجی چوکیاں بنی ہوئی ہیں۔ چڑھائی ختم ہونے پر لنڈی کوتل کی چھاؤنی آ جاتی ہے۔ جو چوٹی پر آباد ہے۔ یہاں پر انگریزی فوج رہتی ہے۔ لنڈی کوتل سے جمرود و پشاور تک اترائی ہے۔

جلال آباد سے ایک دن میں پشاور پہنچ جاتے ہیں پشاور سے ریل میں سوار ہو کر ہندوستان کے کسی شہر میں پہنچ جائیے۔

کی

جس قدر کاپیاں درکار ہوں

مینیجر آرمی پریس شملہ

سے طلب فرمائیں

مطبوعہ آرمی پریس شملہ